﴿لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت

سیدُ الاُمَمِ ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ وتاریخ

جلد ۹

مولوی محمد اصغر ہاشمی

فہرست مضامین

۲ہجری

۲ ہجری

ماہ حرام ذی الحجہ اور محرم گزر چکے تھے، جزیرۃ العرب کی سب سے بڑی طاقت اور جاہلیت کے علم برداروں نے مدینہ منورہ کے خلاف اعلان جنگ کر کے لشکر کشی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کی اجازت مل چکی تھی مگر ابھی تک کوئی معرکہ برپا نہیں ہوا تھا، چنانچہ کوئی معرکہ برپا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سورۂ محمد نازل فرمائی جس میں جنگ کے متعلق مزید ہدایات فرمائیں۔

مضامین سورۃ محمد: مہاجرین مکہ مصائب وآلام سے پر زندگی سے نکل کر دارالامان مدینہ منورہ میں قدرے عافیت کی زندگی کا آغاز کر رہے تھے مگر کفار مکہ مسلمانوں کو مٹا دینے والی پالیسی سے اب تک دستبردار نہ ہوئے تھے بلکہ ان کی دشمنی اور زیادہ شدت اختیار کر گئی تھی، سورۂ کی ابتدا میں کفار اور مومنین کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے کفار باطل کا اتباع کرتے ہیں اور اہل ایمان حق کی اتباع کرتے ہیں، جب انسانوں میں ان دو گروہوں کا وجود ہو گا تو ان کے درمیان کشمکش بھی ہو گی، ٹکراؤ بھی ہو گا، معرکہ کارزار بھی گرم ہو گا اس لیے فرمایا کہ جب تم کفار سے ٹکراؤ تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو جو باقی بچیں انہیں مضبوطی سے قید کر لو، ان قیدیوں کو بطور احسان بھی آزاد کیا جا سکتا ہے اور فدیہ لے کر بھی چھوڑا جا سکتا ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ اپنے قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کیا جا سکتا ہے اور چوتھی امکانی صورت یہ ہے کہ انہیں غلام اور لونڈی بنا لیا جائے، اس وقت پوری دنیا میں نہ صرف یہ کہ جنگی قیدیوں کو غلام بنا لینے کا رواج تھا بلکہ ظالم لوگ ایسے آزاد انسانوں کو بھی غلام بنا لیتے تھے جن کا کوئی وارث یا طاقتور خاندان یا قبیلہ نہیں ہوتا تھا، یہ مظلوم طبقہ کسی بھی قسم کے انسانی حقوق سے محروم تھا، اسلام نے ان کے حقوق متعین کیے، انہیں آزاد کرنے کے فضائل بتلائے اور ان کے خون کو حرمت بخشی۔

○ کفار کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کی تائید و رہنمائی سے محروم ہیں اس لیے اہل ایمان کے مقابلے میں ان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو گی اور وہ دنیا و آخرت میں برے انجام سے دوچار ہوں گے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر کے یہ سمجھا کہ انہیں بڑی کامیابی نصیب ہوئی ہے حالانکہ ان کا یہ عمل خود ان کی اپنی تباہی و بربادی کے مترادف ہے۔

○ منافقین کو تنبیہ کی گئی کہ ایمان و اسلام کے بلند بانگ دعوؤں کے بجائے اب عملی جدوجہد کا وقت آ چکا ہے، قتال کے حکم سے تمہارے حوصلے پست اور ہوش و حواس کیوں اڑ گئے ہیں؟ دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر کفار سے ساز باز کرنے یا دنیاوی عافیت کی کسی دوسری راہ کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہو رہے ہو؟ یہی وہ وقت ہے جب اللہ تعالیٰ مخلص اور منافق کے دعوے کی حقیقت کو کائنات کے لوگوں کے سامنے ظاہر کرے گا اور اس موقع پر اگر کوئی شخص اپنے مفادات کی خاطر میدان میں اترنے سے گریز کرے گا تو اس کے تمام اعمال کو آخرت میں بے اجر کر دیا جائے گا۔

○ اہل ایمان کو ہمت دلانے کے لیے فرمایا کہ مومن کا اصل ہتھیار اللہ پر غیر متزلزل اعتماد اور اخلاص کے ساتھ جدوجہد کرنا ہے، اس

لیے افرادی تعداد کی قلت، جنگی و مالی بے سروسامانی اور اس کے مقابل کفار کی عددی کثرت اور جنگی ساز و سامان اور مالی بہتات کے باعث قطعاً فکرمند نہ ہوں، کفار کے آگے صلح کی پیش کش کر کے کمزوری کا اظہار نہ کریں بلکہ اللہ کے دین پر استقامت دکھائیں اور اس کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس سلسلے میں اپنے مقدور بھر وسائل کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کریں، اللہ تعالیٰ راہ حق میں ان کی کوششوں کو رائیگاں نہیں کرے گا بلکہ دنیا و آخرت میں وہ ان کا بہترین صلہ پائیں گے، اگر اس موقع پر بخل اور کنجوسی سے کام لیا گیا یا اللہ کی راہ میں قربانی سے گریز و فرار کی راہ تلاش کی گئی تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور کو کھڑا کر دے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ﴿۱﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے، اور جو لوگ ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور اچھے کام کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) پر اتاری گئی ہے، اور دراصل ان کے رب کی طرف سے

وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ﴿۲﴾ ذٰلِکَ

سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی، یہ اس لیے کہ

بِاَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الۡبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ

کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف ہے،

کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ اَمۡثَالَہُمۡ ﴿۳﴾ (محمد ۱ تا ۳)

اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔

جن رؤسائے اور ائمہ ضلالت نے اس تعلیم و ہدایت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جو محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پیش کر رہے ہیں اور جنہوں محض تکبر و غرور اور تعصّبات میں مبتلا ہو کر اللہ کے بندوں کو مختلف طریقوں سے اپنے معبود حقیقی کی بندگی سے روکا، اس گناہ عظیم کے سبب اللہ نے ان کے ہر طرح کے نیک اعمال کو رائیگاں کر دیا ہے، جیسے فرمایا

وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰہُ ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾ [1]

[1] الفرقان ۲۳

ترجمہ:اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

اور اس سبب سے ان کو بدبختی میں مبتلا کر دیا ہے چنانچہ آخرت میں جب نیک اعمال کی اشد ضرورت ہوگی اس وقت وہ تہی دامن ہوں گے،اور جو لوگ خلوص نیت سے دعوت حق پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کیے اور اس جلیل القدر کتاب قرآن کریم پر ایمان لے آئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل پر عموماً نازل کی اور جو خصوصاً پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے،اور جو فی الواقع رب کی طرف سے ہی ہے اور سراسر حق وصداقت ہے،اللہ نے ان کے ایمان لانے سے قبل دور جاہلیت کی غلطیاں اور کوتاہیوں کو معاف فرمادیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی یرحمک اللہ کہے،جب ساتھی یرحمک اللہ کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا کہے اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت سنوار دے۔[1]

اور انہیں باطل عقائد ونظریات،اور اخلاق واعمال سے نکال کر آئندہ کے لئے ان کی زندگیاں سنوار دیں،یہ اس لیے کہ کفر وشرک کرنے والوں نے طاغوت کی پیروی کی اور ایمان لانے والوں نے رب کی طرف سے نازل حق کی پیروی کی،اس طرح اللہ لوگوں کو ان کی ٹھیک ٹھیک حیثیت بتائے دیتا ہے تاکہ طاغوت کی پرستش کرنے والے اس دردناک انجام سے بچ جائیں جو کفار ومشرکین کا مقدر رہے،اور جو لوگ راہ حق کو اختیار کریں وہ اس پر چل کر ابدی فوز وفلاح سے ہمکنار ہوں گے،جیسے فرمایا:

۔۔۔لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ۔۔۔ ﴿۴۲﴾[2]

ترجمہ: تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ

تو جب کافروں سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو تو گردنوں پر وار مارو،جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید وبند

فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ؕ

سے گرفتار کرو (پھر اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے،

وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ

یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا،لیکن (اس کا منشا یہ ہے) کہ تم میں سے ایک کا امتحان

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ ۶۲۲۴،سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ ۵۰۳۳،مسند احمد ۹۷۲

[2] الانفال ۴۲

بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴

دوسرے کے ذریعہ سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہر گز ضائع نہ کرے گا،

سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶ (محمد ۴ تا ۶)

انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے، اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شناسا کر دیا ہے۔

سورۂ حج میں جنگ کی اجازت دی گئی تھی،

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝۳۹ (۱)

ترجمہ: اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔

پھر جب کفار نے مسلمانوں کو مٹانے کی ٹھان لی تو مسلمانوں کو ان کے مقابلے میں لڑنے کا حکم فرمایا،

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۹۰ (۲)

ترجمہ: اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

کیونکہ ابھی کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی اس لئے اس آیت میں قوانین جنگ کے متعلق ابتدائی ہدایات دی گئیں، فرمایا کہ جب ان کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو بہادری اور پامردی لڑو اور تمہارا پہلا اور اہم ترین کام یہ ہونا چاہیے کہ تلواروں سے ان کی فخر و غرور سے تنی گردنوں کو تن سے جدا کر دو، جب تم ان کی قوت و طاقت کو اچھی طرح کچل دو اور دشمن شکست کھا کر یا صلح کر کے ہتھیار رکھ دے، جیسے فرمایا

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ... ۝۱۹۳ (۳)

ترجمہ: تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے۔

یعنی اسلامی قتال کا فلسفہ اور روح فتنے کا خاتمہ ہے، اور تم سمجھو کہ اب ان کو قیدی بنانا زیادہ بہتر ہے تب جو آدمی تمہارے قابو میں آجائیں انہیں مضبوطی سے باندھ لو تاکہ یہ فرار نہ ہو سکیں، اس کے بعد حالات کے مطابق تمہیں اختیار ہے کہ فدیہ (معاوضہ) لیے بغیر بطور احسان یا فدیہ لے کر آزاد کر دو، یہ ہے تمہارے کرنے کا کام، اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ کفار کو کسی متعدی بیماری سے یا انہیں کسی ناگہانی آفت زلزلہ یا طوفان عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا اور تمہیں ان سے معرکہ آرائی کی ضرورت پیش نہ آتی، مگر اس نے تمہیں ایک دوسرے کے مدمقابل اس لئے کھڑا کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے کون ہیں تاکہ ان کو بہترین اجر و ثواب سے نوازے اور ان کے ہاتھوں سے کفار و مشرکین کو ذلت و رسوائی سے دوچار کرے، اسی مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

---

(۱) الحج ۳۹

(۲) البقرة ۱۹۰

(۳) البقرة ۱۹۳

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ [۱]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ [۲]

ترجمہ: ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل وخوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔

اور جو لوگ اللہ کے دین کی سر بلندی کی کوشش میں مارے جائیں اللہ ان کے اجر وثواب کو ہرگز ضائع نہ کرے گا بلکہ ان کا اجر وثواب بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا،

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الفَزَعِ الأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الوَقَارِ، اليَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الحُورِ العِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ.

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس چھ باتیں ملتی ہیں اس کا خون نکلتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جنت میں دیکھ لیتا ہے، اور وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، اور وہ حشر کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے اور اس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اور اسے بڑی آنکھ والی بہتر حوروں سے اس کا نکاح باندھا جاتا ہے اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمی اس کی شفاعت سے بخشے جاتے ہیں۔ [۳]

أَبَا الدَّرْدَاءَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کی سفارش اپنے گھر کے ستر آدمیوں کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ [۴]

وہ ان کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا، اور ان کو لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جیسے فرمایا

---

[۱] آل عمران ۱۴۲

[۲] التوبة ۱۴

[۳] جامع ترمذی کتاب فضائل الجهاد بَابٌ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ ۱۶۶۲، ۱۶۶۱، مسند احمد ۱۷۱۸۲

[۴] سنن ابوداود كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُشَفَّعُ ۲۵۲۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ⑨ [1]

ترجمہ:اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے (یعنی جنہوں نے ان صداقتوں کو قبول کرلیا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں) اور نیک اعمال کرتے رہے انہیں کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے سیدھی راہ چلائے گا، نعمت بھری جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں گی۔ اللہ تعالیٰ لازوال نعمتوں سے بھری ان جنتوں سے ان کو واقف کرا چکا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ} قَالَ: يَهْتَدِي أَهْلُهَا إِلَى بُيُوتِهِمْ وَمَسَاكِنِهِمْ، وَحَيْثُ قَسَمَ اللهُ لَهُمْ لَا يُخْطِئُونَ، كَأَنَّهُمْ سُكَّانُهَا مُنْذُ خُلِقُوا لَا يَسْتَدِلُّونَ عَلَيْهَا أَحَدًا

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو واقف کرا چکا ہے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں اہل جنت اس کے مکانات و محلات کی طرف رستہ پالیں گے، یہ مکانات و محلات اللہ تعالیٰ نے انہی کے مقدر میں کر رکھے ہیں اس لیے وہ ان تک پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کریں گے گویا وہ اپنی ولادت ہی کے وقت سے یہاں کے باشندے ہیں اس لیے یہاں تک پہنچنے کے لیے انہیں کسی سے رستہ معلوم کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ [2]

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْلُصُ المُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ، فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن وہ دوزخ و جنت کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک کے دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کرلی جائے گی اور صفائی ہوجائے گی تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔ [3]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ

[1] یونس ۹
[2] تفسیر طبری ۱۶۰/۲۲
[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القِصَاصِ يَوْمَ القِيَامَةِ ۶۵۳۵

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ بخش دے گا لیکن قرض نہیں بخشے گا۔ (۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷

اے ایمان والو ! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا،

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور جو لوگ کافر ہوئے انہیں ہلاکی ہو اللہ ان کے اعمال غارت کر دے گا، یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیئے، کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر اس کا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ٞ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ

معائنہ نہیں کیا کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا کیا نتیجہ ہوا ؟ اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور کافروں کے لیے

اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱

اسی طرح کی سزائیں ہیں، وہ اس لیے کہ ایمان والوں کا کارساز خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس لیے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں،

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے انہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲ (محمد ۷ تا ۱۲)

اور جو لوگ کافر ہوئے وہ (دنیا ہی کا) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں، ان کا اصل ٹھکانا جہنم ہے۔

اور مسلمانوں کو خوشخبری سنائی گئی کہ اگر تم اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور حق کو سر بلند کرنے کے کاموں میں ثابت قدم رہو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد کرے گا تمہیں ثابت قدم رکھے گا، جیسے فرمایا

...وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ... ۝۴۰ (۲)

ترجمہ: اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔

اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک و برباد کر دے گا،

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنَ ۴۸۸۳، مسند احمد ۷۰۵۱

(۲) الحج ۴۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دینار کا بندہ ہلاک ہو، درہم کا بندہ ہلاک ہو اور چادر کا بندہ ہلاک ہو، وہ ہلاک ہو، نا کام و نامراد ہو اور جب اسے کانٹا چبھے تو وہ اسے نکال نہ سکے (یعنی اللہ تعالیٰ اسے شفا نہ بخشے)۔ (۱)

اور وہ لوگ جنہوں نے دعوت حق اور رسالت کی تکذیب اور باطل کی مدد کی ہے وہ ٹھوکر کھا کر منہ کے بل جہنم میں گرنے والے ہیں، اور اللہ ان کے اعمال کو غارت کر دے گا کیونکہ انہوں نے جاہلیت کے اوہام وتخیلات اور رسم و رواج کو ترجیح دی اور آسمانی تعلیمات کو ناپسند کیا جسے اللہ نے تمام انسانوں کی فوز وفلاح کے لئے نازل کیا ہے لہذا اللہ بھی انہیں عدم ایمان کے سبب کسی نیک عمل کا اجر وثواب نہیں دے گا، پھر کفار و مشرکین کو تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے حق کو قبول نہ کیا اور مسلمانوں کے خلاف اپنی ریشہ دانیوں سے باز نہ آئے تو ذرا اپنے چاروں طرف پچھلی طاقتور اقوام کی تباہ شدہ بستیوں کے آثار و کھنڈرات کی طرف ایک نظر ڈال لو، ان لوگوں نے بھی دعوت حق کی تکذیب کی تھی اور تمہاری طرح ہمارے رسولوں کے خلاف اپنی سرکشیوں میں حد سے باہر نکل رہے تھے، مگر انجام یہ ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک نے دعوت حق ماننے والوں کو تو بچالیا اور سرکشیوں میں بدمست قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر باعث عبرت بنا دیا، ان عبرت گاہوں سے سبق حاصل کرو اور دعوت کو حق قبول کرلو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ دنیا وآخرت میں تباہی تمہارا مقدر رہے، یہ اس لیے کہ ایمان لانے والوں کا والی ومددگار اللہ ہے جو انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کر کے اپنے آپ پر اس کی رحمت کے دروازے بند کر لئے ان کا کوئی والی ومددگار نہیں ہے، جو انہیں سلامتی کے راستوں کی طرف ان کی رہنمائی کرے، غزوہ احد میں ابوسفیان نے کہا تھا

أُعْلُ هُبَلْ، أُعْلُ هُبَلْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلاَ تُجِيبُوا لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا نَقُولُ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ، قَالَ: إِنَّ لَنَا العُزَّى وَلاَ عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلاَ تُجِيبُوا لَهُ؟، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا نَقُولُ؟ قَالَ:قُولُوا اللَّهُ مَوْلاَنَا، وَلاَ مَوْلَى لَكُمْ

حبل (بت کا نام) بلند رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اس کے جواب میں کیا کہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا بزرگ ہے، ابوسفیان نے کہا ہمارا مددگار عزیٰ (بت) ہے اور تمہارا کوئی نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا کیا جواب دیا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللہ ہمارا حامی ہے اور تمہارا حامی کوئی نہیں۔ (۲)

دعوت حق قبول کرنے والوں اور اعمال صالحہ اختیار کرنے والوں کو اللہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے انواع واقسام کی نہریں

(۱) سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابٌ فِي الْمُكْثِرِينَ ۴۱۳۶، صحيح بخارى كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۸۷

(۲) صحيح بخارى كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ ۳۰۳۹، مسند احمد ۱۸۵۹۳، صحيح ابن حبان ۴۷۳۸

بھتی ہیں اور کفر کرنے والے آخرت کی دائمی زندگی سے غافل ہو کر دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، جن کا مقصد حیات جانوروں کی طرح کھانے پینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے،

كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لاَ يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا فَقَالَ: يَا نَافِعُ، لاَ تُدْخِلْ هَذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نافع رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کہ ایک مسکین ان کے پاس نہیں لایا جاتا تھا جو ان کے ساتھ کھائے، میں ایک شخص کو ان کے پاس لے آیا جو ان کے ساتھ کھانا کھائے چنانچہ وہ شخص آیا اور بہت زیادہ کھا گیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نافع! اب تو میرے پاس اس کو نہ لانا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔ (1)

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

ہم نے کتنی بستیوں کو جو طاقت میں تیری اس بستی سے زیادہ تھیں جس سے تجھے نکالا ہم نے انہیں ہلاک کر دیا

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ

جن کا مددگار کوئی نہ اٹھا، کیا پس وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہو اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کے لیے

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

اس کا برا کام مزین کر دیا گیا ہو، اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں کا پیرو ہو، اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں، اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلہ،

وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ

اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لیے بڑی لذت ہے، اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں،

وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ

ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، کیا یہ مثل اس کے ہیں جو ہمیشہ آگ میں

---

(1) صحیح بخاری کتاب الاطعمة بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ۵۳۹۳، صحیح مسلم کتاب الاشربة بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ ۵۳۷۲، مسند احمد ۴۷۱۸،سنن الدارمی ۲۰۸۳،صحیح ابن حبان ۵۲۳۹

وَ سُقُوۡا مَآءً حَمِیۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَہُمۡ ﴿۱۵﴾ (محمد ۱۳تا۱۵)

رہنے والا ہے ؟ اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ: مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت پر مجبور ہوئے توشہر سے باہر نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف رخ کر کے مکہ مکرمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تو کیا اچھا شہر ہے اور مجھ کو سب سے زیادہ پیارا ہے،اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا۔[1]

اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! کتنی ہی بستیاں ایسی گزر چکی ہیں جو تمہاری اس بستی سے اموال و اولاد،اعون و انصار اور عمارات وآلات کے لحاظ سے بہت زیادہ طاقتور تھیں جس نے تمہیں نکال دیا ہے،جب انہوں نے دعوت حق کی تکذیب کی،ہمارے پیغمبر کا مذاق اڑایا اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب کر دیا تو انہیں ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا کہ ان کا کوئی معبود اور نہ کوئی قوت انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکی،بھلا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ پیغمبر اور اس کے پیروکاروں کو جب ایک سیدھا صاف راستہ مل گیا ہے اور وہ وہ پوری بصیرت کی روشنی میں اس پر قائم ہو چکے ہیں تو اب وہ ان لوگوں کے ساتھ کیسے چل سکتے ہیں جو جاہلیت کی بنا پر اپنی ضلالتوں کو ہدایت اور اپنی بدکاریوں کو خوبی سمجھ رہے ہیں اور جو بغیر کسی دلیل کے محض اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں،اور اس زعم میں مبتلا ہیں کہ وہ حق پر ہیں،ان دونوں گروہوں یعنی اہل حق اور اہل باطل میں بڑا تفاوت ہے لہذا ان دونوں گروہوں کی زندگی نہ دنیا میں ایک جیسی ہوسکتی ہے اور نہ آخرت میں انجام ایک جیسا ہوسکتا ہے،جیسے فرمایا

اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ کَمَنۡ ہُوَ اَعۡمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿ۙ۱۹﴾ [2]

ترجمہ:بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخص جو تمہارے رب کی اس کتاب کو جو اس نے تم پر نازل کی ہے حق جانتا ہے،اور وہ شخص جو اس حقیقت کی طرف سے اندھا،دونوں یکساں ہو جائیں؟ نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کیا کرتے ہیں۔

لَا یَسۡتَوِیۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾ [3]

ترجمہ:دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے،جنّت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

جنت کا شوق دلانے کے لئے جنت کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پرہیزکاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے نتھرے ہوئے پانی اور ایسے دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی جس کے مزے میں ذرا فرق

---

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ مَكَّةَ۳۹۲۶

[2] الرعد۱۹

[3] الحشر۲۰

نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی نہریں بہ رہی ہوں گی جو دنیا کی شرابوں کی طرح تلخ اور بدبو دار نہ ہو گی بلکہ پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، اور اس کے پینے سے عقل خراب نہیں ہو گی، جیسے فرمایا

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ (۱)

ترجمہ: نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہو گا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہو گی۔

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: چمکتی ہوئی شراب، جو پینے والوں کے لیے لذت ہو گی۔

اور صاف شفاف شہد کی نہریں بہ رہی ہوں گی،

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَبِي بَهْزٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ اللَّبَنِ، وَبَحْرُ الْمَاءِ، وَبَحْرُ الْعَسَلِ، وَبَحْرُ الْخَمْرِ، ثُمَّ تَشَقَّقُ الْأَنْهَارُ مِنْهَا بَعْدُ

حکیم بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ بن حیدہ قشیری سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جنت میں دودھ کا دریا اور پانی کا دریا اور شہد کا دریا اور شراب کا دریا ہے، پھر بعد میں ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ (۴)

اس میں جنتیوں کے لیے کھجور، انگور، سیب، انار، لیموں، انجیر اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے پھل ہوں گے، جن کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے جیسے فرمایا

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ (۵)

ترجمہ: وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کے میوے منگا (منگا کر کھا) رہے ہوں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ (۶)

ترجمہ: ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہوں گی۔

---

(۱) الصافات ۴۷

(۲) الواقعۃ ۱۹

(۳) الصافات ۴۶

(۴) مسند احمد ۲۰۰۵۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ۲۵۷۱

(۵) الدخان ۵۵

(۶) الرحمٰن ۵۲

اور سب سے بڑھ کر یہ نعمت ہے کہ دنیا میں ان سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو وہیں جما رہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کیلئے مقرر کئے ہیں دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل ہے جیسے آسمان و زمین کے درمیان، پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے مجھے خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر صرف رحمن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔ [1]

کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا، عِیَاذًا بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

اور ان میں بعض (ایسے بھی ہیں کہ) تیری طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے جاتے ہیں

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَا ذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

تو اہل علم (بوجہ کند ذہنی ولاپرواہی کے) پوچھتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی

وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ

اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں، اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا ہے اور انہیں ان

تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ

کی پرہیز گاری عطا فرمائی ہے، تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس اچانک آجائے یقیناً اس کی علامتیں

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُقَالُ هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي۲۷۹۰ ، مسند احمد ۸۴۷۴،صحیح ابن حبان۴۶۱۱، مستدرک حاکم ۲۶۷

اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ (محمد۱۶تا۱۸)

تو آچکی ہیں پھر جبکہ ان کے پاس قیامت آجائے انہیں نصیحت کرنا کہاں ہوگا۔

کفار و مشرکین کو ان کے انجام سے ڈرا کر منافقین اور اہل کتاب کو بھی تنبیہ فرمائی جو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ کر بیٹھتے تھے اور آپ کی پر حکمت باتیں یا آیات قرانی سنتے تھے مگر کیونکہ وہ اپنی خواہش نفس کے بندے تھے اور رسول اللہ ﷺ جو پاکیزہ تعلیمات پیش فرما رہے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف تھیں اس لئے اگر وہ کبھی آپ ﷺ کی مجلس میں آ کر بتکلف آپ کی طرف کان لگاتے بھی تھے تو ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا تھا، اس لئے سب کچھ سن لینے کے بعد مجلس سے باہر نکل کر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفہام کے انداز میں پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا، کیونکہ یہ اپنی خواہش نفس کے بندے بنے ہوئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، اب ان پر بھلائی کے تمام دروازے بند ہو گئے ہیں، جیسے فرمایا

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ [1]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے یہ غفلت میں ڈوب چکے ہیں۔

ان کے برعکس جن لوگوں نے دعوت حق کو دل سے قبول کر لیا ہے ان کے لئے آپ ﷺ کی باتیں علم و عرفان کا خزانہ ہوتی ہیں جس سے وہ مزید ہدایت حاصل کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں رشد و بھلائی اور مزید پرہیز گاری کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، منافقین کو مزید تنبیہ فرمائی کہ ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ایک عرصہ بیت گیا ہے، جہاں تک حق واضح کرنے کا تعلق ہے وہ تو دلائل و براہین سے، قرآن کے معجزانہ بیان سے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے انقلاب سے انتہائی روشن طریقے پر واضح کیا جا چکا ہے اب کیا ایمان لانے کے لئے اہل تکذیب اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے آ کھڑی ہو اور انہیں شعور بھی نہ ہو، جس کی علامات تو ظاہر ہو چکی ہیں اور سب سے بڑی نشانی تو خود رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے بعد اللہ نے کوئی رسول نہیں بھیجنا، جیسے فرمایا

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ [2]

ترجمہ: یہ ایک تبنیہ ہے پہلے آئی ہوئی تنبیہات میں سے، آنے والی گھڑی قریب آ لگی ہے، اللہ کے سوا کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ... ﴿۱﴾ [3]

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آ گئی۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾ [4]

---

[1] النحل۱۰۸

[2] النجم۵۶تا۵۸

[3] القمرا

[4] الانبیاء۱

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا، بِالوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

سہل بن سعد سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کھڑی کر کے فرمایا میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ [1]

اس لئے ابھی وقت ہے کہ اپنی روش بدل کر دعوت حق کو قبول کر لو ورنہ جب قیامت اچانک آ جائے گی تو تم کس طرح نصیحت حاصل کر سکو گے، جیسے فرمایا

هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ اب بس اسی چیز کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر قیامت آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟۔

س وقت تو توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی، جیسے فرمایا

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: اس دن انسان کو سمجھ آئے گی (مگر) اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟۔

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ [4]

ترجمہ: اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے حالانکہ اب دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آ سکتی ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں

وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اور مومن عورتوں کے حق میں بھی، اللہ تم لوگوں کے آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے، اور جو لوگ

اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ

ایمان لائے اور کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی؟ پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت نازل کی جاتی ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سُورَةُ وَالنَّازِعَاتِ ۴۹۳۶، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ ۷۴۰۳، مسنداحمد ۲۲۸۶۲، سنن الدارمی ۲۸۰۱، صحیح ابن حبان ۱۰

[2] الزخرف ۶۶

[3] الفجر ۲۳

[4] سبا ۵۲

وَّ ذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

اور اس میں قتال کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح

نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ

دیکھتے ہیں جیسے اس شخص کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو، پس بہت بہتر تھا ان کے لئے فرمان کا بجالانا

وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ (محمد ۱۹ تا ۲۱)

اور اچھی بات کا کہنا، پھر جب کام مقرر ہوجائے تو اگر اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لیے بہتری ہے

منافقین کا کردار: پس اے نبی ﷺ! اس عقیدے پر قائم رہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور اپنے قصوروں اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش طلب کرتے رہا کرو،

عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ، وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے ''اے میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مذاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں، اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انہیں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے آخر میں یہ دعا فرماتے تھے ''اے اللہ! بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''[1]

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ

[1] صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۱۲

مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو!اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (۱)

اور اللہ وحدہ لاشریک جس نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے تمہاری شب وروز کی سرگرمیوں کو خوب جانتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ... ﴿٦٠﴾ (۲)

ترجمہ:وہی ہے جو رات کو تمہاری رُوحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾ (۳)

ترجمہ:زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

مومنین جو جذبہ جہاد سے سرشار تھے وہ جہاد کی اجازت کے خواہش مند تھے اور ان کی شدید تمنا تھی کہ اللہ جہاد کے بارے میں کوئی سورت نازل فرمائے مگر جب اللہ تعالیٰ نے قتال کے بارے میں ایک صاف مطلب والی سورت نازل کر دی گئی اور اسلام کی سربلندی کے لئے جان کی بازی لگانے کا وقت آیا تو منافقین کے نفاق کا حال کھل گیا اور نمائشی ایمان کا وہ لبادہ اتر گیا جو انہوں نے اوپر سے اوڑھ رکھا تھا، اور جان کے خوف، ایمان کی کمزوری اور نفاق کی بزدلی کی وجہ سے ان کے چہروں پر موت کی زردی چھاگئی، اس مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ... ﴿٧٧﴾ (۴)

ترجمہ:تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر، کہتے ہیں پروردگار! یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی ہوتی۔

منافقین کو ہدایت فرمائی کہ تم اپنی زبانوں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دعویٰ کرتے ہو اور بظاہر بڑی اچھی اچھی میٹھی باتیں کرتے ہو مگر جب جنگ کا قطعی حکم دے دیا گیا ہے تو اپنی تباہی وبربادی سے بچنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ سے کیے

(۱) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ۶۳۰۷، مسنداحمد ۸۴۹۳

(۲) الانعام ۶۰

(۳) ھود ۶

(۴) النسائ ۷۷

ہوئے اپنے وعدے کو پورا کرو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے،

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں، جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل الٹے پھر گئے

مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ

اس کے بعد کہ ان کے لیے ہدایت واضح ہو چکی یقیناً شیطان نے ان کے لیے (ان کے فعل کو) مزین کر دیا ہے

وَ اَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ

اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو برا سمجھا

فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ (محمد ۲۲تا۲۶)

یہ کہا کہ ہم بھی عنقریب بعض کاموں میں تمہارا کہا مانیں گے، اور اللہ ان کی پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہے۔

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے یا تمہیں اقتدار مل جائے تو نظام جاہلیت کی طرف لوٹ جاؤ گے اور اللہ کی زمین پر باہم خون ریزی کرو گے اور رشتے ناتے توڑ ڈالو گے، اسلام میں قطع رحمی حرام ہے، اور اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے بہت سے ارشادات منقول ہیں،

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم وزیادتی اور قطع رحمی ہے۔ [1]

[1] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ ۴۹۰۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب فی عظم الوعیدعلی البغی وقطیعة الرحم۲۵۱۱،سنن ابن ماجه کتاب الزهدبَابُ الْبَغْيِ ۴۲۱۱، مسند احمد ۲۰۳۹۸، صحیح ابن حبان ۴۵۵،مستدرک حاکم ۳۳۵۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص پسند کرے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنِ الوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:تُوضَعُ الرَّحِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهَا حُجْنَةٌ كَحُجْنَةِ الْمِغْزَلِ، تَتَكَلَّمُ بِأَلْسِنَةٍ طُلُقٍ ذُلُقٍ، فَتَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَتَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کو قیامت کے دن اس طرح رکھا جائے گا کہ اس کے لیے چرخے کے تکلے کی طرح نکلا ہو گا، اور وہ فصیح و بلیغ زبان سے گفتگو کرے گا تو جس نے اسے ملایا وہ اسے ملائے گا اور جس نے اسے کاٹا وہ بھی اسے کاٹ دے گا۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَالرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، مَنْ وَصَلَهَا، وَصَلَتْهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا، بَتَّتْهُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، رحم رحمان کی شاخ ہے جو اسے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے میں اسے کاٹ ڈالوں گا۔ (۴)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لاَ يَرْحَمُ النَّاسَ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔ (۵)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ۵۹۸۵، مسند احمد ۲۲۴۰۰،مستدرک حاکم ۲۸۱؍۴،صحیح ابن حبان ۴۳۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ۵۹۹۱،مسند احمد۶۷۸۵

(۳) مسند احمد۶۹۵۰

(۴) مسند احمد۶۴۹۴،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الرَّحْمَةِ۴۹۴۱،جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْمُسْلِمِينَ۱۹۲۴،مستدرک حاکم ۴؍۷۴

(۵) صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الأَسْمَاءُ الحُسْنَى۷۳۷۶

إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ:أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعٌ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (۱)

جن لوگوں نے اللہ کی زمین میں فساد پھیلایا اور قطع رحمی کی ان کے اعمال سیئہ کے سبب اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کو حق کے دلائل وبراہین کو دیکھنے سے اندھا اور حق کی آواز سننے سے بہرا بنا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید کے مضامین، اس کے بیان کردہ دلائل اور پاکیزہ اخلاقی تعلیمات پر غور و تدبر نہیں کرتے، یا ان کے دلوں روگردانی، غفلت اور اعتراضات کے سبب وہ قفل چڑھے ہوئے ہیں جو ایسے حق ناشناسوں کے دلوں کے لئے مخصوص ہیں، حقیقت یہ ہے کہ منافقین جنہوں نے جہاد سے گریز کر کے اپنے کفر وارتداد کا ظاہر کر دیا ہے ان کے لیے شیطان نے اس روش کو سہل بنا دیا ہے اور لمبی آرزوؤں اور دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے، جیسے فرمایا

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲۰ (۲)

ترجمہ: وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے، مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

اسی لیے منافقین نے دشمنان اسلام سے ساز باز کر کے کہہ دیا کہ دعوت حق کی مخالفت میں بعض معاملات میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے، اللہ ان کی یہ پوشیدہ اور راز کی باتیں خوب جانتا ہے، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ... ۝۸۱ (۳)

ترجمہ: اللہ ان کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝۲۷

پس ان کی کیسی (درگت) ہوگی جبکہ فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے ان کے چہروں اور ان کی سروں پر ماریں گے،

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ

یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو برا جانا،

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۲۸ۧ (محمد ۲۷، ۲۸)

تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

منافقین کا طرز عمل: اللہ تبارک وتعالیٰ کی تنبیہات کے باوجود منافقین پر کوئی اثر نہیں پڑا، ان کے دل اللہ کے خوف سے دھڑکے نہ پسیجے، وہ اندر ہی اندر برابر دشمنان اسلام کے ساتھ ریشہ دانیوں میں مصروف عمل رہے، اپنے مفادات کی حفاظت اور کفر واسلام کی جنگ کے خطرات

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ إِثْمِ القَاطِعِ ۵۹۸۴، مسند احمد ۱۶۷۳۲، صحیح ابن حبان ۴۵۴

(۲) النساء ۱۲۰

(۳) النساء ۸۱

سے اپنے آپ کو بچائے رکھنے کے لئے وہ دشمنان اسلام سے ساز باز کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان کی ہمدردیاں اسلام کے بجائے کفر یا کفار کے ساتھ ہیں تو ان کا ایمان کیسے معتبر ہو سکتا ہے، اس لئے ان کی وہ تمام عبادتیں اور وہ ساری نیکیاں جو اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے اعمال خیر میں شمار ہوتی تھیں ضائع ہو گئیں اور آخرت میں ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا، اور ان کے اس طرز عمل سے ہو سکتا ہے کچھ دن ان کی چال کامیاب رہے لیکن اس وقت ان کی کیا درگت ہو گی جب ملک الموت اپنے معاون ملائکہ کے ساتھ ان کی روحیں قبض کرنے کو آئیں گے اور ان کی روحیں جسموں میں چھپتی پھریں گی اور ملائکہ ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی روحوں کو باہر نکال کر لے جائیں گے؟ جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ (۱)

ترجمہ: کاش! تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾ (۲)

ترجمہ: کاش! تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لو اب جلنے کی سزا بھگتو، یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیّا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

یہ اسی لیے تو ہو گا کہ انہوں نے کفر و فسق اور گناہ کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے، اور اس کی رضا و خوشنودی کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا، اسی بنا پر اللہ نے ان کے سب نیک اعمال جو وہ مسلمان بن کر انجام دیتے رہے ضائع کر دیے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾

کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ان کے حسد اور کینوں کو ظاہر ہی نہ کرے گا،

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ان سب کو تجھے دکھا دیتے پس تو انہیں ان کے چہروں سے ہی پہچان لیتا، اور یقیناً تو انہیں ان کی

---

(۱) الانعام ۹۳

(۲) الانفال ۵۱،۵۰

فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۰ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ

بات کے ڈھب سے پہچان لے گا، تمہارے سب کام اللہ کو معلوم ہیں، یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تا کہ تم میں سے جہاد

وَ الصّٰبِرِيْنَ ۙ وَ نَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝۳۱ (محمد ۲۹ تا ۳۱)

کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کر دیں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کر لیں۔

منافق کو اس کے چہرے کی زبان سے پہچانو: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا منافقین کا خیال ہے کہ ان کی مکاری وعیاری کا اظہار اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر نہیں کرے گا؟ یہ بالکل غلط خیال ہے، اللہ چاہئے تو ان کے چہرے تمہارے سامنے لا سکتا ہے مگر اس نے ان کا پردہ رکھا ہے البتہ منافقین کے طرز عمل اور گفتگو میں ان کی لفاظی، جھوٹی قسمیں کھانا، نماز اور دوسری عبادات میں سستی، راہ اللہ میں خرچ کرنے میں بخیلی، ان کی حرکات وسکنات اور مخصوص کیفیات سے آپ خود ہی انہیں پہچان جائیں گے،

قَالَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا أَسَرَّ أَحَدٌ سَرِيرَةً إِلَّا أَبْدَاهَا اللهُ عَلَى صَفَحَاتِ وَجْهِهِ، وَفَلَتَاتِ لِسَانِهِ

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی انسان کسی مخفی عمل کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے چہرے کے نقوش اور زبان کی لغزشوں سے ظاہر فرما دیتا ہے۔[1]

اللہ علام الغیوب تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے، ہم ضرور جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے تمہارے ایمان اور صبر کا امتحان لیں گے تا کہ دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور معرکہ میں ثابت قدم رہنے والے کون ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد ان کے لیے

لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝۳۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

ہدایت ظاہر ہو چکی، یہ ہرگز ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کریں گے، عنقریب ان کے اعمال وہ غارت کر دے گا، اے ایمان والو!

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو، جن لوگوں نے کفر کیا

وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝۳۴

اور اللہ کی راہ سے اوروں کو روکا پھر کفر کی حالت میں ہی مر گئے (یقین کر لو) کہ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۲۱/۷

فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ

پس تم بودے بن کر صلح کی درخواست پر نہ اتر آؤ جبکہ تم ہی بلند و غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے،

وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ (محمد ۳۲تا۳۵)

ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کردے۔

مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم: جن لوگوں نے دعوت حق پر ایمان لانے سے انکار کیا اور اللہ کے بندوں پر ظلم وستم ڈھا کر ان کو راہ راست پر چلنے سے روکنے کے جتن کیے اور اللہ کے رسول کی مخالفت کی حالانکہ اللہ کی منزل کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے وعظ ونصیحت کے ذریعے ان پر راہ راست واضح ہو چکی تھی اپنے اس طرز عمل سے وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے یعنی اس سے اللہ کے اقتدار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ ایمان واخلاص نہ ہونے کے سبب اللہ ہی ان کا سب کیا کرایا غارت کر دے گا اور آخرت میں یہ ان کا کوئی اجر وثواب بھی نہ پاسکیں گے، اعمال کا تمام تر دار ومدار کیونکہ

۔۔۔اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔۔۔ [۱]

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو۔

پر ہے اس لئے مسلمانوں کو تاکید کر کے فرمایا گیا تمہارے اعمال کا نفع بخش اور نتیجہ خیز ہونے کا تمام تر دار ومدار اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول کی اطاعت پر منحصر ہے، اس لئے اللہ کا رسول جس کام کا تمہیں حکم دیں اسے شوق ورغبت کے ساتھ تسلیم کرو اور جس چیز سے روکے اس سے روک جاؤ، جیسے فرمایا

۔۔۔وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ۔۔۔ ﴿۷﴾ [۲]

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَوْنَ أَنَّهُ لَا يَضُرُّ مَعَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ذَنْبٌ، كَمَا لَا يَنْفَعُ مَعَ الشِّرْكِ عَمَلٌ، فَنَزَلَتْ: أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ، فَخَافُوا أَنْ يُبْطِلَ الذَّنْبُ الْعَمَلَ

ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا خیال تھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جس طرح شرک کے ساتھ کوئی عمل نفع نہیں پہنچا سکتا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ’’تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔‘‘ تو وہ ڈرنے لگے کہ گناہ سے عمل باطل بھی ہو جاتا ہے۔ [۳]

---

[۱] محمد ۳۳

[۲] الحشر ۷

[۳] تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی ۶۴۵/۲، رقم ۶۹۸

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا مَعْشَرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَى أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِنْ حَسَنَاتِنَا إِلَّا مَقْبُولٌ، حَتَّى نَزَلَتْ: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ. فَقُلْنَا: مَا هَذَا الَّذِي يُبْطِلُ أَعْمَالَنَا؟ فَقُلْنَا: الْكَبَائِرُ الْمُوجِبَاتُ، وَالْفَوَاحِشُ، حَتَّى نَزَلَتْ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ. فَلَمَّا نَزَلَتْ كَفَفْنَا عَنِ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ، فَكُنَّا نَخَافُ عَلَى مَنْ أَصَابَ الْكَبَائِرَ وَالْفَوَاحِشَ، وَنَرْجُو لِمَنْ لَمْ يُصِبْهَا

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ سمجھتے تھے کہ ہر نیک عمل مقبول ہے حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی ''تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔'' تو ہم نے کہا یہ کون سی چیز ہے جو ہمارے اعمال کو ضائع کر دیتی ہے؟ پھر ہم نے کہا جہنم کو واجب کر دینے والے کبیرہ گناہ اور فواحش، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا ''اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔'' جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ہم اس بارے میں گفتگو سے رک گئے، ہم کبیرہ گناہوں اور فواحش ومنکرات کا ارتکاب کرنے والے کے بارے میں ڈرتے تھے اور ان کا ارتکاب نہ کرنے والے کے لیے پر امید تھے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین، دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے، جیسے فرمایا

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝[2]

ترجمہ: آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (لہٰذا حرام وحلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں ان کی پابندی کرو)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امانت ودیانت کے ساتھ اللہ کے پسندیدہ دین کو تم تک پہنچا دیا ہے لہٰذا اپنی طرف سے اس میں نئی نئی بدعات پیدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت مت لگاؤ، نیکی کرنے کے بعد کسی پر احسان مت جتلاؤ، فخر وتکبر نہ کرو یہ شیطان کا وصف ہے، اپنے نیک اعمال پر شہرت کی خواہش نہ کرو اس طرح تم اپنے تمام اعمال برباد کر لو گے اور آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۱۷[3]

ترجمہ: (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت

---

[1] تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی ۲/۶۴۶، رقم ۶۹۹

[2] المائدۃ ۳

[3] البقرۃ ۲۱۷

دونوں میں ضائع ہو جائیں گے، ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کیا اور باطل کی طرف دعوت دینے اور باطل کو مزین کر کے اللہ کے بندوں کو راہ راست سے روکنے والوں اور مرتے دم تک کفر پر جمے رہنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ ہرگز معاف نہ کرے گا، مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی اولین چھوٹی سی ریاست کی حفاظت کے لئے چند سو مہاجرین و انصار کی ایک بے سرو ساماں مٹھی بھر جماعت تھی جبکہ اس کا مقابلہ محض قریش مکہ سے ہی نہیں بلکہ پورے عرب کے کفار و مشرکین کے ساتھ تھا، غزوہ بدر اور غزوہ احد اس پر شاہد ہیں کہ کس طرح قریش اور دوسرے قبائل اسلام کی دعوت کو روکنے کے لئے باہم متحد ہو گئے تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا دشمنوں کی قوت وطاقت اور حوصلوں کو دیکھ کر ہمت مت ہارو، قتال کرنے میں کمزوری نہ دکھاؤ بلکہ اپنے دین کی سر بلندی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دو اور عاجزی سے صلح کی درخواست نہ کرو، ان حالات میں اگر ان کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤ گے تو دشمن تمہیں کمزور سمجھ کر اور دلیر ہو جائے گا، اگر صلح کرنی ہے تو پہلے اپنی طاقت کا لوہا منواؤ پھر صلح کا ہاتھ بڑھاؤ، تم ہی حق پر ہو اس لئے غالب رہو گے، اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اس لئے فتح ونصرت تمہاری ہی ہوگی اور اللہ تمہارے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا بلکہ اس پر پورا پورا اجر وثواب عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ [1]

ترجمہ: اس لیے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ اللہ کی راہ میں بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف وہ جھیلیں، اور منکرینِ حق کو جو راہ ناگوار ہے اس پر کوئی قدم وہ اٹھائیں، اور کسی دشمن سے (عداوتِ حق کا) کوئی انتقام وہ لیں، اور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک عمل صالح نہ لکھا جائے یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا ہے، اسی طرح یہ بھی کبھی نہ ہوگا کہ وہ (اللہ کی راہ میں) تھوڑا یا بہت کوئی خرچ اٹھائیں اور (سعی وجہاد میں) کوئی وادی وہ پار کریں اور ان کے حق میں اسے لکھ نہ لیا جائے تا کہ اللہ ان کے اس اچھے کارنامے کا صلہ انہیں عطا کرے۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ

واقعی زندگانی دنیا صرف کھیل کود ہے، اور اگر تم ایمان لے آؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہیں تمہارے اجر دے گا

وَلَا يَسْــَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْــَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا

اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا اگر وہ تم سے تمہارا مال مانگے اور زور دے کر مانگے تو تم اس سے بخیلی کرنے لگو گے

وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

اور وہ تمہارے کینے ظاہر کر دے گا، خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو

---

[1] التوبۃ ۱۲۰، ۱۲۱

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ

تو تم میں سے بعض بخیلی کرنے لگتے ہو اور جو بخل کرتا ہے وہ تو دراصل اپنی جان سے بخیلی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ غنی ہے

وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ

اور تم فقیر (اور محتاج) ہو اور اگر تم روگردان ہو جاؤ تو وہ تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۟ (محمد ۳۶ تا ۳۸)

پھر تم جیسے نہ ہوں گے۔

لوگو! آخرت کے مقابلے میں یہ دنیا چند روزہ کھیل اور تماشہ کے سوا کچھ نہیں ہے، جیسے فرمایا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ... ۳۲ [1]

ترجمہ: دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور ایک تماشا ہے، حقیقت میں آخرت ہی کا مقام ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ... ۲۰ [2]

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دینا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔

اگر تم اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی منزل کتابوں پر، اس کے تمام رسولوں پر اور روز آخرت پر ایمان لاؤ اور تقویٰ کی روش پر چلتے رہو گے تو اللہ تمہیں بے پایاں اجر و ثواب سے نوازے گا اور وہ تمہارے مال تم سے نہ مانگے گا، اس نے تمہیں جو خیرات کا حکم دیا ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ تمہارے ہی غرباء اور فقراء کی پرورش ہو اور پھر تم دار آخرت میں مستحق ثواب بنو، اگر کہیں وہ تمہارے کل مال تم سے مانگ لے تو تم بخل کرو گے اور اسلام کے خلاف اپنے بغض و عناد کا اظہار بھی کرو گے، دیکھو اللہ تم لوگوں کو دعوت دے رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں کچھ مال خرچ کرو جس میں تمہاری دینی اور دنیاوی مصلحت ہے، مگر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کر رہے ہیں حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی نفس کو انفاق فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب سے محروم رکھتا ہے، اللہ تمہارے مال کا حاجت مند نہیں ہے، اللہ تو غنی ہے، وہ تمام معاملات میں بے نیاز ہے تم ہی اپنی ہر ضرورت کے لئے اس کے در کے محتاج ہو، اور اگر اللہ کی اطاعت سے روگرانی کرو گے یعنی اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ گے تو دین کو کوئی نقصان نہ ہو گا کیونکہ اللہ نے دین کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے، ہاں دین کی حفاظت میں اگر تم بھی جد و جہد کرو گے تو تمہاری حفاظت بھی ہو جائے گی، ورنہ وہ تمہیں ہٹا کر دوسری قوم لے آئے گا جو تمہارے جیسی

[1] الانعام ۳۲

[2] الحدید ۲۰

نافرمان نہیں ہو گی بلکہ وہ تم سے زیادہ اللہ اور رسول کے اطاعت گزار اور اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنے والے اور دین کے لئے قربانیاں دینے والے ہوں گے، جیسے فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ يُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ﴿٥٤﴾ [1]

ترجمہ:اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا، جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ ،قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاَثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلاَءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ الجمعہ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں " اور دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔" بیان کیا میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا اس وقت ہم لوگوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان کی قوم میں سے کچھ لوگ اس تک پہنچ جاتے۔[2]

کفار کے اعلان جنگ کے بعد مسلمانوں کے مسائل اور تیاریاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بے پناہ مسائل تھے، ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت و رسالت کی ذمہ داریاں پوری فرما رہے تھے تو دوسری طرف قانون الٰہی کی ترجمانی فرما رہے ہوتے تھے، ایک لمحہ قاضی القضاۃ کے فرائض انجام دیئے جا رہے تھے تو دوسرے لمحہ باہر سے آئے ہوئے سفارتی وفود کی پذیرائی ہو رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جنگ سے زیادہ ناپسندیدہ اور مکروہ کوئی چیز نہ تھی مگر اب جبکہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم آچکا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کی عظیم ذمہ داریوں کے علاوہ سربراہ ریاست اور کمانڈر انچیف کے فرائض ایک ہی وقت میں ادا کرنے تھے، جنگ کی ذمہ داریاں لمحہ بھر کا مسئلہ نہیں ہوتیں ان کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے، دشمن کی افرادی اور اسلحہ کی قوت کا اندازہ لگانا ہوتا ہے، اس کے علاوہ افراد کی تربیت اور ان کی ہمت و استقلال اور جرات و دلیری اور ان

[1] المائدۃ ۵۴

[2] صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن سورۃ الجمعۃ بَابُ قَوْلِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۴۸۹۷، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضْلِ فَارِسَ ۶۴۹۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْجُمُعَةِ ۳۳۱۰

کی ذہنی وبدنی اور نفسیاتی قابلیت کا موازنہ اپنے لشکر کے افراد کی تربیت اور کارکردگی کی صلاحیتوں کے ساتھ کرنا ہوتا ہے تب جا کر لشکر کی ضروری تناسب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ لشکر کی عسکری تعلیم اور اخلاقی تربیت بھی کمانڈر انچیف کی ذمہ داری ہے۔

جبکہ اندرونی طور پر معاملہ بہت گھمبیر تھا، مثلاً

- رسول اللہ ﷺ کے پاس جو افرادی قوت موجود تھی اس کا تربیت یافتہ حصہ (مہاجرین) پچاس ساٹھ سے زیادہ نہ تھا، اور انصار کی ابھی تربیت نہیں ہوئی تھی اس لئے انہیں جنگ کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔
- صف کے سپاہیوں کی تربیت سے زیادہ کمانڈروں کی تربیت اہم تھی اور مہاجرین یا انصار میں کوئی قابل ذکر کمانڈار موجود نہیں تھا۔
- مدینہ منورہ کی ریاست کے قیام کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور اس نئی ریاست کو بے شمار مادی مسائل کا سامنا تھا، اس کا مالی نظام بھی مکمل نہیں ہوا تھا، مہاجرین اپنا سب کچھ مکہ مکرمہ میں چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تھے اس لئے وہ معاشی طور پر بہت ہی کمزور تھے، اسی طرح قبائل اوس وخزرج بھی یہودیوں کی سازشوں میں الجھ کر آپس کی لڑائیوں میں اپنا سب کچھ گنوا کر بے انتہا کمزور ہو چکے تھے، اس لئے یہ دونوں گروہ ہی جنگی اخراجات کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہ تھے۔
- یہودی اپنی فطرت کے تحت مخالفت پر آمادہ تھے، وہ ریاست کے اندرونی معاملات میں الجھنیں پیدا کرنے کے لئے پرامن شہریوں کو بہکاتے رہتے جس سے کچھ نہ کچھ دشواریاں پیدا ہوتی رہتی تھیں۔
- منافقین جو بظاہر مسلمان تھے وہ مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور نماز پڑھتے تھے مگر ان کے دل دشمنوں کے ساتھ دھڑکتے تھے، اس لئے ریاست مدینہ منورہ کی دفاعی انتظامات کی تفاصیل کا دشمن تک پہنچنے کا ہر وقت خطرہ موجود رہتا تھا۔
- مہاجرین مدینہ منورہ کی آب وہوا کے عادی نہ تھے اس لئے ان میں سے اکثر بخار میں مبتلا رہتے تھے جس سے ان کی جسمانی طاقت کمزور ہو رہی تھی اور کمزور آدمی جنگ کی صعوبتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اس لئے انہیں ذہنی اور بدنی طور پر اس آب وہوا سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت تھی۔
- جنگ میں سپاہ کا اردگرد کے جغرافیہ سے واقف ہونا انتہائی ضروری تھا جبکہ مہاجرین مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے علاقہ کے جغرافیہ سے ناواقف تھے انہیں جلد از جلد اس علاقہ کے جغرافیہ سے روشناس کرانا تھا۔
- قریش مکہ نے بڑی شدومد سے یہ پروپیگنڈا کر رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عرب میں صدیوں سے رائج آباؤاجداد کے نظام حیات کو یکسر تہہ وبالا کر دینا چاہتے ہیں، چونکہ یہ مشرکانہ نظام قبائل کے رگ وخون میں شامل ہو چکا تھا اس لئے اکثر قبائل مدینہ کی اس ریاست کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔
- دشمن کے اعلان جنگ کے بعد جوابی تیاریوں کے لئے وقت بہت ہی کم تھا، مشرکین مکہ کسی وقت بھی منظم ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو سکتے تھے، اس کے علاوہ اہل مکہ کے حلیف قبائل پورے جزیرۃ العرب میں پھیلے ہوئے تھے، مثلاً بنوغطفان، بنوسلیم، بنوثعلبہ، بنوفزارہ اور بنوہوزان وغیرہ جن کے ساتھ ان کی رشتہ داریاں بھی تھیں، وہ ان قبائل کے ذریعہ بھی مدینہ پر لشکر کشی کر سکتے تھے اور یہ خطرہ چاروں

اطراف سے موجود تھا۔

○ میدان بدر سے کچھ ہی دور تک اہل مکہ کا اثر و رسوخ رہ چکا تھا، دوسری طرف نجدی قبائل بھی مکہ کے ہم خیال تھے، مکہ معظّمہ کا ممتاز مقام مشرکین مکہ کو حسب ضرورت افرادی اور مالی مدد دلوا سکتا تھا۔

○ ویسے تو مکہ مکرمہ کے حلیف اور ہمدرد پورے جزیرۃ العرب میں پھیلے ہوئے تھے مگر شاہراہ شام کی سمت سے حملہ کا امکان زیادہ تھا اس سمت کو خاص طور پر نگاہ میں رکھنا بہت ضروری تھا۔

○ چنانچہ مشرکین مکہ کے حملہ کرنے سے قبل ہی ریاست مدینہ منورہ کے اردگرد بسنے والے قبائل کو اسلام سے روشناس کرانے اور امن واماں کے قیام کی اہمیت سمجھا کر دوستانہ معاہدے طے کر لینا ضروری ہو گیا تا کہ مکہ کو اپنی جارحانہ پالیسی پر مزید غور وفکر کرنے کی ضرورت محسوس ہو، اور اس مقصد کے لئے بیرون مدینہ سفر اختیار کرنا ضروری تھا۔

نزول سورۃ المزمل آیت ۲۰:

نماز تہجد رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی پیروی میں تہجد ادا کرتے تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمائی اور تہجد کی فرضیت کو ختم فرما دیا چنانچہ یہ حکم نازل فرمایا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ

آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات

وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ

کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے، اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے وہ (خوب) جانتا ہے کہ

اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

تم اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے پس تم پر مہربانی کی لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو،

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل

فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو، اور جو نیکی تم اپنے لیے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ

آ گے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہا کرو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ (المزمل ۲۰)

یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نیکیاں کمانے کا غیر معمولی جذبہ پایا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام الیل کرتا دیکھ کر انہوں نے بھی قیام لیل شروع کر دیا، انہوں نے بھی اپنے بستروں کو خیر باد کہہ دیا اور خوف وطمع سے اپنے رب سے توبہ واستغفار کرنے لگے، انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ [۱]

ترجمہ: اُن کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

لیکن بڑی مشقت پڑتی تھی جس سے ان کی پنڈلیوں اور قدموں پر ورم آ گیا، تہجد فرض نہیں نفل نماز ہے،

طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلاَ يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نجد کا رہنے والا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنی جا رہی تھی لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے لیکن جب قریب ہوا تو معلوم ہوا (کہ) وہ اسلام کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، وہ شخص بولا کہ کیا ان کی علاوہ (بھی کوئی نماز) میرے اوپر (فرض) ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے پڑھے۔ [۲]

یعنی ان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں بلکہ سنت ہے یا مستحب، وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث حجت ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوعبدالرحمٰن، حسن بصری رحمہ اللہ کے مطابق تقریباً ایک سال بعد۔

---

[۱] السجدۃ ۱۶

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابٌ الزَّكَاةُ مِنَ الإِسْلاَمِ ۴۶ ،وكِتَابُ الشَّهَادَاتِ بَابٌ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ ۲۶۷۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ ۱۰۰، سنن ابوداودکتاب باب ۳۹۱، سنن نسائی كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ كَمْ فُرِضَتْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ۴۵۸

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ؟قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ:فَإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ السُورَةِ نَزَلَتْ، فَقَامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ، وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا، فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَة

سعد بن ہشام سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کا حال بیان فرمایئے، پوچھا کیا تو نے سورت مزمل نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور پڑھی ہے، فرمایا جب اس صورت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہونے لگے یہاں تک کہ (دیر دیر تک کھڑے رہنے کی بنا پر) ان کے پاؤں میں ورم آ گیا اور اس سورت کی آخری آیتیں بارہ مہینے تک آسمان پر رکی رہیں۔ پھر اس کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رات میں تہجد پڑھنا فرض نہ رہا بلکہ نفل ہو گیا۔ (۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق

فَمَكَثُوا بِذَلِكَ ثَمَانِيَةَ أَشْهُرٍ

آٹھ ماہ بعد۔ (۲)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق سولہ ماہ۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَامُوا حَوْلًا أَوْ حَوْلَي

قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق ایک سال یا دو سال۔

عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ:فَخَفَّفَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ

اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے مطابق دس سال کے بعد۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے تنگی کے بجائے وسعت کر دی اور قیام الیل میں تخفیف کی آیات نازل ہوئیں، ہمارے نزدیک یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ پہلا رکوع نبوت کے چوتھے سال نازل ہوا اور دوسرا رکوع مدینہ طیبہ میں نازل ہوا جب زکواۃ کی فرضیت کا حکم بھی نازل ہو چکا تھا ان دونوں کے درمیان دس برس کا فاصلہ ہی ہونا چاہیے۔

فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اور آپ کے ساتھ اہل ایمان کی ایک جماعت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی، چونکہ مامور بہ وقت کا تعین کرنا لوگوں کے لئے مشکل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ اس نے ان کے لئے انتہائی آسانی پیدا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ دن اور رات کی مقدار کو جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کتنا وقت گزر گیا ہے اور کتنا باقی ہے، وہ جانتا ہے کہ کمی بیشی کے بغیر تم اس کی مقدار معلوم

(۱) مسند احمد۲۴۲۶۹،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ۱۷۳۹،سنن ابوداودكتاب التطوع بَابُ نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ ۱۳۰۵،تفسیرطبری ۶۷۸،۲۳

(۲) تفسیرطبری۶۶۷،۲۳ ،تفسیرابن ابی حاتم۳۳۸۰،۱۰

(۳) تفسیرطبری۶۷۹،۲۳ ،تفسیرابن ابی حاتم ۳۳۷۹،۱۰

نہیں کوسکو گے، کیونکہ اس کی مقدار کی معرفت کا حصول، واقفیت اور مزید مشقت کا تقاضا کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لئے تخفیف کر دی ہے اور تمہیں صرف اسی چیز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لئے آسان ہے خواہ وہ مقدار سے زیادہ ہو یا کم، لہذا نماز میں جتنی طمانیت اور راحت کے ساتھ قرآن مجید کی قرات کر سکتے ہو، جس کی قرات تم پر شاق نہیں گزرتی پڑھ لیا کرو، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جوش وخروش دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈر محسوس ہوا کہ یہ نماز امت پر فرض نہ ہو جائے تو باہر نکل کر ان لوگوں سے فرمایا ان ہی اعمال کی تکلیف اٹھاؤ جن کی تم میں طاقت ہو، اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہ تھکے گا البتہ تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے، سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر دوام ہو سکے۔

عَلِمَ اَنۡ سَيَكُوۡنُ مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى ۙ وَاٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ

وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے، بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی روزی بھی) تلاش

اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنۡهُ ۙ (المزمل ۲۰)

کریں گے، اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض ایسے اسباب ذکر فرمائے جو تخفیف سے مناسبت رکھتے ہیں، چنانچہ فرمایا وہ جانتا ہے تم میں سے بیمار بھی ہوں گے اور دو تہائی شب، نصف شب یا ایک تہائی شب کی نماز ان پر شاق گزرے گی، پس مریض اتنی ہی نماز پڑھے جو اس کے لئے آسان ہے، نیز وہ مشقت کی صورت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر بھی مامور نہیں بلکہ اگر نفل نماز پڑھنے میں اس کے لئے مشقت ہے تو وہ اسے چھوڑ دے اور اسے اسی طرح نماز کا اجر ملے گا جس طرح صحت مند ہونے کی حالت میں پڑھتا رہا ہے، اللہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں مسافر بھی ہیں جو جائز اور حلال طریقوں سے رزق کمانے کے لئے سفر کرتے ہیں، پس مسافر کے احوال سے تخفیف مناسبت رکھتی ہے، اسی لئے اس میں اس کے لئے فرض نماز میں بھی تخفیف کر دی گئی ہے، اور اس کے لئے ایک وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا اور چار رکعتوں والی نماز میں قصر کرنا مباح کر دیا گیا ہے، کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے ہیں لہذا تم بآسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو۔

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوۡا

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو اور جو نیکی تم اپنے لیے

لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَيۡرًا وَّاَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ

آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہا کرو،

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۞ (المزمل ۲۰)

یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دو عبادتوں کا ذکر فرمایا جو ام العبادات اور ان کا ستون ہیں، یعنی پانچوں نمازوں کو اس کے ارکان، اس کی حدود، اس کی شرائط

اور اس کی تکمیل کرنے والے تمام امور کے ساتھ قائم کرنا جس کے بغیر دین درست نہیں رہتا۔

بعض لوگ نماز کو سکون کے ساتھ ادا کرنے کے بجائے جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے سر سے بوجھ اتار رہا ہو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ المَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ وَقَالَ:ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلاَثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ:إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا

ایسے لوگوں کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، وہ شخص واپس گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی اور پھر آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا لیکن آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، آپ نے اس طرح تین مرتبہ کیا آخر اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں اس کے علاوہ اور کوئی اچھا طریقہ نہیں جانتا، اس لئے آپ مجھے نماز سکھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہہ، پھر آسانی کے ساتھ جتنا قرآن تجھ کو یاد ہو اس کی تلاوت کر، اس کے بعد رکوع کر اچھی طرح سے، رکوع ہو لے تو پھر سر اٹھا کر پوری طرح کھڑا ہو جا، اس کے بعد سجدہ کر پورے اطمینان کے ساتھ، پھر سر اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا، اسی طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔ (۱)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ،ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز ادا کی اور اس میں ام القران نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے، آپ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ ۷۵۷ ،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا ۸۸۵ ،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۵۶ ،مسنداحمد۹۶۳۵، صحیح ابن حبان ۱۸۹۰،سنن الدارقطنی ۳۱۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ ۷۵۶

نے تین مرتبہ یہی فرمایا اور ناتمام ہے۔ [۱]

اور زکواۃ (صدقات واجبہ اور صدقات مستحبہ) کو سچی نیت اور ثبات نفس سے، خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لیے پاک مال سے خرچ کرنا جو ایمان کی دلیل ہے اور اس سے حاجت مندوں اور مساکین کے لیے ہمدردی حاصل ہوتی ہے۔ پھر عام بھلائی اور بھلائی کے کاموں کی ترغیب دلائی کہ جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے (ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد زکواۃ کے علاوہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا خواہ وہ جہاد فی سبیل اللہ ہو یا اللہ کے بندوں کی مدد ہو یا رفاہ عام ہو یا دوسرے بھلائی کے کام) اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاو گے، ایک نیکی کا اجر دس گناہ سے لیکر سات سو گنا تک بلکہ بے شمار گنا ملتا ہے،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ،قَالَ:اعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ،قَالُوا: مَا نَعْلَمُ إِلَّا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:إِنَّمَا مَالُ أَحَدِكُمْ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب نہ ہو، فرمایا سوچ لو تم کیا کہہ رہے ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا حال واقعی یہی ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا۔ [۲]

یعنی آدمی اپنی زندگی میں جو کچھ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرے گا وہی آخرت میں اس کے لیے نفع بخش ثابت ہو گا، موت کے بعد ورثے میں سے اگر کوئی خرچ کرے گا تو اسے اس خرچ کا اجر نہیں ملے گا کیونکہ اب مال ورثاء کا ہے نہ کہ میت کا۔ بھلائی اور نیکی کے کاموں کی ترغیب دینے کے بعد استغفار کا حکم دیا جس میں بہت بڑا فائدہ ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ بندہ ان کاموں میں کوتاہی سے پاک نہیں جن کا اسے حکم دیا گیا ہے یا تو وہ ان کاموں کو سرے سے کرتا ہی نہیں یا انہیں ناقص طریقہ سے کرتا ہے، پس اسے استغفار کے ذریعے سے اس کی تلافی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ بندہ دن رات گناہ کرتا ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اپنی رحمت اور مغفرت سے ڈھانپ نہ لے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا۸۷۸

[۲] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ ۶۴۴۲ ،سنن نسائی کتاب الوصایا باب الْكَرَاهِيَةُ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ۳۶۴۲ ، مسنداحمد ۳۶۲۶، صحیح ابن حبان ۳۳۳۰،مسندابویعلیٰ ۵۱۶۳

غزوہ ودان (ابواء)

صفر ۲ہجری

وَاسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغَازِيهِ عَلَى الْمَدِينَةِ: فِي غَزْوَةِ وَدّانَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ

چنانچہ ماہ صفر دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا اور پہلی مرتبہ بنفس نفیس اقتصادی اور عسکری نکتہ نظر کے حامل علاقہ دوان کے ساحلی علاقہ کی طرف ستر یا دوسو مہاجرین کا ایک دستہ لیکر روانہ ہوئے۔

(مواخات میں مہاجرین کی تعداد پینتالیس تھی، غزوہ بدر میں نوخیز نوجوانوں سمیت صرف ساٹھ مہاجرین ہتھیار بند مہیا ہو سکے تھے، بعض میں ستر بیان کی گئی ہے تو اس سے چند ماہ قبل اس سفارتی سفر میں دوسو کا مہاجر لشکر کس طرح مرتب ہو سکتا تھا ان اعداد و شمار کے کی روشنی میں جن میں غزوہ ودان کے دوران مہاجرین کی تعداد دوسو بیان کی گئی ہے وہ غلط اندازوں پر مبنی ہے، مولانا شبلی نعمانی اس غزہ میں لشکر اسلام کی تعداد ساٹھ بیان کرتے ہیں)

وَدفع لِوَاءُهُ إِلَى حَمْزَة

اس دستہ کا سفید جھنڈا اپنے چچا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو عطا فرمایا۔

یہ پہلا موقعہ تھا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منظم لشکر کی شکل میں مدینہ سے باہر گئے تھے، دوران سفر آپ ﷺ نے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لشکر کشی کے طور طریقوں، موزوں حرب وضرب اور دوران جنگ صبر واستقامت کی تربیت فرمائی ہوگی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت کچھ سیکھا ہوگا، آپ ﷺ نے ودان سے تیرہ کلو میٹر دور مقام ابواء پر پڑاو ڈالا جہاں بنوضمرہ، بنوغفار اور کنانہ آباد تھے (رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر بھی یہیں ہے) اس غزوہ کا مقصد اس اہم علاقہ کے قبائل کو دشمن سے توڑنا اور ان کیساتھ امان وتعاون کا معاہدہ طے کرنا تھا جس میں آپ ﷺ کو کامیابی حاصل ہوئی، اور قبیلہ بنوضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو ضمری جو بنو کنانہ سے تعلق رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ طے پایا کہ رسول اللہ ﷺ بنوضمرہ پر حملہ نہیں کریں گے اور بنوضمرہ مسلمانوں کے خلاف نہ تو کوئی کاروائی کریں گے اور نہ کسی کاروائی میں حصہ لیں گے اور ان کے کسی دشمن کی مدد بھی نہیں کریں گے اور ضرورت کے وقت مسلمانوں کی اعانت اور امداد کریں گے، یہ رسول اللہ ﷺ کا پہلا معاہدہ تھا، اس معاہدہ کی باقاعدہ دستاویز تیار کی گئی جو یوں تھی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمّدٍ رَسُولِ اللهِ لِبَنِي ضَمْرَةَ فَإِنّهُمْ آمِنُونَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد رسول اللہ کی طرف سے بنوضمرہ کے لئے ہے، ان کو جان ومال کی حفاظت کی ضمانت دی جاتی ہے، اور جب پیغمبر انہیں مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ مسلمانوں کی اعانت اور امداد کریں گے۔ [1]

[1] الروض الانف ۵/۱۵

ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا،وَهِيَ أَوَّلُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا

اور رسول اللہ ﷺ بلا قتال واپس مدینہ پہنچ گئے، یہ پہلا غزوہ تھا جس میں آپ ﷺ بذات خود مدینہ سے باہر نکلے۔ (۱)

وَكَانَتْ غَيْبَتُهُ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

رسول اللہ ﷺ پندرہ دن مدینہ منورہ سے باہر رہے (۲)

اس غزوہ نے مدینہ کی سرحدوں کو وسعت دینے کے علاوہ اہم علاقہ میں طاقت ور حلیف مہیا کئے تھے، یہی نہیں بلکہ ریاست مدینہ منورہ کی بین الاقوامی حیثیت کو منظر عام پر لانے میں مدد دی تھی، اہل مکہ جو شروع سے مدینہ میں اسلام کی نشو ونما حاصل کرنے سے خائف تھے اس غزوہ نے انہیں چونکا دیا، وہ طاقت جسے وہ مدینہ منورہ کے اندر برداشت نہ کر سکتے تھے اب ان کے اثر ورسوخ کی سرحدوں تک پہنچ چکی تھی ،چنانچہ ان کے لئے ضروری ہوگیا کہ وہ مدینہ کو ختم کرنے کے لئے عملی اقدامات شروع کریں، انہوں نے اپنے اعلان جنگ اور اس غزوہ کے پیدا کردہ خدشات کے علاج کو لشکر کشی کی شکل دی اور ابن حزم رحمہ اللہ ،ابن اسحاق رحمہ اللہ اور ابن ہشام رحمہ اللہ کے مطابق عکرمہ بن ابو جہل کو تین سو سوار دے کر مدینہ کے خلاف روانہ کیا، ابن اثیر کے مطابق اس مکی مہم کا کماندار ابو جہل تھا۔

واقدی کے مطابق غزوہ دوان سے قبل سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ، سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ ،سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمل میں آچکے تھے ، مگر ہمارے نزدیک یہ درست نہیں، اس لئے کہ

- رسول اللہ ﷺ جب تک خود بیرون مدینہ جاکر مدینہ میں ریاست کے قیام اور وجود سے لوگوں کو آگاہ نہ کر لیتے اپنے سپہ سالاروں کو روانہ نہ فرماتے، چنانچہ اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے کمانداروں کے لئے ممکن ہوگیا کہ وہ بھی بے روک ٹوک اس علاقہ میں مہموں پر جائیں اور ریاست کی دفاعی ضروریات کو پورا کریں۔
- غزوہ دوران یا ابواء سے قبل کے یہ سرایا صرف واقدی بیان کرتا ہے، ابن اسحاق اور ابن ہشام ان سرایا کو رسول اللہ ﷺ کے اس غزوہ کے بعد بتاتے ہیں۔
- احادیث صحیحہ کے مطابق بھی اس غزوہ سے قبل کسی طرح کی فوجی نقل وحرکت کا پتہ نہیں چلتا، یہی نہیں بلکہ پہلے سال ہجری میں مہاجرین کی تعداد بھی فوجی کاروائیوں کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔
- مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد مہاجرین کی تعداد پینتالیس بیان کی جاتی ہے، تعمیر مسجد ہجرت کے چند ماہ بعد مکمل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے رمضان ایک ہجری میں زید رضی اللہ عنہ کو گھر کی مستورات کو لانے کے لئے مکہ روانہ کیا، مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات کا فیصلہ بھی ہجرت سے چند ماہ بعد عمل میں آیا، اگر اس وقت مہاجرین کی تعداد پچاس کے قریب تھی تو ظاہر ہے کہ اولین سرایا جن میں صرف مہاجر اصحاب نے شرکت فرمائی وہ ہجرت کے پہلے سال عمل میں نہیں لائے گئے۔

---

(۱) ابن ہشام ۱/۵۹۱،عیون الاثر ۱/۲۵۸،فتح الباری ۷/۲۷۹،البداية والنهاية ۳/۲۴۳،ابن سعد ۲/۵

(۲) زادالمعاد ۳/۱۴۸

○ قرآن مجید کی سند سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہجرت کے پہلے سال کسی قسم کی فوجی کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی ہو گی، جہاد کے متعلق اس آیہ کریمہ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ... ﴿٣٩﴾ [1]

ترجمہ: اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔

کو اولیت کا مقام دیا جاتا ہے اس کے متعلق کتب احادیث میں اتفاق رائے سے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ذوالحجہ ایک ہجری میں نازل ہوئی۔

تفسیر جریر میں جہاد کی اجازت کی بجائے جہاد کے حکم والی آیت

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ [2]

ترجمہ: اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

کو اولیت کا مقام دیا گیا ہے، دونوں آیات میں لڑائی کی پہل دوسری جانب سے بتائی گئی ہے، یہ درست ہے کہ اہل مکہ نے عبداللہ بن ابی کو جو دھمکی انگیز خط لکھا تھا وہ اعلان جنگ کے مترادف تھا مگر اس وقت تک صبر کا حکم تھا جہاد کا نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا تدارک میثاق مدینہ کے ذریعہ کیا تھا۔

○ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کی اجازت سے قبل رسول اللہ ﷺ کی پیغمبرانہ بصیرت نے مکہ کے ناگزیر حملے کا اندازہ کر لیا تھا اور آپ ﷺ ایک ہجری میں دفاعی جنگ کی تیاریاں میں مصروف ہو گئے تھے اور آپ ﷺ نے سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب، سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روانہ فرمائے مناسب نہیں، ہمارے خیال میں جب تک مکہ مکرمہ یا کسی اور قبیلہ کی جانب سے باقاعدہ آغاز جنگ نہ ہو جاتا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے لڑائی کی اجازت نہ مل جاتی یا جہاد کا حکم نہ مل جاتا یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کی اجازت سے قبل جہاد کی طرف عملی قدم اٹھایا ہو گا۔ اس لئے جن ارباب سیر نے ہجرت کے پہلے سال کے سرایا کا روانہ بیان کیا ہے وہ غلطی پر ہیں بلکہ جو معاملات ہوئے وہ حربی یا عسکری نوعیت کے نہ تھے بلکہ دعوتی وفود تھے جنہیں غیر متوقع طور پر لڑائی کا سامنا کرنا پڑا۔

بہرحال دشمن کے مقابلے کے لئے تیاریاں ضروری تھیں جو آپ نے کوئی وقت ضائع کیے بغیر شروع کر دیں، مگر رسول اللہ ﷺ نے دفاع جنگ کے لئے جو تیاریاں فرمائیں ان کی تفصیلات پڑھنے سے پہلے دفاع کے اصولوں کو پڑھنا مفید ہو گا۔

میجر جنرل اکبر خاں (سابق کرنل کمانڈنٹ رائل آرمی سروس کور) نے ایک عمومی قومی پالیسی کے متعلق جنرل برڈ کا ایک مفید تبصرہ نقل کیا ہے۔ جو ملک، جو قوم وحکومت اپنے مفاد کی حفاظت جنگ کے ذریعے کرنا چاہتی ہے اسے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی کاروائی ہمسایہ حکومتوں کے نظریوں کی پاسداری کے خلاف نہ ہو جس سے وہ خواہ مخواہ ناراض ہو کر اپنے خلاف دشمن کے ساتھ صف آرا ہو جائے۔

[1] الحج ۳۹

[2] البقرۃ ۱۹۰

اس خارجی حکمت عملی کا انحصار تین باتوں پر ہے۔

- اپنے ملک کی جغرافیائی پوزیشن۔
- اپنے قومی مفاد اور
- اپنے حقوق و مفاد کے لئے قوم کا عزم۔

پہلی دو باتیں اس کا فیصلہ کرتی ہیں کہ کن کن حکومتوں سے کس قسم کے تعلقات اور کیا برتاؤ ہونا چاہیے، تیسری بات کی مطابق دشمن کے خلاف اپنے نرم، گرم، سخت بے باکانہ یا مصالحانہ طرز عمل کا تعین ہوتا ہے، مجموعی طور پر ان تینوں کے مطابق اس کی فوج مضبوط یا کمزور ہو گی لہذا جنگ کی تیاری تین قسم کی ہوتی ہے۔

سیاسی: سیاسی تیاری کے وقت حکومت پر ملک کے باشندوں کا کامل اعتماد ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہمسایہ حکومتوں کے ساتھ دوستی و حمایت اور اعتماد کا رشتہ قائم ہوتا کہ یہ بات واضح طور پر معلوم رہے کہ خطرات کا اعلان کس کس طرف سے ہے اور ان کا تدارک کیا کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی اور مادی: جب ملک کی اخلاقی حالت مستحکم ہو کر نظم و نسق کی بنیاد بن جائے تو جنگ میں کامیابی یقینی ہوتی ہے، نپولین کا قول ہے کہ اخلاقی طاقت جسمانی طاقت سے کم از کم تین گنا زیادہ اہم ہے، چونکہ فوج ہر لحاظ سے اپنے ملک و قوم کی علم بردار ہوتی ہے اس لئے جس فوج میں سچائی، بردباری، ایثار و جاں نثاری اور صلاحیت و استعداد کی خوبیاں اور عشرت رانی کے بجائے نفس کشی کے اوصاف ہوں گے وہ ہر جدوجہد میں کامیاب رہے گی۔

آلات حرب و ضرب: فوج کا جدید آلات سے مسلح ہونا ضروری ہے، اس سے اپنی فوج پر اپنے باشندوں کا اعتماد بڑھتا ہے اور اس اعتماد سے تجارت فروغ پاتی ہے، دوسری قومیں اس زبردست فوج کے باعث اس ملک کے حقوق و مفاد اس کی حکومت اور اس کی تجارت کا احترام کرتی ہیں۔

حکومت کا فرض ہے کہ اعلان جنگ کے وقت ملکی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے فوج کے اپنے دفاعی مقاصد سے واضح طور پر آگاہ کر دیا جائے۔ لیکن میدان جنگ میں جانے سے پہلے جو تیاریاں ہونی چاہئیں ان کے متعلق میجر جنرل اکبر خاں، جنرل ہیملے اور جنرل کیگل کی کتاب آپریشن آف وار (Opertion of War) کے اقتباسات لکھتے ہیں۔

- جنگ شروع کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ لڑائی کن کن حالات اور کن کن اثرات کے تحت لڑی جائے گی، میدان جنگ کس قسم کا ہے، فوج کے ہتھیار خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں بدلتے رہیں گے، میدان جنگ میں کامیابی کے لئے فوج میں عزم و اخلاق، نظم و ضبط، عقل و فہم، جسمانی طاقت اور تحمل مصائب کی قوت کا ہونا ضروری ہے، لڑائی کے میدان میں اخلاق قوتوں کی خاص آزمائش ہوتی ہے۔
- کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ جنگ کا آغاز اچھا ہو اور آغاز اسی وقت اچھا ہو سکتا ہے جب آغاز جنگ سے پہلے زمانہ امن میں لڑائی کی پوری تیاری کر لی جائے، لیکن یہ تیاری بے کار محض ہے اگر فوج کو اس زمانہ میں عمدہ تربیت دے کر سخت جان نہ بنایا گیا ہو، پھر مصائب کے

خنداں اور فرحاں برداشت کرنے کا انحصار جسمانی قوت سے زیادہ اخلاقی قوت پر ہے، اس لئے سپہ سالار پر لازم ہے کہ وہ فوج کی اخلاقی تعلیم کا بہت زیادہ خیال رکھے کیونکہ دفاعی منصوبوں کی کامیابی کا دارومدار اخلاقی حالت کے اچھے یا برے ہونے پر ہوتا ہے۔

ان شہرہ آفاق ماہرین فن کے افکار پیش کرنے کے بعد میجر جنرل اکبر خاں دنیا کی دو بڑی فوجوں کی شکست کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اکثر دفاعی مبصرین کی رائے ہے کہ فرانس ۴۵-۱۹۳۹ء کی جنگ عظیم میں محض اس لئے شکست کھا گیا کہ فرانسیسی سپاہی آرام طلب، عیش پسند اور پست حوصلہ تھے اور خود اعتمادی کے جوہر سے تہی مایہ۔ گو میسولینی نے اٹلی والوں کو جسمانی اور تعلیمی اعتبار سے فائق بنا دیا تھا مگر اخلاقی مضبوطی کی طرف توجہ نہ کی اس لئے میدان میں وہ بھی بہت جلد جی چھوڑ بیٹھے۔

یہ دنیا کے ان ماہرین جنگ کے مطالعہ اور تجربات کا نچوڑ ہیں جو جنگی فنون کے ایک تربیت یافتہ، تجربہ کار اور سوچنے سمجھنے کی اہلیت سے بہرہ ور افسر کی زبانی پیش ہوئے، اب اس کے مقابلے میں ان دفاعی تیاریوں کا مطالعہ فرمائیں جو مدینہ منورہ میں آج سے چودہ سو برس قبل ہوئیں اور پھر اندازہ فرمائیں کہ پیغمبرانہ بصیرت صدیوں کے جنگی تجربات اور آلات جنگ سے کلی انقلاب کے باوجود کتنی مکمل اور کتنی نتیجہ خیز تھیں، اس بصیرت نے جو جنگی اصول و قوانین وضع فرمائے ان کے مقابلے میں جدید ترین افکار و آراکتنی تشنہ اور کم سواد ہیں اور اس نقطہ نظر سے رسول اللہ ﷺ کے غزوات کا مطالعہ ہمارے لئے من حیث القوم کتنا ضروری اور اہم ہے۔

اخلاقی تربیت:

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی سر تا سر معلم اخلاق کی زندگی تھی، اس زمانے میں جتنی آیات نازل ہوئیں اور جتنے قوانین نافذ ہوئے اس کا مقصد یہ تھا کہ:

- اس تحریک میں شامل ہونے والوں کو ایک مرکز اور ایک عالمگیر قانون کے تحت اس طرح جمع کر دیا جائے کہ وہ ملت واحدہ بن جائیں۔
- ان کو اخلاق کا ایسا معیار دیا جائے کہ ان کی انسانی کمزوریاں، توانائیوں میں بدل جائیں اور ان کی جبلی عظمتیں ان نئی توانائیوں کے ساتھ مل کر مرکز کے حقیقی مقصد کے لئے وقف ہو جائیں۔
- دینوی زندگی کی کوئی حقیقت کسی کی نظر میں باقی نہ رہے اور حیات بعد الموت کو اتنی اہمیت حاصل ہو جائے کہ دینوی زندگی کو آخرت کی بہترین زندگی کے حصول کے لئے جدوجہد کا میدان سمجھ لیا جائے۔
- ہر قسم کے مصائب اور شدائد کو برداشت کرنے اور بڑی سے بڑی آفت کو خندہ پیشانی سے جھیل جانے کی ایسی ہمت و جرات پیدا ہو جائے کہ مخالفت کتنی بھی شدید، کتنی بھی کڑی اور کتنی بھی ناقابل برداشت ہو جائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔

یہ وہ عظیم تربیت تھی جس میں سے مسلمان مکی زندگی کے تیرہ سال تک گزرتے رہے، ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بڑی سے بڑی آزمائش میں صبر کرنے اور مشکلات کو نماز اور صبر کے ذریعہ عبور کر جانے کے ناقابل یقین کمالات دکھائے تھے، لَا رَيْبَ اس قسم کی اخلاقی تربیت کسی قوم اور کسی فوج کو اس سے پہلے نہیں دی گئی اور مسلمانوں نے جب تک اخلاق کے اس معیار کو قائم رکھا اور زمانہ امن میں اس تربیت کو اپنے وظیفہ حیات کے طور پر اختیار کیا اس وقت تک دنیا کی کوئی قوم ان پر غالب نہیں آسکی، اس ساری تربیت، ریاضت، مشقت

اور قوت برداشت کو جہاد کے وسیع معنوں میں لیا جاتا ہے اور یورپ، امریکہ کے وہ تمام بڑے بڑے جرنیل جن کے حوالے میجر جنرل اکبر خاں نے دیئے، اسی کو امن کے زمانے کی تربیت کا نام دیتے ہیں، مغربی جرنیلوں کے تصور تربیت اور اسلام کے تصور جہاد میں ایک بنیادی اور اہم فرق یہ ہے کہ یہ جرنیل اس تربیت کو صرف فوج تک محدود رکھتے ہیں جبکہ اسلام اس کا دائرہ پوری قوم پر وسیع کر دیتا ہے، اس فرق کا عملی زندگی میں جو اثر ہوگا وہ مغربی قوموں اور اس تصور پر پوری طرح عامل مسلمان قوم میں بالکل واضح اور تاریخی طور پر ثابت ہے، مغرب کی افواج اپنی قومی روایات کو میدان جنگ میں بھی ساتھ لاتی ہیں اور انہیں ان اخلاقی اقدار کی تربیت حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے، جہاں یہ تربیت ذرا کمزور اور ڈھیلی ہو وہاں فرانس اور اٹلی کی فوجوں کا نقشہ سامنے آجاتا ہے، اس کے مقابلے میں مسلمان افواج اپنی قومی روایات کو ساتھ لے کر میدان قتال میں اترتی ہیں، ان کی اخلاقی تربیت نسبتاً آسان ہے اور فوج کے میدان میں اترتے ہی پوری قوم اس جنگ کا جزو بن جاتی ہے، اس کی لاتعداد مثالیں اسلام میں موجود ہیں۔

سیاسی تیاری:

دفاع کی سیاسی تیاریوں میں ملک کی جغرافیائی پوزیشن، قومی مفاد اور ان مفادات کے تحفظ کے لئے قوم کے عزم کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، قدوسیوں کی یہ مختصر جماعت جو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مدینہ منورہ آئی تھی وہی نصب العین رکھتی تھی جو مکہ مکرمہ میں مدتوں ظاہر ہوتا رہا، یعنی یہ کہ دنیا لامرکزیت اور لاقانونیت کے چنگل میں گرفتار ہے اور اس کی وجہ سے اولاد آدم ہزار در ہزار مصائب کا شکار ہوگئی ہے، اس کا علاج یہی ہے کہ دنیا کو مرکزیت اور قانونیت کی نعمتوں سے مالامال کیا جائے، ایک اللہ، ایک قانون اور اس قانون کا ایک مفسر ﷺ اولاد آدم کو ہزار در ہزار مصائب سے نجات دلائے گا اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالامال کر دے گا، اس جماعت کا مفاد مکہ مکرمہ میں بھی یہی تھا کہ یہ نصب العین دنیا میں قائم ہو جائے اور اس کی ترویج و اشاعت کے راستے ہموار ہو جائیں، مکہ نے اسی مفاد کو تباہ کر دینے کی لاتعداد کوششیں کیں اور اس جماعت کو گھروں سے نکلنا پڑا، مدینہ منورہ میں بھی یہی مفاد تھا اور اس کے تحفظ کے لئے قوم کے عزم کا اس سے بڑا کوئی ثبوت نہیں دیا جا سکتا کہ اسی تحفظ کی خاطر اپنا گھر بار، اپنا مال، اپنی املاک اور اپنی جائیدادیں یہاں تک کہ بعض صورتوں میں اپنی محبوب بیویاں اور پیارے بچے بھی تج دیئے گئے، اس کے بعد کون سی قوم اپنے مفاد کے تحفظ کے لئے آمادہ ہو سکتی تھی؟ اس نقطہ نظر سے جو بات سمجھنے والی رہ جاتی ہے وہ مدینہ کی جغرافیائی پوزیشن ہے۔

مدینہ کا جغرافیہ اور معاشرہ:

دس ہزار آبادی پر مشتمل تقریباً دس ساڑھے دس میل لمبے اور دس میل چوڑے چٹیل میدان میں ایک دوسرے سے ایک ایک دو دو فرلانگ کے فاصلے پر بنی ہوئی چند بستیوں کا مجموعہ عہد نبوی کا یثرب تھا، اس میں جو بستی ان تمام بستیوں کے ٹھیک درمیان میں آباد تھی اسے یثرب کہا جاتا تھا اور اسی نسبت سے اس پورے مجموعے کو یثرب کہتے تھے، ان دوسری بستیوں کے اپنے اپنے الگ الگ نام بھی تھے، بستیوں کا یہ مجموعہ تین طرف سے پہاڑیوں میں گھرا ہوا تھا، شمال میں جبل احد ہے جو شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے اور جس کی چوٹی جبل نور کہلاتی ہے، جنوب میں جبل عیر ہے، اس وقت کی یہ متفرق آبادی جبل ثور سے جبل عیر تک پھیلی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے جب یثرب میں ہجرت فرمائی

توپہاڑیوں کے اس طویل وعریض سلسلے میں گھرے ہوئے میدان کو جو جوف یثرب کہلاتا تھا حرم کے لفظ سے یاد فرمایا اور آہستہ آہستہ حرم مدینہ کہلانے لگا، اس علاقہ کی زمین ہموار نہیں ہے جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے ہیں جو بقول میجر جنرل اکبر خاں کے ہجوم اور دفاع کے اعتبار سے بہت زیادہ اہم ہیں، اسی بستی کے مغرب جنوب اور شمال مشرق میں متعدد باغات اور گنجان آبادیاں واقع تھیں، مشرق میں طرف قبا سے احد کے قریب تک شمالاً جنوباً زیادہ تر یہودی آباد تھے جن کے محلے گنجان اور دور دور تک چلے گئے تھے، یثرب کے شمال مغرب میں بر رومہ سے وادی العقیق کے کناروں تک بہت سے باغات تھے، بئر رومہ کا یہ علاقہ بھی یہودیوں کے قبضے میں تھا، شمالی علاقہ کھلا ہوا تھا، اس میدان کی زمین شور ہونے کی وجہ سے ناقابل کاشت تھی، جنوب کی طرف دشوار گزار وادیاں اور گھاٹیاں ہیں، قدم قدم پر لاوے کے پتھر حائل ہیں، پانی کی شدید قلت ہے، پتھروں کے تپ جانے سے گرمی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے، الغرض رسول اللہ ﷺ نے جس بستی کو آج کی زبان میں اسلامی ریاست کے صدر یا مرکزی مقام کی حیثیت سے پسند فرمایا اور اس میں مسجد اور ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر کر کے اسلامی ریاست کی پہلی اسمبلی قائم فرمائی وہ دفاعی اعتبار سے بستیوں کے اس مجموعے کا بہترین حصہ تھا۔ اس اسلامی ریاست کے قریب ترین ہمسائے یہودیوں کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے، ان بستیوں کی غیر یہودی آبادی دو بڑے قبیلوں اوس وخزرج پر مشتمل تھی جو عرب کے عام دستور کے مطابق خاندانوں کی تقسیم در تقسیم میں بٹی ہوئی تھی، ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ سے مہاجرین تشریف لائے اور اس معاشرے کا تیسرا حصہ بن گئے، یہ مہاجرین جب مدینہ تشریف لائے تو وہ اپنا سب کچھ مکہ مکرمہ میں چھوڑ آئے تھے، مدینہ منورہ کے انصار نے ان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تاہم مہاجرین کی آباد کاری ایک اہم مسئلہ تھی جس کی طرف اگر فوری توجہ نہ دی جاتی تو اس کی اقتصادی بنیادیں سیاست کو متاثر کر سکتی تھیں، ان سب پر مستزاد بستیوں کے اس مجموعے سے باہر وہ چھوٹے چھوٹے دیہات تھے جنہیں مدینہ کے نواحی دیہات کہا جا سکتا ہے، یہ ساٹھ ستر میل کا دائرہ تھا جس میں مختلف قبائل آباد تھے، ان قبائل کے ساتھ مکہ اور مدینہ دونوں کے قبائل کے حلیفانہ تعلقات تھے اور یہ تعلقات کسی وقت بھی سیاسی مسائل پیدا کر سکتے تھے اور آنے والے دونوں میں کچھ مسائل پیدا بھی ہوئے۔

مدینہ معظّمہ پر حکمران ہونے کے لحاظ سے مدینہ منورہ اور اس کے باشندوں کی حفاظت کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ پر ہی تھی اس لئے مدینہ منورہ پہنچتے ہی نبی ﷺ نے بڑی ہوش مندی اور دور رس بصیرت سے نوخیز اسلامی ریاست کی حالت درست کی اور انصار و مہاجرین میں بھائی بھائی کا رشتہ پیدا کر کے معاشرے کے ان گروہوں کو جو مختلف گروہ بن سکتے تھے ایک جان دو قالب کر دیا اسے مواخاۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، یہ بات نوٹ کر لینے کی ہے کہ مسلمان مہاجر ہوں یا انصار، ارشاد نبوی کی پابندی کرنے کی سعادت سے اس حد تک بہرہ یاب ہوئے کہ ان کے درمیان یہود ہوں یا مکہ کے مشرک ذرا سا فرق پیدا کرنے میں ناکام رہے، یہ ان قابل احترام بزرگوں کا عمل تھا جس نے ملت اسلامیہ کی بنیادوں کو چٹان کی طرح مضبوط اور متحد بنا دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کی طرف توجہ فرمائی، قرآن مجید یہود ہوں یا نصاریٰ دونوں کا احترام کرتا ہے اور مشرکین کے مقابلے میں انہیں اہل کتاب کے معزز لقب سے یاد فرماتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اطراف مدینہ کی یہودی آبادیوں کے ساتھ معاملہ باہمی امن و رواداری اور حسن سلوک کیے۔

دوسرے اقدامات:

جب یہ ہو چکا تو دفاعی سیاست کے دوسرے اقدامات کئے گئے، دفاعی اصولوں میں سے ایک اہم اصول ریاست کے نواحی آبادیوں کے متعلق مکمل اور درست رپورٹیں حاصل کرنا اور ان کی طاقت اور دشمنی یا دوستی کا صحیح اندازہ کرنا ہے، چنانچہ سب سے پہلے جس چیز پر توجہ منعطف فرمائی وہ شاہراہ شام کا مسئلہ تھا اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو تدابیر اختیار فرمائیں۔

○ ایک تو یہ کہ مدینہ منورہ اور ساحل بحراحمر کے درمیان شاہراہ شام (مکہ کے ان تجارتی قافلوں کو جو شام جایا اور آیا کرتے تھے مدینہ اور بندرگاہ ینبوع کے درمیان سے گزرنا پڑتا تھا) سے متصل جو قبائل آباد تھے ان کے اور اہل مدینہ میں ابتدا ہی سے معاہدات تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ساتھ گفت وشنید شروع فرمائی تا کہ وہ حلیفانہ اتحاد یا کم از کم نہ طرف داری کے معاہدے کر لیں جب ان قبائل سے یہ معاہدہ امن و بھائی چارہ تحریر ہو جائے گا تو قریش مکہ ان قبائل کو مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں کر سکیں گے، تا کہ مختلف قبائل کے درمیان معمولی معمولی باتوں پر سالوں پر محیط جو خانہ جنگی جاری رہتی تھی جس میں دونوں جانب سے انسانی جانوں کا بے دریغ ضائع ہوتا رہتا تھا اس کا سدباب ہو جائے چنانچہ اس میں آپ ﷺ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی اور آپ ﷺ نے نہ صرف ان معاہدات کی تجدید فرمائی بلکہ ان میں جنگی امداد کی شق کا بھی اضافہ فرمایا۔[1]

سب سے پہلے قبیلہ جہینہ سے جو ساحل کے قریب پہاڑی علاقے میں ایک اہم قبیلہ تھا معاہدہ نہ طرفداری طے پا گیا، پھر بنی ضمرہ سے جن کا علاقہ ینبع اور ذوالعشیرہ سے متصل تھا دفاعی معاونت کی قرارداد ہوئی، اسی مقصد امن و بھائی چارہ کے لئے رسول اللہ ﷺ رضوی کی طرف تشریف لے گئے اور کوہ بواط کے لوگوں کو بھی خوش اسلوبی سے اس معاہدہ میں شریک کر لیا، دو ہجری کے وسط میں بنی مدلج بھی اس قرارداد میں شریک ہو گئے کیونکہ وہ بنی ضمرہ کے ہمسائے اور حلیف تھے، مزید برآں تبلیغ اسلام نے ان قبائل میں اسلام کے حامیوں اور پیرووں کا بھی ایک اچھا خاصا عنصر پیدا کر دیا، رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف کو جو ودان (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) میں آباد تھا اس معاہدہ میں شامل کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور خوش اسلوبی سے معاملہ طے پا گیا، معاہدہ پر ان کے سردار عمرو بن فحشی الضمری نے دستخط کیے۔[2]

○ دوسری احتیاطی تدبیر آپ ﷺ نے یہ اختیار فرمائی کہ قریشی دستوں کی صحیح نقل و حرکت، قافلوں کے ساز و سامان جو قافلوں کے ذریعہ لایا یا لے جایا جارہا تھا مقامی حالات، باشندوں، نامانوس راستوں سے متعارف ہونے، پانی کے حصول کے مقامات نیز جغرافیائی تفصیلات سے متعلق معلومات اور مدینہ منورہ کی مدافعت کے لئے شاہراہ شام پر پیہم چھوٹے چھوٹے دستے بھیجنے شروع کیے اور بعض دستوں کے ساتھ آپ ﷺ خود بھی تشریف لے گئے گویا ارد گرد کے علاقوں کا ایک جنگی نقشہ تیار کیا گیا، اس سے کئی صدیوں بعد جرمنی کے شہرہ آفاق جرنیل فیلڈ مارشل ہنڈنبرگ نے ٹینبرگ نامی ایک مقام پر روسی فوجوں کو گھیر کر دلدلوں میں پھنسا کر فنا کر دیا تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ

---

[1] عہدنبوی کے میدان جنگ ۱۴، ۱۳ ڈاکٹر حمیداللہ

[2] زادالمعاد ۱۴۸، ۳

ہنڈ نبرگ نے اس سارے علاقے کا چپہ چپہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے پیروں سے روندا تھا، اس طرح مستقبل کے ممکن میدان جنگ کا چپہ چپہ صرف جرنیل ہی نہیں بلکہ فوج کے ایک بڑے حصے کے زیر مطالعہ رہا، غیبی نصرت کے غیر متبدل وعدوں پر بے مثال حد تک کامل ایمان کے ساتھ ساتھ جہاں علت ومعلول کی باریک ترین مادی جزئیات کا مطالعہ کرنا اور اس کے نتائج کا اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا رسول اللہ ﷺ کے ہر عمل کا نمایاں پہلو ہے۔

مہماتی سفر:

دفاعی مقاصد کے حصول کے لئے فوج کو اقدام اور دفاع کی مختلف مشقیں کراتے رہنا دفاع کی بہت بڑی ضرورت ہے، آج کی دنیا میں چھوٹے بڑے ممالک کی فوجی اکیڈمیاں اسی مقصد کے تحت اپنے ہر کیڈٹس کو اس قسم کی مشقت طلب مشقیں کراتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جس معاشرے میں ایک نئی نظریاتی ریاست کی بنیادیں مستحکم کر رہے تھے اس معاشرے کا ہر فرد تلوار کا دھنی اور لڑائی کا مرد میدان تھا، انصار کی کئی پشتیں میدان جنگ میں لڑ رہی تھیں، مکہ کے مہاجر گو تجارت کرتے تھے اور سپاہیانہ زندگی ان کا پیشہ نہ تھا تاہم تجارتی کاروانوں کی حفاظت اور اس سے بڑھ کر معاشرے میں باعزت زندگی گزارنے کے لئے تلوار کا سہارا لینا ان کے لئے ناگزیر تھا اس لئے پیشہ ور سپاہی نہ ہونے کے باوجود ان کی زندگی سپاہیانہ تھی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی فوج کو اقدام اور دفاع کی متعدد مشقیں کرائیں۔

اکثر اہل رائے یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے قریش کی طرف سے کی جانے والی ناانصافیوں کو ختم کرنے اور دشمن پر دباؤ ڈالنے کے لئے جو طریقے استعمال کیے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قریش کے تجارتی کاروانوں کو اپنے زیر اثر علاقہ سے وقت ضرورت گزرنے سے روکنے اور معاشی دباؤ ڈالنے کا منصوبہ تھا کہ اس طرح قریش کی شام سے ہونے والی تجارت متاثر ہوتی تو اسی تناسب سے قریش کی حربی طاقت میں کمی ہو جاتی، ہو سکتا ہے یہ بھی مقصد رہا ہو مگر واقعات پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاشی دباؤ ڈالنے سے زیادہ مدینہ منورہ کی مدافعت کے لئے یہ دستے روانہ کیے گئے تھے، ان تمام سرایا میں بھیجے جانے والے افراد عموماً تعداد میں کم ہوا کرتے تھے جبکہ اس کے برخلاف قریش کے مسلح افراد اور اگر قافلہ کی صورت ہو تو اس کے مسلح ہم راہی یا محافظ زیادہ ہوا کرتے تھے، ایسی صورت میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ حفاظتی دستے صرف قافلوں کو دھمکانے یا لوٹنے ہی کے لئے جایا کرتے تھے، اگر قافلوں کو لوٹنا ہی ہوتا تو حورہ و حیران کے مالدار قافلے جو عرب کے میلوں میں آیا کرتے تھے اور مدینہ منورہ سے گزرتے تھے ان کی طرف مسلمانوں نے کبھی توجہ ہی نہیں کی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ذی العشیرہ سے قبل ایسا کوئی اقدام فرمایا، اگر مقصد لوٹ مار ہی ہوتا تو مہاجرین انصار مدینہ کے بجائے قبیلہ غفار کے مسلمانوں سے بخوبی لیا جا سکتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے عرصہ تک غفاریوں سے جن کا اسلام سے قبل پیشہ لوٹ مار ہی تھا اور وہ مکہ مکرمہ اور میدان بدر کے درمیان آباد تھے مدد نہیں لی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مہموں کا مقصد اپنی حفاظت کے لئے صرف دشمن کی نقل و حرکت سے باخبر رہنا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر قریش کے دستوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ، سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روانہ کیے گئے۔

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب (سیف البحر)

وَبَعَثَ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ، حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ، إِلَى سَيْفِ الْبَحْرِ، مِنْ نَاحِيَةِ الْعِيصِ، فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَيْسَ فِيهِمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَحَدٌ،قَالَ وَكَانَ الَّذِي يَحْمِلُ لِوَاءَ حَمْزَةَ أَبُو مَرْثَدٍ الغنوي،فَلَقِيَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ بِذَلِكَ السَّاحِلِ فِي ثَلَاثِ مِائَةِ رَاكِبٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ. فَحَجَزَ بَيْنَهُمْ مَجْدِيُّ بْنُ عَمْرٍو الْجُهَنِيُّ. وَكَانَ مُوَادِعًا لِلْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا، فَانْصَرَفَ بَعْضُ الْقَوْمِ عَنْ بَعْضٍ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ابواء سے واپس ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی اپنے دلیر اور جانباز چچا اور رضاعی بھائی سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو تیس مہاجرین شتر سواروں کے ہمراہ سیف البحر کی طرف عیص کی جانب سے ساحل سمندر کی طرف روانہ فرمایا جہاں بنو سلیم آباد تھے، ان میں کوئی انصاری شامل نہ تھا تا کہ وہ قریش مکہ کے قافلوں پر نظر رکھیں، حمزہ رضی اللہ عنہ کے دستے کا علمبردار ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ تھے، یہ دستہ عیص کے اطراف میں بحیرہ احمر کے ساحل تک چلا گیا، شام جانے والے قریش کے تجارتی کارواں اسی راستہ سے گزرتے تھے، سیف البحر کے قریب جہاں ابوجہل کی سرکردگی میں ایک تجارتی قافلہ جو شام سے واپس آرہا تھا سے آمنا سامنا ہو گیا، ابوجہل کے ہمراہ تین سو افراد تھے، دونوں گروپ مقابلے کے لئے صف آرا ہو گئے قریب تھا کہ جنگ شروع ہو جاتی کہ مجدی بن عمرو الجہنی نے جو ریاست مدینہ کا حلیف تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرادیا اور حمزہ رضی اللہ عنہ بغیر جنگ کے واپس آگئے۔[1]

الجہنی کا قبیلہ ممکن ہے کہ اہل مکہ کے مقابلہ میں کمزور ہو مگر وہ تجارتی شاہراہ پر قابض قبیلہ تھا اس کے سردار کی درخواست رد نہیں کی جاسکتی تھی چونکہ اگر وہ ناراض ہو جاتا تو تجارتی قافلوں کے لئے شام کا سفر ناممکن بن جاتا، طاقت کے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفارتی اقدامات نے مکہ کو کمزور بنا ڈالا تھا، بہرحال اس کے بعد دونوں گروپ اپنے اپنے راستہ پر روانہ ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی دستہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کی غرض سے میدان میں آیا تھا اور اسلامی دستہ کا مقصد دشمن کے ارادوں سے باخبر رہنا تھا تا کہ مدینہ پر حملہ ہونے کا قرینہ پائیں تو اہل مدینہ کو مطلع کریں اور جان کی بازی لگا کر دشمن کو روکے رکھیں تا کہ مسلمانوں کو مدافعت کی تیاری کا وقت مل سکے۔

سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ (ثنیۃ المرۃ)

ثُمَّ بَعَثَ عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فِي سَرِيَّةٍ إِلَى بَطْنِ رَابِغٍ وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً أَبْيَضَ، وَحَمَلَهُ مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، وَكَانُوا فِي سِتِّينَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَيْسَ فِيهِمْ أَنْصَارِيٌّ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِائَتَيْنِ عَلَيْهِمْ أَبُو سُفْيَانَ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهُوَ الْمُثْبَتُ عِنْدَنَا،وَكَانَ عَلَى الْقَوْمِ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، وَقِيلَ كَانَ عَلَيْهِمْ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، وَكَانَ بَيْنَهُمُ الرَّمْيُ، وَلَمْ يَسُلُّوا السُّيُوفَ، وَلَمْ يَصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ، وَكَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِيهِمْ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ،فَكَانَ

[1] البداية والنهاية ۳٫۳۰۰، ابن ہشام ۱٫۵۹۵، ابن سعد ۲٫۴، تاریخ ابن خلدون ۲٫۴۲۵، تاریخ طبری ۲٫۴۰۲، زاد المعاد ۳٫۱۴۷

أَوَّلَ سَهْمٍ رُمِيَ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ،قال أَنَا أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ

رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن حارث کو جو نسبتاً محتاط آدمی تھے اور عبداللہ بن سلمہ عجلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قیام پذیر تھے، انہیں ساٹھ یا ستر یا اسی مہاجر مجاہدین کا دستہ جو سب شترسوار تھے اسلام کا پہلا سفید جھنڈا دے کر رابغ کے قریب ةثنية المرة ة کی جانب روانہ فرمایا جو مدینہ سے تقریباً دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اس دستہ کے پرچم بردار مسطح بن اثاثہ تھے، اس دستہ میں بھی کوئی انصاری شامل نہیں تھا، قریش سے پہلی جھڑپ میں اندازہ ہو گیا تھا کہ مکی دستہ تعداد میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس مہم میں زیادہ مجاہدین روانہ کیے گئے، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو حکم تھا کہ وہ ریاست مدینہ سے دور ثنية المرة پر مکی دستہ کا راستہ روکیں اور اگر ضرورت ہو تو مقابلہ کریں، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ مرہ نامی گھاٹی کے نیچے پانی کے ایک جوہڑ تک گئے، جب یہ لوگ مقام ثنية المراء پر پہنچے جو قافلوں کے ٹھہرنے اور پانی حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا تو اس دستہ کا سامنا ابوسفیان بن حرب یا دستہ کے سردار عکرمہ بن ابی جہل (یہ دونوں فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے) یا مکرز بن حفص (یہ مسلمان نہیں ہوا) سے ہوا جس کے ساتھ دو سو مسلح افراد تھے، یہ ریاست مدینہ کے حلیف قبیلہ کا علاقہ تھا، مجاہدین کو نفسیاتی برتری حاصل تھا مگر صف بندی یا شمشیر زنی تو نہ ہوئی البتہ تھوڑی بہت تیراندازی ضرور ہوئی، مجاہدین کی طرف سے سب سے پہلا تیر سعد بن ابی وقاص نے چلایا، یہ تیر اسلام کی جانب سے ہتھیاروں کا پہلا استعمال تھا جس پر سعد بن ابی وقاص فخر فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے میں پہلا شخص ہوں جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہلا تیر چلایا تھا۔[1]

اس سریہ میں پہلی مرتبہ تیراندازی ہوئی جس سے فریقین میں نہ تو کوئی زخمی ہوا اور نہ کسی طرح کا مال لوٹا گیا اور نہ ہی مسلمانوں کو اس کی اجازت ہی تھی،

ثُمَّ انْصَرَفَ الْقَوْمُ عَنِ الْقَوْمِ، وَلِلْمُسْلِمِينَ حَامِيَة

کفار نے مدینہ کی جانب رخ نہ کیا تو معمولی تیراندازی کے بعد دونوں فریق واپس اپنے اپنے علاقوں میں چلے گئے۔[2]

وَفَرَّ مِنْ الْمُشْرِكِينَ (إلَى) الْمُسْلِمِينَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْبَهْرَانِيُّ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَعُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ ابْن جَابِرٍ الْمَازِنِيُّ، حَلِيفُ بَنِي نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَلَكِنَّهُمَا خَرَجَا لِيَتَوَصَّلَا بِالْكُفَّارِ

اس سریہ کا اہم واقعہ یہ ہوا کہ دو نہایت بااثر اور بارسوخ افراد مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو بہرانی (حلیف بنی زہرہ) اور عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان بن جابر مازنی (حلیف بنو نوفل) جو مسلمان ہو چکے تھے مگر قریش کے پنجے میں پھنسے ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکے تھے یہ قریش کے قافلہ کے ساتھ چل دیئے تھے تاکہ اگر موقعہ ملے تو مسلمانوں میں جا ملیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موقعہ دے دیا اور وہ مشرکوں کی قید سے بھاگ کر مسلمانوں سے آ ملے۔[3]

---

[1] المسند للشافعی ۱۶۰

[2] ابن سعد ۴،۲،ابن ہشام ۵۹۱،۱، تاریخ طبری ۴۰۴،۲ ، زادالمعاد ۱۴۷،۳

[3] ابن ہشام ۵۹۲،۱

ان کے جانے سے مکی لشکر میں فطری طور پر خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی ہو گی، خطرہ تھا کہ دو طاقتور قبیلوں کے حلیف افراد کے مکی لشکر سے نکل جانے کے بعد کہیں اور لوگ بھی اسلامی لشکر میں شامل نہ ہو جائیں، نوجوان عکرمہ بن ابوجہل دلیر ضرور تھا مگر سمجھدار بھی تھا اس نے فوراً اپنے لشکر کو پس قدمی کے احکام دیئے اور بیشتر اس کے اسلامی لشکر کی طرف سے مزید تیراندازی ہوتی یا حملہ ہوتا مکی لشکر میدان چھوڑ کر مکہ روانہ ہو چکا تھا، عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے، چنانچہ مکی دستے کے جانے کے بعد وہ بھی مدینہ کی جانب گامزن ہو گئے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (خرار کی جانب)

وَبَعْثَهُ فِي عِشْرِينَ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يَعْتَرِضُ لِعِيرِ قُرَيْشٍ تَمُرُّ بِهِ، وَعُهِدَ إِلَيْهِ أَنْ لَا يُجَاوِزَ الْخَرَّارَ، وَالْخَرَّارُ حِينَ تَرُوحُ مِنَ الْجُحْفَةِ إِلَى مَكَّةَ آبَارٌ عَنْ يَسَارِ الْمَحَجَّةِ قَرِيبٌ مِنْ خُمٍّ،قَالَ سَعْدٌ فَخَرَجْنَا عَلَى أَقْدَامِنَا فَكُنَّا نَكْمُنُ النَّهَارَ وَنَسِيرُ اللَّيْلَ حَتَّى صَبَّحْنَاهَا صُبْحَ خَمْسٍ، فَنَجِدُ الْعِيرَ قَدْ مَرَّتْ بِالْأَمْسِ فَانْصَرَفْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیس مہاجر شتر سواروں کے ہمراہ (بعض روائتوں میں ہے کہ یہ لوگ پیدل ہی روانہ کیے گئے تھے) جن کے علم بردار مقداد بن عمرو تھے قریش کی ایک اور جماعت کی طرف خرار (بعض جگہوں پر ضرار لکھا ہوا ہے) کی سمت روانہ فرمایا، خرار خم کے قریب جحفہ کے بائیں جانب ایک مقام کا نام ہے، اور انہیں تاکید فرمائی کہ وہ رات میں سفر کریں (تاکہ راتوں کے اندھیرے میں نظم وضبط کے ساتھ چلنے کی مشق ہو جائے) اور دن میں چھپ جایا کریں اور خرار سے آگے نہ بڑھیں، چنانچہ حکم کے مطابق یہ دستہ رات میں سفر کرتا اور دن میں آرام کرتا ہوا پانچویں دن خرار پہنچا، وہاں معلوم ہوا کہ قریش کی ایک جماعت ایک روز پہلے ہی یہاں سے گزر چکی ہے، اس مرتبہ کیوں کہ حملہ کا زیادہ امکان نہ تھا اس لئے صرف بیس افراد کو ہی روانہ کیا گیا اور خرار سے آگے نہ بڑھنے کا حکم فرمایا گیا، اور یہ بیس افراد اس انداز سے روانہ کیے گئے کہ جماعت قریش یا قافلہ آگے نکل جائے اور یہ دستہ بعد میں پہنچے مگر ان کے درمیان وقفہ زیادہ نہ ہو، غالباً سابق دو تجربات سے اندازہ لگا لیا گیا ہو گا کہ بجائے مقابلہ کرنے کے ان سے پوشیدہ رہ کر معلومات حاصل کرنا زیادہ بہتر ہے، اس کے علاوہ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ تاکہ دشمن ہراساں رہے اور شب خون کے خوف سے رات کو آرام نہ کر سکے۔

غزوہ بواط

ربیع الاول ۲ ہجری

پہلی مہموں کی ناکامی کے بعد اہل مکہ نے ایک بار پھر مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امیہ بن خلف کے متعلق خبر ملی کہ وہ ایک سو سواروں اور ایک ہزار، یا ڈھائی ہزار اونٹوں کے ساتھ ساحلی علاقہ میں گشت کر رہا ہے، ان قبائل کے ساتھ حال ہی میں ریاست مدینہ کے معاہدے ہوئے تھے اس لئے ضروری تھا کہ اپنے حلیفوں کی مدد کی جائے

ثُمَّ غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ يَعْنِي مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ يُرِيدُ قُرَيْشًا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ:

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ السَّائِبَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: اسْتَخْلَفَ عَلَيْهَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِائَتَيْ رَاكِبٍ، وَكَانَ لِوَاؤُهُ مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَكَانَ مَقْصِدُهُ أَنْ يَعْتَرِضَ لِعِيرِ قُرَيْشٍ وَكَانَ فِيهِ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَمِائَةُ رَجُلٍ وَأَلْفَانِ وَخَمْسُمِائَةِ بَعِيرٍ حَتَّى بَلَغَ بُوَاطَ مِنْ نَاحِيَةِ رَضْوَى، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا

چنانچہ ربیع الاول دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو یا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر امیر مقرر فرمایا اور دو سو مہاجرین (ہمارے نزدیک ساٹھ یا ستر مہاجرین کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں مہاجرین مدینہ میں موجود ہی نہ تھے) کا ایک دستہ لیکر جس میں سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سفید رنگ کے جھنڈے کے علم بردار تھے، جس میں امیہ بن خلف اور سو آدمی اور پچیس سو اونٹوں کے ساتھ مکہ کی برتری جتانے کے لئے قبائل کے خلاف لوٹ مار کر رہا تھا کو اس زیادتی سے باز رکھنے کے لئے سو کلو میٹر کا فاصلہ طے فرما کر رضوی (مشہور پہاڑ) کے نواح میں بواط (ایک پہاڑ کا نام ہے) پہنچے (یہ جگہ جہنیہ کے پہاڑی سلسلہ میں علاقہ رضوی اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے) سیدھے راستے کو چھوڑنے کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کو پتہ نہ چلے کہ مسلمان ان کے مقابلے کے لئے آرہے ہیں یا ان کی منزل سفر کیا ہے؟ خود مسلمانوں کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ ان کی اصلی منزل کونسی ہے؟ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ امیہ بن خلف پہلے ہی نکل چکا ہے، اس طرح کسی سے مڈبھیڑ نہ ہوئی، راہ میں آپ نے بنوضمرہ کے حلیف بنو مدلج سے معاہدہ کیا اس طرح آپ ﷺ بلا قتال وجدال مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ [1]

ثُمَّ رَجَعَ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا

رسول اللہ ﷺ بلا قتال وجدال واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ [2]

اس طرح آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر قریش کے حلیفوں اور دوستوں سے معاہدے فرمائے جن کے نتیجے میں ان کی طاقت کمزور ہونا شروع ہوگئی اور مسلمان طاقت ور ہونے لگے، اس کی رفتار اگرچہ دھیمی رہی مگر بالآخر یہ تدبیر کامیاب ثابت ہوئی۔

غزوۂ صفوان (بدر اولیٰ)

ربیع الاول ۲ ہجری

ادھر سے اہل مکہ بھی مدینہ کی طرف غارت گر دستے بھیجتے رہے، اس بار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مدینہ منورہ پر سریع رفتار چھاپہ مار قسم کا حملہ کرکے ارد گرد کے قبائل کو اپنی برتری کا ثبوت پیش کیا جائے، اس مقصد کے لئے کرز بن جابر الفہری کو جو رہنمائے قریش میں سے ایک تھے چھوٹا سا دستہ دیا گیا

أَغَارَ كُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ،

---

[1] البداية والنهاية ۳/۳۰۱، تاريخ طبرى ۲/۴۰۵

[2] دلائل النبوة للبيهقى ۳/۱۰

ماہ ربیع الاول کے شروع میں کرز بن جابر الفہری اپنے دستہ کے ہمراہ غیر معروف راستوں سے ہوتا ہوا رات کے وقت مدینہ کی چراگاہوں تک پہنچا اور اہل مدینہ کے مویشی ہانک کر لے گیا، لوٹ کر کچھ جانور لے جانے سے اہل مکہ یہ تو کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے عرب کے رواج کے مطابق بدوؤں کے لئے زندگی کے روح فرسا شغل میں کامیابی حاصل کر لی ہے مگر جس جنگ کا انہوں نے اعلان کیا تھا اس میں ایک چھاپہ مارنے سے کسی طرح بھی کامیابی نہیں ہو سکتی تھی، رسول اللہ ﷺ کو جیسے ہی چھاپہ زنی کی اطلاع ملی،

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

آپ ﷺ نے مدینہ کی امارت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو سونپی۔ (۱)

اور مویشیوں کو چھڑانے کے لئے فوراً ستر مہاجرین مجاہدین کا ایک دستہ ترتیب دیا،

وَكَانَ لِوَاؤُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

دستہ کا جھنڈا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو سونپا۔ (۲)

وكان لواء أبيض

جھنڈا اسفید رنگ کا تھا۔ (۳)

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِ حَتَّى بَلَغَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ سَفَوَانَ مِنْ نَاحِيَةِ بَدْرٍ، وَفَاتَهُ كُرْزٌ فَلَمْ يُدْرِكْهُ.

فرجع من دون حرب

اور کرز بن جابر الفہری کا تعاقب کیا اس دستے کا تعاقب کرتے ہوئے آپ بدر کے قریب وادی صفوان تک پہنچ گئے، مکہ اور مدینہ کے درمیان جو پہاڑی سلسلے واقع ہیں وہ از حد بے ترتیبی سے بکھری ہوئی پہاڑیوں پر مشتمل ہے، ان چھوٹی سی چھاپہ مار جماعت کا تعاقب کر کے اسے ڈھونڈ نکالنا قریب قریب ناممکن امر ہے اس لئے کرز بن جابر الفہری جس طرح غیر معروف راستوں سے آیا تھا اسی طرح انہی راستوں سے ہوتا ہوا اپنے دستہ کے ساتھ نکل جانے میں کامیاب ہو چکا تھا، پھر آپ واپس تشریف لے آئے۔ (۴)

ربیع الاول ۲ ہجری

اسی مقصد امن و بھائی چارہ کے لئے ربیع الاول دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ رضوی کی طرف تشریف لے گئے اور کوہ بواط کے لوگوں کو بھی خوش اسلوبی سے اس معاہدہ میں شریک کر لیا۔

---

(۱) ابن ہشام۱،۶۰۱ ، الروض الانف۵،۵۱،تاریخ طبری۲،۴۰۷، البداية والنهاية۳،۳۰۳

(۲) مغازی واقدی۳،۳۰۲، دلائل النبوة للبيهقى۳،۱۵،تاریخ طبری۲،۴۰۷، البداية والنهاية۳،۳۰۳

(۳) ابن سعد۲،۶

(۴) ابن سعد۲،۱۷،ابن ہشام۱،۶۰۱،تاریخ طبری۲،۴۰۶، البداية والنهاية ۳،۳۰۳

غزوہ ذی العشیرہ

جمادی الآخر ۲ ہجری (بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۳ ء)

رسول اللہ ﷺ کی دوررس نگاہوں کی وجہ سے جب قریش ان چھوٹی چھوٹی جھڑپوں سے مدینہ منورہ یا مسلمانوں کے خلاف کوئی قابل ذکر معرکہ سرانجام نہ کر پائے تو قریش نے یہ فیصلہ کرلیا کہ مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ شام کی تجارت پر لگادیا جائے اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو لوگوں میں تقسیم کرنے کے بجائے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے اسلحہ اور دوسری جنگی ضروریات کے لئے خرچ کیا جائے اور سب لوگوں کی رضامندی سے ایسا کیا گیا،

وَاللهِ مَا بِمَكَّةَ مِنْ قُرَشِيٍّ وَلَا قُرَشِيَّةٍ لَهُ نَشٌّ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ بَعَثَ بِهِ مَعَنَا

بقول ابوسفیان، واللہ! قریش میں کوئی مرد وزن ایسا نہ تھا جس کے پاس نصف اوقیہ یا چالیس درہم یا اس سے زائد رقم ہو اور اس نے اس کاروبار میں نہ لگائی ہو۔ [1]

دوسرے معنوں میں مکہ مکرمہ کے مرد وزن مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے یک جان ہو چکے تھے، اس قافلہ میں سرمائے کی مجموعی مالیت پانچ لاکھ درہم تھی

وَكَانَ فِي الْعِيرِ أَلْفُ بَعِيرٍ تَحْمِلُ أَمْوَالَ قُرَيْشٍ ،وَفِيهَا ثَلَاثُونَ رَجُلًا - أَوْ أَرْبَعُونَ،

اور اس سرمائے سے خریدا ہوا قریش کا مال ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا تھا اور قافلہ کے مسلح محافظ صرف تیس یا چالیس افراد ہی تھے،

كان قد جاء الخبر بفصولها من مكة فيها أموال قريش

غالباً مکہ مکرمہ میں موجود جاسوسوں یا مخبروں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو قریش کے اس قافلہ کے روانہ ہونے کی خبر ملی۔ [2]

فَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الْأَسَدِ،

اتنی اہم اطلاع ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے سولھویں مہینے جمادی الآخر دو ہجری (دسمبر ۶۲۳ء) کو مدینہ پر اپنے رضاعی بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا

وخرج في خمسين ومائة، وقيل: في مائتين من المهاجرين ، ممن انتدب، ولم يكره أحدا على الخروج، وخرجوا على ثلاثين بعيرا يعتقبونها،كان حمل لواءه حمزة بن عبد المطلب، وكان لواء أبيض

اور قریش کے اس بڑے اور اہم تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے ڈیڑھ یا دو سو مہاجرین کے ایک دستہ کو لیکر روانہ ہوئے، اس سفر میں کسی کو نکلنے پر مجبور نہیں کیا گیا، دستہ میں تیس اونٹ تھے جن پر سب باری باری سوار ہوتے تھے، حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالطلب نے علم تھام رکھا تھا اور علم

---

[1] ابن سعد ۲؍۹

[2] غزوات النبي صلى الله عليه وآله وسلم ۱؍۲۴،السيرة النبوية والتاريخ الإسلامي ۱؍۹۶،ابن سعد ۲؍۶

سفید رنگ کا تھا۔ (۱)

اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے غیر معروف راستہ اختیار فرمایا، آپ ﷺ مدینہ سے روانگی کے بعد بنی دینار کے راستہ ہوتے ہوئے فئی فالخبھر سے ہو کر گزرے، پھر ذات الساق کی وادی کا رخ کیا اور الخلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑتے ہوئے پلیل پہنچے، وہاں سے ملال کے میدان کو عبور کرنے کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو تیس کلومیٹر دور یَنْبُعَ کے قریب ایک مقام ذوالْعُشَیْرَۃِ تک پہنچے

فوجد العير التي خرج لها قد مضت قبل ذلك بأيام

تو معلوم ہوا کہ جس قافلہ کو روکنے کے لیے نکلے تھے وہ کئی دن پہلے ہی نکل چکا ہے۔ (۲)

(بعد میں اسی قافلے کو روکنے کے لئے آپ نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر یا فوج پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا) قافلہ تو ہاتھ نہ آیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ یہاں قیام فرمایا اس دوران جس طرح بنی ضمرہ سے معاہدہ فرمایا تھا اسی طرح بنی مدلج جن کا علاقہ یَنْبُعَ اور ذوالْعُشَیْرَۃِ سے متصل تھا اور وہ بنی ضمرہ کے ہمسائے اور حلیف تھے اور تبلیغ اسلام نے ان قبائل میں اسلام کے حامیوں اور پیروؤں کا بھی ایک اچھا خاصا عنصر پیدا کر دیا تھا سے بھی انہیں شرائط کے ساتھ اس معاہدے میں شامل ہو گئے۔ (۳)

وادع فِيهَا بَنِي مُدْلِجٍ وَحُلَفَاءَهُمْ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ

رسول اللہ ﷺ بنی مدلج اور ان کے حلفاء بنی ضمرہ سے معاہدہ کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ (۴)

معاہدہ کی یہ شقیں تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمّدٍ رَسُولِ اللهِ لِبَنِي ضَمْرَةَ فَإِنّهُمْ آمِنُونَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَنّ لَهُمْ النّصْرَ عَلَى مَنْ رَامَهُمْ إلّا أَنْ يُحَارِبُوا فِي دِينِ اللهِ مَا بَلّ بَحْرٌ صُوفَةً وَإِنّ النّبِيّ إذَا دَعَاهُمْ لِنَصْرِهِ أَجَابُوهُ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ ذِمّةُ اللهِ وَذِمّةُ رَسُولِهِ وَلَهُمْ النّصْرُ عَلَى مَنْ بَرّ مِنْهُمْ وَاتّقَى

یہ ایک تحریر ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے بنو ضمرہ کے لئے کہ ان کے جان و مال سب محفوظ رہیں گے اور جو شخص بنو ضمرہ سے جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے مقابلہ بنو ضمرہ کی مدد کی جائے گی بشرطیکہ بنو ضمرہ اللہ کے دین میں کوئی مزاحمت نہ کریں، جب تک دریا صوف کو تر کرے یعنی یہ شرط ہمیشہ کے لئے ہے، نبی کریم جب انکو مدد کے لئے بلائیں تو حاضر ہوں گے، یہ ان پر اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے اور جو شخص ان

(۱) غزوات النبي صلى الله عليه وآله وسلم ۱/۲۴، الأساس في السنة وفقهها - السيرة النبوية ۱/۴۲۹، ابن سعد ۲/۶

(۲) السيرة النبوية والتاريخ الإسلامي ۱/۹۶

(۳) زاد المعاد ۳/۱۴۹

(۴) ابن ہشام ۱/۵۹۹، الروض الأنف ۵/۴۹، البداية والنهاية ۳/۳۰۲، دلائل النبوة للبيهقي ۳/۱۰

میں نیک اور پرہیزگار رہے گا اس کی مدد کی جائے گی۔

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ (۱)

تحویل قبلہ

رجب یا شعبان ۲ ہجری

جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر اس طرح کہ بیت اللہ بھی سامنے رہے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو یہ صورت نہ ہوسکی کہ دونوں کو جمع فرما سکیں، چنانچہ جب آپ ﷺ نے مسجد قبا، مسجد جمعہ اور مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی تو ان کا قبلہ بیت المقدس کی طرف ہی رکھا صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ المَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ البَيْتِ، وَكَانَتِ اليَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ المَقْدِسِ، وَأَهْلُ الكِتَابِ، فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ البَيْتِ، أَنْكَرُوا ذَلِكَ

اور سولہ سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، مگر آپ کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے، بیت المقدس یہود و نصاریٰ کا بھی قبلہ تھا جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے، یہود اور جملہ اہل کتاب بہت خوش تھے مگر جب آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ پھیر لیا تو انہیں یہ امر ناگوار ہوا۔ (۲)

کیونکہ یہودی اہل کتاب تھے، اس لئے شروع میں رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے تاکہ ان کی تالیف قلوب ہو، لیکن یہود و نصاریٰ نے محض حسد اور تعصب کی بنا پر دعوت اسلام کو قبول نہیں کیا جس کے بعد آہستہ آہستہ ان کی مخالفت شروع ہوئی، اگرچہ رسول اللہ ﷺ اس تمام عرصہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، لیکن آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں، جو قبلہ ابراہیمی ہے،

عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ، سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الكَعْبَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں، اور رسول اللہ ﷺ (دل سے) چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ (۳)

آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے یہ فرمایا تھا کہ میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے رخ کو یہود کے قبلہ سے پھیر دے، انہوں نے کہا میں تو بندہ ہوں آپ اپنے رب سے دعا کیجئے اور اس کا سوال کیجئے، یہ سن کر آپ امید باندھے وحی کے شوق اور انتظار میں بار بار آسمان کی طرف

(۱) الروض الانف ۵۲/۵، ابن سعد ۲۱۰/۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ الصَّلاَةُ مِنَ الإِيمَانِ عن براء ۴۰، مسند احمد ۱۸۴۹۶

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ القِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ ۳۹۹

اپنا چہرہ مبارک اٹھاتے اور دعا بھی فرماتے تھے بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے پسندیدہ امر کے مطابق حکم نازل کرنے میں جلدی فرمائی، اور غزوہ بدر سے دو ماہ قبل آپ کو استقبال کعبہ کا صراحتاً حکم فرمایا۔

نزول سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۲ تا ۱۵۲

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ (البقرة ۱۴۴)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ

ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب آپ کو ہم اس قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ

جس سے آپ خوش ہو جائیں آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں، اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف

شَطْرَهُ ۔ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ

پھیرا کریں، اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ

اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں۔

اے نبی ﷺ! استقبال کعبہ کے بارے میں نزول وحی کے شوق میں تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، اچھا ہم اسی قبلے کی طرف تمہیں پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو، اب بحر و بر، مشرق و مغرب اور شمال و جنوب جہاں کہیں ہو اپنے چہروں کو اس جہت کی طرف پھیر لو، رسول اللہ ﷺ صحابی رضی اللہ عنہ رسول بشر بن برا ابن معرور کی دعوت پر ان کے ہاں گئے ہوئے تھے کہ نماز ظہر یا عصر کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے ابھی دو رکعتیں ہی پڑھی گئیں تھیں کہ تیسری رکعت میں یکا یک وحی کے ذریعہ تحویل کعبہ کا حکم نازل ہوا اور خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ اور امت محمدیہ کو ذہنی خلجان کو دور کرنے، تاکید اور اہمیت واضح کرنے کے لئے تین مرتبہ دیا گیا جبکہ صرف ایک مرتبہ ہی کافی تھا، چنانچہ اسی تیسری رکعت میں ہی آپ اور آپ کی اقتدا میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے مسجد حرام کے رخ پھر گئے، اس کے بعد مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ میں اس حکم کی عام منادی کی گئی، جب بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو کر خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے مسجد نبوی کا جنوب والا دروازہ بند کر کے اس کے برابر میں شمال کی طرف دروازہ بنایا، دوسرے دونوں دروازے اپنی جگہ قائم رہے۔

اس آیت نے خانہ کعبہ کی مرکزیت کو اسماعیل علیہ السلام کے صحیح وارثوں یعنی مسلمانوں میں بحال کر دیا اور کعبہ کو مشرکین کے تغلب سے واگزار کرانا مسلمانوں کا دینی فریضہ بن گیا، ابوجہل نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سامنے مسلمانوں کے اسی حق سے انکار کیا تھا اور مشرکین مکہ کے رئیس جنگ کی حیثیت سے یہ اعلان کیا تھا کہ مسلمانوں کو یہ حق نہیں دیا جائے گا، اس طرح مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان وہ نظریاتی جنگ جو اس وقت سرد جنگ کی شکل میں لڑی گئی تھی کعبہ کے سمبل کے حصول کی جنگ پر مرکوز ہو گئی اور صورت یہ قرار پا گئی کہ یہ جنگ اس وقت تک کسی فیصلہ کن نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی جب تک کعبہ کی مرکزیت کے متعلق مسلمانوں کے حقوق کا کوئی دوٹوک فیصلہ نہ ہو جائے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا (البقرہ ۱۴۲)

عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس سے انہیں کس چیز نے ہٹایا؟

نماز اللہ کی ایک عبادت ہے اور عبادت میں عابد کو جس طرح حکم ہوتا ہے اسی طرح کرنے کا وہ پابند ہوتا ہے، اس لئے جس طرف اللہ نے رخ پھیرنے کا حکم فرمایا اس طرف پھر جانا ضروری تھا، مسلمانوں کے لئے تو یہ چیز مشکل نہ تھی، اللہ کی ہدایت کی وجہ سے انہوں نے یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے سب کچھ ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے مگر قلیل العقل لوگوں، جاہلوں، منافقین اور یہودیوں کو تو بات کرنے کا موقعہ مل گیا انہوں نے خوب شور مچایا، مشرکین یہ کہنے لگے کہ جس طرح ہمارے قبلہ کی طرف لوٹے ہیں اسی طرح جلد ہی ہمارے مذہب کو بھی اختیار کر لیں گے اور ہمارے قبلہ کی طرف واپس اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے، یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ بیت المقدس یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا بھی اب تک یہی قبلہ تھا اب آخر مسجد حرام کو کیوں قبلہ بنایا گیا ہے، انہوں نے سابقہ انبیاء کے قبلہ کی مخالفت کی ہے، منافقین کا کہنا تھا کہ ہم نہیں جانتے کہ کدھر رخ کرتے ہیں اگر پہلا حق تھا تو اسے تو انہوں نے چھوڑ دیا اور اگر دوسرا حق ہے تو اب تک یہ باطل پر تھے اس طرح انہوں نے اللہ کے حکم اس کی شریعت اور اس کے فضل واحسان پر اعتراض کرنا شروع کر دیا، مگر مومنین کا یہ وطیرہ نہیں، مومن تو اپنے رب کے احکام اطاعت اور تسلیم و رضا کے جذبے سے قبول کرتا ہے،

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ... ﴿٣٦﴾ [۱]

ترجمہ: کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ [۲]

ترجمہ: نہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کر لیں۔

[۱] الاحزاب ۳۶

[۲] النساء ۶۵

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ (۱)

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ

اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے اور اللہ تعالیٰ

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ (البقرۃ ۱۴۴)

ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں۔

اللہ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ اہل کتاب کے مختلف صحیفوں میں خانہ کعبہ کے قبلہ آخر الانبیاء ہونے کے واضح اشارات موجود ہیں اس لئے اس کا برحق ہونا انہیں یقینی طور پر معلوم ہے مگر یہ اپنے نسلی غرور، بغض وعناد اور سرکشی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں، ان کا اعتراض غیر معقول ہے آپ ان کے اعتراضات کی کچھ پرواہ نہ کریں ہم ان کے اعمالوں کو لکھ رہے ہیں اور ان کو ان کے اعمالوں کی پوری پوری جزا دیں گے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ (البقرۃ ۱۴۲)

آپ کہہ دیجئے کہ مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ کی ہدایت کر دے۔

اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دینے کا فرمایا گیا کہ ان سے کہو بات مشرق یا مغرب کی سمتوں کی نہیں ہے، یہ بے حد وحساب پھیلی ہوئی کائنات اللہ ہی کی ہے اور تمام سمتوں میں کوئی سمت بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے باہر نہیں، بیت المقدس کو بھی رب کائنات نے قبلہ ٹھیرایا تھا اور اب بھی اسی نے ہمیشہ کے لئے مسجد حرام کو قبلہ قرار دے دیا ہے جو ملت ابراہیم کا حصہ ہے، وہ اپنی شہنشاہی میں حکمت ومشیت سے جو چاہئے فیصلہ کرے اسے کوئی روکنے یا ٹوکنے والا نہیں ہے، اس لئے اے اہل کتاب! گمراہی میں بھٹکتے نہ پھیرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت حاصل کرنے والے اسباب اختیار کرو اور سیدھی جرنیلی راہ اختیار کرکے اللہ کی خوشنودی حاصل کرو۔

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ

جس قبلہ پر تم پہلے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے

مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ﴿۱۴۳﴾ (البقرۃ ۱۴۳)

اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔

(۱) النور ۵۱

اللہ نے تحویل قبلہ کی ایک غرض بھی بیان فرمائی (حالانکہ اللہ تعالیٰ تمام امور کو ان کے وجود میں آنے سے قبل جانتا ہے) کہ ہم اہل یقین کو جن کے ایمان کا معیار یہ ہے کہ دل وجاں سے رسول اللہ ﷺ کو اپنا ہادی ورہنما تسلیم کرتے ہیں اور ان کے ہر حکم کو بغیر چوں وچرا تسلیم کرتے ہیں کو اہل شک سے جو اپنی عقل وشعور اور دنیاوی مصلحتوں کو پیش نظر رکھتے ہیں سے علیحدہ کر دیں تاکہ لوگوں کے سامنے بھی دونوں قسم کے لوگ واضح ہو جائیں۔

وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ

گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے ان پر کوئی مشکل نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ (البقرۃ ۱۴۳)

اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا حالت نماز میں تحویل قبلہ کے زریعہ ہم نے بڑا سخت امتحان لیا تھا اور بلاشبہ عام لوگوں کے لئے آپ کا بیت المقدس سے منہ پھیرنا بہت شاق ہے سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ نے صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی تھی، اور انہوں نے اس کی وجہ سے اللہ کی نعمتوں کو پہچان لیا اور اللہ کے اس احسان کا اقرار کر کے شکر گزار ہوئے کہ اس نے ان کا رخ اس عظیم گھر کی طرف پھیر دیا جسے اس نے روئے زمین کے تمام خطوں پر فضیلت عطا کی ہے، ان کے لئے یہ کچھ بھی مشکل ثابت نہ ہوا، ہمارے رسول کے اس عمل سے نہ تو ان کے قدم ڈگمگائے اور نہ ان کا ایمان متزلزل ہوا اور وہ اس سخت امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے لائق نہیں کہ وہ تمہارے اور تحویل قبلہ سے قبل جو لوگ فوت ہو چکے ہیں ان کے ایمان کو ضائع کر دے بلکہ وہ تمہارے ایمان کی نشونما کے لئے تم کو ایسے اعمال کی توفیق عطا فرمائے گا جس سے تمہارے ایمان میں مزید اضافہ ہو گا اور تمہارے درجات بلند ہوں گے، بیشک اللہ اپنے بندوں پر روف الرحیم ہے۔

وَ لَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ

اور آپ اگرچہ اہل کتاب کو تمام دلیلیں دے دیں لیکن وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ کے

بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

قبلے کو ماننے والے ہیں اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں، اور اگر آپ باوجود کہ آپ کے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ (البقرۃ ۱۴۵)

پاس علم آچکا ہے پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں ہو جائیں گے۔

اور اے ہمارے رسول! آپ ان اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی دلیل وبرہان پیش کر دیں جو آپ کی بات اور دعوت حق کو واضح کر دیں تب بھی یہ اپنے بغض وعناد میں آپ کی اتباع نہیں کریں گے کیونکہ وہ حق کے ساتھ عناد رکھتے ہیں، انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے مگر اسے تعصبات

کی بنا پر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے صرف وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو حق کا متلاشی ہو اور حق اس پر ظاہر ہو گیا ہو، اور جو کوئی اس بات پر اڑ جائے کہ وہ حق کی اتباع نہیں کرے گا تو پھر اسے حق کی طرف لانا ناممکن ہے، نیز ان میں آپس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہیں کرتے، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اے محمد ﷺ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہیں کرتے کیونکہ وہ دشمن اور حاسد ہیں، یہ لوگ اپنے دین کی نہیں بلکہ محض اپنی خواہشات نفسی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس بات کو خوب جانتے بھی ہیں، چنانچہ اب جبکہ آپ جان چکے ہیں کہ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اڑے ہوئے ہیں ،اگر آپ نے ان کی اتباع کی خواہ وہ افہام ہی میں کیوں نہ ہو تو تم ظالموں میں شامل ہو جاوگے، اور اس شخص کے ظلم سے بڑھ کر کون سا ظلم ہے جس نے حق و باطل کو پہچان کر باطل کو حق پر ترجیح دی، یہ خطاب اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے ہے تاہم آپ کی امت اس میں داخل ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت

لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (البقرة ۱۴۶)

حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل کتاب کو معلوم ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو کتاب لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ حق و سچ ہے اور انہیں اس بات کا پورا یقین ہے جس طرح اپنے بیٹوں کے بارے میں یقین ہوتا ہے کہ وہ ان کے بیٹے ہیں اور انہیں ان کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا، اس کے علاوہ اہل کتاب کے علماء یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام نے اور اس کے برعکس بیت المقدس کو اس کے تیرہ سو برس بعد سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا مگر ایک فریق جو تعداد میں زیادہ ہے اس نے انکار کیا اور آپ کے بارے میں یقینی شہادت کو چھپالیا۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ (البقرة ۱۴۷)

آپ کے رب کی طرف سے یہ سراسر حق ہے، خبردار آپ شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

ایک عظیم سچے شخص کا کسی خبر کا دینا ہی کافی ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حکم آپ کے رب کی طرف سے صادر ہوا ہے اور قطعی طور پر حق ہے اس لئے اس حق کے بارے میں آپ کو معمولی سے شک و شبہ میں بھی مبتلا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس حق پر غور و فکر کریں تا کہ آپ یقین کی منزل کو پہنچ جائیں۔

وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ

ہر شخص ایک نہ ایک طرف متوجہ ہو رہا ہے تم اپنی نیکیوں کی طرف دوڑو، جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تمہیں لے آئے گا،

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۴۸﴾ (البقرۃ ۱۴۸)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہر ملت اور ہر دین والوں کے لئے ایک جہت مقرر ہے، یہود کا قبلہ صخرہ بیت المقدس اور عیسائیوں کا بیت المقدس کی شرقی جانب ہے، وہ اپنی عبادت میں اس کی طرف منہ کرتے ہیں، جب اہل کتاب کے یہ دو گروہ بھی ایک قبلے پر متفق نہیں تو مسلمانوں سے کیوں توقع کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں ان کی موافقت کریں گے، استقبال کعبہ کوئی بڑا معاملہ نہیں، اس لئے کہ یہ ان شریعتوں میں سے ہے جو احوال و زمان کے بدلنے کے ساتھ بدلتی رہی ہے، لیکن اصل اور اہم معاملہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کا تقرب اور اس کے قرب میں حصول درجات ہے، یہی سعادت کا عنوان اور ولایت کا منشور ہے، یہی وہ وصف ہے کہ اگر لوگ اس کو تسلیم نہ کریں تو دنیا و آخرت کے خسارے میں پڑ جاتے ہیں اور اگر تسلیم کر لیں تو یہی حقیقی منافع ہے تمام شریعتوں میں یہ متفق علیہ امر ہے، اسی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو تخلیق فرمایا اور اسی کا اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم دیا، جو کوئی اس دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے وہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت لے جائے گا اور سبقت کرنے والے تمام مخلوق میں بلند ترین درجے پر فائز ہوں گے، اللہ روز قیامت اپنی قدرت سے تمہیں اکٹھا کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا۔

وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

آپ جہاں سے نکلیں اپنا منہ (نماز کے لئے) مسجد حرام کی طرف کر لیا کریں، یعنی یہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے،

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں، اور جس جگہ سے آپ نکلیں اپنا منہ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ

مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور جہاں کہیں تم ہو اپنے چہرے اسی طرف کیا کرو

لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ ﴿۱۵۰﴾ (البقرۃ ۱۴۹،۱۵۰)

تا کہ لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہ جائے

پھر اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل دلائل کا رد کیا جو کہ معاندین نے پیش کیے تھے اور ایک ایک شبہ کا ابطال کیا اور رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ اپنے سفر وغیرہ میں جہاں سے بھی آپ نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں، پھر اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو عمومی طور پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور تم جہاں بھی ہو تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لو اور تمہیں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہے اور کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ یہ محض خواہش ہے اس میں اطاعت مطلوب نہیں، اس لئے اس کا ادب کرو اور اس سے ڈرتے ہوئے اس کے احکامات

پر عمل کرو اور اس کی نواہی سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں، ہم نے کعبہ کو اس لئے قبلہ مقرر قرار دیا ہے تا کہ اہل کتاب اور مشرکین عرب کے لئے تم پر کوئی حجت نہ رہے، کیونکہ اگر بیت المقدس کو قبلہ کے طور پر باقی رکھا ہوتا تو یہ استقبال کعبہ کے خلاف حجت ہوتی، کیونکہ اہل کتاب اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں کہ نبی اخر الزمان ﷺ کا مستقل قبلہ کعبہ یعنی بیت الحرام ہوگا اور مشرکین مکہ سمجھتے تھے کہ یہ عظیم گھران کے مفاخر میں شمار ہوتا ہے اور یہ ملت ابراہیم علیہ السلام کا مرکز ہے اور جب رسول اللہ ﷺ کعبہ کو قبلہ نہیں بنائیں گے تو مشرکین کے پاس آپ کے خلاف حجت ہوگی وہ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) ملت ابراہیم پر ہونے کا کیسے دعویٰ کرتا ہے جبکہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہوتے ہوئے بھی بیت اللہ کو قبلہ نہیں بنایا، پس بیت اللہ کو قبلہ بنانے سے اہل کتاب اور مشرکین دونوں پر حجت قائم ہو گی، اور آپ پر وہ جو حجت قائم کر سکتے تھے وہ منقطع ہو گئی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ ۗ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا ہے، تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ہی ڈرو تا کہ میں اپنی نعمت

عَلَيْكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵۰ۙ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا

تم پر پوری کروں اور اس لیے بھی کہ تم راہ راست پاؤ، جس طرح ہم نے تم میں تمہیں سے رسول بھیجا اور ہماری آیتیں

وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ

تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۵۱ؕ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ۝۱۵۲ع (البقرة ۱۵۰ تا ۱۵۲)

جس سے تم بے علم تھے، اس لیے تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔

ان میں سے کوئی دلیل دیتا ہے تو وہ اس بارے میں ظلم کا ارتکاب کرتا ہے، ان کے پاس سوائے ظلم اور خواہشات نفس کی پیروی کے سوا کوئی سند اور کوئی دلیل نہیں کیونکہ ان کی حجت باطل ہے اس لئے مشرکین کے شبہ کی پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ اس کی طرف دھیان ہی نہ دیں، یہ تحویل کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ جس طرح اس سے پہلے تمہارے اندر تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارا تزکیہ کرتا، کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا اور جن کا تمہیں علم نہیں سکھاتا ہے، اور اس کے بعد دیگر نعمتوں سے اس نعمت (دین کی ہدایت) کو تکمیل تک پہنچا دوں، اور یہ نعمتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں شاید کہ تم حق کو جانو اور پھر اس پر عمل کرو، لہذا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میری ان بے بہا نعمتوں پر کفران نعمت کرنے کے بجائے اعتراف نعمت میں میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا، تمہارے راستوں کو خود بخود آسان کرتا چلا جاؤں گا اور اگر کفران نعمت کرو تو سخت سزا دوں گا،

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ①

ترجمہ: اور یاد رکھو، تمہارے رب نے خبر دار کر دیا تھا کہ اگر شکر گذار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي ، إِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْ مَلَئِهِ الَّذِينَ يَذْكُرُنِي فِيهِمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا جَاءَنِي يَمْشِي، جِئْتُهُ أُهَرْوِلُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے، جو شخص مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں کی جماعت) میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ ایک بالشت کے برابر میرے قریب آتا ہے تو میں ایک گز کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ ایک گز کے برابر میرے قریب آتا ہے تو میں پورے ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ ②

مسجد الحرام کی طرف پہلی نماز:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ،وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ

چنانچہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تحویل قبلہ کے بعد سب سے پہلی نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی وہ نماز عصر تھی، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔ ③

مسجد قبلتین میں تحویل کعبہ:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الأَنْصَارِ فِي صَلَاةِ العَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ،فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الكَعْبَةِ، فَتَحَرَّفَ القَوْمُ، حَتَّى تَوَجَّهُوا نَحْوَ الكَعْبَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسی دن ایک صحابی رسول نے عصر کی نماز مسجد نبوی میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ادا کی پھر وہ انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا، یہ لوگ (اپنی گاؤں کی مسجد میں جو بعد میں مسجد قبلتین کہلائی) بیت المقدس کی طرف منہ کر کے

---

① ابراہیم ۷

② مسند احمد ۱۰۲۵۳، صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ عن انس ۷۵۳۶

③ صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ الصَّلَاةُ مِنَ الإِيمَانِ ۴۰

نمازعصرادا کر رہے تھے،(اور رکوع کی حالت میں تھے)اس شخص نے کہامیں گواہی دیتاہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے،رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہے،(یہ گواہی سن کر)تمام نمازیوں نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف پھیر دیا۔ (۱)

مسجد قبامیں تحویل قبلہ:

مسجد قبامدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اس لئے یہاں مسلمانوں کوتحویل قبلہ کی خبر دوسرے دن صبح کی نماز میں ہوئی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ، إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ:إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الكَعْبَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ قبامیں نماز فجرادا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والا آیا،اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر کل وحی نازل ہوئی ہے اورانہیں کعبہ کی طرف(نماز میں)منہ کرنے کاحکم دیا گیاہے،یہ خبر سنتے ہی ان لوگوں نے بھی بیت اللہ کی طرف منہ کرلیاجبکہ اس وقت وہ شام کی جانب منہ کئے ہوئے تھے،اس لئے وہ سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔ (۲)

نزول سورۂ البقرۃ آیت ۱۷۷

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

ساری اچھائی مشرق اورمغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر،

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود

ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ

قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے،

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ القِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ ۳۹۹،وکتاب التفسیرسورہ البقرہ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: {سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ المَشْرِقُ وَالمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۴۴۸۶، صحیحمسلم کتاب الصلوۃ بَابُ تَحْوِيلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ إِلَى الْكَعْبَةِ ۱۱۷۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الصلوۃبَابُ مَا جَاءَ فِي القِبْلَةِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا، فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ القِبْلَةِ ۴۰۳ ، وکتاب التفسیرسورہ البقرہ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ المَشْرِقُ وَالمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۴۴۸۶،صحیحمسلم کتاب الصلوۃ بَابُ تَحْوِيلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ إِلَى الْكَعْبَةِ ۱۱۷۸

وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ

نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد

وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (البقرۃ ۱۷۷)

اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔

اللہ کو مطلوب ایمان وعمل : یہود اللہ کا حکم ماننے کو کب تیار تھے، اپنی فطری سرکشی، بغض وحسد میں تحویل قبلہ پر بار بار بے سروپا اعتراض کرتے رہے، جس پر اللہ نے ایمان واعمال کے بارے میں مفصل جواب دیا کہ ہمیں یہ نیکی مطلوب نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلو بلکہ نیکی تو یہ ہے تم اس بات پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے، اس کا کوئی شریک یا ہمسر نہیں، وہ تمام صفات کمال سے متصف اور ہر طرح کے نقص سے پاک اور منزہ ہے، اور ان تمام باتوں پر ایمان رکھو جو انسان کو موت کے بعد پیش آئیں گی، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اس کے رسول نے خبر دی ہے، اور فرشتوں پر کہ فرشتے وہ ہستیاں ہیں جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے، اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں، اور ان تمام اخبار واحکام پر ایمان لاؤ جن پر یہ کتابیں مشتمل ہیں، اور تمام انبیاء علیہم السلام پر عام طور پر اور ان میں سب سے افضل اور خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ پر خاص طور پر ایمان لاؤ، اور مال کی محبت کے باوجود اپنے بہترین مال کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے اس کے راستے میں خرچ کرو، اور تیری نیکی اور احسان کے سب سے زیادہ مستحق تیرے قریبی رشتہ دار ہیں کہ جن کے مصائب پر تو تکلیف اور ان کی خوشی پر خوشی محسوس کرے، اور ان یتیموں پر جن کا کوئی کمانے والا نہ ہو اور نہ خود ان میں اتنی قوت ہو کہ وہ کما کر مستغنی ہو جائیں، اور مسکینوں پر جن کو حاجت نے بے دست وپا اور فقر نے ذلیل کر دیا ہو اور اجنبی مسافر پر اس گمان پر کہ وہ حاجت مند ہے اور اس کے سفر کے مصارف بہت زیادہ ہیں، اسے اتنا مال عطا کرے جو سفر میں اس کا مددگار ہو، اور سائلین پر جن پر کوئی ایسی ضرورت آن پڑے جو ان کو سوال کرنے پر مجبور کر دے، اور غلاموں کو آزاد کرنا اور آزادی پر اعانت کرنا، مکاتب کو آزادی کے لئے مالی مدد دینا تاکہ وہ اپنے مالک کو ادائیگی کر سکے، اور نماز وزکوٰۃ ادا کرو جو افضل عبادت اور تقرب الٰہی کا کامل ترین ذریعہ ہیں، نماز اور زکوٰۃ ہی کے ذریعہ سے ایمان کا وزن ہوتا ہے اور انہی سے معلوم کیا جاتا ہے کہ صاحب ایمان کتنے یقین کا مالک ہے، اور جب وہ کوئی عہد کرلو تو اپنے عہدوں کو پورا کرو، اس میں تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی داخل ہو جاتے ہیں، اور اس میں وہ حقوق بھی شامل ہیں جن کو بندے اپنے اوپر لازم قرار دے لیتے ہیں مثلاً قسم اور نذر وغیرہ، اور سختی، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر واستقلال سے جو اس مردی کا مظاہرہ کرنے والے ہو، جو ان عقائد حسنہ اور اعمال صالحہ سے متصف ہیں اپنے ایمان میں سچے ہیں کیونکہ ان کے اعمال ان کے ایمان کی تصدیق کرتے ہیں، اور یہی لوگ متقی ہیں۔

سریہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ (نخلہ کی جانب)

رجب ۲ ہجری

عن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بَعَثَ رَهْطًا، فَبَعَثَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَلَمَّا أَخَذَ لِيَنْطَلِقَ بَكَى صَبَابَةً الى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وبعث معه ثَمَانِيَةُ رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَيْسَ فِيهِمْ مِنَ الأَنْصَارِ أَحَدٌ

رجب دو ہجری (جنوری ۶۲۴ء) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو قریش کی نقل و حرکت اور ان کی تیاریوں کا حال معلوم کرنے کے لئے ایک جماعت کا امیر بنایا جب وہ روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے صدمہ سے رو دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک لیا، اور ان کے بدلے عبد اللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو آٹھ یا بارہ مہاجرین پر مشتمل مجاہدین کا ایک دستہ کا امیر مقرر فرما کر مکہ اور طائف کے درمیان مقام نخلہ کی جانب روانہ کیا اس دستہ میں کوئی انصاری شامل نہیں تھا۔ (۱)

قال ابن سعد بعث عبد الله بن جحش في اثني عشر رجلا من المهاجرين

ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بارہ مہاجرین کے ایک دستہ کے ساتھ روانہ کیا۔ (۲)

كُلُّ اثْنَيْنِ يَعْتَقِبَانِ عَلَى بَعِيرٍ وَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ. ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ: أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَمِنْ حُلَفَائِهِمْ: عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَحْشٍ، وَهُوَ أَمِيرُ الْقَوْمِ، وَعُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنِ بْنِ حُرْثَانَ، أَحَدُ بَنِي أَسَدِ ابْنِ خُزَيْمَةَ، حَلِيفٌ لَهُمْ. وَمِنْ بَنِي نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ: عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ بْنِ جَابِرٍ، حَلِيفٌ لَهُمْ. وَمِنْ بَنِي زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ. وَمِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَلِيفٌ لَهُمْ مِنْ عَنْزِ بْنِ وَائِلٍ، وَوَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَرِينِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ، أَحَدُ بَنِي تَمِيمٍ، حَلِيفٌ لَهُمْ، وَخَالِدُ بْنُ الْبُكَيْرِ، أَحَدُ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ، حَلِيفٌ لَهُمْ. وَمِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ: سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ

اور تمام افراد اونٹوں پر سوار تھے، اس دستہ میں عمار بن یاسر، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان سلمی، سہل رضی اللہ عنہ بن بیضاء، عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ اور واقد بن عبد اللہ یربوعی تھے۔ (۳)

وَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَنْظُرَ فِيهِ حَتَّى يَسِيرَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ يَنْظُرَ فِيهِ، إِذَا نَظَرْتَ فِي كِتَابِي فَامْضِ حَتَّى تَنْزِلَ نَخْلَةَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، فَتَرْصُدَ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعْلَمَ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ

اس مہم کو انتہائی راز میں رکھنے کے لئے انہیں ایک بند خط دے کر ہدایت فرمائی کہ وہ سیدھے مکہ کی طرف جائیں اور اس خط کو دو دن کی مسافت کے بعد کھولیں، حسب ہدایت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے نخلہ کی جانب دو دن کے سفر کے بعد خط کو کھولا جس میں یہ ہدایت لکھی ہوئی تھی،

(۱) عیون الأثر ۱/۲۶۴، شرح الشفا ۲/۲۶۸، تاریخ طبری ۲/۴۱۰، البداية والنهاية ۳/۳۰۴
(۲) شرح الشفا ۲/۲۶۸
(۳) ابن ہشام ۱/۶۰۱، الروض الانف ۶/۶۲

جب تو میرا خط پڑھے تو اپنا سفر جاری رکھنا یہاں تک کہ تو وادی نخلہ پہنچ جائے، وہاں قریش کے قافلے کی نگرانی کرنا اور ان کے آئندہ ارادوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا اور جو معلومات حاصل ہوں انہیں ہم تک پہنچانا۔ [١]

یعنی اس دستہ کا کام صرف معلومات حاصل کرنا تھا انہیں جنگ کی اجازت نہیں دی گئی تھی، کام بہت اہم تھا اور دشمن کے علاقہ میں جاکر سرانجام دینا تھا۔

فَقَالَ: سَمْعًا وَطَاعَةً، وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ،وَقَالَ: قَدْ نَهَانِي أَنْ أَسْتَكْرِهَ أَحَدًا مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الشَّهَادَةَ وَيَرْغَبُ فِيهَا فَلْيَنْطَلِقْ، وَمَنْ كَرِهَ ذَلِكَ فَلْيَرْجِعْ فَأَمَّا أَنَا فَمَاضٍ لِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَى وَمَضَى مَعَهُ أَصْحَابُهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ مِنْهُمْ أَحَد،وَسَلَكَ عَلَى الْحِجَازِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِمَعْدِنٍ، فَوْقَ الْفُرُعِ يُقَالُ لَهُ بُحْرَانُ، أَضَلَّ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ بَعِيرًا لَهُمَا كَانَا يَعْتَقِبَانِهِ فَتَخَلَّفَا فِي طَلَبِهِ وَمَضَى عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ وبقية أصحابه حتى نزل نخلة

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے مجاہد ساتھیوں کو خط کے متن سے آگاہ فرمایا اور کہا ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں روانہ ہوتے ہیں جس کا دل چاہے ہمارے ساتھ چلے اور جس کا دل نہ چاہے یہیں سے لوٹ جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مجبور کرنے کا حکم نہیں دیا مگر کسی نے بھی لوٹ جانا پسند نہ کیا اور سب ساتھ چلنے پر کمر بستہ ہوگئے، اثنائے راہ راستہ بُحْرَانُ یا فرع نامی مقام پر سعد بن ابی وقاص اور عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان سلمی کا اونٹ جس پر وہ سوار ہوتے تھے گم ہوگیا یہ لوگ اونٹ کی تلاش میں درگرداں و پریشان رہے اور جب اونٹ ملا تو راستہ بھول گئے اور باقی افراد رجب کی آخری تاریخ کو نخلہ پہنچ کر ایک باغ کے قریب اترے،

فَمَرَّتْ عِيرٌ لِقُرَيْش فِيهَا عَمْرُو بْنُ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: واسم الحضرمي عبد الله بن عباد [أحد] الصدف وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَخُوهُ نَوْفَلٌ وَالْحَكَمُ بْنُ كَيْسَانَ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ،وكان فيها خمر وأدم وزبيب جاءوا بِهِ مِن الطائف

شام کے وقت قریش کا چھوٹا سا تجارتی قافلہ وہاں سے گزرا،افراد قافلہ میں قریش کے بڑے بڑے معزز لوگ عمرو بن الحضری (اموی سردار حرب بن امیہ کا حلیف) اور عبداللہ بن مغیرہ (خالد بن ولید کے دادا اور حرب کے بعد مکہ میں دوسرے درجے کے رئیس) کے دولڑکے عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ، نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ اور (مغیرہ کے بیٹے ہشام کا آزاد کردہ غلام) بنی نعیرہ مولیٰ حکم بن کیسان شامل تھے، قافلہ کے سامان میں شراب وزبیب (خشک میوہ) چمڑا اور تجارت کا دیگر سامان تھا جو وہ طائف سے لائے تھے۔ [٢]

فَلَمَّا رَآهُمُ الْقَوْمُ هَابُوهُمْ وَقَدْ نَزَلُوا قَرِيبًا مِنْهُمْ فَأَشْرَفَ لَهُمْ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ وَكَانَ قَدْ حَلَقَ رَأْسَهُ،فَلَمَّا رَأَوْهُ أمنوا،وَتَشَاوَرَ الصَّحَابَةُ فِيهِمْ وَذَلِكَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبٍ، فَقَالُوا: وَاللهِ لَئِنْ تَرَكْتُمُوهُمْ هَذِهِ اللَّيْلَةَ لَيَدْخُلُنَّ الْحَرَمَ فَلَيَمْتَنِعُنَّ بِهِ

[١] عيون الأثر ١/٢٦٤

[٢] مغازی واقدی ١/١٧

مِنْكُمْ، وَلَئِنْ قَتَلْتُمُوهُمْ لَتَقْتُلُنَّهُمْ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَتَرَدَّدَ الْقَوْمُ،وَهَابُوا الْإِقْدَامَ عَلَيْهِمْ،ثُمَّ شَجَّعُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَيْهِمْ، وَأَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِ مَنْ قَدَرُوا عَلَيْهِ مِنْهُمْ، وَأَخْذِ مَا مَعَهُمْ، فَرَمَى وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التَّمِيمِيُّ عَمْرَو بْنَ الْحَضْرَمِيِّ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، وَاسْتَأْسَرَ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَالْحَكَمُ بْنُ كَيْسَانَ وَأَفْلَتَ القوم نوفل بن عبد الله فأعجزهم،وَكَانَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ أَوَّلَ قَتِيلٍ قُتِلَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

اہل قافلہ ان اجنبیوں کو دیکھ کر پریشان ہوگئے لیکن اتفاقاً عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے اپنا سر منڈھو یا ہوا تھا جس کو دیکھ کر اہل قافلہ مطمئن ہو گئے کہ یہ عمرہ کرنے کے لئے آنے والے لوگ معلوم ہوتے ہیں اس لئے بے ضرر ہیں، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئے کیا وہ ماہ حرمت رجب کی آخری رات کو اس قافلہ کے ساتھ کیا کریں، آخر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب فرمایا کہ اس قافلہ کے ساتھ کیا کیا جائے، حرمت والے مہینے کی یہ آخری تاریخ ہے، اگر ہم ان سے لڑائی کریں تو اس ماہ کی حرمت کی پامالی کا خوف ہے اور اگر آج رات انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو یہ قافلہ حدود حرم میں داخل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی موجودگی کی تشہیر کرے گا اس لئے ان سب کو یہیں قتل کر دینا چاہیے ، بہر کیف کچھ لوگ اپنی جگہ ٹھیرے لیکن بعض افراد شجاعت و مردانگی کے ساتھ قافلہ پر ٹوٹ پڑے، تاہم اس سے پہلے ہی واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن الحضرمی کو ایسا تاک کر تیر مارا کہ اس کا وہیں فیصلہ ہو گیا، کفر و اسلام کے مقابلہ میں سب سے پہلے یہی شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ (۱)

عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اور حکم بن کیسان مولیٰ عبداللہ بن مغیرہ کو گرفتار کر لیا جبکہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مکہ بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا، نوفل کے بچ جانے سے وہاں ٹھیرنا بے انتہا خطرات کو دعوت دینا تھا

وقابل عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ وَأَصْحَابُهُ بِالْعِيرِ وَالْأَسِيرَيْنِ حَتَّى قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ:إِنَّ لِرَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا غنمتا الْخُمُسَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْرِضَ اللهُ تَعَالَى الْخُمُسَ مِنْ الْمَغَانِمِ فَعَزَلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسَ الْعِيرِ، وَقَسَّمَ سَائِرَهَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ،فكان أَوَّلَ خُمُسٍ خمس فِي الْإِسْلَامِ

اس لئے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو ساتھ لیا اور قافلے کو ہانک کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تاکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ جس قدر مال غنیمت ہمارے ہاتھ لگا ہے اس میں سے پانچواں حصہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کریں گے، اور یہ واقعہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے چنانچہ راستہ میں سردار لشکر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنی صوابدید پر اس مال غنیمت سے پانچواں حصہ اللہ کے رسول کا نکال کر علیحدہ کر دیا اور باقی مال صحابہ میں تقسیم کر دیا، یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملی۔ (۲)

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۷/۳

(۲) مغازی واقدی ۱۷/۱

رجب، ذیقعدہ، ذالحجہ اور محرم کی حرمت پر سارا عرب متفق تھا ان مہینوں میں لڑائی ناجائز سمجھی جاتی تھی، یہ لڑائی مسلمانوں کو بھی ناگوار گزری اور کیونکہ اس مہم کا مقصد ہی فوت ہو گیا تھا دشمن کے ہوشیار ہونے سے نخلہ میں چھان بین اور تحقیق مشکل بلکہ ناممکن ہوگئی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر اظہار ناراضگی فرمایا

فَوَقَّفَ الْعِيرَ وَالْأَسِيرَيْنِ. وَأَبَى أَنْ يَأْخُذَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُقِطَ فِي أَيْدِي الْقَوْمِ،وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، وَعَنَّفَهُمْ إِخْوَانُهُمْ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا صَنَعُوا

اور نہ تو قافلہ کا کچھ مال آپ ﷺ نے لیا اور نہ ہی قیدیوں کو قبضہ میں کیا، رسول اللہ ﷺ کے اس قول و فعل سے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی بہت رنجیدہ تھے اور خیال کرتے تھے کہ ہم ہلاک ہو گئے اور مسلمان بھی ان کی اس حرکت کو برا کہتے تھے۔ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا نے رسول اللہ ﷺ سے حلفاً کہا کہ ہم سے جو کچھ ہوا غلط فہمی کی وجہ سے ہوا، رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن الحضرمی کا خون بہا (دیت) ادا کر دیا۔

یہ کاروائی ایسے وقت ہوئی تھی جب رجب کا حرمت والا مہینہ ختم ہو رہا تھا اور شعبان شروع ہو رہا تھا اور یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا حملہ ماہ حرام رجب میں ہوا ہے یا شعبان میں، لیکن عمرو بن الحضری کے قتل ہونے سے قریش کا آتش غضب بھڑک اٹھا مگر انہوں نے اس امر پر خاموشی اختیار کی کیونکہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مار کر جنگ کا آغاز کر دیا تھا اور اب مسلمانوں کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ اپنا معاملہ برابر کریں اس لئے سیاسی شعبدہ بازی کے طور پر قریش اور ان کے درپردہ ملے ہوئے مدینہ منورہ کے یہودیوں اور منافقین نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے ماہ حرمت کے واقعہ کو خوب شہرت دی اور اسلام کے خلاف پراپیگنڈا مہم شروع کر دی،

وَقَالَتْ قُرَيْشٌ قَدْ اسْتَحَلَّ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ الشَّهْرَ الْحَرَامَ، وَسَفَكُوا فِيهِ الدَّمَ، وَأَخَذُوا فِيهِ الْأَمْوَالَ، وَأَسَرُوا فِيهِ الرِّجَالَ

پورے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں یہ غلغلہ بلند ہو گیا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے حرام مہینے کو بھی حلال قرار دے دیا ہے، یہ لوگ اللہ نے جس ماہ کو حرمت بخشی ہے اس میں خونریزی کی اور مال لوٹا اور لوگوں کو قید کیا۔ [1]

مسلمانوں نے اپنے اپنے طور پر اس پراپیگنڈا کا توڑ کرنے کی کوشش کی لیکن اس ہمہ گیر غلغلے میں ان کی آواز دب گئی، پراپیگنڈہ کی اس مہم میں سب سے اہم اور خطرناک کردار یہودیوں کا تھا جو مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے،

وَقَالَتْ الْيَهُودُ:عَمْرُو بْنُ الْحَضْرَمِيِّ قَتَلَهُ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التَّمِيمِيِّ

انہوں نے بنو تمیم کے شخص واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کو ایک حضرمی فرد کا قاتل ٹھیرایا۔ [2]

اور اس طرح ان دونوں کے درمیان قبائلی جنگ بھڑکانے کی کوشش کی جو عرب کے معاشرے کی خطرناک ترین سیاسی صورت تھی یہی وہ

[1] ابن سعد۶؍۲،ابن ہشام ۶۰۴؍۱،الروض الانف ۵۵؍۵،تاریخ طبری ۴۱۲؍۲،البدایۃ والنہایۃ۳۰۶؍۳

[2] مغازی واقدی۱۷؍۱

حربہ تھا جس کے عیارانہ استعمال سے اس سے قبل مدینے کے یہودیوں نے اوس وخزرج کے درمیان ایک طویل جنگ کرا کے دونوں قبیلوں کو کمزور کر دیا اور مدینے میں اپنی بالادستی قائم کر لی تھی، یہی حربہ یہاں استعمال کرنے کی کوشش کی گئی، اس کے علاوہ مدینے کے اندر مختلف افواہیں پھیلا کر مدینے کی مسلمان آبادی پر خوف وہراس طاری کیا گیا، رائے عامہ کو موافق کرنے کے لئے انہوں نے ماہ حرام میں جنگ کے اس واقعہ کو غیر معمولی شہرت دی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ کا ماہ حرام میں ٹھیرانا پایہ تحقیق کا پہنچا ہی نہیں، یہودیوں نے جملے اور نعرے چست کیے،

عَمُرَتْ الْحَرْبُ، حَضَرَتْ الْحَرْبُ، وَقَدَتْ الْحَرْبُ

لڑائی پر رونق اور خوب زور شور سے لمبی مدت تک ہوگی جنگ سر پر آ گئی، شعلہ جنگ بھڑک اٹھا۔[1]

یہ جملے عربوں میں پھیل گئے، مسلمانوں میں سے بعض سادہ لوح لوگ جن کے دل پر نیکی اور صلح پسندی کا ایک غلط تصور مسلط تھا کفار مکہ اور یہودیوں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے تھے، آخر جب چرچا بہت بڑھ گیا تو لوگ سوالات کرنے لگے کہ آخر ان مہینوں کے تعلق سے اسلام کے کیا احکامات ہیں، چند روز بعد اسلام کی طرف سے اس خطرناک اور پہلودار پراپیگنڈے کا جواب دیا گیا، اور قرآن مجید نے اپنے ایک معرکہ آرا حکم کے ذریعے ایک ایسا انسانیت نواز قانون اور اصول مرحمت فرمایا جس کا دنیا کی قانونی تاریخ میں اس سے پہلے کوئی جواب موجود نہ تھا اور آج بھی اپنی افادیت کے اعتبار سے دنیا کی ہر قوم کے لئے قابل عمل ہے، فرمایا

نزول سورۂ البقرۃ آیت ۲۱۸،۲۱۷

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ

لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے

وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ

لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا،

مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے، یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے، یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں

---

[1] ابن ہشام۶۰۴؍۱،تاریخ طبری۴۱۳؍۲،عیون الاثر۲۶۵؍۱،الروض الانف ۶۵؍۵،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۱؍۳،البدایۃ والنہایۃ۳۰۶؍۳،ابن سعد۲۹۸؍۳،مغازی واقدی۱۷؍۱

فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ

اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیاوی اور اخروی سب غارت ہوجائیں گے، یہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ

جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ (البقرۃ ۲۱۸،۲۱۷)

والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ ان مہینوں میں جنگ حرام ہے لیکن اے مشرکو! تمہاری بداعمالیاں تو برائی میں اس سے بھی بڑھ کر ہیں تم اللہ کا انکار کرتے ہو، جو تمہارا خالق، مالک، رزاق اور مشکل کشا ہے، تم میرے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کے ساتھیوں کو میرے گھر کی زیارت سے روکتے ہو، تم نے انہیں جو ہمارے گھر کے زیادہ حقدار تھے وہاں سے نکال دیا، تم دین اللہ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی اپنی تمام تر امکانی کوششیں کر رہے ہو، پس میرے مسلمان بندوں کے کام کے بجائے اپنی سیاہ کاریوں پر نظر کرو کہ کیسے بدترین کارنامے تم نے سرانجام دیئے ہیں،

فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ بِهَذَا الْأَمْرِ وَفَرَّجَ اللهُ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا كَانُوا فِيهِ مِنَ الشَّفَقِ، اقْبَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيرَ وَالْأَسِيرَيْنِ

جب یہ آیت نازل ہوئی تب مسلمانوں کی بے چینی اور تردد رفع ہوا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مال غنیمت میں حاصل ہونے والے اونٹوں اور قیدیوں کو بیت المال کے لئے قبول فرمایا، یہ عہد شکن یہودیوں کی پہلی سفارتی شکست تھی وہ مسلمانوں کو بددل کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئے۔

وَبَعَثَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فِي فِدَاءِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَالْحَكَمِ ابْنِ كَيْسَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُفْدِيكُمُوهَا حَتَّى يَقْدَمَ صَاحِبَانَا يَعْنِي سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ فَإِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا، فَإِنْ تَقْتُلُوهُمَا، نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ، فَقَدِمَ سَعْدٌ وَعُتْبَةُ، فَأَفْدَاهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَلَحِقَ بِمَكَّةَ، فَمَاتَ بِهَا كَافِرًا، فَأَمَّا الْحَكَمُ بْنُ كَيْسَانَ فَأَسْلَمَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، وَأَقَامَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُتِلَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ شَهِيدًا

قریشیوں نے آپ کے پاس قاصد بھیجا کہ ان دونوں قیدیوں عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کا فدیہ لے لیں، مگر آپ نے فرمایا کہ میرے دونوں صحابی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ جب صحیح سلامت واپس آجائیں گے تب ہم قیدی رہا کر دیں گے، مجھے ان دونوں کے متعلق تم سے اندیشہ ہے، پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے، اپنے موقف پر مضبوطی اور استحکام سے قائم رہنے کے اس طرز عمل نے پراپیگنڈے کی بنیادوں کو ہلا دیا جو بنو تمیم اور بنو حضرم کے درمیان جنگ کی صورت

اختیار کرسکتا تھا، چند روز بعد جب سعد رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ سلامتی سے واپس آ گئے تو آپ نے فدیہ لے لیا اور دونوں قیدیوں عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ اور حکم بن کیسان مولیٰ عبد اللہ بن مغیرہ کو رہا فرما دیا، عثمان بن عبد اللہ مکہ مکرمہ واپس چلا گیا اور حالت کفر میں ہی مر گیا، حکم رضی اللہ عنہ بن کیسان تو چند دن مسلمانوں کے ساتھ رہنے کے بعد دین اسلام اور اس کے ماننے والوں کے کردار و اطوار دیکھتے رہے اور بالآخر مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں رہ گئے اور بیئر معونہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

اسی واقعہ کے بارے میں عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

تَعُدُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

صُدُودُكُمْ عَمَّا يَقُولُ مُحَمَّدٌ وَكُفْرٌ بِهِ وَاللَّهُ رَاءٍ وَشَاهِدُ

تم لوگ شہر حرام یعنی رجب کے مہینہ میں قتل و قتال کو بڑے شئے خیال کرتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں اس سے روکنا اور ان کے ساتھ کفر کرنا اس سے کہیں بڑھ کر ہے، کاش کوئی سمجھ دار ذرا خیال کرے اور اللہ خوب دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہے

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللهِ أَهْلَهُ لِئَلَّا يُرَى لِلَّهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

اور تمہارا اللہ کے گھر سے اللہ والوں کو نکالنا تا کہ اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے، یہ بھی شہر حرام میں قتال کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے

فَإِنَّا وَإِنْ عَيَّرْتُمُونَا بِقَتْلِهِ وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

تم اگرچہ ہم کو اس قتل پر عار دلاؤ اور حاسد لوگ اسلام کے متعلق کتنی ہی جھوٹی خبریں اڑائیں لیکن ہم کو پروا نہیں

سَقَيْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا بِنَخْلَةَ لَمَّا أَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

بے شک ہم نے عمرو بن الحضرمی کے خون سے مقام نخلہ میں اپنے نیزوں کو سیراب کیا

دَمًا وَابْنُ عَبْدِ اللهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا يُنَازِعُهُ غُلٌّ مِنْ الْقَدِّ عَانِدُ

جبکہ واقد بن عبد اللہ نے لڑائی کی آگ بھڑکائی اور عثمان بن عبد اللہ ہمارے مابین اسیر تھا جس کو طوق و سلاسل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ [1]

سریہ نخلہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کی گئی ہے کہ انہوں نے حرام مہینہ میں دشمن پر حملہ کیا، مورخین نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ سریہ نخلہ ہی بدر کی لڑائی کا موجب بنا، مجری کے الفاظ ہیں جس چیز نے بدر کے واقعہ کو ابھارا اور وہ تمام لڑائیاں چھیڑ دیں جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین سے سامنا کرنا پڑا اس کا سبب یہی تھا واقد سہمی نے حضری کو قتل کر دیا تھا۔ [2]

وَقَالَ بَعْضُ الَّذِينَ أَظُنُّهُ قَالَ: كَانُوا فِي السَّرِيَّةِ: وَاللهِ مَا قَتَلَهُ إِلا وَاحِدٌ

---

[1] ابن ہشام ۶۰۵/۱، الروض الانف ۵۸/۵، الاكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم ۳۲۳/۱، عيون الأثر ۲۶۶/۱، المواهب اللدنية ۲۰۴/۱، رحمة للعالمين ۴۲۲/۱

[2] سيرة النبي، شبلى نعمانى ۲۰۳/۱

ابن خلدون جیسا مفکر بھی یہی کہتا ہے۔ (۱)

مگر تمام مورخین نہایت معصومانہ انداز میں یہ بھول جاتے ہیں کہ جنگ کا اعلان اس خط کے ذریعہ ہوا تھا جو قریش نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کو لکھا تھا، اس کے بعد ابو جہل کی مہم، عکرمہ بن ابی جہل کی مہم اور چند دیگر کوششوں کے علاوہ کرز بن جابر الفہری کا مدینہ کے مضافات میں کامیاب چھاپہ، کیا یہ مہمیں جو مکہ مکرمہ کی جانب سے کی گئی تھیں وہ بدر کی لڑائی سے قبل واقع نہیں ہوئی تھیں، رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر اسلامی نظریہ حیات کے مطابق ایک واضح اور صاف تصور جنگ تھا، آپ ﷺ کرز بن جابر کے چھاپہ کو اور نہ ہی سریہ نخلہ کو دونوں علاقوں کے مابین جنگ کی بنیاد بنانا چاہتے تھے، چونکہ آپ انسانیت کو اللہ کا پیغام پہنچانا چاہتے تھے اس لئے آپ ﷺ کی پالیسی سراسر صلح پر مبنی تھی نہ کہ جنگ جو انسانیت کی موت کا باعث بنا کرتی ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے آخر تک صلح و امن کو اپنا مقصد بنائے رکھا اور کسی موقع پر بھی لڑائی میں پہل کی کوشش نہیں کی۔

مورخین نے ان اولین سریہ و غزوات کی غرض و غایت مکی قافلوں کو لوٹنا بتایا ہے، مگر ہم یہ باور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں، اس لئے کہ

○ رسول اللہ ﷺ قافلہ لوٹنے یا روکنے کے لئے مہم روانہ فرمائیں اور وہ قافلہ نکل جائے ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جس طرح آپ کو بروقت صحیح معلومات مل جاتی تھیں اور جس پیمانے پر آپ ان مہموں کی منصوبہ بندی فرمایا کرتے تھے اس کے پیش نظر قافلوں کا بچ نکلنا ناممکن ہوا کرتا تھا، بعد کے ادوار میں آپ ﷺ نے تجارتی راہوں کو مسدود کرنے کے لئے سرایا روانہ فرمائے جس کے نتیجہ میں مکی قافلوں کے لئے شام اور عراق کی شاہراہیں ناممکن بنا دی گئیں، اس لئے آپ ﷺ کو اس پہلے دور میں بھی تجارتی راہوں کا مکی قافلوں کے لئے مسدود کرنا منظور ہوتا تو آپ کے بھیجے ہوئے دستے اس اہم ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کرتے۔

○ ابو سفیان کا وہ تجارتی قافلہ جس کے سلسلے میں غزوہ بدر پیش آیا اس میں قریش کے ہر شخص کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور اتنا بڑا سرمایہ تھا کہ اس سے ایک ہزار اونٹوں کا سامان خریدا گیا تھا جبکہ اس کے ساتھ مسلح محافظ صرف تیس یا چالیس افراد تھے۔ (۲)

جبکہ اس کے مقابلے میں اس سے پہلے قافلوں سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ میں قریش کے تین سو مسلح افراد تھے، اتنے بڑے قافلہ کو جن کا سالار ابو جہل جیسا شریر النفس انسان تھا اور اس کے ہمراہ تین سو مسلح محافظ تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس صرف تیس مجاہدین تھے، کیا تیس مجاہدین قافلہ لوٹنے کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔

○ سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ میں قریش کے دو سو مسلح افراد تھے۔

○ غزوہ بواط میں امیہ بن خلف کے ساتھ ایک سو مسلح افراد کا دستہ تھا، مکہ نے یہ مہم صرف اس لئے روانہ کی تھی کہ ساحلی علاقہ کے چھوٹے قبائل پر حملہ کر کے ان کے اونٹ چھین لئے جائیں اور یوں گزشتہ مہموں میں جو خفت اٹھانی پڑی تھی اس کا ازالہ ہو سکے، اس کے ساتھ جو ایک ہزار سے ڈھائی ہزار تک اونٹ بتائے جاتے ہیں، یہ وہی اونٹ تھے جو امیہ نے ان چھوٹے قبائل سے لوٹے تھے ورنہ ڈھائی ہزار اونٹوں کے

---

(۱) تاریخ ابن خلدون اردو، تاریخ طبری ۲/۴۱۵

(۲) عہد نبوی کے میدان جنگ ۲۷

قافلے کے وجود کا امکان نہیں۔

○ تاریخ میں کہیں نہیں لکھا گیا کہ قریش کے ان مسلح دستوں کے ساتھ کوئی قافلہ بھی موجود تھا۔

○ میدان بدر اور مدینہ منورہ کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ ہے، میدان بدر اور مکہ مکرمہ کے درمیان دو سو پچاس میل کا فاصلہ ہے، ینبوع، سیف البحر وغیرہ مدینہ اور بدر کے قریب کے مقامات ہیں، اگر ان باتوں کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مسلح افراد کا مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں گشت محض تفریح نہیں تھی، اس گشت کے دو ہی مقاصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اگر موقعہ ملے تو مدینہ طیبہ پر حملہ کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ مدینہ منورہ اور ساحل کے درمیان آباد قبائل میں اپنا رعب اور اثر رسوخ بڑھایا جائے تا کہ باوقت ضرورت مسلمانوں کے خلاف ان سے مدد لے سکیں اور ساتھ ہی اس اہم علاقہ کی حربی نقطہ نگاہ سے چھان بین کی جائے۔

○ یہ بات بھی زیر نظر رہے کہ قریش کو اپنے قافلوں کے لٹنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا اس لئے وہ اپنے تجارتی قافلوں کی حفاظت کے لئے برائے نام محافظ روانہ کرتے تھے۔

○ اس کے علاوہ یہ بات انتہائی توجہ کے لائق ہے کہ جب قافلہ والوں کے ساتھ لوٹنے والوں کا مقابلہ ہو جاتا تھا تو فریقین صف آرا ہو کر باقاعدہ لشکروں کی طرح صف آرائی کے بعد لڑائی کا آغاز نہیں کرتے تھے، قافلہ ہمیشہ بہت سی جگہ گھیرتا ہے، کوئی سواری تیز جا رہی ہوتی ہے اور کوئی چند سو گز یا میل ڈیڑھ میل پیچھے آہستہ آہستہ آ رہی ہوتی ہے، ان کے محافظ بھی مختلف حصوں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں اور متحد ہو کر حملہ آوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ڈاکہ ڈالنے والے وادیوں کے دائیں بائیں گھاٹیوں میں چھپ کر قافلے کے عقب ترین حصے کے گزرنے کا انتظار کرتے ہیں پھر تیزی سے جھپٹ کر حملہ آور ہوتے ہیں اور جو کچھ ہاتھ میں آئے قبضہ میں لیکر پہاڑی علاقہ کے پیچ وخم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غائب ہو جاتے ہیں، قافلوں کو لوٹنے والے لشکر آرائی نہیں کرتے اور قافلہ سالار حملہ آور نہیں ہوا کرتے۔

○ غزوہ ذی العشیرہ کا مقصد بھی قافلہ لوٹنے کی کوشش کا الزام لگایا گیا ہے اور اس مرتبہ بھی دو سو مہاجرین بتائے گئے ہیں، حالانکہ جو لشکر قافلوں کو لوٹنے کے لئے نکلتے ہیں وہ کئی روز تک ایک ہی مقام پر اس لئے نہیں ٹھیرتے کہ اس طرح قافلوں کو ان کی موجودگی کا علم ہو جاتا تھا، اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جب لشکر لوٹ مار کے لئے نکلتے ہیں تو ان کے کمانداروں کے پاس نہ تو اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ بحث و تمحیص کے ذریعہ دوستانہ معاہدے وجود میں لائیں اور نہ ہی ان کی ذہنی افتاد اس طرح کے صلح کن تعلقات کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔

○ مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کو کاہن، جادوگر، شاعر، دیوانہ وغیرہ سب کچھ کہتے تھے لیکن آپ کے کردار ایسا تھا کہ اپنی تمام مخالفتوں اور جانی دشمنی کے باوجود بھی آپ کو صادق وامین ہی کہا کرتے تھے، آپ کی ذات بابرکات پر سب سے زیادہ بھروسہ کرتے تھے، اس لئے جب قیصر روم نے ابوسفیان سے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اسلام کے شدید مخالفین میں شامل تھے گفتگو کی تھی اس وقت بھی ابوسفیان نے ایک بات بھی ایسی نہیں کہی جس سے قافلوں کے لوٹنے کی کوششوں کا رسول اللہ ﷺ پر الزام آتا ہو۔

بہرحال مجاہدین اسلام نے قریشی دستوں کی ہر کوشش ناکام بنادی اور ان کا کوئی وار کارگر ثابت نہ ہوسکا۔

ان تمام سریہ یا غزوہ میں کسی میں نہ تو کشت وخون ہوا اور نہ کوئی قافلہ لوٹا گیا جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کاروائیوں کا اصل مقصود قریش کے غیظ وغضب سے مدینہ منورہ کی حفاظت تھا، دوسرے یہ کہ ان میں سے کسی کاروائی میں بھی آپ ﷺ نے اہل مدینہ کا کوئی آدمی نہیں لیا بلکہ تمام دستے خالص مکی مہاجرین سے ہی مرتب فرماتے رہے تاکہ حتی الامکان یہ کشمکش قریش کے اپنے ہی گھر والوں تک محدود رہے اور دوسرے قبیلوں کے اس میں الجھنے سے آگ پھیل نہ جائے، دوسری طرف قریش مدینہ کی پوزیشن سمجھتے تھے، وہ سفارتی سفروں کے نتیجہ میں ان بڑھتے ہوئے دوستانہ تعلقات کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے تھے جس سے مکہ مکرمہ کی تجارت اور اس طرح پورے حجاز کی معیشت خطرے میں پڑ سکتی ہو، رسول اللہ ﷺ کی مدینے کو ہجرت اور اس علاقے میں آپ کا اس طرح با اقتدار اور با اختیار ہونا، مختلف یہودی قبائل اور مدینہ سے دور مختلف قبائل سے معاہدات امن و بھائی چارہ سے مکہ کو شدید تشویش اور خطرے پیدا ہوا، مکہ کو صاف نظر آنے لگا کہ اس کی تجارت کے راستے اس گروہ کے رحم وکرم پر ہیں جسے انہوں نے بزور شمشیر جلاوطن کیا تھا، اس مسئلے کا پر امن حل قطعی طور پر معدوم نہ تھا اگر مکے کا کوئی امن دوست سردار میسر آجاتا تو رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی اسے رسول اللہ ﷺ کے عفو وکرم سے مایوس نہ کرتی، اگر وہ صلح کی طرف ایک قدم بڑھاتا تو اس کی طرف دس قدم بڑھاتے لیکن بدقسمتی سے مکہ میں برسر اقتدار گروہ کی باگ دوڑ جس شخص کے ہاتھ میں تھی

وَكَانَ رَجُلًا خَفِيفًا، حَدِيدَ الْوَجْهِ، حَدِيدَ اللِّسَانِ، حَدِيدَ النَّظَرِ

وہ دبلا پتلا، تیز مزاج، تیز زبان اور تیز نظر عمر بن ہشام بن المغیرہ تھا، جس کی کنیت ابو الحکم تھی، اس نے جو پالیسی اختیار کی وہ اس کے اس مزاج کے مطابق تھی جس نے تاریخ سے اسے ابوجہل کا لقب دلوایا تھا۔

اولین سرایا وغزوات میں انصار کی عدم شرکت

ان تمام سرایا وغزوات میں کسی انصاری کو دعوت نہیں دی گئی تھی، اس کی چند وجوہ تھیں، ابن اسحاق اشارتاً یہ کہتا ہے کہ چونکہ انصار نے جو وعدہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا وہ حملوں کے خلاف تحفظ دینا تھا اور جو غزوات اور سرایا بدر سے قبل عمل میں آئے وہ تحفظ کے لئے نہیں تھے اس لئے انصار کو ان میں شمولیت کی دعوت نہیں دی گئی۔ [1]

مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ غزوہ بدر سے قبل کے سرایا وغزوات دفاع مدینہ کی غرض سے عمل میں لائے گئے تھے، ان میں کسی سرایا یا غزوہ کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں جارحانہ کاروائی کا شائبہ تک بھی شامل تھا، قافلوں کو لوٹنے کا مفروضہ سرے سے ہی غلط ہے، اس لئے تمام سرایا اور غزوات کی تہہ میں رسول اللہ ﷺ کی وہ حفاظت مضمر تھی جس کا وعدہ انصار مدینہ نے بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر کیا تھا، اصل میں انصار کو ان مہموں میں ساتھ نہ لینے کی وجہ یہ تھی کہ مہاجرین کی تربیت تیرہ سال سے مکہ میں ہو چکی تھی، ان کا صبر واستقلال، ان کی ہمت، ان کا ایمان والقان، ان کا جذبہ جانثاری اور ان کی عسکری قابلیت مسلم تھی، انہیں صرف جغرافیائی معلومات اور بدنی مشق کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت غزوات اور سرایا میں شرکت کے ذریعے انہیں حاصل ہو رہی تھی، انصار مدینہ کو ابھی بنیادی تربیت کی ضرورت تھی جو زمانہ امن

[1] ابن اسحاق ۲۹۴

ہی میں دی جا سکتی ہے، جب تک رسول اللہ ﷺ کو یہ یقین نہ ہو جاتا کہ انصار مدینہ بھی لڑائی کے دوران وہی خصوصیتیں دکھا سکیں گے جو اسلامی لشکر کا خاصہ ہونی چاہئیں اس وقت تک آپ ﷺ انہیں کس طرح میدان جنگ میں شرکت کی دعوت دیتے۔

پندرہ شعبان کی رات

اس رات کی فضیلت میں بہت سی روایات مروی ہیں، جن میں راجح قول کے مطابق کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ، فَإِذَا هُوَ بِالبَقِيعِ، فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کے کلمات کچھ یوں ہیں ایک مرتبہ رات کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو آپ ﷺ جنت البقیع میں تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو گیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سمجھی تھی کہ شاید آپ اپنی کسی زوجہ کے پاس گئے ہوں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کو معاف فرماتا ہے۔ (۱)

وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.حَدِيثُ عَائِشَةَ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الحَجَّاجِ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُضَعِّفُ هَذَا الحَدِيثَ.وقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ، وَالحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس باب میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے ابو عیسیٰ نے کہا ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اسی سند سے حجاج کی روایت سے نہیں جانتے اور میں نے محمد بخاری رحمہ اللہ سے سنا وہ اس حدیث کو ضعیف بتلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یحییٰ بن کثیر کو عروہ سے سماع ثابت نہیں ہے اور محمد بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حجاج کو بھی یحییٰ بن کثیر سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِكُلِّ نَفْسٍ إِلَّا إِنْسَانًا فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ أَوْ مُشْرِكٌ بِاللهِ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پندرہ شعبان کی رات کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور تمام انسانوں کو بخش دیتا ہے سوائے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور جو اپنے دل میں غرور و تکبر رکھتا ہے۔ (۳)

وَفِي النُّزُولِ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ أَحَادِيثُ فِيهَا لِينٌ، وَالرِّوَايَةُ فِي النُّزُولِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ صِحَاحٌ

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ۷۳۹، مسند احمد ۲۶۰۱۸
(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ۷۳۹
(۳) أخبار مكة ۱۸۳۸

امام عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں اور پندرہ شعبان کو نزول باری تعالیٰ میں تمام روایات کمزور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر رات آسمان دنیا پر نزول صحیح روایات سے ثابت ہے۔ (۱)

أهل التَّعْدِيل وَالتَّجْرِيح لَيْسَ فِي حَدِيث لَيْلَة النّصْف من شعْبَان حَدِيث يَصح

اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں جرح وتعدیل کے علماء کے نزدیک پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (۲)

ابْن وضاح عَن زيد بن اسْلَمْ قَالَ مَا ادركنا أحدا من مشيختنا وَلَا فقهائنا يلتفتون الى لَيْلَة النّصْف من شعْبَان ، وَلَا يلتفتون الى حَدِيث مَكْحُول وَلَا يرَوْنَ لَهَا فضلا على سِوَاهَا مِنَ اللييَالِي، وَالْفُقَهَاءُ لَمْ يَكُونُوا يَصْنَعُونَ ذَلِكَ

ابن وضاح رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم (جمہور علماء کے نزدیک یہ شخص خود ضعیف ہے) سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے استادوں اور فقہائے کرام میں سے کسی شخص کو پندرہ شعبان کی رات کا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اور نہ کسی کو مکحول رحمہ اللہ کی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اور نہ انہیں دوسری راتوں پر اس کی کوئی فضیلت بیان کرتے ہوئے سنا ہے، فقہاء ایسے کام نہیں کرتے تھے۔ (۳)

قَالَ وَقيل لِابْنِ ابي مليكَة أَن زِيَاد النميري يَقُول أَن أجر لَيْلَة النّصْف من شعْبَان كَأَجر لَيْلَة الْقدر فَقَالَ لَو سمعته وَبِيَدِي عَصا لضربته

اور ابن وضاع رحمہ اللہ ہی نے صحیح سند کے ساتھ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہیں کہا گیا زیاد النمیری (جو ایک قصہ گو تھا اور اسماء الرجال کے جمہور علماء کے نزدیک یہ شخص بذات خود ضعیف ہے) کہتا ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کی اجر وثواب لیلۃ القدر جیسا ہے تو ابن ملیکہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ بات میں خود اس (زیاد النمیری) سے سن لیتا اور میرے پاس لاٹھی ہوتی تو اسے لاٹھی سے مارتا۔ (۴)

أنكر ذلك أكثر علماء الحجاز منهم عطاء وابن أبي مليكة ونقله عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن فقهاء أهل المدينة وهو قول أصحاب مالك وغيرهم وقالوا: ذلك كله بدعة

علمائے حجاز عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے اس پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت کا انکار کیا ہے، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اس انکار کو مدینہ کے فقہا سے نقل کیا ہے، امام مالک کے شاگردوں کا یہی موقف ہے اور یہ تمام علماء اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ (۵)

---

(۱) الضعفائ الکبیر للعقیلی ۲۹/۳

(۲) الباعث علی انکارالبدع والحوادث ۳۵/۱

(۳) الباعث علی انکارالبدع والحوادث ۳۴/۱، البدع لابن وضاح ۹۲، ۱۰۸/۲

(۴) الباعث علی انکارالبدع والحوادث ۳۴/۱، البدع لابن وضاح ۹۲، ۱۰۹/۲، حقیقه السنة والبدعة ۱۴۰/۱

(۵) لطائف المعارف ۱۳۷

روزوں کی ابتدائی فرضیت

شعبان ۲ ہجری

روزہ: نماز کی طرح روزہ بھی زمانہ قدیم سے انبیاء کی شریعتوں کالازمی جزو رہا ہے نماز روزمرہ کا عمومی نظام تربیت ہے اور روزہ سال بھر میں ایک ماہ کا غیر معمولی نظام تربیت ہے جو آدمی کو سارے دن اپنے مضبوط ڈسپلن کے شکنجے میں کسے رہتا ہے تا کہ روزانہ کی تربیت سے جو خرابیاں رہ گئی ہوں وہ دور ہو جائیں، ماہ رمضان کی پہلی تاریخ سے یہ عمل شروع ہو جاتا ہے اور ایک مہینہ تک مسلسل اس کی تکرار جاری رہتی ہے گویا پورے تیس دن انسان ایک شدید ترین ڈسپلن کے تحت رہتا ہے، اللہ کی حاکمیت کے اقرار و اعتراف کو مستحکم کرنے کے لئے اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی۔

روزہ انسانی کردار و اخلاق میں ایسا شعور پیدا کرتا ہے جو اسے قدم قدم پر صراط مستقیم پر چلنے میں مدد دیتا ہے۔

احساس بندگی: اسلام اس طریقہ سے انسان کے شعور میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار و اعتراف کو مستحکم کرنا چاہتا ہے اور اس شعور کو اتنا مستحکم بنا دیتا ہے کہ احکام الٰہی کے روبرو انسان اپنی آزادی اور خود مختاری سے دست بردار ہو جائے، اللہ کا وجود محض ایک مابعد الطبیعی عقیدہ نہ رہے بلکہ عملی زندگی میں محسوس و کارفرما ہو جائے، کفر اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان اللہ کے مقابلے میں اپنے آپ کو خود مختار محسوس کرے اور اس کے مقابلے میں اسلام یہ ہے کہ انسان ہر آن اپنے آپ کو اللہ کا بندہ اور محکوم محسوس کرے، اور نماز کا مقصد اس شعور کی یاد دہانی ہے، اسی طرح رمضان کے روزے سال میں ایک مرتبہ پورے مہینے اس شعور کو ذہن پر قائم رکھتے ہیں تا کہ سارے سال انسان کے ذہن پر اس کے اثرات قائم رہیں۔

اطاعت امر: احساس بندگی کے ساتھ ساتھ جو چیز لازمی پیدا ہو گی وہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو جس رب کا بندہ سمجھ رہا ہے اس کی اطاعت کرے، ان دونوں میں فطری طور پر ایسا ربط ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے، آپ جس کی خداوندی کا اعتراف کریں گے لازماً اطاعت بھی اسی کی کریں گے، اور احساس بندگی جس قدر شدید ہو گا اطاعت امر بھی اتنی ہی شدت سے ہو گی، چنانچہ روزے کا مقصد احساس بندگی کی یاد دہانی کے ساتھ ساتھ اطاعت امر کی تربیت دینا بھی ہے، روزہ انسان کو مہینہ بھر کئی کئی گھنٹے اس حالت میں رکھتا ہے کہ اس کو اپنی ابتدائی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اذن واجازت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اپنی خواہش ہو یا دوسروں کی، انسان بلا اذن روزہ نہیں چھوڑ سکتا، اس طرح اس کی اطاعتیں ہر طرف سے سمٹ کر ایک مرکزی اقتدار کی طرف پھر جاتی ہیں، روزے میں اگرچہ بظاہر صرف دو خواہشات (غذا اور صنفی خواہش) پر پابندی لگائی گئی ہے لیکن اس کی اصل روح یہ ہے کہ انسان پر بندگی کا احساس پوری طرح طاری رہے، اس کے بغیر اگر انسان محض بھوکا پیاسا رہے تو یہ روزہ لاش کی طرح بے روح ہو گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ وَالجَهْلَ ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جن کو ان کے روزں سے صرف پیاس کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں جن کو ان کے قیام سے صرف بیداری حاصل ہوتی ہے۔ [۲]

ان دونوں احادیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزے کا مقصد بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ تقویٰ اور طہارت ہے۔

تعمیر سیرت: روزے کا تیسرا مقصد انسان کی سیرت کی تعمیر ہے، اس سیرت کی بنیاد تقویٰ پر ہے، تقویٰ سے مراد کوئی خاص شکل وصورت اختیار کرنا نہیں ہے بلکہ قرآن اس کو بڑے وسیع مضمون میں استعمال کرتا ہے وہ پوری انسانی زندگی کے ایسے رویئے کو تقویٰ کے نام سے تعبیر کرتا ہے جس کی بنیاد احساس بندگی اور ذمہ داری پر ہو (اس کے مخالف رویہ کا نام قرآن کی روسے فجور ہے) دنیا کے فساد کا سبب فجور ہے، اور دیگر عبادات کی طرح روزے کا مقصد بھی یہ ہے کہ انسان میں فجور کے رجحانات ختم کیے جائیں اور تقویٰ کو نشو نما دیا جائے، غور کریں روزہ کس طریقہ سے اس کام کے سرانجام دینے میں مدد دیتا ہے۔

ایک شخص سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تم پر پابندی لگائی ہے کہ صبح سے شام تک کچھ نہ کھاؤ نہ صرف جلوت میں بلکہ خلوت میں بھی اکل وشرب سے پرہیز کرو، اس صورت میں اگر کوئی شخص روزے کی تمام شرائط پوری کرتا ہے تو اس کے نفس پر کس قسم کی کیفیات ابھرتی ہیں۔

- یہ کہ اسے اللہ کے عالم الغیب ہونے کا پورا یقین ہے اور یہی یقین ہے جو اسے تنہائی میں بھی روزے کے حدود کا پابند رکھتا ہے۔
- اس کا آخرت اور حساب کتاب پر پورا ایمان ہے اس لئے کہ اس کے بغیر کوئی شخص کئی کئی گھنٹے بھوکا پیاسا نہیں رہ سکتا ہے
- اس کے اندر اپنے فرض کا احساس ہے بغیر اس کے کہ کوئی شخص اس پر کھانے پینے کی پابندی لگائے اس نے خود سے اپنے اوپر یہ پابندی عائد کرلی۔
- مادیت اور روحانیت کے انتخاب میں اس نے روحانیت کو منتخب کرلیا اور دینا اور آخرت کے درمیان ترجیح کا سوال جب اس کے سامنے آیا تو اس نے آخرت کو ترجیح دی، اس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ اخلاقی فائدے کی خاطر مادی نقصان برداشت کرلیا۔
- وہ اپنے آپ کو اس معاملے میں آزاد نہیں سمجھتا کہ سہولت دیکھ کر مناسب موسم میں روزے رکھ لے بلکہ جو بھی وقت مقرر کیا گیا ہے اس نے اس کی پابندی کی ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ واجتنبواقول الزور ۶۰۵۷ ،جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الغِيبَةِ لِلصَّائِمِ ۷۰۷

[۲] سنن الدارمی ۲۷۶۲ ،مشکوۃ المصابیح ۲۰۱۴

- اس میں صبر و استقامت، تحمل، یکسوئی اور دینوی تحریصات کے مقابلے کی طاقت کم از کم اتنی ہے کہ رضائے الٰہی کے بلند نصب العین کی خاطر وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جس کا نتیجہ مرنے کے بعد دوسری زندگی پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

یہ کیفیات جو روزہ رکھنے کے ساتھ انسان کی زندگی میں ابھرتی ہیں، روزوں میں عملاً ایک طاقت بن جاتی ہیں اور ہر سال ایک ماہ روزہ رکھتے رکھتے انسان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔

ضبط نفس: اس تربیت کے ضابطے کو اختیار کرنے کے لئے دو خواہشوں کو خاص طور پر منتخب کیا گیا ہے یعنی بھوک اور جنسی خواہش، اور ان کے ساتھ تیسری خواہش، آرام کرنے کی خواہش بھی زد میں آجاتی ہے اس لئے کہ تراویح پڑھنے اور سحری کے لئے اٹھنے سے اس پر بھی کافی ضرب پڑتی ہے، یہ تینوں خواہشات جو انسان کی تمام حیوانی خواہشات میں سب سے زیادہ اہم ہیں، روزہ ان تینوں کو گرفت میں لے لیتا ہے اور ان کے منہ میں مضبوط لگام دے کر راسیں ہمارے ہاتھ میں دے دیتا ہے، تیس دن کی مسلسل مشق کا مقصد یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہمارا نفس ہم پر غلبہ حاصل کرلے ہم اپنے خادم پر پورا اقتدار حاصل کرلیں، جس خواہش کو چاہیں روک دیں اور اپنی جس قوت سے جس طرح چاہیں کام لے سکیں، اس لئے کہ وہ شخص جسے اپنی خواہشات کا مقابلہ کرنے کی کبھی عادت نہ رہی ہو اور جو نفس کے ہر مطالبے پر بے چوں وچرا سر جھکا دینے کا خوگر رہا ہو اور جس کے لئے حیوانی جبلت کا داعیہ ایک فرمان واجب الاذعان کا حکم رکھتا ہو، دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کرسکتا۔

اجتماعی اثرات: اس تربیت کے ذریعے سے جماعت کے ہر فرد کو حاکم الحکمین کی حاکمیت کے مقابلے میں اپنی خودمختاری سے عملاً دست بردار ہوجانے کے لئے تیار کیا جائے۔

- ہر فرد کے ذہن میں اللہ کے عالم الغیب والشہادۃ ہونے اور آخرت کی باز پرس کا عقیدہ عملی مشق وتمرین کے ذریعے اس طرح جاگزیں کردیا جائے کہ وہ خود اپنی شخصی ذمہ داری کے احساس کی بنا پر (نہ کہ خارجی دباؤ کی وجہ سے) قانون الٰہی کی اطاعت کرنے لگے۔
- ہر فرد میں روح پھونک دی جائے کہ ماسوا اللہ کی بندگی واطاعت سے اعتقاداً وعملاً منکر ہوجائے اور اس کی بندگی اللہ کے لئے خالص ہوجائے۔
- ہر فرد کی اخلاقی تربیت اس طرح کی جائے کہ اسے اپنی خواہشات پر مکمل اقتدار حاصل ہوجائے اور اس میں صبر وتحمل، جفاکشی اور توکل علی اللہ، ثابت قدمی ویکسوئی کی صفات پیدا ہوجائیں اور اس کے کردار میں اتنی قوت آجائے کہ وہ خارجی ترغیبات اور میلانات نفس کا مقابلہ کرسکے۔

یہی وجہ ہے کہ روزے ہر عاقل وبالغ فرد پر فرض کیے گئے ہیں اگرچہ ضروری نہیں کہ تمام افراد میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم پیدا ہوجائیں جو اس سے پیدا کرنی مقصود ہیں، اس لئے کہ خارجی عوامل کے علاوہ ذاتی استعداد اور خواہش بھی ضروری ہے لیکن خارجی طور پر اس سے بہتر نظام تربیت دنیا میں ممکن نہیں ہے۔

چنانچہ ان اور دوسرے بے شمار مقاصد کے حصول کے لئے روزوں کو مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا۔

نزل فرض شهر رمضان بعد ما صُرِفَتِ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكَعْبَةِ بِشَهْرٍ فِي شَعْبَانَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ مُهَاجَرِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ. وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الزَّكَاةُ فِي الأَمْوَالِ، وَأَنْ تُخْرَجَ عَنِ الصغير والكبير. والحر والعبد. والذكر والأنثى. صاع من تمر. أو صاع من شعير. أو صاع مِنْ زَبِيبٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے اٹھارھویں مہینے شعبان میں بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف قبلہ کی تبدیلی ہوئی اور اس کے ایک مہینہ بعد رمضان المبارک فرض ہوا اور اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید سے دو دن پہلے صدقہ الفطر کا حکم فرمایا یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر چھوٹے بڑے آزاد وغلام مرد وعورت کی طرف سے ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع منقہ صدقہ الفطر ادا کیا جائے۔[۱]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الفِطْرِ أَوْ قَالَ:رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ، وَالأُنْثَى، وَالحُرِّ، وَالمَمْلُوكِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ،فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان، مرد، عورت، آزاد، غلام، ہر ایک پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا، پھر لوگوں نے ایک صاع کے بدلے گیہوں کا نصف صاع دینا شروع کر دیا۔[۲]

وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الزَّكَاةُ فِي الأَمْوَالِ

ومیاطی کہتے ہیں یہ مال کی زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، بعض کہتے ہیں کہ زکوٰۃ بھی اسی سال فرض ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ زکوٰۃ ہجرت سے پہلے فرض ہوئی تھی۔ وَاللهُ أَعْلَمُ۔

اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے

عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: سَأَلْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ، فَقَالَ:أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، ثُمَّ نَزَلَتِ الزَّكَاةُ، فَلَمْ نُنْهَ عَنْهَا، وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهَا، وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ

ابوعمار سے مروی ہے قیس بن سعد سے صدقہ الفطر کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ الفطر ادا کرنے کا حکم زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے دیا تھا، جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو پھر آپ نے صدقہ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا لیکن ہم صدقہ الفطر ادا کرتے ہیں۔[۳]

---

[۱] ابن سعد ۱۹۱/۱

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ صَدَقَةُ الفِطْرِ عَلَى الحُرِّ وَالمَمْلُوكِ ۱۵۱۱

[۳] مسند احمد ۲۳۸۴۰،سنن ابن ماجه كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ ۱۸۲۸،سنن نسائی كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ ۲۵۰۷

پیمانے :اہل مدینہ کے ناپ کے اہم پیمانے مد،صاع اور وسق تھے،مد دو چلو غلہ یا پانی کی مقدار کے برابر تھا اور چلو متوسط آدمی کے ہاتھوں کے بقدر رطے پایا،چار مد کا ایک صاع اور ساٹھ صاع کا ایک وسق شمار ہوتا تھا صاع اور مد کی مقدار کے متعلق مختلف اقوال ہیں تو ازن پیدا کرنے کے بعد یہ صورت قریب تر سمجھی گئی ہے،ایک مد مساوی ہے ۵۴۴ گرام وزن گیہوں کے یا ۸۱۶ گرام پانی کے اور ایک صاع مساوی ہے ۲۱۷۶ گرام گیہوں کے یا ۳۲۶۴ گرام پانی کے،درہم سکہ کے طور پر ۴؍۱ تولہ چاندی کی قیمت کا تھا اور وزن کے لحاظ سے پیمانہ بھی تھا جو ۲.۹۷ گرام یعنی ۴؍۱ تولہ قرن رکھتا تھا،سکہ کے طور پر دینار کے ساتھ اور وزن کے طور پر اوقیہ اور رطل کے ساتھ شمار ہوتا تھا علاوہ ازیں درہم میں چھ وانق اور بارہ قیراط مانے جاتے تھے۔ [1]

نزول سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳ تا ۱۸۷

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

تقویٰ اختیار کرو، گنتی کے چند دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پورا کرلے،

اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ

اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں،پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے

وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ (البقرۃ ۱۸۴،۱۸۳)

لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو۔

رسول اللہ نے ابتدا میں مسلمانوں کو صرف ہر مہینے تین روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی مگر یہ روزے فرض نہ تھے،پھر ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان دو ہجری میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا کہ جس طرح تم سے اگلی امتوں پر روزے فرض تھے اسی طرح تم پر بھی روزے فرض کیے جاتے ہیں تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے،

بندہ کہتا ہے اگر مجھ میں تقویٰ پیدا ہو جائے تو مجھے کیا ملے گا،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ جلیل القدر کتاب میں نے متقین کے لیے ہی نازل کی ہے،

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ:یہ اللہ کی کتاب ہے،اس میں کوئی شک نہیں،ہدایت ہے ان پرہیز گار لوگوں کے لیے۔

---

[1] جزیرۃ العرب ندوی ۲۰۳،۲۰۲

[2] البقرۃ ۲

لہٰذا اس کتاب سے رہنمائی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی بخشش اور اس کی لازوال انواع واقسام نعمتوں کی طرف سبقت کرو،

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝١٣٣ (۱)

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ ان متقی لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔

قربانی تو لوگ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ صرف متقین ہی کی قربانی قبول فرماتا ہے،

...قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝٢٧ (۲)

ترجمہ: اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔

اور روز قیامت متقین کو اللہ کی بارگاہ میں عزت واحترام کے ساتھ پیش کیا جائے گا،

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝٨٥ (۳)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم مہمانوں کی طرح رحمن کے حضور پیش کریں گے۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝٣١ (۴)

ترجمہ: اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی، کچھ بھی دور نہ ہو گی۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝٥١ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٥٢ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝٥٣ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝٥٤ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝٥٥ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٥٦ (۵)

ترجمہ: متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں، حریر ودیبا کے لباس پہنے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، یہ ہو گی ان کی شان، وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کی لذیذ چیزیں طلب کریں گے اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے، وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے، بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی اور اللہ ان کو جہنم کے عذاب سے بچا دے گا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝١٧ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝١٨ (۶)

(۱) آل عمران ۱۳۳

(۲) المائدۃ ۲۷

(۳) مریم ۸۵

(۴) ق ۳۱

(۵) الدخان ۵۱تا۵۶

(۶) الطور ۱۸،۱۷

ترجمہ: متقی لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے، لطف لے رہے ہوں گے ان چیزوں سے جو ان کا رب انہیں دے گا اور ان کا رب انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۚ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱ ﴿۱﴾

ترجمہ: دائمی قیام کی جنتیں، جن میں وہ داخل ہوں گے، نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور سب کچھ وہاں عین ان کی خواہش کے مطابق ہوگا جزا دیتا ہے اللہ متقیوں کو۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۴۱ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۴۲ ﴿۲﴾

ترجمہ: متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں، اور جو پھل وہ چاہیں (اُن کے لیے حاضر ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی متقین کے ساتھ ہوتا ہے۔

...وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹۴ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور یہ جان رکھو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اور اگر تقویٰ اختیار کرو گے تو دنیا کی برائی اور آخرت کے مہیب عذابوں سے تم بچ جاؤ گے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ ۝۴۸ ﴿۴﴾

ترجمہ: ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہِ عمل مقرر کی، اگرچہ اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا لیکن اس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ روزے پورے سال بھر کے لئے نہیں بلکہ رمضان کے انتیس یا تیس دن کے لئے ہی فرض کیے ہیں اور اگر تم سفر میں ہو یا بیمار ہو تو روزہ نہ رکھو پھر قضا کر لو، اس کے علاوہ جو لوگ روزے کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی روزہ نہ رکھیں وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کریں اور اگر زیادہ دیں تو اور بھی اچھا ہے، لیکن یاد رہے کہ روزہ رکھنا زیادہ اچھا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی

﴿۱﴾ النحل ۳۱

﴿۲﴾ المرسلات ۴۱، ۴۲

﴿۳﴾ البقرۃ ۱۹۴

﴿۴﴾ المائدۃ ۴۸

وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ

دوسرے دنوں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے تم گنتی

وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (البقرۃ ۱۸۵)

پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس طرح کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

روزوں کی فرضیت:

وَقِيلَ: إِنَّمَا سُمِّيَ رَمَضَانُ لِأَنَّهُ يَرْمِضُ الذُّنُوبَ أَيْ يُحْرِقُهَا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رمضان کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو رمض کر دیتا ہے یعنی نیک اعمال کے ذریعے جلا ڈالتا ہے۔ [1]

قرآن مجید کا رمضان المبارک سے اور رمضان المبارک کا قرآن مجید سے ایک گہرا تعلق اور نسبت ہے، چنانچہ فرمایا رمضان وہ عظمت والا مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کو خیر و برکت والی رات لیلۃ القدر میں بیت العزۃ میں ایک ساتھ نازل کیا گیا

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ ﴿۱﴾ [2]

ترجمہ: (یقیناً) ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے اِسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت سے حسب ضرورت تئیس سال تک نازل ہوتا رہا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ [4]

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اِس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اُتار دیا گیا؟ ہاں ایسا اس لیے کیا گیا کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں، اور (اسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے۔

یہ جلیل القدر کتاب دنیا کے تمام انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو غور و تدبر کرنے والوں کو راہ راست

[1] تفسیر القرطبی ۲۹۱/۲

[2] القدر ۱

[3] الدخان ۳

[4] الفرقان ۳۲

دکھانے اور یہ حق وباطل، حلال وحرام، ہدایت وگمراہی کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے،

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ... ﴿۱۰۴﴾ [1]

ترجمہ: دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں، اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اُٹھائے گا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا ذَرٍّ، لَأَنْ تَغْدُوَ تَتَعَلَّمُ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ،وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتُعَلِّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ بِهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! اگر صبح اٹھ کر تم قرآن پاک کی ایک آیت (علم وفکر کے ساتھ) سیکھ لو تو یہ تمہارے لئے سو رکعت نماز سے افضل ہے، اور اگر صبح اٹھ کر ایک آیت سیکھ کر اس پر عمل پیرا ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ایک ہزار رکعتیں پڑھو۔ [2]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ:أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ، أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ، فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ نُحِبُّ ذَلِكَ، قَالَ: أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ، أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ

عقبہ بن عامر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے اور ہم صفہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے یہ کون پسند کرے گا کہ وہ ہر روز بطحان یا عتیق کی طرف جائے اور وہاں سے موٹی موٹی کوہانوں والی دو اونٹنیاں لائے، اس میں وہ کسی جرم کا ارتکاب نہ کرے نہ قطع رحمی کرے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم (سب ہی) یہ پسند کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پس تم میں سے کوئی شخص مسجد کی طرف نہیں جاتا کہ وہ اللہ عزوجل کی کتاب سے دو آیتیں جان لے یا پڑھ لے، یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین (آیتیں) اس کے لیے تین (اونٹنیوں) سے بہتر ہیں اور چار (آیتیں) اس کے لیے چار (اونٹنیوں) سے بہتر ہیں اور (جتنی بھی آیتیں ہوں) اپنی تعداد کے اونٹوں سے (بہتر ہیں) [3]

پہلے ابتدائی حکم کے بعد شعبان کے اخیر عشرہ میں فدیہ کی رعایت کو ختم کر کے روزے فرض کر دیئے گئے تا کہ نفس انسان پاک صاف اور طیب وطاہر ہو جائے،

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ:كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ شَاءَ

[1] الانعام ۱۰۴

[2] شرح مذاهب أهل السنة لابن شاهين ۵۴

[3] صحيح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ وَتَعَلُّمِهِ ۱۸۷۳

صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدَى بِطَعَامِ مِسْكِينٍ، حَتَّى أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، [۱]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رمضان کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اور ایک مسکین کو کھانا کھلا کر ایک روزے کا فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " تو جو تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو تو اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے۔" [۲]

اس طرح روزے مسلمان مکلف، بالغ، عاقل آدمی پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہیں جبکہ اس کے علاوہ نفلی روزے رکھنا بھی مسنون ہے البتہ فدیہ کی رعایت کمزور بوڑھوں (مرد وعورت) کے لئے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں برقرار رکھی گئی،

أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ، كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا، خُبْزًا وَلَحْمًا، وَأَفْطَرَ

چنانچہ جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تو وہ ایک سال یا دو سال رمضان میں روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیا تھا۔ [۳]

اور اگر ماہ رمضان میں کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو اسے اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھ لے یا افطار کر کے دوسرے دنوں میں ان روزوں کی تعداد پوری کرے، اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا، اس لئے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار واعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

نزول سورۃ البقرۃ ۱۸۶،۱۸۷

وَاِذَا	سَاَلَكَ	عِبَادِىْ	عَنِّىْ	فَاِنِّىْ	قَرِيْبٌ ؕ	اُجِيْبُ

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے

دَعْوَةَ	الدَّاعِ	اِذَا	دَعَانِ ۙ	فَلْيَسْتَجِيْبُوْا	لِىْ

والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے وہ میری بات مان لیا کریں

وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝۱۸۶ (البقرۃ ۱۸۶)

اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

عَنِ الصَّلْتِ بْنِ الْحَكِيمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ

---

[۱] البقرة: 185

[۲] صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ بَيَانِ نَسْخِ قَوْله تَعَالَى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ بِقَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۲۶۸۶،۲۶۸۵

[۳] صحيح بخارى كتاب التفسيرسوره البقره بَابُ قَوْلِهِ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

اللهِ: أَقَرِيبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيهِ أَمْ بَعِيدٌ فَنُنَادِيهِ؟فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي}

صلت بن حکیم سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کے انداز میں مناجات کریں یا وہ دور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خاموش رہے، تو اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ” اور اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔“[1]

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾ [2]

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔

جیسے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا تھا

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ [3]

ترجمہ: میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

جب کوئی پکارنے والا چاہے وہ خاموشی سے پکارے یا بلند آواز سے مجھے پکارے میں اس کی پکار کو براہ راست سنتا ہوں اور اس کی دعا کو قبول کر کے اس کی پریشانیوں کو دور کر دیتا ہوں،

عَنْ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيَسْتَحْيِي أَنْ يَبْسُطَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْأَلُهُ فِيهِمَا خَيْرًا فَيَرُدُّهُمَا خَائِبَتَيْنِ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگتا ہے تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی پھیرتے ہوئے شرماتا ہے[4]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا قَالُوا: إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ:اللَّهُ أَكْثَرُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں نہ گناہ ہو، نہ رشتے ناتے ٹوٹتے

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم١٦٦٧

[2] النحل١٢٨

[3] طہ٤٦

[4] جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ٣٥٥٦،سنن ابن ماجہ کتاب الدعاءِ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ٣٨٦٥، مسنداحمد ٢٣٧١٤

ہوں تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے، یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول فرما کر اس کی منہ مانگی مراد پوری فرما دیتا ہے یا اسے ذخیرہ کر کے رکھ کر آخرت میں عطا فرماتا ہے، یا اس کی وجہ سے کوئی آنے والی بلا اور مصیبت کو ٹال دیتا ہے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر تو ہم بکثرت دعا مانگا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ کے ہاں کیا کمی ہے۔ [1]

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يَقُولُ:سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ إِذَا أَفْطَرَ:اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے میں نے افطار کے وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری اس رحمت کے ذریعہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے کہ میری مغفرت فرما۔" [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَالإِمَامُ العَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی، روزے دار شخص کی جب افطار کرتا ہے، عادل بادشاہ، اور مظلوم، مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ اسے ابر کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا گو دیر سے کروں۔ [3]

لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ میری دعوت توحید پر لبیک کہیں اور مجھ وحدہ لاشریک پر ایمان لائیں، یہ بات تم انہیں سنا دو شاید کہ وہ حقیقت حال معلوم کر کے راہِ راست اختیار کر لیں، جیسے فرمایا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ... ﴿۲۹﴾ [4]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لیے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری بُرائیوں کو تم سے دُور کر دے گا اور تمہارے قصور معاف کر دے گا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىِٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ

روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو،

---

[1] مسند احمد ۱۱۱۳۳

[2] سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابٌ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ ۱۷۵۳

[3] جامع ترمذی ابواب الدعوات بَابٌ فِي العَفْوِ وَالعَافِيَةِ ۳۵۹۸، سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابٌ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ ۱۷۵۲، مسند احمد ۸۰۴۳

[4] الانفال ۲۹

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ

تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرما لیا

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى

اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کی تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى

صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے پھر رات تک روزے کو پورا

الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

کرو، اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں

فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷ (البقرۃ ۱۸۷)

تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں۔

البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لاَ يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب روزے فرض قرار دے دیئے گئے تو مسلمان پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے مگر انسانی فطرت سے کئی لوگوں سے ایسی غلطیاں سرزد ہو گئیں۔ [1]

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا، فَحَضَرَ الإِفْطَارُ، فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلاَ يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ، فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟ قَالَتْ: لاَ وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ} [2] فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ: {وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ} [3]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (شروع اسلام میں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب روزے سے ہوتے اور افطار کا وقت آتا تو کوئی روزہ دار اگر افطار سے پہلے بھی سو جاتا تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی تا آنکہ پھر شام

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۴۵۰۸

[2] البقرة: 187

[3] البقرة: 187

ہو جاتی، پھر ایسا ہوا کہ قیس بن ضرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا، قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی روزے سے تھے جب شام کو بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا (اس وقت تو کچھ) نہیں ہے لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے لاؤں گی، دن بھر انہوں نے (کھیتی باڑی کا) کام کیا تھا اس لئے آنکھ لگ گئی، جب بیوی واپس ہوئیں اور انہیں (سوتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا افسوس تم محروم ہی رہے! لیکن دوسرے دن وہ دوپہر کو (نقاہت سے) بے ہوش ہو گئے، جب اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی" حلال کر دیا گیا تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا۔" اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی" کھاؤ پیو یہاں تک کہ ممتاز ہو جائے تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری (صبح صادق) سیاہ دھاری (صبح کاذب) سے۔"[۱]

فرمایا کہ اب تمہارے لئے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو، اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے مگر اس نے تمہارے پچھلے قصور معاف کر دیے اور تمہاری بخشش و مغفرت فرما دی، اب اس رخصت اور وسعت کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لئے جائز کر دیا ہے اسے حاصل کرو، نیز غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے تب یہ سب کام چھوڑ کر غروب آفتاب تک اپنا روزہ پورا کرو، مگر جب تم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی خاطر مسجدوں میں گوشہ گیر ہو جاؤ تو اپنی شہوانی لذتوں کو قابو رکھو اور اپنی بیویوں سے مباشرت اور بوس و کنار سے باز رہو، یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، جنہیں اس نے بندوں کے لئے مقرر کی ہیں اور ان کے توڑنے سے منع فرمایا ہے پس ان کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ [۲]

ترجمہ: یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور جو لوگ حدودِ الٰہی سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔

اس طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لئے بصراحت بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ غلط رویے سے بچیں گے۔

روزوں میں سحری کا حکم:

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں تخفیف فرما کر روزوں میں رات کو کھانے پینے کی اجازت فرما دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی پیٹ روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور روزے کے لئے سحری کو لازم قرار دیا،

أَنَس بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ قَوْلِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۱۹۱۵

[۲] البقرة ۲۲۹

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ (۱)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُورِ فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کا کھانا ضرور تناول کرو کیونکہ وہی تو بابرکت کھانا ہے۔ (۲)

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ،فَقَالَ:هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ رمضان میں سحری تناول کرنے کی دعوت دیتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک کھانے کی طرف آؤ۔ (۳)

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهَى عَنِ الْوِصَالِ،قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ:إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے،ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم اس معاملہ میں میری طرح نہیں ہو کیونکہ میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (توتم وہ کام کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو)۔ (۴)

یہود و نصاریٰ روزوں میں سحری نہیں کھاتے اور آپ اہل کتاب کی مشابہت کو پسند نہیں فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:السَّحُورُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ، وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ

اس لئے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھانا باعث برکت ہے،اس لئے اسے ترک نہ کیا کرو خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرو کیوں کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت میں اہل ایمان کو حکم فرمایا وہ بغیر سحری کے روزے رکھتے ہیں تم سحری کھایا کرو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجَرْعَةٍ من ماء

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ ۱۹۲۳،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ، وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۵۴۹،مسند احمد ۸۸۹۸

(۲) السنن الکبری للنسائی ۲۴۸۵

(۳) السنن الکبری للنسائی ۲۴۸۴

(۴) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ ۲۵۶۶

(۵) مسند احمد ۱۱۰۸۶،صحیح ابن حبان ۳۴۶۷

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ میسر ہو۔ ①

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے (یعنی وہ کیونکہ سحری نہیں کھاتے تم ضرور کھایا کرو)۔ ②

مَعْنَاهُ الْفَارِقُ وَالْمُمَيِّزُ بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِهِمُ السُّحُورُ فَإِنَّهُمْ لَا يَتَسَحَّرُونَ وَنَحْنُ يُسْتَحَبُّ

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ہمارے اور ان کے روزوں میں حد فاصل اور تمیز کرنے والی بات سحری کا تناول کرنا ہے کیونکہ وہ سحری نہیں کھاتے اور ہمارے لیے سحری تناول کرنا مستحب ہے۔ ③

عَنْ أَبِي قَيْسٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصْنَعَ لَهُ الطَّعَامَ يَتَسَحَّرُ بِهِ، فَلَا يُصِيبُ مِنْهُ كَثِيرًا، فَقُلْنَا لَهُ: تَأْمُرُنَا بِهِ وَلَا تُصِيبُ مِنْهُ كَثِيرًا؟ قَالَ: إِنِّي لَا آمُرُكُمْ بِهِ أَنِّي أَشْتَهِيهِ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

ابو قیس مولی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہمیں سحری کا کھانا تیار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور خود اس سے زیادہ تناول نہ کرتے، ہم نے عرض کی آپ ہمیں تو اس کی تیاری کا حکم دیتے ہیں لیکن خود اس سے زیادہ تناول نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب میں کہا میں تمہیں کھانا تیار کرنے کا حکم اس لیے نہیں دیتا کہ مجھے کھانے کی رغبت ہوتی ہے، لیکن (میرے حکم دینے کا سبب یہ ہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان حد فاصل سحری کا تناول کرنا ہے۔ ④

سحری ختم ہونے کا وقت:

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے اس آیت میں پہلے لفظ فجر شامل نہیں فرمایا تھا جس سے صبح کے وقت کے تعین میں لوگوں سے غلطی ہوئی اور وہ صبح صادق کے بعد بھی کھاتے پیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے لفظ فجر اس آیت میں شامل فرما دیا جس سے بات واضح ہوگئی کہ سفید اور کالے دھاگوں کے امتیاز سے رات اور دن کا امتیاز مراد ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: وَأُنْزِلَتْ: {وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ، ⑤ وَلَمْ

---

① صحیح ابن حبان ۳۴۷۶

② صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ، وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۵۵۰، سنن ابوداود کتاب الصیام بَابٌ فِي تَوْكِيدِ السُّحُورِ ۲۳۴۳، سنن نسائی کتاب الصیام فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ ۲۱۶۸، مسند احمد ۱۷۷۶۲

③ شرح النووی علی مسلم ۷/۲۰۷

④ سنن الدارمی ۱۷۳۹

⑤ البقرة: 187

يُنْزَلْ: {مِنَ الْفَجْرِ، [1] وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الخَيْطَ الأَبْيَضَ وَالخَيْطَ الأَسْوَدَ، وَلاَ يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ: {مِنَ الْفَجْرِ، [2] فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت "نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔" اس میں فجر کا لفظ ابھی نازل نہیں ہوا تھا تو کئی لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتے اور پھر جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی دینے نہ لگ جاتے برابر کھاتے پیتے رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے " سپیدۂ صبح۔" کے الفاظ نازل فرمائے تب ان کو معلوم ہوا کہ کالے دھاگے سے رات اور سفید دھاگے سے دن مراد ہے۔ [3]

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ} [4] مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ: عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ، أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ، إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ، وَبَيَاضُ النَّهَارِ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آیت "نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔" نازل ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے تکیے کے نیچے سفید اور سیاہ رنگ کے دو دھاگے رکھ لئے ہیں جن کی وجہ سے میں رات اور دن میں امتیاز کر لیتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے (کہ جس میں رات اور دن سما گئے ہیں) اس آیت میں سیاہی سے مراد رات کی سیاہی اور سفیدی سے دن کی سفیدی مراد ہے۔ [5]

سحری کی اذان:

اس مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے دو اذانیں کہلواتے تھے تا کہ لوگوں کو شک وشبہ نہ ہو، مسجد نبوی کے موذن بلال رضی اللہ عنہ تھے، جب روزوں کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح صادق سے بیشتر سحری کی اذان کے لئے مقرر فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو اذان کے ذریعہ سحری کے وقت کی خبر دیں کہ وہ بیدار ہو کر کھانے پینے کا بندوبست کریں اور کھا پی لیں، اس اذان میں "نماز نیند سے بہتر ہے۔" نہیں کہا جاتا تھا اور ابن مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کو سحری موقوف کرنے اذان فجر کے لئے مقرر فرمایا

---

[1] البقرة: 187

[2] البقرة: 187

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ البقرہ بَابُ قَوْلِهِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ۴۵۱۱،وکتاب الصوم بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۱۹۱۷،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ ۲۵۳۴

۴ البقرة: 187

[5] صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ ۲۵۳۳ ,جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۷۱

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،أَنَّ بِلاَلًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ لاَ يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الفَجْرُ،قَالَ القَاسِمُ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقَى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا

چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بلال رضی اللہ عنہ کچھ رات رہے سے اذان دے دیا کرتے تھے (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں) اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پہلے اذان نہیں دیتے، قاسم نے بیان کیا کہ دونوں (بلال رضی اللہ عنہ اور ام مکتوم رضی اللہ عنہ) کی اذان کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک چڑھتے تھے تو دوسرا اترتے۔ [۱]

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ وَالسَّحُورِ؟قَالَ:قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لئے کھڑے ہو گئے (اور نماز پڑھی) میں نے دریافت کیا آذان اور سحری کے درمیان کتنا وقت تھا؟ انہوں نے کہا سحری کی فراغت اور نماز میں داخل ہونے کا وقفہ اتنا تھا جتنی دیر میں کوئی شخص قرآن مجید کی پچاس ساٹھ آیتیں پڑھ لیتا ہے (مراد یہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ قبل فجر اذان دیا کرتے تھے اور طلوع فجر تک وہیں ٹھیرے رہتے، پھر جب اترتے تو عبد اللہ بن ام مکتوم کو خبر دیتے کہ تم اذان دو پھر ابن مکتوم طہارت وغیرہ کر کے چڑھتے اور طلوع فجر سے قبل اذان دیتے)۔ [۲]

روزہ افطار کا وقت:

اہل تشیع سورج غروب ہونے کے کافی دیر بعد اندھیرا چھا جانے پر روزہ افطار کرتے ہیں، احناف سورج غروب ہونے کے پانچ یا تقریباً سات منٹ دیر سے روزہ کھولتے ہیں، اہل حدیث سورج غروب ہونے کے فوراً بعد ہی روزہ افطار کر لیتے ہیں، شرعی دلائل سے تجزیہ کرتے ہیں کہ ان تینوں میں کون روزہ صحیح وقت پر افطار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

...ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ... [۳]

پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔

اللیل (رات) کی وضاحت از روئے لغت

امام محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری اپنی عربی کی لغت کی مشہور اور مستند اول کتاب میں لکھتے ہیں۔

[۱] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلاَلٍ۱۹۱۹،۱۹۱۸، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ عن ابن عمر ۲۵۳۸

[۲] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابٌ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلاَةِ الفَجْرِ۱۹۲۱،وکتاب مواقیت الصلوۃ بَابُ وَقْتِ الفَجْرِ۵۷۵، وکتاب التہجدبَابُ مَنْ تَسَحَّرَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ فَلَمْ يَنَمْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ ۱۱۳۴

[۳] البقرۃ۱۸۷

اللیْلُ: عَقِیبُ النَّهارِ ومَبْدَؤُه مِنْ غُرُوبِ الشَّمْسِ

الیل:رات دن کے بعد آتی ہےاوراس کی ابتداء غروب آفتاب سے ہوتی ہے۔ ①

صاحب المنجدی الابجدی بیان کرتے ہیں:

اللیْل :من مَغْرِبِ الشَّمْسِ الی طلوع الفجراوالی طلوع الشَّمْسِ

رات سورج غروب ہونے سے لے کرطلوع فجر یاطلوع آفتاب تک ہے۔ ②

صاحب المعجم العربی الحدیث لکھتے ہیں:

اللیْل :وَهُوَ من مَغْرِبِ الشَّمْس إِلَى طُلُوعها وَفي الشَّرْع من مَغْرِبِ الشَّمْسِ الی بزوع الفَجْرِ

رات سورج کے غروب ہونے سے طلوع ہونے تک اور شریعت میں سورج غروب ہونے سے فجر کے پھیلنے تک ہے۔ ③

حسن عمید رقمطراز ہیں:

شب از غروب تا طلوع آفتاب

رات غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک ہے۔فرہنگ عمید

لغات کے ان حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ باتفاق اہل لغت سورج غروب ہوتے ہی رات کی ابتدا ہوجاتی ہے۔

از روئے تفاسیر اللیل (رات)اور افطاری کے وقت کی وضاحت:

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ،يقْتَضِي الْإِفْطَارَ عِنْدَ غُرُوب الشَّمْسِ حُكْمًا شَرْعِيًّا

امام ابن کثیر رحمہ اللہ آیت " رات تک اپنا روزہ پورا کرو۔" کے تحت لکھتے ہیں شرعی حکم کے تحت سورج غروب ہوتے ہی روزہ کھولا جائے۔ ④

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ مِنَ الْفَجْرِ {إِلَى اللَّيْل} أَيْ إِلَى دُخُوله بِغُرُوبِ الشَّمْس

جلالین مع حاشیہ الصاوی میں ہے پھر تم روزوں کو رات کے داخلہ تک غروب آفتاب کے وقت تک پورا کرو۔ ⑤

إلى غاية اللیْلِ وهو دخول اللیل وذاك بغروب الشمس

اسمعیل حقی البروسوی لکھتے ہیں سورج غروب ہوتے ہی رات شروع ہوجاتی ہے۔ ⑥

① لسان العرب ۱۱/۶۰۷
② المنجدی الابجدی
③ المعجم العربی الحدیث
④ تفسیر ابن کثیر ۱/۵۱۷
⑤ تفسیر جلالین ۱/۳۹
⑥ تفسیر روح البیان ۱/۳۰۰

والليلُ: الذي يتم به الصيام: مَغِيبُ قرص الشمسِ
عبدالرحمن بن محمد الثعالبی بیان کرتے ہیں اور رات جس کے ساتھ روزے پورے ہوتے ہیں سورج کی ٹکیہ کا غائب ہونا ہے۔[1]

فبهذه الاية ظهر حقيقة الصوم انه الإمساك من المفطرات الثلث من الصبح المعترض الى غروب الشمس
قاضی ثناء اللہ پانی پتی وضاحت کرتے ہیں پس اس آیت سے روزہ کی حقیقت واضح ہوئی کہ ارادہ صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک مفطرات ثلثہ (کھانے، پینے اور جماع) سے رکے رہنا ہے۔[2]

مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیل عرف عرب میں غروب آفتاب سے گنی جاتی ہے اور نیز احادیث صحیحہ میں بھی غروب کے متصلاً رسول اللہ ﷺ کا افطار کرنا ثابت ہوگیا ہے تو پھر دیر کرنا تکلیف بے فائدہ ہے۔ تفسیر حقانی

مولانا مودودی رحمہ اللہ مذکورہ صدر آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں رات تک روزہ پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ جہاں رات کی سرحد شروع ہوتی ہے وہیں تمہارے روزے کی سرحد ختم ہوجائے اور ظاہر ہے کہ رات کی سرحد غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہذا غروب آفتاب ہی کے ساتھ افطار کرلینا چاہیے۔[3]

باتفاق مفسرین رات کی ابتدا غروب آفتاب سے ہوجاتی ہے، سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرلیا جائے۔

اِلَى الَّيْلِ (رات تک) کی وضاحت از روئے گرائمر

شیخ عبدالقاہر جرجانی شرح ماۃ عامل میں اِلَی کی بحث کے تحت لکھتے ہیں

وقدلايكون مابعدهاداخلافى حكم ماقبلهاان لم يكن بعدهاجنس ماقبلهانحوقوله تعالىٰ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ
یعنی کبھی اِلَی کے بعد والا اِلَی کے پہلے والے حکم میں داخل نہیں ہوتا اگر اِلَی کا بعد والا اِلَی سے پہلے والے کی جنس سے نہ ہو تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔"

شیخ موصوف یہ قاعدہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہاں اِلَی ابتدائی حد کے لیے ہے چونکہ رات کی ابتدا سورج غروب ہونے سے ہوجاتی ہے اس لیے سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرلیا جائے، روزہ کے پورا کرنے کا تعلق دن سے ہے نہ کہ رات سے چونکہ دن اور رات دونوں کی جنس مختلف ہے اس لیے یہاں اِلَی کے بعد لیل اِلَی سے پہلے فجر کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہوتے ہی افطار فرمالیا کرتے تھے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ دن ابھی باقی ہے۔

عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

---

[1] تفسیر الثعالبی ۱/۳۹۵
[2] تفسیر المظہری ۱/۲۰۶
[3] تفہیم القرآن ۱/۱۴۶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات اس طرف سے آجائے اور دن اس طرف چلا جائے اور آفتاب ڈوب جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت آ گیا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ القَوْمِ:يَا فُلاَنُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ:انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَلَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ:انْزِلْ، فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ:انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ، فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم (رمضان کے مہینے میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوہ فتح) میں تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے، جب سورج غروب ہوگیا تو آپ نے ایک صحابی (بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اتر اور ہمارے لئے ستو گھول، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ تھوڑی دیر اور ٹھیرتے، آپ نے فرمایا اتر اور ہمارے لئے ستو گھول قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، فَلَوْ أَمْسَيْتَ؟ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ تھوڑی دیر اور ٹھیرتے، آپ نے پھر وہی حکم دیا کہ اتر اور ہمارے لئے ستو گھول، لیکن ان کا اب بھی خیال تھا کہ ابھی دن باقی ہے، آپ نے اس مرتبہ پھر فرمایا کہ اتر اور ہمارے لئے ستو گھول، چنانچہ وہ اترے اور انہوں نے ستو گھول دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ رات اس مشرق کی طرف سے آ گئی ہے اور آپ نے مشرق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو روزہ رکھنے والے کو روزہ افطار کر لینا چاہئے (یعنی پھر جان بوجھ کر دیر نہیں کرنا چاہیے)۔ (۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی روزہ افطار کی فضیلت بھی بیان فرمائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابٌ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ المَاءِ، أَوْ غَيْرِهِ ۱۹۵۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ ۱۹۴۱،۱۹۵۵، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ وَقْتِ انْقِضَاءِ الصَّوْمِ وَخُرُوجِ النَّهَارِ ۲۵۶۰،سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ وَقْتِ فِطْرِ الصَّائِمِ ۲۳۵۲

(۳) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ ۱۹۵۷ ،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ، وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۵۵۴،سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِعن ابی ہریرہ ۲۳۵۳

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین غالب رہے گا جب تک کہ لوگ روزہ جلدی افطار کیا کریں گے کیونکہ یہود اور نصاری روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے ہیں۔ [۱]

یعنی مسلمانوں کا جلدی روزہ افطار کرتے رہنا دین کے غلبہ کا سبب ہے، خیال رہے کہ یہاں جلدی سے مراد وقت جواز میں جلدی ہے جب سورج ڈوب جائے تو پھر دیر نہ لگائے بلاوجہ دیر لگانا سنت کے خلاف ہے اور اتنی دیر کہ تارے گتھ جائیں۔

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلاَنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ، وَيُعَجِّلُ الصَّلاَةَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ الإِفْطَارَ، وَيُؤَخِّرُ الصَّلاَةَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلاَةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ،قَالَتْ: هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوعطیہ سے مروی ہے میں اور مسروق ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر ہم نے کہا اے مومنوں کی ماں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں دو شخص ہیں ایک ان میں جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے، اور دوسرا دیر سے افطاری کرتا ہے اور دیر سے نماز پڑھتا ہے، انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے پوچھا کہ ان دونوں میں کون جلدی افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے؟ ہم نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، (تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے اور دوسرے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ [۲]

یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو سنت نبوی قرار دیا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَ النَّاسِ إِفْطَارًا وَأَبْطَأَهُمْ سُحُورًا

عمرو بن میمون الاودی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے جلد افطاری کرنے والے اور سحری میں تاخیر کرنے والے تھے۔ [۳]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ ثَلاَثٌ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُرْسَلِينَ تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ وَتَأْخِيرُ السُّحُورِ وَالسِّوَاكُ

کتب فقہ حنفی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افطاری میں جلدی، سحری میں دیر کرنا اور مسواک کرنا رسولوں کی سنت ہے۔ [۴]

یعنی قرآن وحدیث، لغت وتفسیر، نحو بلکہ فقہ حنفی کی رو سے بھی روزہ افطار کرنے کا وقت غروب آفتاب ہے، جلدی روزہ افطار کرنا یعنی سورج غروب ہونے کے بعد سرخی وغیرہ کی پرواہ نہ کرنا اسلامی طریقہ ہے، لہذا روزہ دار کو سورج غروب ہوتے ہی افطاری کر لینی چاہیے اور کسی قسم کے شک وشبہ میں نہیں پڑنا چاہئے، جبکہ تاخیر سے افطاری کرنا یہود ونصاریٰ کا عمل بتایا گیا ہے۔

دعا افطار:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ:اللهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

---

[۱] سنن ابوداود کتاب الصوم بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۳۵۳

[۲] جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ ۷۰۲

[۳] فتح الباری ۴/۱۹۹

[۴] المبسوط ۳/۷۷، بدائع الصنائع ۱/۲۰۱، الهداية فی شرح بداية المبتدى ۱/۱۲۷، العناية شرح الهدية ۲/۳۷۳، الدرالمختار ۲/۴۲۰

معاذ بن زہرہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا فرماتے ”اے پروردگار! میں نے خاص تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے عطا فرمائے ہوئے رزق پر افطار کرتا ہوں۔“ (۱)

ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، وَقَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَفْطَرَ قَالَ:ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ

مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے ” پیاس بجھ گئی اور رگیں آسودہ ہوگئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہوگیا۔“ (۲)

افطاری کس چیز سے کی جائے:

بہتر یہ ہے کہ روزہ افطار تر کھجوروں سے کیا جائے اور اگر نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے، اگر یہ بھی نہ ہو تو پانی کے گھونٹ سے، مومن کے لئے کھجور بہت اچھی سحری ہے۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ، فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز (مغرب) پڑھنے سے قبل تازہ کھجوروں کے ساتھ افطار کرتے اور اگر تازہ کھجوریں میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھوہارے) سے افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں نہ ملتیں تو پانی کے چند گھونٹ بھر لیتے۔ (۳)

مباحات روزہ

خود بخود قے کا آنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَرَعَهُ القَيْءُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَمَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جسے خود بخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے اسے قضا روزہ رکھنا چاہیے۔ (۴)

---

(۱) سنن ابوداودباب القول عندالفطار ۲۳۵۸، مصنف ابن ابی شیبة۹۷۴۴، المعجم الاوسط۷۵۴۹، المعجم الصغیرللطبرانی۹۱۲، السنن الصغیرللبیہقی۱۳۹۱

(۲) سنن ابوداود کتاب الصوم بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ ۲۳۵۷، مسند البزار ۵۳۹۵، السنن الکبری للنسائی۳۳۱۵، سنن الد ارقطنی۲۲۷۹، مستدرک حاکم۱۵۳۶، السنن الکبری للبیہقی ۸۱۳۳

(۳) سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ ۲۳۵۶ ، جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ۶۹۶، مسنداحمد۱۲۶۷۶، سنن الدارقطنی۲۲۷۸، مستدرک حاکم۱۵۷۶، مسنداحمد ۱۲۶۷۶

(۴) جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ اسْتِقَاءَ عَمْدًا ۷۲۰

جس شخص کو ضعف کیوجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا خوف ہو اس کو جونکیں اور سینگی لگانا اور دوسروں کو لگانا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ [۱]

سینگی لگانے سے کیا روزہ ٹوٹ جائے گا یا قائم رہے گا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ , قَالَ: أَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ , فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ:أَفْطَرَ هَذَانِ , ثُمَّ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ , وَكَانَ أَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ

انس بن مالک سے مروی ہے پہلے پہل روزے دار کے لیے سینگی لگوانا اس طرح مکروہ ہوا کہ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کے لیے سینگی لگوانے کی رخصت دے دی، اور انس رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں سینگی لگواتے تھے۔ [۲]

اس بارے میں علمائے کرام میں دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں جو لوگ روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو ثوبان، شداد بن اوس، رافع بن خدیج اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے، اس کے برعکس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر سینگی لگوائی۔ اور ان کے نزدیک سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا،

سئل أنس بن مالك: كنتم تكرهون الحجامة للصائم على عهد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟قَالَ:لاَ، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ

انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں روزے دار کے لیے سینگی لگوانا ناپسند کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں صرف کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ [۳]

أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ

سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی روزے کی حالت میں سینگی لگوالیا کرتے تھے۔ [۴]

قَالَ مَالِكٌ: لاَ تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْحِجَامَهُ، إِلاَّ خَشْيَةَ أَنْ يَضْعُفَ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ الحِجَامَةِ وَالقَيْءِ لِلصَّائِمِ ۱۹۳۸

[۲] سنن الدارقطنی ۲۲۶۰

[۳] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ الحِجَامَةِ وَالقَيْءِ لِلصَّائِمِ ۱۹۴۰

[۴] موطاامام مالک کتاب الصیام باب حِجَامَةُ الصَّائِمِ

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا روزے دار کو سینگی لگوانا صرف اس لیے مکروہ ہے کہ کمزوری کا اندیشہ ہے۔ (۱)

وإسناده صحيح، ولكنه منسوخ

شیخ عبد القادر ارناؤوط جامع الاصول کے حاشیے میں لکھتے ہیں اس روایت کی سند صحیح ہے مگر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ (۲)

أَنَّ حَدِيثَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ مَنْسُوخٌ

امام ابن حزم رحمہ اللہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ حدیث سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا کا حکم منسوخ ہے۔ (۳)

وأن حديث أفطر الحاجم والمحجوم هو المنسوخ

شیخ البانی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے حدیث سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا کا حکم منسوخ ہے۔ (۴)

فَيُجْمَعُ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ بِأَنَّ الْحِجَامَةَ مَكْرُوهَةٌ فِي حَقِّ مَنْ كَانَ يَضْعُفُ بِهَا وَتَزْدَادُ الْكَرَاهَةُ إِذَا كَانَ الضَّعْفُ يَبْلُغُ إِلَى حَدٍّ يَكُونُ سَبَبًا لِلْإِفْطَارِ، وَلَا تُكْرَهُ فِي حَقِّ مَنْ كَانَ لَا يَضْعَفُ بِهَا، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ تَجَنُّبُ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ أَوْلَى، فَيَتَعَيَّنُ حَمْلُ قَوْلِهِ: أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ عَلَى الْمَجَازِ لِهَذِهِ الْأَدِلَّةِ الصَّارِفَةِ لَهُ عَنْ مَعْنَاهُ الْحَقِيقِيِّ

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر بحث کر کے آخر میں فرمایا حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ سینگی لگوانا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جسے کمزوری لاحق ہوتی ہو اور اگر کمزوری اس حد تک پہنچتی ہو کہ اس کی وجہ سے افطار کرنا پڑے تو اس صورت میں سینگی لگوانا زیادہ مکروہ ہے، اور جس شخص کو کمزوری نہیں ہوتی اس کے حق میں (سینگی لگوانا) مکروہ نہیں لہذا " سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔" کو مجازی معنی میں لینا پڑے گا کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اسے حقیقی معنی پر محمول کرنے سے مانع ہیں۔ (۵)

ان دلائل سے اور ان کے علاوہ دلائل سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ اس قسم کے مسائل میں احتیاط کرنا مناسب ہے جیسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہے،

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

امام بخاری رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں سینگی لگوایا کرتے تھے پھر انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا چنانچہ وہ رات کو سینگی لگواتے تھے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو سینگی لگوائی۔ (۶)

---

(۱) موطا امام مالک کتاب الصیام باب حِجَامَةُ الصَّائِمِ

(۲) جامع الاصول ۶٫۴۴۱۵،۲۹۵

(۳) فتح الباری ۴٫۱۷۸

(۴) إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ۴٫۸۰

(۵) نیل الاوطار ۴٫۲۴۱

(۶) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ الحِجَامَةِ وَالقَيْءِ لِلصَّائِمِ ،قبل الحدیث ۱۹۳۸

روزہ کی حالت میں جس وقت اور جس طرح کی چاہے مسواک کرسکتا ہے:

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ:لاَ بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ

ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہاتر مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

جس شخص کے ذمے فرض غسل باقی ہو اور صبح صادق ہو جائے وہ نہالے اور اپنا روزہ پورا کرے:

أَنَّ عَائِشَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُومُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت کی حالت میں صبح ہوتی پھر آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔ (۲)

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تاہم مبالغہ نہ کیا جائے:

لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر مگر یہ کہ تو روزہ دار ہے (یعنی وضو اور غسل میں ناک میں خوب اچھی طرح پانی داخل کرو مگر روزہ میں احتیاط چاہیے)۔ (۳)

بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا بشرطیکہ اپنے آپ پر کنٹرول ہو:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے اس حال میں کہ روزہ دار ہوتے اور وہ تم میں سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر قادر تھے۔ (۴)

سر کے بالوں اور داڑھی پر مہندی لگانا۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ،جامع ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی السواک للصائم۷۲۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا۱۹۲۶،۱۹۲۵،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ۲۵۸۹

(۳) سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ وَيُبَالِغُ فِي الِاسْتِنْشَاقِ۲۳۶۶

(۴) صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ المُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ ۱۹۲۷، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلَى مَنْ لَمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهُ۲۵۷۳،سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ۲۳۸۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الصَّائِمِ۷۲۹،مسند احمد۲۴۱۳۰

ضرورت کے وقت کھانا چکھنا بشرطیکہ حلق میں نہ جائے:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہانڈی یا کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنے میں (زبان پر رکھ کر) کوئی حرج نہیں۔[1]

روزہ دار کا سرمہ لگانا، کان یا آنکھ میں دوائی ڈالنا:

أَنَسٌ، وَالحَسَنُ، وَإِبْرَاهِيمُ بِالكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا

انس رضی اللہ عنہ، حسن رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا روزہ دار کے لیے سرمہ لگانا درست ہے۔[2] گوشت یا رگ میں بغیر طاقت والا ٹیکہ لگانا۔

گرمی کی وجہ سے نہانا یا سر د پانی ڈالنا:

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ، وَقَالَ:تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ، وَصَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ: الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ، وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ

بعض اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال دوان سفر لوگوں کو افطار کا حکم دیا اور فرمایا اپنے دشمن کے واسطے قوت حاصل کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں تھے،ابوبکر نے کہا کہ اسی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرج کے مقام پر روزہ کی حالت میں گرمی (یا پیاس) کی وجہ سے سر پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا۔[3]

وَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ لِي أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيهِ، وَأَنَا صَائِمٌ

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ایک آبزن (پتھر کا بنا ہوا حوض) ہے جس میں میں روزے سے ہونے کے باوجود غوطے مارتا ہوں۔[4]

گرد وغبار یا کوئی چیز بلا قصد حلق میں چلے جانے اور تھوک نگل جانے سے:

عَن بن عَبَّاسٍ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي حَلْقِهِ الذُّبَابُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَ لَا يُفْطِرُ ،وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ الذُّبَابُ فِي حلقه فَلَا شَيْء عَلَيْهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک شخص کے گلے میں مکھی چلی گئی اور وہ شخص روزے سے تھا انہوں نے فرمایا روزہ افطار کرنے کی ضرورت

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ

[2] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ، سنن ابوداودکتاب الصوم باب فی الکحل عندالنوم۲۰۷

[3] سنن ابوداود کتاب الصوم بَابُ الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ وَيُبَالِغُ فِي الِاسْتِنْشَاقِ۲۳۶۵

[4] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ

نہیں،اور حسن رحمہ اللہ نے فرمایا اگر گلے میں مکھی چلی جائے تو اس پر روزے کی قضا نہیں ہے۔[1]

احتلام (خواب میں منی خارج ہو جانا) ہو جانے سے کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے، اسی طرح نکسیر پھوٹنے، دانتوں یا مسوڑھوں سے خون نکلنے یا بھول چوک سے کھا پی لینے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھالے وہ اپنا روزہ پورا کرے اس لئے کہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔[2] تیل ڈالنا، عطر ملنا بھی جائز ہے۔

مفسدات روزہ

روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کھانا پینا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلاَ مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان میں بغیر عذر یا مرض کے روزہ افطار کیا وہ اگر ساری عمر بھی روزے رکھے تب بھی اس ایک روزے کے برابر ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔[3]

جان بوجھ کر قے کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَرَعَهُ القَيْءُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَمَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے خود بخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے اسے قضا روزہ رکھنا چاہیے۔[4]

---

[1] فتح الباری ۴/۱۵۵،صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الأَيْمَانِ۶۶۶۹، سنن ابن ماجه كتاب الصيام بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَفْطَرَ نَاسِيًا۱۶۷۳

[3] جامع ترمذی ماجاء فی الافطار متعمدا ۷۲۲، ۷۲۳

[4] جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا۷۲۰،سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ الصَّائِمِ يَسْتَقِيءُ عَامِدًا۲۳۸۰،سنن ابن ماجه كتاب الصيام بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَقِيءُ ۱۶۷۶، مسنداحمد۱۰۴۶۳

حیض ونفاس:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ، فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب حائضہ ہوجاتی ہے تو کیا وہ نماز اور روزہ چھوڑ نہیں دیتی اور (یہی) اس کے دین کی کمی سے ہے۔ [1]

حالت روزہ میں عمداً جماع کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ الآخَرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ:أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لاَ،قَالَ:فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ:أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَهُوَ الزَّبِيلُ ، قَالَ:أَطْعِمْ هَذَا عَنْكَ، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا، مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ:فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ اس بدنصیب نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس کوئی غلام ہے جو تو آزاد کرے؟ اس نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتے ہو، اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے جا کر اپنی طرف سے کھلادے، اس نے کہا کہ پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہم سے زیادہ کوئی گھرانا محتاج نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلادے۔ [2] گلوکوز یا خون یا کوئی اور غذائی مواد کسی ذریعے سے داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

رخصت برائے روزہ:

ایسا مریض جسے شفایاب ہونے کی امید ہو اور مسافر کو قضا کے ساتھ روزہ رکھنے کی رخصت ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

...فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ... [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ الحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلاَةَ ۱۹۵۱،صحیح مسلم کتاب حیض بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ ۷۶۳

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ المُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ، هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ ۱۹۳۷،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ ۲۵۹۵

[3] البقرة ۱۸۴

ترجمہ: اور جو کوئی تم میں مریض ہو یا سفر پر ہو تو دیگر ایام میں گنتی پوری کر لے۔

حائضہ اور نفاس والی عورت نہ نماز پڑھے گی نہ روزہ رکھے گی لیکن بعد میں صرف روزہ کی قضا دے گی۔

عَنْ مُعَاذَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ

معاذہ سے مروی ہے ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ہم عورتوں کو ایام حیض کی نمازوں کی قضا کرنی چاہیے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ ہم میں سے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض آتا تو اس کو نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَطْهُرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایام حیض سے پاک ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا کرتے تھے اور جب کہ نماز کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔ (۲)

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا، أَنَّ الحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

معاذہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل ہے اور اہل علم کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حیضہ عورت پاک ہونے پر روزے کی قضا دے گی مگر نماز کی نہیں۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر روزہ سے جنین یا بچہ کو نقصان کا اندیشہ ہو تو اسے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے پھر قضا دیں:

...وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ... (۳)

ترجمہ: اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔

قَالَ: كَانَتْ رُخْصَةً لِلشَّيْخِ الكَبِيرِ، وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ، وَهُمَا يُطِيقَانِ الصِّيَامَ أَنْ يُفْطِرَا، وَيُطْعِمَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا، وَالْحُبْلَى وَالْمُرْضِعُ إِذَا خَافَتَا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي عَلَى أَوْلَادِهِمَا أَفْطَرَتَا وَأَطْعَمَتَا

یہ رخصت تھی جو بوڑھے مرد اور عورت کے لیے جبکہ وہ باوجود قدرت کے روزہ نہ رکھنا چاہیں تو روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اسی طرح یہ رخصت حاملہ اور مرضعہ کے لیے تھی جبکہ وہ خوف محسوس کریں امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا یعنی اپنے بچوں

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْحَيْضِ بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ ۶۱۷

(۲) جامع ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قضآء الحائض الصیام دون الصلوٰۃ ۷۸۶، ۷۸۷

(۳) البقرۃ ۱۸۴

کے نقصان کا کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور اس کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔ (۱)

عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ:أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُهُ يَتَغَدَّى، فَقَالَ: ادْنُ فَكُلْ،فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: ادْنُ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ، أَوِ الصِّيَامِ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ، وَشَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الحَامِلِ أَوِ الْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ، وَاللهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَيْهِمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا، فَيَا لَهْفَ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے ہمارے قبیلہ پر حملہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے فرمایا قریب ہو جاؤ اور کھاؤ، میں نے کہا میں روزے سے ہوں، فرمایا قریب آؤ میں تمہیں روزے کے بارے میں بتاؤں اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے آدھی نماز اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ معاف کر دیا ہے، اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ اور دودھ پلانے والی دونوں یا ایک کا ذکر کیا مجھے اپنے او پر افسوس ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھایا۔ (۲)

بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔

...وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ... (۳)

ترجمہ: اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔

قَالَ:كَانَتْ رُخْصَةً لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ، وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ، وَهُمَا يُطِيقَانِ الصِّيَامَ أَنْ يُفْطِرَا، وَيُطْعِمَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا

یہ رخصت تھی جو بوڑھے مرد اور عورت کے لیے جبکہ وہ باوجود قدرت کے روزہ نہ رکھنا چاہیں تو روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔ (۴)

کفارہ:

جو شخص اپنی بیوی سے رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں جماع عمداً کرے تو اس پر روزے کی قضاء اور کفارہ لازم ہے کفارے کی تفصیل یوں ہے۔

ایک غلام آزاد کرے، اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہیں تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے، اگر اس کی بھی استطاعت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے (کفارہ کی ادائیگی میں مذکورہ ترتیب ضروری ہے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ الآخَرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي

(۱) سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مُثْبَتَةٌ لِلشَّيْخِ وَالْحُبْلَى ۲۳۱۸

(۲) جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الإِفْطَارِ لِلْحُبْلَى وَالمُرْضِعِ ۷۱۵

(۳) البقرة ۱۸۴

(۴) سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مُثْبَتَةٌ لِلشَّيْخِ وَالْحُبْلَى ۲۳۱۸

رَمَضَانَ، فَقَالَ:أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لاَ،قَالَ:فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ:أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَهُوَ الزَّبِيلُ ، قَالَ:أَطْعِمْ هَذَا عَنْكَ، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا، مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ:فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ اس بدنصیب نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس کوئی غلام ہے جو تو آزاد کرے؟ اس نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتے ہو، اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے جاکر اپنی طرف سے کھلا دے، اس نے کہا کہ پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہم سے زیادہ کوئی گھرانا محتاج نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دے [1]

روزے کی قضا:

جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اسکی طرف سے اسکا ولی روزے رکھے۔ [2]

قیام اللیل:

قیام اللیل کو صلواۃ تراویح، قیام رمضان، صلواۃ اللیل وغیرہ بھی کہا جاتا ہے، قیام اللیل کا مطلب یہ ہے کہ راتوں کو اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز وانکساری کا اظہار ہو، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا [3]

ترجمہ: جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیئے بغیر رمضان کی رغبت دلاتے تھے۔

○ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ:مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا

---

[1] صحيح بخارى كتاب الصوم بَابُ المُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ، هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ ۱۹۳۷،صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ۲۵۹۵ ،سنن ابوداودكتاب الصوم بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى أَهْلَهُ فِي رَمَضَانَ۲۳۹۲

[2] صحيح بخارى كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ۱۹۵۲،صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ۲۶۹۲،سنن ابوداودكتاب الصوم بَابٌ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ۲۴۰۰

[3] الفرقان ۶۴

وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ رمضان کے فضائل بیان فرما رہے تھے جو شخص بھی رمضان میں ایمان اور نیت اجر وثواب کے ساتھ (رات میں) نماز کے لئے کھڑا ہوا، اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات قیام رمضان کیا۔

○ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ: فَقَالَ:إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان المبارک کے) روزے رکھے (شروع میں) آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا یہاں تک کہ ۲۳ ویں رات کو آپ نے قیام رمضان کیا تہائی رات تک، پھر آپ نے ۲۴ ویں رات چھوڑ کر ۲۵ ویں رات کو جماعت کرائی آدھی رات تک، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ساری رات ہی اس نماز میں گزار دیتے؟ تو آپ نے ہم سے یہ فرمایا جو شخص امام کے ساتھ قیام (رمضان) کرتا ہے اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے، پھر ۲۶ رات کو چھوڑ کر ۲۷ ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی ازواج مطہرات اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا اور صبح صادق کے قریب تک نماز پڑھاتے ہی رہے یہاں تک کہ ہم خوف زدہ ہوگئے کہ سحری کھانے کا وقت بھی باقی رہے گا یا نہیں، پھر پورا مہینہ آپ نے قیام رمضان ہمارے ساتھ نہیں کیا۔ (۲)

تینوں راتوں میں رکعات تو گیارہ ہی تھیں مگر دوسری رات میں پہلی رات سے اور تیسری رات میں دوسری رات سے قرات طویل کر کے رکعات کو لمبا کر دیا گیا۔

○ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیسویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی ازواج مطہرات اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا اور صبح صادق کے قریب تک نماز پڑھاتے ہی رہے یہاں تک کہ ہم خوف زدہ ہوگئے کہ سحری کھانے کا وقت بھی باقی رہے گا یا نہیں۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ۲۰۰۸، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، وَهُوَ التَّرَاوِيحُ۱۷۸۰ ،سنن ابوداودکتاب الصلوٰۃ بَابٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ۱۳۷۲،سنن نسائی کتاب الصیام بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا۲۱۹۶

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ۱۳۷۵،سنن نسائی کتاب قیام اللیل بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۱۶۰۶ ،جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۸۰۶،۸۰۵

(۳) جامع ترمذی الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۸۰۶،۸۰۵،سنن ابوداودالصلوۃ بَابٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ۱۳۷۵

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ:قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی،صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ نماز پڑھی،دوسری رات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی تو نمازیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی، تیسری یا چوتھی رات تو پورا اجتماع ہی ہو گیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات نماز پڑھانے کو تشریف نہ لائے،صبح کے وقت آپ لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا اے لوگو!تم لوگ جتنی تعداد میں جمع ہو گئے تھے میں نے اسے دیکھا لیکن محض اس ڈر سے کہ کہیں رمضان المبارک کا یہ قیام تم پر فرض نہ ہو جائے میں تمہاری طرف نہ نکلا۔[1]

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً، أَوْ حَصِيرًا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيهَا، فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِه ،ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا، وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ،فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا البَابَ،فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ،فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ المَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ المَكْتُوبَةَ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخوں یا بوریئے سے ایک مکان چھوٹے سے حجرے کی طرح بنا لیا تھا وہاں آ کر آپ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے،چند لوگ بھی وہاں آ گئے اور انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر سب لوگ دوسری رات بھی آ گئے اور ٹھیرے رہے لیکن آپ گھر ہی میں رہے اور باہر ان کے پاس تشریف نہیں لائے،لوگوں نے آوازیں بلند کیں اور دروازے پر کنکریاں بھی ماریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا تم چاہتے ہو کہ ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہو تا کہ تم پر فرض ہو جائے (اس وقت مشکل ہو) دیکھو تم نفل نمازیں اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو کیونکہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔[2]

اور آخری عشرہ کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے تیسویں رات کو تہائی رات تک،پچیسویں رات کو آدھی رات تک اور ستائیسویں رات کو اپنی اہل بیت سمیت اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ سحری چھوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا،تین مختلف اوقات میں نماز تراویح ختم کرنے میں حکمت یہ تھی

[1] صحیح بخاری کتاب التهجد بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلَاةِ اللَيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ۱۱۲۹،مسند احمد ۲۵۴۴۶

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ صَلَاةِ اللَيْلِ۷۳۱، وکتاب الادب بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ۶۱۱۳،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ، وَجَوَازِهَا فِي الْمَسْجِدِ۱۸۲۵

کہ امت کے لئے تنگی نہ ہو، جس وقت تک کوئی پڑھنا چاہئے پڑھ لے۔

سید الامم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اول رمضان المبارک کو ہی باجماعت نماز تراویح کو تین دن لگاتار پڑھانے کے بعد فرض ہونے کے خوف سے نہیں پڑھایا مگر اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں باجماعت نماز تراویح پڑھا کرتے تھے، جسے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پسند فرمایا۔

○ أَنَّ ثَعْلَبَةَ بْنَ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيَّ، حَدَّثَهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَرَأَى نَاسًا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّونَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهُ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، قَالَ: قَدْ أَحْسَنُوا، أَوَ قَدْ أَصَابُوا وَلَمْ يَكْرَهْ ذَلِكَ لَهُمْ

ثعلبہ بن ابو مالک القرظی فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمضان المبارک میں ایک رات باہر تشریف لائے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان لوگوں کو قرآن پاک یاد نہیں ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں، یہ ان کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تحقیق انہوں نے اچھا کام کیا اور تحقیق انہوں نے صحیح کام کیا اور یہ بات آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کے لئے ناپسند نہیں فرمائی۔ (۱)

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تینوں رات گیارہ رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات قیام رمضان پڑھایا پھر وتر پڑھائے۔ (۲)

○ ماہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے وتر سمیت تیرہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں، بیس رکعتیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، وَأَوْتَرَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رمضان المبارک میں آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں پھر وتر پڑھ لیا۔ (۳)

دو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا چاہیے اور اگر ایک ہی سلام سے چار رکعتیں پڑھ لے تو بھی جائز ہے۔

تراویح میں امام اونچی آواز سے قرآت کرے۔

تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھے یا اکیلا اختیار ہے اور اگر اکیلا ہو اور آہستہ قرآت پڑھے تو بھی جائز ہے۔

پچھلی رات پڑھنا اول رات پڑھنے سے افضل ہے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقي ۴۲۸۲

(۲) صحيح ابن خزيمة ۱۰۷۰، صحيح ابن حبان ۲۴۰۹، مسند ابو يعلى الموصلى ۱۸۰۲

(۳) صحيح ابن حبان ۲۴۱۵

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ:مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً،يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الرحمٰن نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں (رات کو) کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے خواہ رمضان کا مہینہ ہوتا یا کوئی اور، چار رکعت ایسی پڑھتے کہ ان کی اچھائی اور درازی سے تو پوچھو نہیں کہ کیسی عمدہ اور طویل نماز ہوتی تھی، پھر چار رکعتیں پڑھتے اور یہ نہ پوچھو کہ کیسی عمدہ اور طویل رکعتیں ہوتی تھیں، پھر تین رکعت نماز پڑھتے [1]

علماء وفقہاء حنفیہ نے فرمادیا کہ آٹھ رکعت تراویح سنت نبوی ہے۔

○ فَإِن قلت لم يبين فِي الرِّوَايَات الْمَذْكُورَة عدد هَذِه الصَّلَاة الَّتِي صلاهَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي تِلْكَ اللَيَالِي؟قلت: روى ابْن خُزَيْمَة وَابْن حبَان من حَدِيث جَابر، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، قَالَ: صلى بِنَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي رَمَضَان ثَمَان رَكْعَات ثمَّ أوتر

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر تو سوال کرے کہ جو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ وتر آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ [2]

○ وَلَمْ أَرَ فِي شَيْءٍ مِنْ طُرُقِهِ بَيَانَ عَدَدِ صَلَاتِهِ فِي تِلْكَ اللَيَالِي لَكِنْ روى بن خُزَيْمَة وبن حِبَّانَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم فِي رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حدیث مذکورہ بالا کی کسی سند میں یہ نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین راتوں میں کتنی رکعت پڑھائی تھیں لیکن ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ وتر آٹھ رکعت پڑھائی تھیں۔ [3]

○ وَعِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ عليه السلام قَامَ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ، فَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَأَوْتَرَ

علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو نقل کیا ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(1) صحیح بخاری کتاب التهجدبَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ۱۱۴۷ ،وكتاب صلوة التراويح بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ۲۰۱۳،صحیح مسلم صلاة المسافرين بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ، وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ، وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ۱۷۲۳

(2) عمدة القاري شرح صحيح البخاري۷/۱۷۷

(3) فتح الباری۳/۱۲

صحابہ رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے، یعنی کل گیارہ رکعات۔ [۱]

○ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ اپنی کتاب موطا محمد صفحہ ۹۳ میں باب تراویح کے تحت میں فرماتے ہیں

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صلاةُ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَا كَانَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رمضان ولا غيرِه على إحدى عَشْرة رَكْعَةً

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیونکر تھی تو بتلایا رمضان وغیر رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

پھر امام محمد رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قال محمد وبهذاانا خذكله

ہمارا بھی ان سب حدیثوں پر عمل ہے ہم ان سب کو لیتے ہیں۔

○ السنة ماواظب عليه رَسُول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فحسب على هذا التعريف يكون السنة هوذٰلک القدر المذكور ومازادعليه يكون مستحبا

هداية جلد اول کے حاشیہ پر ہے سنت صرف وہی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو پس اس تعریف کے مطابق صرف مقدار مذکور (آٹھ رکعت ہی) سنت ہو گی اور جو اس سے زیادہ ہو وہ نماز مستحب ہو گی۔

○ فَتَحْصُلُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ فِي جَمَاعَةٍ فَعَلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام (تراویح) سنت مع وتر گیارہ رکعت باجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل (اسوہ حسنہ) سے ثابت ہے۔ [۲]

○ ان التراويح فى الاصل احدى عشرة ركعة فعله رَسُول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثم ترک لعذر

علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں در اصل تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے گیارہ ہی رکعت ثابت ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور بعد میں عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

○ وأخرج ابن حبان في صحيحه من حديث جابر: أنه صلّى بهم ثمان ركعات ثم أوتر ، وهذا أصح

مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو علاوہ وتر آٹھ رکعتیں پڑھائیں یہ حدیث بہت صحیح ہے۔ [۳]

---

[۱] نصب الراية لأحاديث الهداية ۲٫۱۵۲

[۲] فتح القدير ۱٫۴۶۸

[۳] التعليق المجد على موطأ محمد ۱٫۶۱۸

○ أما النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصح عنه ثمان ركعات

حنفی امام المحدثین السید محمد انور کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا اور یہ تسلیم کیے بغیر چارہ ہی نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح تو آٹھ رکعات ہی تھی۔ ①

صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آٹھ رکعت تراویح پڑھنا۔

جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ , قَالَ: وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ؟ قَالَ: نِسْوَةُ دَارِي قُلْنَ إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّي خَلْفَكَ بِصَلَاتِكَ ، فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ فَسَكَتَ عَنْهُ وَكَانَ شِبْهَ الرِّضَاءِ

امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات کو ایک خاص بات ہوگئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابی رضی اللہ عنہ! وہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے گھرانے کی عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتے ہیں اس لیے تمہارے پیچھے نماز (تراویح) تمہاری اقتداء میں پڑھیں گے تو میں نے ان کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر سکوت فرمایا گویا اس بات کو پسند فرمایا۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے ہلکی ہوتی تھیں۔

○عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلْيَفْتَتِحْ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو نوافل پڑھنا شروع کرو تو پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کرو۔ ③

○ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ:أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ ،فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ،ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَاثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

چنانچہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں (تحیۃ الوضو) پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں، پھر ایک رکعت وتر پڑھا یہ سب تیرہ رکعات ہوئیں۔ ④

① العرف الشدی باب ماجاء فی قیام شهر رمضان ۲٫۲۰۸

② قيام الليل وقيام رمضان وكتاب الوتر۱/۲۱۷

③صحيح مسلم صلاة المسافرين بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ۱۸۰۷

④ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۸۰۴ ،سنن ابوداودأَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ بَابٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ۱۳۶۶،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوةبَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ۱۳۶۲

○ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ كَانَ الأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلاَفَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلاَفَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

گھروں وغیرہ میں فرداً فرداً پڑھنے کے متعلق امام زہری فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا، اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔ [۱]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کے مطابق امام کے پیچھے گیارہ رکعات قیام رمضان کا حکم فرمایا تھا۔

○ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيماً الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات قیام رمضان پڑھائیں۔ [۲]

اور جو روایت ان سے نقل کی جاتی ہے وہ منقطع السند ہے، اس لیے کہ بیچ کا راوی یزید بن رومان ہے اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا،

يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ

چنانچہ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ وعلامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یزید بن رومان نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ [۳]

اور جن لوگوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے ان کی روایات باتفاق گیارہ رکعت کی ہیں ان میں سائب رضی اللہ عنہ کی روایت اوپر گزر چکی۔

○ قال مالك والذي آخذ به في نفسي في قيام شهر رمضان الذي جمع عمر عليه الناس: إحدى عشرة ركعة بالوتر، وهي صلاة النبي صلى الله عليه وسلم

ابوبکر محمد بن الولید الطرطوسی فرماتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح کے بارہ میں، میں اپنے لیے اسی چیز کو اختیار کرتا ہوں جس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا یعنی گیارہ رکعت مع وتر اور یہی نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز تراویح تھی۔ [۴]

○ (قَالَ) ، أَيْ: الْأَعْرَجُ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِي رَكَعَاتٍ

عرج کہتے ہیں قاری سورۃ البقرۃ آٹھ رکعت میں ختم کرتا تھا۔ [۵]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر میں رات کے آخری حصہ میں عبادت کی بڑی فضیلت تھی اس لئے فرمایا۔

[۱] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ۲۰۰۹، صحیح مسلم صلاۃ المسافرین بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، وَهُوَ التَّرَاوِيحُ ۱۷۸۰

[۲] موطا امام مالک کتاب الصلوۃ فی رمضان باب مَا جَاءَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ ۴

[۳] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۵/۲۶۷، نصب الراية ۲/۱۵۴

[۴] الحوادث والبدع ۱/۵۶

[۵] موطا امام مالک ۳۸۱

○ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ القَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ:قَالَ عُمَرُ:وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ

عبدالرحمٰن بن عبدقاری سے مروی ہے سیدنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے باجماعت قیام رمضان (دوبارہ) شروع کرایا مگر یہ بھی فرمایااور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سوجاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں، آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔[1]

فقہاء سے آٹھ کا ثبوت اور بیس کا ضعف۔

○ كَوْنِ الْمُتَهَجِّدِ آتِيًا بِالسُّنَّةِ عَلَى ثَمانِ رَكَعَاتٍ

محقق ابن الہمام رحمہ اللہ نے لکھا ہے پس اب ہمارے مشائخ ائمہ کے اصول کے مطابق آٹھ رکعات سنت نبویہ ہے۔[2]

إِنَّهُ مُخَالِفٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كانت صلاة رسول الله فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں بیس رکعت تراویح کی حدیث ضعیف ہے، علاوہ بریں یہ (بیس کی روایت) صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہ پڑھتے تھے۔[3]

○ ولم يثبت رواية عشرين منه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كماهوالمتعارف الاٰن الافى رواية ابن ابى شيبة وهوضعيف وقدعارضه حديث عائشه وهوحديث صحيح

شیخ عبدالحق حنفی محدث دہلوی رحمہ اللہ فتح سرالمنان میں فرماتے ہیں جو بیس تراویح مشہور و معروف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور جو ابن ابی شیبہ میں بیس کی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کی بھی مخالف ہے (جس میں مع وتر گیارہ رکعت ثابت ہے)

○ وصحيح مارويۃ عائشة انه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلى احدٰى عشرة ركعةكماهوعادته فى قيام الليل وروى انه كان بعض السلف فى عهد عمرابن عبدالعزيزيصلون احدى عشرة ركعة قصدًا تشبيها برسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

---

[1] صحيح بخارى كتاب صلوة التراويح بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ۲۰۱۰ ،موطاامام مالك كتاب الصلوة فى رمضان باب مَا جَاءَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ۳، السنن الكبرى للبيهقى ۴۲۷۵

[2] فتح القدير۷ ۴۴ ,۱

[3] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ۴۴۵ ,۳،مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۳۲۱ ,۴

شیخ عبدالحق حنفی محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ماثبت بالسنة صفحہ ۲۱۷ میں فرماتے ہیں صحیح حدیث وہ ہے جس کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھتے تھے جیسا کہ آپ کی قیام اللیل کی عادت تھی اور روایت ہے کہ بعض سلف امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مشابہت پیدا کریں۔

○ إِحْدَى عشرَة رَكْعَة، وَهُوَ اخْتِيَار مَالك لنَفسِهِ

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں گیارہ رکعت کو امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے لیے اختیار کیا۔ [1]

اس لئے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں۔

لیلۃ القدر:

الليالي والأيام الفاضلة ولا ينبغي للمريد أن يغفل عنهن، لأنه إذا غفل التاجر عن موسم الربح فمتى يربح؟ !

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ دن اور راتیں بڑی فضیلت والی ہیں ان سے غفلت برتنے کی گنجائش نہیں کیونکہ تاجر جب اپنے تجارتی سیزن میں سستی کا شکار ہو تو وہ خاطر خواہ نفع حاصل نہیں کرسکتا۔ [2]

لیلۃ القدر وہ رات ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ،قَالَ: فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ، ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ، فَدَنَوْا مِنْهُ، فَقَالَ: إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ، أَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَيْلَةَ، ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، ثُمَّ أُتِيتُ، فَقِيلَ لِي: إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِفَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ ، فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ

اس کے تعین کے سلسلہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرے میں ایک ترکی قنات میں اعتکاف فرمایا جس کے چاروں طرف (پردہ کے لئے) بوریا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو ہاتھ سے ہٹایا اور قبہ کے ایک کونے میں کر دیا پھر اپنا سر اس میں سے نکال کر لوگوں سے کچھ فرمانا شروع کیا یہ دیکھ کر سب لوگ سمٹ کر آپ کے قریب آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دس دن کا میں نے اعتکاف کیا تھا کہ لیلۃ القدر کی تلاش کروں پھر میں نے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی آیا (یعنی فرشتہ) اور مجھ سے کہا کہ وہ رات آخری عشرے میں ہے، پس تم میں سے جو بھی اعتکاف کرنا چاہئے وہ اعتکاف کر لے، یعنی اخیر میں بھی معتکف رہے چنانچہ لوگوں نے اعتکاف کیا،

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ۱۱/۱۲۷، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ۳/۴۴۰

[2] مُخْتَصَرُ مِنْهَاجِ القَاصِدِينَ ۱/۷۰

قَالَ:وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ، وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ،فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ، فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ، فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ، فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ، وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس رات کو دکھلایا گیا ہوں اور وہ طاق راتوں میں سے کوئی ہے اور میں اس کی صبح کو مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں، پھر آپ ﷺ کو جب اکیسویں رات کی صبح ہوئی اور اس رات آپ ﷺ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور رات کو مینہ برسا اور مسجد ٹپکی اور میں نے مٹی اور پانی کو دیکھا پھر جب آپ ﷺ نماز فجر پڑھ کر نکلے تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ رات اکیسویں تھی اور عشرہ کی آخری رات تھی۔ [1]

وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً

اور حدیث میں ہے اس رات تو آسمان پر ابر کا کوئی پھٹا ہوا ٹکڑا بھی نہ تھا۔ [2]

○ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ، فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي، وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ ، وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ،وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ قَالَ:كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ،فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ،وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ،فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ،فَبَصُرَتْ عَيْنِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَاءً

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے جو مہینے کے بیچ میں پڑتا ہے، بیس راتوں کے گزر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ اپنے گھر واپس آجاتے، جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں میں واپس آجاتے، ایک رمضان میں آپ جب اعتکاف کئے ہوئے تھے تو اس رات میں بھی (مسجد ہی میں) مقیم رہے جس میں آپ کی عادت گھر آجانے کی تھی، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے لوگوں کو اس کا حکم دیا، پھر اسی خطبہ میں فرمایا کہ میں اس (درمیانی) عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اب اس آخری عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہیے، اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھیرا رہے، اور مجھے یہ رات (شب قدر)

---

[1] صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فضل ليلة القدروالحث على طلبها ۲۷۷۱

[2] صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فضل ليلة القدروالحث على طلبها ۲۷۷۲

دکھائی گئی لیکن اسے بھلادیا گیا ہوں اس لئے تم لوگ اسے آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے (خواب میں) اپنے کو دیکھا کہ اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، پھر اس رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش برسی، نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ (چھت سے) پانی ٹپکنے لگا یہ اکیسویں کی رات کا ذکر ہے، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے اور آپ کے چہرہ مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی [1]

○ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ القَدْرِ فَتَلاَحَى رَجُلاَنِ مِنَ المُسْلِمِينَ، فَقَالَ:خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ القَدْرِ، فَتَلاَحَى فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ، فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالخَامِسَةِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لیلۃ القدر کی تعین کی خبر دینے کے لئے آرہے تھے، راستے میں دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے اب آپ تشریف لائے اور ہم سے فرمانے لگے میں تو اسی لئے نکلا تھا کہ تمہیں بتلادوں کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے لیکن فلاں دو شخص لڑ رہے تھے (اس کی مشغولی اور اس کے برے اثر نے) وہ چیز ہی میرے دل میں سے نکال دی ممکن ہے کہ اس (تعین) کا اٹھ جانا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو، پس تم اسے نویں، ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو یعنی انتیس، ستائیس اور پچیس۔ [2]

○ وَعَنِ الْفَلْتَانِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا لَجُلُوسٌ نَنْتَظِرُهُ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا، وَفِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَجَلَسَ طَوِيلًا لَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ وَقَدْ تَبَيَّنَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَسِيحُ الضَّلَالَةِ فَخَرَجْتُ إِلَيْكُمْ لِأُبَيِّنَهَا] لَكُمْ وَأُبَشِّرُكُمْ بِهَافَلَقِيتُ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلَيْنِ يَتَلَاحَيَانِ بَيْنَهُمَا الشَّيْطَانُ فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا فَاخْتُلِسَتْ مِنِّي، فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِوَأَمَّا مَسِيحُ الضَّلَالَةِ فَإِنَّهُ أَجْلَحُ الْجَبْهَةِ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَرِيضُ النَّحْرِ فِيهِ دِمَاءُ ابْنِ الْعُزَّى أَوْ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ فُلَانَ

فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن ہم سب نبی کریم ﷺ کے انتظار میں جمع ہو کر بیٹھے تھے جو آپ تشریف لائے، غصہ چہرے سے ظاہر تھا دیر تک خاموش بیٹھے رہے، پھر ہم سے فرمایا لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ اور مسیح دجال کون ہے؟ یہ چیز مجھ پر واضح ہو چکی تھی اور میں چلا کہ تمہیں بھی بتلادوں، دیکھا کہ مسجد میں دو شخص لڑ جھگڑ رہے ہیں اور شیطان ان کے درمیان ہے، میں ان کا جھگڑا مٹانے میں مشغول ہو گیا وہ بات دل سے ہٹ گئی، اب سنو شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کرو اور دجال چکلی پیشانی والا، مٹی ہوئی آنکھ والا، چوڑے سینے کا ہے یوں سمجھو تم میں ابن العزی یا عبد العزیٰ بن فلان ہے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب لیلۃ القدر بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ القَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ ۲۰۱۸، صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبھا ۲۷۷۲ ، مصنف عبدالرزاق ۷۶۸۵، مسند احمد ۱۱۱۸۶

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ القَدْرِ لِتَلاَحِي النَّاسِ ۲۰۲۳

[3] مجمع الزوائد ۵۰۶۰

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ فِي المَنَامِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو شب قدر خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی ہفتہ کی آخری (طاق) راتوں میں تلاش کرے۔[1]

○ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ:رَقِيتُ عَلَيْهِ وَقَدْ عَلِمْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأُنْسِيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان المبارک میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ سنایا جس میں فرمایا اس منبر پر کھڑے ہونے تک مجھے لیلۃ القدر کا علم تھا لیکن اس وقت میں تعین بھول گیا اب میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ تم لیلۃ القدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔[2]

○ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے (رمضان کے) آخری عشرہ میں تلاش کرے۔[3]

○ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النّاسَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النّاسُ إِنِّي قَدْ رَأَيْت لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمّ أُنْسِيتهَا، وَرَأَيْت فِي ذِرَاعَيّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَرِهْتهمَا، فَنَفَخْتهمَا فَطَارَا، فَأَوّلْتهمَا هَذَيْنِ الْكَذّابَيْنِ صَاحِبَ الْيَمَنِ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے اے لوگو! میں نے لیلۃ القدر دیکھی لیکن پھر بھلا دیا گیا اور میں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے جو مجھے برے معلوم ہوئے لیکن میں نے پھونک ماری اور وہ دونوں

[1] صحیح بخاری کتاب لیلۃ القدر بَابُ التِمَاسِ لَيْلَةِ القَدْرِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ ۲۰۱۵، صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا ۲۷۶۱

[2] العجم الکبیر للطبرانی ۲۰۶

[3] صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا ۲۷۶۶

اڑ گئے میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ یہ دو جھوٹے دعویدار ان نبوت ہیں ایک (اسود عنسی) یمن والا اور دوسرا (مسیلمہ کذاب) یمامہ والا۔ [۱]

○ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ،فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ، قَالَ:إِنَّا قَائِمُونَ اللَيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُومَ فَلْيَقُمْ،وَهِيَ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ، فَصَلَّاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةً بَعْدَ الْعَتَمَةِ حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَيْلِ،ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ لَمْ يُصَلِّ شَيْئًا وَلَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ قَامَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ يَوْمَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ،إِنَّا قَائِمُونَ اللَيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُومَ فَلْيَقُمْ

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رمضان کے آخری عشرے میں رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف کیا بائیسویں تاریخ میں ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر ہم سے فرمایا آج کی تیئیسویں رات کو ان شاء اللہ ہم نماز (تراویح) پڑھیں گے تم میں سے جو بھی چاہئے پڑھے، چنانچہ بعد از نماز عشاء رسول اللہ ﷺ نے ہمیں باجماعت نماز پڑھائی اور تہائی رات جانے پر ختم کی، بعد ازاں آپ نے ہمارے مجمع کو مخاطب ہو کر فرمایا جہاں تک میرا خیال ہے جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ ابھی آگے ہے، چوبیس تاریخ کو اسی طرح بعد از نماز عصر کھڑے ہو کر ہم سے فرمایا آج (پچیسویں شب کو ان شاء اللہ ہم قیام اللیل کریں گے تم میں سے بھی جو چاہئے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے

فَصَلَّى بِالنَّاسِ حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَيْلِ،ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ سِتٍّ وَعِشْرِينَ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا وَلَمْ يَقُم ،فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ قَامَ فَقَالَ:إِنَّا قَائِمُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ، يَعْنِي لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَقُومَ فَلْيَقُمْ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَتَجَلَّدْنَا لِلْقِيَامِ فَصَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثَا اللَيْلِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى قُبَّتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ طَمِعْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَقُومَ بِنَا حَتَّى تُصْبِحَ

چنانچہ اس رات بھی آپ نے ہمیں باجماعت نماز پڑھائی یہاں تک کہ ایک تہائی رات بچ گئی، آج بھی بعد از فراغت آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا جس رات (لیلۃ القدر) کی تلاش میں تم ہو غالباً وہ ابھی اور بھی آگے ہے، پھر چھبیسویں رات کو آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا نہ قیام اللیل کیا ہاں چھبیسویں تاریخ کو عصر کی نماز پڑھا کر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا ستائیسویں شب کو ان شاء اللہ ہم قیام اللیل کریں گے تم میں سے بھی جو چاہئے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے، ابو ذر بیان کرتے ہیں ہم قیام کے لیے کھڑے ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ دو تہائی رات ختم ہوگئی پھر آپ مسجد کے قبہ کی طرف گئے تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو چاہتے تھے کہ صبح تک ہمیں قیام کروائیں گے۔ [۲]

○ اللہ تعالیٰ اسی رات میں سال بھر کے کل معاملات کا فیصلہ صادر فرماتا ہے، اس رات جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی بے شمار جماعت کو اپنے ساتھ لیکر آفتاب کے غروب ہوتے ہی زمین پر تشریف لاتے ہیں، ان فرشتوں کی تعداد زمین کے سنگ ریزوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے، وہ

---

[۱] الروض الانف ۴۹۸/۷

[۲] مسند احمد ۲۱۵۱۰

تمام روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں مگر بت خانوں، گرجاؤں اور غیر اللہ کی پرستش کی جگہوں میں داخل نہیں ہوتے، اسی طرح نجس اور ناپاک جگہ اور وہ گھر جس میں نشے کی چیز ہو یا نشہ باز شخص ہو یا وہاں باجے اور تصویریں ہوں وہاں بھی نہیں جاتے،

صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ لَيَالِي رَمَضَانَ كُلِّهَا، وَصَافَحَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَمَنْ صَافَحَهُ جِبْرِيلُ تَكْثُرُ دُمُوعُهُ، وَيَرِقُّ قَلْبُهُ

جبرئیل علیہ السلام نیک بخت لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں، اس کی نشانی بظاہر یہ ہے کہ خوف خدا سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، دل نرم ہو جائیں اور آنسو بہہ نکلیں۔

اور ساری رات کل مومن مرد و عورت کے لئے نیک دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں، یہ تمام فرشتے آفتاب طلوع ہونے تک اسی طرح رہتے ہیں اور اس کے بعد آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، پھر سب مل کر دن بھر مومن مرد و عورت کے لئے دعا اور استغفار میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا اور قیامت کے روز ان سب کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروں گا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے عشرے میں تمام رات جاگتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے، اپنے اہل و عیال کو اور تمام گھر والوں کو جگاتے تھے، ایک موقوف حدیث میں آیا ہے کہ اس رات تین مرتبہ لاالٰہ الااللہ کہنے والے کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

○ قَالَتْ عَائِشَةُ:يَا نَبِيَّ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، مَا أَقُولُ؟قَالَ: تَقُولِينَ: اللهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو الٰہی تو درگزر کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے، میرے گناہوں سے بھی درگزر فرما۔ [۱]

○ إِنَّهَا لَيْلَةٌ بَلْجَةٌ، سَمْحَةٌ لَا بَارِدَةٌ وَلَا حَارَّةٌ، تَطْلُعُ الشَّمْسُ صَبَاحَهَا لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ

اس رات کی ظاہری علامت یہ ہے اس رات میں سکون ہوتا ہے نہ تو زیادہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی اور نہ اس رات میں ستارے جھڑتے ہیں، آسمان صاف اور روشن ہوتا ہے اور اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں والا نہیں نکلتا اور نہ اس کے ساتھ شیطان خروج کرتا ہے بلکہ سورج کی شعائیں ہلکی اور اس کی روشنی بوقت طلوع مدہم ہوتی ہے۔

اس مبارک رات میں کچھ گناہ گار ایسے ہیں جن کی بخشش نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کے عام انعاموں سے محروم رہتے ہیں وہ مجرم یہ ہیں، شرابی، ماں باپ کا نافرمان، اسلامی رشتوں ناتوں کو توڑنے والا، مسلمانوں سے دنیاوی بنا پر بغض و بیر رکھنے والا۔

---

[۱] مسند احمد ۲۵۳۸۴، سنن ابن ماجہ کتاب الدعائ بَابُ الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ ۳۸۵۰، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۵۱۳

اعتکاف:

اصلاح قلب اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنے میں استقامت اسی وقت ممکن ہے جب اس ذات پاک پر اعتماد کلی کیا جائے اور اس کی طرف پوری طرح رجوع وانابت اختیا کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف میلان اور رجوع ہی اطمینان قلب کا سبب ہے اور پرگندہ دل اللہ تعالیٰ کے قریب سے درو ہوتا ہے، چونکہ کھانے پینے میں زیادتی، باہمی میل جول میں اضافہ، بات چیت اور سونے میں کثرت ایسے اعمال ہیں جس سے قلب کی پراگندگی اور اس کے انتشار اور پریشانی میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف وصل وقرب میں رکاوٹ بنتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنی رحمت اور حکمت سے روزہ فرض کیا تا کہ کھانے پینے میں کمی واقع ہو جائے اور دل و دماغ سے شہوانی خیالات نکل جائیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت وانابت میں رکاوٹ ہوتے ہیں، پھر روزے میں اس کی بھی پوری رعایت رکھی گئی ہے کہ انسان دنیاوی نعمتوں اور مصلحتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اخروی زندگی کے لئے بھی کچھ مفید کام کر سکے جو اسے نقصان نہ پہنچائیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس میں اعتکاف کو مشروع قرار دیا ہے تا کہ بندہ کا دل خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف مائل اور اس کی عبادت کا عادی وشوقین ہو جائے اور غیر اللہ سے اس کی توجہ ہٹ جائے اور دنیاوی جنجھٹوں سے دور ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے یکسو اور اسی سے مانوس ہو جائے اور یہی انسیت بندہ کو قبر کی وحشت میں کام آئے گی، دراصل اعتکاف کا بڑا مقصد یہی ہے اور چونکہ یہ مقصد اسی طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ اعتکاف رمضان میں ہو اس لئے اعتکاف کو اس کے آخری عشرہ میں مشروع کیا گیا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے روزے ہی کے ساتھ اعتکاف کا ذکر کیا ہے اور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی روزے کے بغیر اعتکاف نہیں فرمایا ہے، رہا مسئلہ قلت کلام کا تو اس کا حکم اس لئے ہے کہ شریعت نے امت کو تمام ایسی باتوں سے زبان بند رکھنے کا حکم دیا ہے جو آخرت میں اس کے لئے مفید نہ ہوں، رہا زیادہ سونے سے بھی ممانعت کا حکم تو شریعت نے رات کی نماز کا حکم دیا ہے جو فضول جاگنے سے زیادہ بہتر اور مفید ہے، قیام اللیل معتدل قسم کی عبادت ہے جو دل اور جسم دونوں کے لئے مفید ہے اور بندے کے ذاتی مصالح اور کاموں میں رکاوٹ بھی نہیں پیدا کرتی، اہل ریاضت وسلوک کے مجاہدوں کا دارومدار ان ہی چار چیزوں پر ہے اور اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہے جو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے طریقہ پر گامزن رہے اور غلو کرنے والوں یا کوتاہی کرنے والوں کی راہ اور طریقہ سے پرہیز کرے۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے اور یہ سنت طیبہ وفات تک جاری رہی، ایک مرتبہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رمضان میں اعتکاف نہیں کیا تو اس کی قضا شوال میں فرمائی، ایک مرتبہ آپ نے شب قدر کی تلاش کے لئے رمضان کے پہلے عشرہ میں، ایک مرتبہ درمیانی عشرہ میں اور ایک مرتبہ آخری عشرہ میں اعتکاف کیا، آخیر میں معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تو آپ اس میں تلاش فرماتے تھے، اعتکاف آپ پوری زندگی میں پابندی سے کرتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہمیشہ اعتکاف فرماتے تھے (اور یہ سلسلہ چلتا رہا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ [1]

اور اس کے لئے مسجد میں چھوٹا سا خیمہ لگا دیا جاتا تھا اور تنہائی میں رب العزت کے حضور بیٹھتے رہتے تھے، جب آپ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز کے بعد خیمہ میں داخل ہو جاتے، ایک مرتبہ آپ کے حکم سے آپ کا خیمہ لگایا گیا تو ازواج مطہرات نے بھی اپنے اپنے خیمے لگوا لئے، جب آپ فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ان خیموں کو دیکھ کر اپنا خیمہ کھولنے کا حکم فرمایا اور اس سال آپ نے رمضان میں اعتکاف ملتوی فرما دیا پھر شوال کے ابتدائی عشرہ میں اعتکاف فرمایا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ:مَا هَذَا؟فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے میں آپ کے لئے ایک خیمہ نصب کر دیتی تھی، آپ فجر کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہوتے، پھر ام المومنینحفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنینعائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ نصب کرنے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دیدی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک خیمہ نصب کیا، جب زینب رضی اللہ عنہا بن جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک دوسرا خیمہ نصب کیا، جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خیمے دیکھے آپ نے فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں؟ آپ سے واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تم ان میں نیکی سمجھتے ہو، چنانچہ آپ نے اس مہینہ میں اعتکاف چھوڑ دیا پھر شوال کے ایک عشرہ میں اعتکاف کیا۔ [2]

أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَعْتَكِفُ حَتَّى تَسْتَأْذِنَ زَوْجَهَا وَأَنَّهَا إِذَا اعْتَكَفَتْ بِغَيْرِ إِذْنِهِ كَانَ لَهُ أَنْ يُخْرِجَهَا وَإِنْ كَانَ بِإِذْنِهِ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فَيَمْنَعَهَا،وَهَذَا الْحَدِيثُ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ وَفِيهِ جَوَازُ ضَرْبِ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَفْضَلَ لِلنِّسَاءِ أَنْ لَا يَعْتَكِفْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَفِيهِ أَنَّ أَوَّلَ الْوَقْتِ الَّذِي يَدْخُلُ فِيهِ الْمُعْتَكِفُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ،وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَاللَّيْثِ وَالثَّوْرِيِّ وَقَالَ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ وَطَائِفَةٌ يَدْخُلُ قُبَيْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَأَوَّلُوا الْحَدِيثَ عَلَى أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَلَكِنْ إِنَّمَا تَخَلَّى بِنَفْسِهِ فِي الْمَكَانِ الَّذِي أَعَدَّهُ لِنَفْسِهِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ کرے اور بغیر اجازت اعتکاف کی صورت میں خاوند کو حق ہے کہ وہ عورت کا اعتکاف ختم کرا دے اور یہ حدیث اس بات پر حجت ہے کہ اعتکاف کے لیے مساجد میں خیمہ لگایا جا سکتا ہے اور عورتوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، وَالِاعْتِكَافِ فِي المَسَاجِدِ كُلِّهَا۲۰۲۶

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِكَافِ بَابُ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ۲۰۳۳

کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ مساجد میں اعتکاف نہ کریں، اور معتکف کے لیے اپنے جگہ میں داخل ہونے کا وقت نماز فجر کے بعد کا وقت ہے، یہ اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن ائمہ اربعہ اور ایک جماعت علماء کا قول یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے قبل اپنے مقام میں داخل ہو اور حدیث مذکورہ کا مطلب انہوں نے یوں بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول رات ہی میں داخل ہو گئے تھے مگر جو جگہ آپ نے اعتکاف کے لیے مخصوص فرمائی تھی اس میں فجر کے بعد داخل ہوئے۔ (۱)

وَفِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَائِدِ جَوَازُ اشْتِغَالِ الْمُعْتَكِفِ بِالْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ مِنْ تَشْيِيعِ زَائِرِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ وَالْحَدِيثِ مَعَ غَيْرِهِ وَإِبَاحَةُ خَلْوَةِ الْمُعْتَكِفِ بِالزَّوْجَةِ وَزِيَارَةُ الْمَرْأَةِ لِلْمُعْتَكِفِ ،وَفِيهِ إِضَافَةُ بُيُوتُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِنَّ وَفِيهِ جَوَازُ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ لَيْلًا وَفِيهِ قَوْلُ سُبْحَانَ اللهِ عِنْدَ التَّعَجُّب

اس حدیث سے بہت سے فوائد نکلتے ہیں مثلاً یہ کہ معتکف کے لیے مباح ہے کہ وہ اپنے ملنے والوں کو کھڑا ہو کر ان کو رخصت کر سکتا ہے اور غیروں کے ساتھ بات بھی کر سکتا ہے اور اس کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت بھی مباح ہے یعنی اس سے تنہائی میں صرف ضروری اور مناسب بات چیت کرنا اور اعتکاف کرنے والے کی عورت بھی اس سے ملنے آ سکتی ہے، اور اس حدیث میں بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اضافت کا بھی جواز ہے اور رات میں عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنے کا بھی جواز ثابت ہے اور تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنے کا بھی ثبوت ہے۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے تھے مگر وفات کے سال بیس دن اعتکاف فرمایا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانٍ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ العَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سال میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ ورد فرماتے تھے لیکن وفات کے سال دو مرتبہ ورد فرمایا اور اسی طرح ہر سال قرآن آپ پر ایک مرتبہ پیش کیا جاتا اور وفات کے سال دو مرتبہ پیش کیا گیا، جب اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو مسجد سے باہر نہ نکلتے حتی کہ گھر میں بھی بغیر خاص ضرورت کے نہ جاتے لیکن یہ ضرور ہوتا کہ سر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں کر دیتے وہ باوجود ایام سے ہونے کے اسے دھوتیں اور بالوں میں کنگھی کر دیتیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي المَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

---

(۱) فتح الباری ۴٫۲۷۷

(۲) فتح الباری ۴٫۲۸۰

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِكَافِ بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي العَشْرِ الأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ ۲۰۴۴

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری طرف جھکا دیتے اس حال میں کہ آپ مسجد میں معتکف ہوتے اور میں اس میں کنگھی کرتی درآنحالانکہ میں حائضہ تھی۔ (۱)

اور بعض ازواج مطہرات خیمہ میں بھی آتی تھیں مگر بجز بات چیت کے ان سے اور کوئی سروکار نہ رکھتے تھے اور جب وہ چلنے کے لئے کھڑی ہوتیں تو واپسی پر ان کی مشایعت بھی کرتے تھے اور یہ رات میں ہوا کرتا تھا،

أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي المَسْجِدِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ المَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلاَنِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالاَ: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مسجد میں آئی، تھوڑی دیر باتیں کیں پھر چلنے کو کھڑی ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے تا کہ ان کو پہنچا دیں یہاں تک کہ باب ام سلمہ کے پاس مسجد کے دروازے تک پہنچیں تو دو انصاری مرد گزرے ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں ٹھیرو یہ صفیہ بنت حیی (میری بیوی) ہے، دونوں نے کہا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے متعلق کوئی بدگمانی ہوسکتی ہے ان دونوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا شاق گزرا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں پھرتا ہے اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ کرے۔ (۲)

آپ اعتکاف کے دوران ازواج مطہرات کے ساتھ مباشرت نہیں کرتے تھے اور نہ بوسہ وغیرہ لیتے تھے، جیسے فرمایا

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (۳)

ترجمہ: جب تم مساجد میں اعتکاف کئے ہوئے ہو تو اپنی بیویوں سے ہم بستری نہ کرو، یہ اللہ کی حدود ہیں اس لیے انہیں (توڑنے کے) قریب بھی نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ اپنے احکامات لوگوں کے لیے اسی طرح بیان فرماتا ہے تا کہ وہ (گناہ سے) بچ سکیں۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِكَافِ بَابُ الحَائِضِ تُرَجِّلُ رَأْسَ المُعْتَكِفِ ۲۰۲۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِكَافِ بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ المُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ المَسْجِدِ۲۰۳۵

(۳) البقرة۱۸۷

اعتکاف کے دوران آپ کا بستر اور چارپائی اعتکاف کی جگہ رکھ دی جاتی تھی، جب کسی ضرورت کے لئے نکلتے تو راستہ میں کسی مریض کی عیادت بھی کر لیتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے ترکی قبہ میں اعتکاف کیا جس کے اندر چٹائی بچھی ہوتی تھی (یا اس پر چٹائی ڈال دی) یہ تمام باتیں اس لئے تھیں کہ اعتکاف کا اصل اور اس کی روح حاصل ہو بخلاف آجکل کے جاہل لوگوں کے اپنی جائے اعتکاف کو میل ملاپ کی جگہ اور زائرین کے لئے مجلس بنا لیتے ہیں پھر اس کے بعد دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں، اس میں اور اعتکاف نبوی میں بہت بڑا فرق ہے۔

روزہ کے فضائل وآداب

پنج وقتہ نماز اور جمعہ کی نماز کے فضائل وآداب کی طرح روزہ کے فضائل وآداب بھی بتلائے گئے۔

○ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفْطِرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعْطِي اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شعبان کے آخری دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا جس میں فرمایا لوگو! ایک بہت بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے وہ بابرکت مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کر دیئے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام نفلی رکھا ہے، اس میں نفلی کام کرنے والا اور دنوں کے فرض بجالانے والے جیسا ہے اور اس میں فرض ادا کرنے والے کو اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے، یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، یہ مہینہ ہمدردی، غم خواری اور مواساۃ کا ہے اس مہینے میں مومن کی روزی بڑھادی جاتی ہے، جو شخص اس ماہ میں کسی روزے دار کا روزہ کھلوائے اس کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے بھی روزے دار جتنا ثواب ملتا ہے لیکن روزے دار کا ثواب گھٹتا نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص کو تو اتنی وسعت نہیں کہ روزے دار کا روزہ کھلوائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف ایک گھونٹ دودھ سے یا ایک کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے ہی سہی، جس نے روزہ کھلوایا اسے بھی اللہ باری تعالیٰ یہی ثواب عنایت فرماتا ہے، اور جو کسی روزے دار کو پیٹ بھر کر کھلادے اسے تو پروردگار میرے حوض کوثر کا پانی پلائے گا جس سے جنت

میں جانے تک پھر پیاسا نہ ہوگا،یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے ہیں،درمیان کے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں،اس مہینے میں جو شخص اپنے ماتحتوں کے کام میں کمی کر دے،اللہ اسے بخش دیتا ہے اور جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔[۱]

ضعیف جدا

شیخ امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔[۲]

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَظَلَّكُمْ شَهْرُكُمْ هَذَا بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،مَا دَخَلَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهُ، وَلَا دَخَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ شَهْرٌ شَرٌّ لَهُمْ مِنْهُ بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،إِنَّ اللهَ يَكْتُبُ أَجْرَهُ وَنَوَافِلَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُوجِبَهُ، وَيَكْتُبُ وِزْرَهُ وَشَقَاءَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يُعِدُّ لَهُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقُوَّةِ وَالْعِبَادَةِ، وَيُعِدُّ الْمُنَافِقُ اتِّبَاعَ غَفَلَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَاتِّبَاعَ عَوْرَاتِهِمْ، فَهُوَ غُنْمٌ لِلْمُؤْمِنِ، وَنِقْمَةٌ لِلْفَاجِرِ

رمضان کی فضیلت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو!یہ ماہ مبارک تم پر سایہ ڈالنے والا ہے اس پاک ذات کی قسم جس کی میں قسم کھا سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر اس سے بہتر اور کوئی مہینہ نہیں آیا اور اسی قسم سے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ منافقوں پر اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں آیا،میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مہینے کے آنے سے پہلے ہی اس کا اجر اور اس کے نوافل لکھ لیتا ہے،اسی طرح اس کے گناہ اور نافرمانیاں بھی،اس لئے کہ مومن تو اس کے آنے سے پہلے اس میں عبادات وغیرہ کی تیاریاں کر لیتے ہیں اور منافق بھی اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں کی برائی،ان کی ہجو اور انکی ٹٹول میں لگ جاتے ہیں،یقین مانو کہ مسلمانوں کے لئے یہ مہینہ بہت ہی غنیمت ہے اور فاجروں وگنہگاروں کے لیے یہ مصیبت ہے۔[۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، قَالَا :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّ الصَّوْمَ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔[۴]

چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر عید منانا:

اسلام نے عبادات ومعاملات کا دار ومدار سورج پر نہیں چاند پر رکھا ہے جیسے حج،صیام،عیدین،زکوۃ،مطلقہ یا بیوہ کی عدت،ایام رضاعت

[۱] شعب الایمان۳۳۳۶،صحیح ابن خزیمۃ۱۸۸۷
[۲] ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ ۲۱۳۵
[۳] مصنف ابن ابی شیبۃ۸۸۷۶،مسند احمد۸۸۷۰،صحیح ابن خزیمۃ۱۸۸۴،السنن الکبری للبیہقی ۸۵۰۲
[۴] مسند احمد۱۱۰۰۹

،قرض وغیرہ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ... [۱]

ترجمہ: اے نبی ﷺ، لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ لوگوں کے لئے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ یا توشعبان المعظم کے تیس دن پورے کر لینے سے یا رمضان کا چاند دیکھ لینے سے شروع ہوتا ہے ،اگر مطلع ابر آلود ہو توشعبان المعظم کے تیس دن پورے کر لینے چاہئیں کیونکہ اسلامی مہینہ یا تو انتیس دن کا ہوتا ہے یا پورے تیس دن کا، اس سے زائد کا نہیں ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: لاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلاَ تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا تم جب تک چاند نہ دیکھو نہ روزہ رکھو اور نہ افطار کرو (عید نہ کرو) اور اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرلو [۲]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاَثِينَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، اس لئے جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو لیکن اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔ [۳]

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ

---

[۱] البقرة ۱۸۹

[۲] صحیح بخاری كتاب الصوم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا ۱۹۰۶، صحیح مسلم كتاب الصيام بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ۲۴۹۸، سنن نسائی كتاب الصيام ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ۲۱۲۵، مشكوة المصابيح كتاب الصوم باب روية الهلال ۱۹۶۹ ، مسنداحمد ۵۲۹۴، سنن الدارمی ۱۷۲۶، مسندالبزار ۵۵۸۳، السنن الكبرى للنسائی ۲۴۴۲، صحیح ابن حبان ۳۴۴۵، السنن الصغيرللبیہقی ۱۲۹۸، السنن الكبرى للبیہقی ۷۹۲۲، شرح السنة للبغوی ۱۷۱۳

[۳] صحیح بخاری كتاب الصوم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا ۱۹۰۷، صحیح مسلم كتاب الصيام بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ۲۵۰۲ ، مشكوة المصابيح كتاب الصوم باب روية الهلال ۱۹۶۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو پس اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کے تیس دن مکمل کر لو۔ (۱)

اس سلسلہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی موجود ہے۔

چاند کی گواہی پر روزہ رکھنا:

اگر خود چاند نہیں دیکھا تو دوسرے مسلمان کی گواہی پر روزہ رکھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:تَرَائِي النَّاسُ الْهِلَالَ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَهُ ،وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے چاند دیکھا (یعنی چاند دیکھنے کی کوشش کی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو (میری اس شہادت پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (۲)

عید کا چاند:

اور اگر شہر کے آس پاس کے مقام سے بھی گواہی مل جائے تو روزے ختم کر کے عید کا اعلان کر دیا جائے گا۔

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ،فَقَدِمَ أَعْرَابِيَّانِ، فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللهِ لَأَهَلَّا الْهِلَالَ أَمْسِ عَشِيَّةً،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ أَنْ يُفْطِرُوا،زَادَ خَلَفٌ فِي حَدِيثِهِ،:وَأَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ

ربعی بن حراش رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں لوگوں نے رمضان کے آخری دن میں اختلاف کیا، پس دو اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اللہ کا نام لے کر گواہی دی کہ ہم نے کل شام چاند دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ ختم کر دیں، امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کے راوی خلف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے یہ حکم بھی دیا کہ لوگ دوسرے دن صبح کو عید کی نماز کے لئے عید گاہ تشریف لے جائیں۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا۱۹۰۹ ،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا۲۵۱۴ ،مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم باب رویۃ الھلال۱۹۷۰

(۲) سنن ابوداود کتاب الصوم بَابٌ فِي شَهَادَةِ الْوَاحِدِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ۲۳۴۲ ،مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم باب رویۃ الھلال۱۹۷۹،سنن الدارمی۱۷۳۳

(۳) سنن ابوداود کتاب الصوم بَابُ شَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ شَوَّالٍ۲۳۳۹

شک کے دن کا روزہ:

شعبان کے آخری دن میں رمضان کے لئے احتیاطاً شک کا روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ شریعت نے رمضان کے روزوں کی ابتدا کو اس کے چاند دیکھ لینے پر موقوف کیا ہے تو ایسا کرنے والا صریح نص کے امر اور نہی کے مخالف ہے، ہاں اگر اتفاقاً کسی شخص کی ایسے دن میں موافقت ہوجائے کہ وہ اس میں روزہ رکھتا ہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ اليَوْمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی رمضان المبارک سے پہلے ایک یا دو دن ہرگز روزہ نہ رکھے ہاں ایسا آدمی مستثنیٰ ہے جو روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن میں روزہ رکھے۔ (۱)

فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هَذَا الْيَوْمَ، فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس شخص نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم کی نافرمانی کی۔ (۲)

چاند کا چھوٹا بڑا ہونا:

جس ماہ رمضان کے انتیس روزے ہوں اور عید کا چاند نظر آجائے تو لوگ اس پر یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ دیکھئے یہ چاند تو بڑا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ دو دن کا چاند ہے اور کسی کا کہنا

ہوتا ہے کہ یہ تین دن کا چاند ہے حالانکہ اس دن سے ایک دن پہلے انہوں نے چاند نہیں دیکھا تھا، اس سلسلہ میں روایت ہے۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ: تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ، وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ، قَالَ: فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقُلْنَا: إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ، وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ، قَالَ: أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ؟ قَالَ فَقُلْنَا: لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ، فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ

ابوالبختری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم عمرہ کرنے کے لئے نکلے، جب ہم بطن نخلہ (کے مقام پر) اترے تو ہم نے چاند دیکھا، بعض لوگوں نے کہا یہ تو تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے، راوی کہتا ہے پس ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے انہیں بتایا کہ ہم نے چاند دیکھا تو بعض نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے جب کہ بعض نے کہا کہ یہ دوسری رات کا ہے، انہوں نے دریافت

(۱) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ لاَ يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ ۱۹۱۴

(۲) سنن ابوداود کتاب الصوم بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ ۲۳۳۴، جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ ۶۸۶ ،سنن نسائی کتاب الصیام باب صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ ۲۱۹۰، سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ ۱۶۴۵، سنن الدارمی ۱۷۲۴

کیا تم نے کس رات چاند دیکھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات کو ہم نے چاند دیکھا، پس انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے دیکھنے کے لئے بڑھا دیا ہے پس چاند اسی رات کا ہے جس رات کو تم نے اسے دیکھا ہے۔ (۱)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے چاند کو تمہارے دیکھنے کے لئے بڑھا دیا ہے پس اگر وہ پوشیدہ ہو جائے تو اس کی گنتی کو پورا کر لو۔ (۲)

ہر شہر یا بستی کے رہنے والوں کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہے:

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو سے مراد ہر شہر یا بستی والے اس فرمان کے مخاطب ہیں، اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس حکم کو متعین کر دیتی ہے یہ حدیث آگے آ رہی ہے، رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین اور بعد کے خلفاء سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہے کہ مدینۃ الرسول میں نظر آنے والے چاند کو دوسرے شہروں اور ممالک کے لئے کافی قرار دیا گیا ہو یا یہ کہ مدینہ میں چاند نظر آنے کے بعد دوسرے شہروں میں بھی چاند کے ہونے کے حکم کو جاری کر دیا گیا ہو، کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب ان کے ہاں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مدینہ میں ہفتہ کی شام کو دکھائی دیا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاں نظر آنے والے چاند ہی کو کافی قرار دیا اور وضاحت فرمائی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ پہلے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ، بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا فَاسْتَهَلَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَرَآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا، وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُهُ حَتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ، أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ، قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے شام میں (امیر) معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا میں وہاں گیا اور ان کا کام پورا کیا، وہیں رمضان کا چاند نظر آیا جبکہ میں شام میں تھا میں نے خود بھی جمعہ کی رات چاند دیکھا پھر اسی مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے وہاں کے متعلق پوچھا، پھر انہوں نے چاند کا ذکر کیا انہوں نے پوچھا تم نے کب چاند دیکھا؟ میں نے کہا جمعہ کی رات

(۱) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا اعْتِبَارَ بِكُبْرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهِ، وَأَنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلَاثُونَ ۲۵۲۹، مصنف ابن ابی شیبة ۹۰۲۷، صحیح ابن خزیمة ۱۹۱۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا اعْتِبَارَ بِكُبْرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهِ، وَأَنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلَاثُونَ ۲۵۳۰، مصنف ابن ابی شیبة ۹۰۲۸، مسند احمد ۳۵۱۵، صحیح ابن خزیمة ۱۹۱۵، سنن الدارقطنی ۲۲۱۰

کو،انہوں نے فرمایا کہ تم نے خود چاند دیکھا تھا؟میں نے کہا جی ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور (امیر) معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لیکن ہم نے ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا تھا اور ہم روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ ہم تیس روزے رکھ لیں اور یا پھر خود چاند دیکھ لیں، میں نے کہا کہ کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور روزوں کا اعتبار نہیں کرتے؟انہوں نے فرمایا، نہیں (یہ بات نہیں بلکہ) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔[1]

اس حدیث سے کئی باتیں واضح اور ثابت ہوتی ہیں۔

- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دور دراز کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا بلکہ مدینہ منورہ کے لئے وہیں کی رؤیت کا اعتبار کیا۔
- شام والوں کی رؤیت کو انہی لوگوں کے لئے صحیح قرار دیا۔
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم تیس روزے مکمل کریں گے یا اس سے قبل ہم چاند دیکھ لیں اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے، عام احادیث میں چاند کے متعلق یہی حکم ہے کہ چاند دیکھ کر روزے شروع کیے جائیں اور چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کیے جائیں اور چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس کی گنتی پوری کی جائے هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

کا یہی مطلب ہے اور اس طرح کی احادیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تُقَدِّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ ،وَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ،فَإِنْ حَالَ دُونَهُ غَمَامَةٌ، فَأَتِمُّوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ

چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان سے قبل روزہ نہ رکھو چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو،اور اگر (چاند کے درمیان) بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔[2]

اسی طرح کی ایک مزید روایت سنن نسائی میں ہے،ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند کو دیکھ کر موقوف کرو،اگر ابر آجائے تو تیس دن کا شمار پورا کرلو[3]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصوم بَابٌ إِذَا رُئِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ۲۳۳۲،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ ۲۵۲۸،جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ ۶۹۳،سنن نسائی کتاب الصیام باب اخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ ۲۱۱۳، مسنداحمد۲۷۸۹،صحیح ابن خزیمۃ۱۹۱۶،سنن الدارقطنی ۲۲۱۱،السنن الکبری للبیہقی۸۲۰۵،معرفة السنن والآثار۸۸۰۵

[2] جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّوْمَ لِرُؤْيَةِ الهِلَالِ وَالإِفْطَارَ لَهُ۶۸۸،سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَنْ قَالَ: فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ۲۳۲۷،سنن نسائی کتاب الصیام باب ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رِبْعِيٍّ فِيهِ۲۱۲۹

[3] سنن نسائی کتاب الصیام ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رِبْعِيٍّ فِيهِ ۲۱۲۷

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اختلاف مطالع کے متعلق جو وضاحت بیان فرمائی ان سے اس مسئلہ پر کسی صحابی یا تابعی نے اختلاف نہیں کیا، لہذا اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور تابعین کرام کا اجماع منعقد ہو گیا اور اس کے خلاف صحابہ کرام اور تابعین سے کچھ ثابت نہیں اور اگر متاخرین نے اس سلسلہ میں کچھ کہا ہے تو وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے اور بس۔ سلف صالحین نے حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مسئلہ اخذ کیا ہے چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں حدیث کریب رحمہ اللہ پر یہ باب قائم کیا۔

بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ

ہر شہر میں وہیں کی رؤیت معتبر ہے اور اگر کسی دوسرے شہر میں چاند دیکھا جائے جو اس شہر سے دور ہو تو اس شہر کے لئے اس کی رؤیت معتبر نہیں ہے۔ (۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے

مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ

ہر شہر والوں کے لئے ان ہی کی رؤیت معتبر ہے۔

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ أَنَّ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ

اور حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے اور وہ یہ کہ ہر شہر والوں کے لئے انہی کی رؤیت معتبر ہے۔ (۲)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں باب باندھا ہے۔

إِذَا رُئِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ

اگر ایک شہر میں دوسرے شہر سے ایک رات پہلے چاند دکھائی دے۔ (۳)

اور امام نسائی رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے۔

اخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ

اگر چاند کے دیکھنے میں ملکوں میں اختلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا باب ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى أَهْلِ كُلِّ بَلْدَةٍ صِيَامُ رَمَضَانَ لِرُؤْيَتِهِمْ لَا رُؤْيَةِ غَيْرِهِمْ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ ۲۵۲۸

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ ۶۹۳

(۳) سنن ابوداود کتَاب الصَّوْمِ بَابٌ إِذَا رُئِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ ۲۳۳۲

حدیث باب اس بات کی دلیل ہے کہ تمام شہروں کے رہنے والوں کے یہ رمضان کے روزے ان کی اپنی ہی رؤیت سے واجب ہیں نہ کہ ان کے غیر (دوسروں شہروں) کی رؤیت سے (یعنی دوسرے مقام کی رؤیت کا ان کے لئے کوئی اعتبار نہیں صرف اپنی ہی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا)۔ [۱]

○ چاند دیکھنے کی دعا یہ ہے۔

اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلامَةِ وَالْإِسْلامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ

ترجمہ: اے اللہ اس کو ہم پر امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ نکال، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے [۲]

○ روزے کے لئے نیت ضروری ہے،

عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

علقمہ بن وقاص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ [۳]

عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الفَجْرِ، فَلاَ صِيَامَ لَهُ

ام المومنینحفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ حدیث مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا کوئی روزہ نہیں۔ [۴]

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوگیا کہ رمضان المبارک کے روزے کے لئے نیت ضروری ہے اس کے بغیر روزہ نہیں ہوتا اور روزہ دار کو روزہ کی نیت رات سے ہی کر لینی چاہیے اگر رات کو نہ کر سکے تو طلوع فجر سے پہلے بہر کیف کر لینی چاہیے جبکہ نفلی روزہ میں طلوع آفتاب کے بعد بھی نیت کی جا سکتی ہے، نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں اس میں عربی یا کسی بھی زبان میں مخصوص عبارت بنا کر زبان سے ادا کرنا درست نہیں ہے، سحری کی کوئی خاص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کیونکہ ایسی کوئی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہ اللہ سے ثابت ہے اس لئے ایسا کرنا خلاف سنت اور بدعت پر مبنی عمل ہے۔

○ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا وَحَضَرَ رَمَضَانُ، أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ، فِيهِ خَيْرٌ يُغَشِّيكُمُ اللهُ [فِيهِ] فَتَنْزِلُ الرَّحْمَةَ، وَتُحَطُّ الْخَطَايَا، وَيُسْتَجَابُ فِيهِ الدُّعَاءُ، فَيَنْظُرُ اللهُ إِلَى تَنَافُسِكُمْ

---

[۱] صحیح ابن خزیمۃ۲۰۵، ۱۹۱۶، ۳

[۲] مسند احمد ۱۳۹۷

[۳] صحیح بخاری کتاب الایمان كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۱

[۴] جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ لاَ صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ ۷۳۰

وَيُبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ، فَأَرُوا اللهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا، فَإِنَّ الشَّقِيَّ مِنْ حُرِمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رمضان کے پہلے روزے کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس رمضان آ پہنچا، برکتی مہینہ آ گیا، لوگو! رب کی رحمت نے تمہیں ڈھانک لیا، دیکھو اللہ کی رحمتیں اتر رہی ہیں، گناہ بخشے جارہے ہیں، دعائیں قبول ہو رہی ہیں، لوگو! تمہارا اس ماہ میں ایک دوسرے سے عبادتوں اور نیکیوں میں بڑھ جانے کی کوشش کرنا اللہ دیکھ رہا ہے بلکہ اس کا فخر وہ اپنے فرشتوں میں کر رہا ہے پس تم بھی اللہ کو اپنا جوش وخروش دکھاؤ، حقیقی بدنصیب وہ ہے جو اس ماہ مبارک میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ [1]

○ عبادت صیام کی جزاء وثواب کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ:كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل روزوں کے علاوہ اسی کے لئے ہے اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی روزوں کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو وہ اس دن نہ بیہودہ گفتگو کرے اور نہ کوئی فحش کام کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے جھگڑے تو اسے چاہیے کہ وہ آگے سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ روزہ رکھنے والے کے منہ کی بو اللہ کے ہاں قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے زیادہ (پاکیزہ) اور خوشبو دار ہوگی، اور روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں جس کی وجہ سے وہ خوش ہوگا (ایک یہ کہ) جب روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنی اس افطاری سے خوش ہوتا ہے (دوسرا) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ [2]

○عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا مِنْ كَسْبِ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ بَقِيَّةَ شَهْرِ رَمَضَانَ كُلِّهِ، وَصَافَحَهُ جِبْرِيلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَمَنْ صَافَحَهُ جِبْرِيلُ رَقَّ قَلْبُهُ، وَكَثُرَتْ دُمُوعُهُ،فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ذَلِكَ؟قَالَ:لُقْمَةٌ أَوْ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَ آخَرُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ذَلِكَ؟قَالَ:فَمَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ، قَالَ: فَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَشَرْبَةُ مَاءٍ

[1] مسند الشامیین للطبرانی ۲۲۳۸ ،عمدة القاري شرح صحيح البخاري۱۰،۲۶۹،ترتيب الأمالي الخميسية للشجري۱۲۳۴،الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني۹،۲۳۵، فتح المنعم شرح صحيح مسلم۴،۴۸۹

[2]صحيح بخارى كتاب الصوم بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ۱۹۰۴،صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ ۲۷۰۶،جامع ترمذى ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ۷۶۶

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں کسی روزے دار کا حلال کمائی سے روزہ کھلوائے اس کے لئے فرشتے رمضان شریف کی راتوں میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی نشانی یہ ہے کہ خوف خدا دل کو نرم کردے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں، سلیمان رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پیٹ بھر کر کھلانے کی طاقت کسی کو نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مٹھی بھر کھانے سے ہی سہی، میں نے کہا ایک لقمہ کھانے کا بھی نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دودھ کے ایک گھونٹ سے ہی سہی، میں نے کہا اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بھی کسی کے پاس نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کے گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دے اسے بھی یہی ثواب ہے۔[1]

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے فرمایا اس میں چار کلمات بکثرت پڑھا کرو، دو تو وہ ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر لو گے اور دو وہ ہیں جو تمہارے لئے اشد ضروری ہیں، جن دو کلمات سے اللہ خوش ہوتا ہے وہ تو اس کی توحید کی گواہی اور اس سے استغفار ہے اور جن دو کلمات سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو وہ باری تعالیٰ سے جنت کی طلب اور جہنم سے بچاؤ کی طلب ہے (یعنی یوں کہا کرو

اشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ،أَسْتَغْفِرُ اللهَ، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔[2]

○ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا رَقِيَ عَتَبَةً، قَالَ:آمِينَ ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً أُخْرَى، فقَالَ:آمِينَ ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً ثَالِثَةً، فقَالَ:آمِينَ ثُمَّ، قَالَ:أَتَانِي جِبْرِيلُ، فقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْتُ: آمِينَ، قَالَ: وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَدَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْتُ: آمِينَ، فقَالَ: وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رمضان کے مبارک مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھنے لگے، پہلے زینہ پر آمین کہی، پھر دوسرے زینہ پر آمین کہی اور پھر تیسرے زینہ پر بھی آمین فرمائی ثُمَّ۔ پھر فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اسے بخشا نہ گیا اسے اللہ دور ڈال دے، میں نے کہا آمین، پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا جو اپنے ماں باپ کو پائے یا ان دونوں میں سے ایک کو پھر جہنمی بنے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار ہو، میں نے کہا آمین، پھر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا جس کے سامنے تیرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود نہ پڑھے اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور ڈال دے، میں نے کہا آمین۔[3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَصُمْهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ

---

[1] مكارم الأخلاق للطبراني ١٤٦،شعب الايمان٣٦٦٩،مسندالبزار٢٥٠١،فضائل الاوقات للبيهقى ٤٧

[2] صحیح ابن خزیمه١٨٨٧

[3] صحیح ابن حبان٤٠٩

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور روزے نہ رکھے وہ بدنصیب ہے، وہ شخص اپنے بوڑھے والد اور والدہ یا ان میں سے ایک کو پائے اور ان کی خدمت نہ کرے وہ بدنصیب ہے، وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدنصیب ہے۔ (۱)

○ کیونکہ روزہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے اس لئے جہنم سے دوری کا باعث ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلَّا بَاعَدَ اللهُ، بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس کے منہ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا (۲)

○ وَعَن أَبي أُمَامَة رَضِي الله عَنهُأَن النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ من صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيل الله جعل الله بَينه وَبَين النَّار خَنْدَقًا كَمَا بَين السَّمَاء وَالْأَرْض

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جہاد فی سبیل کے دوران ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيل الله جعل الله بَينه وَبَين النَّار خَنْدَقًا كَمَا بَين السَّمَاء وَالْأَرْض

ایسی ایک روایت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جہاد فی سبیل کے دوران ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ (۴)

وَعَن عَمْرو بن عبسة رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيل الله بَعدت مِنْهُ النَّار مسيرَة مائَة عَام

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جہاد فی سبیل کے دوران ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے سو سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔ (۵)

(۱) المعجم الاوسط للطبرانی ۳۸۷۱

(۲) ۔صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللهِ لِمَنْ يُطِيقُهُ، بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ ۲۷۱۱ ،سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابٌ فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ ۱۷۱۸

(۳) الترغیب والترہیب للمنذری ۱۴۶۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۱۶۲۴

(۴) الترغیب والترہیب للمنذری ۱۴۶۴،المعجم الاوسط للطبرانی ۳۵۷۴

(۵) الترغیب والترہیب للمنذری ۱۴۶۵،المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۷۴

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: أَن رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيْت أمتي فِي شهر رَمَضَان خمْسا لم يُعْطهنَّ نَبِي قبلي ، أما وَاحِدَة فَإِنَّهُ إِذا كَانَ أول لَيْلَة من شهر رَمَضَان نظر الله عز وَجل إِلَيْهِم وَمن نظر الله إِلَيْهِ لم يعذبه أبدا،وَأما الثَّانِيَة فَإِن خلوف أَفْوَاههم حِين يمسون أطيب عِنْد الله من ريح الْمسك،وَأما الثَّالِثَة فَإِن الْمَلَائِكَة تستغفر لَهُم فِي كل يَوْم وَلَيْلَة،وَأما الرَّابِعَة فَإِن الله عز وَجل يَأْمر جنته فَيَقُول لَهَا استعدي وتزيني لعبادي أوشك أَن يستريحوا من تَعب الدُّنْيَا إِلَى دَارِي وكرامتي،وَأما الْخَامِسَة فَإِنَّهُ إِذا كَانَ آخر لَيْلَة غفر الله لَهُم جَمِيعًا،فَقَالَ رجل من الْقَوْم أَهِي لَيْلَة الْقدر فَقَالَ لَا ألم تَرَ إِلَى الْعمَّال يعْملُونَ فَإِذا فرغوا من أَعْمَالهم وفوا أُجُورهم

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک میں میری امت کو پانچ چیزیں عطا فرمائی گئیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں، پہلی چیز یہ کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ بندوں پر نظر ڈالتا ہے اور جس کی طرف اللہ عز وجل نظر ڈالتا ہے اسے کبھی عذاب نہیں دیتا، دوسری بات یہ کہ جب بندہ بولتا ہے اور اس کے منہ سے جو خوشبو نکلتی ہے اللہ تعالیٰ کو وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس شخص کے لیے دن رات مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، چوتھی بات یہ کہ اللہ عز وجل جنت کو حکم فرماتا ہے اور اسے کہتا ہے میرے بندوں کے لیے تیار ہو جا اور زینت اختیار کر لے قریب ہے کہ وہ دنیا سے تھک ہار کر میرے گھر اور کرامت میں سکون حاصل کرے گا، پانچویں بات یہ کہ رمضان المبارک کی آخری رات کو اللہ تعالیٰ سب بندوں کو بخش دیتا ہے، ایک آدمی نے کہا کیا یہ لیلۃ القدر ہے فرمایا نہیں کیا تم مزدوروں کو کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتے کہ جب وہ اپنی مزدوری سے فارغ ہوتے ہیں تو انہیں ان کی مزدوری دی جاتی ہے۔ [1]

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پانچ چیزوں کا نام ہے،اول اللہ تعالیٰ کا ایک ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے رسول ہونے کی گواہی دینا،دوسرے پانچ وقت نماز ادا کرنا، تیسرے اگر مال و دولت ہو تو اس میں سے زکواۃ ادا کرنا،چوتھے ماہ رمضان کے روزے رکھنا،اور پانچویں اگر مال ہو تو زندگی میں کم از کم ایک بار حج بیت اللہ کرنا۔ [2]

اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دے وہ ان پانچوں چیزوں کا چھوڑنے والا ہے اور اس کا اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللهُ لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلا شرعی عذر رمضان کا روزہ چھوڑنے والا اس ماہ کا ایک روزہ بھی بلا اجازت شرع ترک

---

[1] الترغیب والترہیب للمنذری۱۴۷۷،شعیب الایمان۳۳۳۱،فضائل الاوقات للبیہقی۳۶

[2] جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ۲۶۰۹

کر دے اور پھر ساری زندگی روزے رکھتا رہے تب بھی اس گناہ کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ [1]

حکم الألباني: ضعيف

○ جو شخص اس مبارک مہینے میں بھی اللہ کو راضی نہ کرے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔

○ جو شخص وقت سے پہلے جان بوجھ کر روزہ کھول دے اس کو جہنم میں معلق لٹکا دیا جائے گا اور بار بار اس کی باچھیں چیری جائیں گی، جن سے خون رستا رہے گا اور وہ کتے کی طرح چیخے گا۔

أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا لِي: اصْعَدْ فَقُلْتُ:إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ:مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟قَالُوا: هَذَا عَوَى أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ: قُلْتُ:مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے ایک مرتبہ میں سو رہا تھا میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے میرے بازو سے پکڑا اور وہ دونوں مجھے ایک مشکل پہاڑ کے پاس لے آئے اور انہوں نے کہا کہ اس پر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا، انہوں نے کہا ہم اس کو آپ کے لیے آسان کر دیتے ہیں تو میں اس پر چڑھ گیا حتی کہ جب پہاڑ کے درمیان میں تھا تو میں نے خوفناک آوازیں سنیں تو میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آگ والوں کی چیخ وپکار اور واویلہ ہے، پھر مجھے ایک جگہ کے جایا گیا تو میں نے وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا کو الٹے لٹکائے گئے تھے، ان کی باچھیں (منہ کی دونوں اطراف) پھاڑی ہوئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کے وقت سے پہلے ہی کھول دیتے تھے۔ [2]

یہ سزا تو ان لوگوں کی ہے جو روزہ رکھنے کی باوجود اسے پورا نہیں کرتے تو ان لوگوں کی سزا کتنی سنگین ترین ہو گی جو روزہ سرے سے رکھتے ہی نہیں۔

○ قرآن مجید کا رمضان المبارک سے گہرا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ... [3]

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ التَّغْلِيظِ فِي مَنْ أَفْطَرَ عَمْدًا ۲۳۹۶،مسنداحمد۹۹۰۸،سنن الدارمی۱۷۵۶

[2] مستدرک حاکم۱۵۶۸،السنن الکبری للنسائی۳۲۷۳،صحیح ابن خزیمۃ۱۹۸۶،صحیح ابن حبان۷۴۹۱،فضائل الاوقات للبیہقی۱۴۰

[3] البقرۃ۱۸۵

إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ①

ترجمہ:(یقیناً) ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: نُزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً مِنَ السَّمَاءِ الْعُلْيَا، إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثم نزل مفصّلاً

سعید بن جبیر سے مروی ہے قرآن کریم اس مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات میں ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت سے حسب ضرورت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ ②

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:نُزِّلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَكَانَ إِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يُحْدِثَ مِنْهُ شَيْئًا أَحْدَثَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قرآن کریم اس مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات میں ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت سے حسب ضرورت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ ③

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:نَزَلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَنَزَلَ بَعْدُ فِي عِشْرِينَ سَنَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قرآن کریم اس مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات میں ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر تئیس سال تک اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت سے حسب ضرورت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ ④

○ رمضان المبارک کی آمد ہوتے ہی روئے زمین سے شر میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو رمضان کی اول رات سے جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور سرکش جن اور گمراہ کن شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ ⑤

اور جس قدر وہ غیر رمضان میں فساد برپا کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں نہیں کر پاتے، یہی وجہ ہے کہ لوگ نیکی وخیرات، تلاوت قرآن مجید، ذکر باری تعالیٰ، انفاق فی سبیل اللہ، قیام اللیل اور دیگر نیک اعمال میں بکثرت حصہ لیتے ہیں۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ،

① القدرا

② التفسير من سنن سعيد بن منصور ۲۹۳،۷۹،۲

③ السنن الكبرى للنسائي ۷۹۳۶

④ الایمان لابن منده ۷۰۳،مستدرک حاکم ۳۳۹۰،مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۱۸۷

⑤ صحيح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ۳۲۷۷، وکتاب الصيام بَابٌ: هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ، وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا ۱۸۹۹،صحیح مسلم کتاب الصيام بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۲۴۹۵،مسنداحمد ۷۷۸۰

وَمَرَدَةُ الجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ،وَنَادَى مُنَادٍ:يَا بَاغِيَ الخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِوَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور شریر جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے،اس مہینے میں جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ان میں سے ایک بھی نہیں کھلتا اور جنت اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور آخر تک ایک بھی بند نہیں ہوتا،اور آواز لگانے والا آواز دیتا ہے اے خیر و بھلائی کے طالب آگے بڑھو اور اے برائی کے طالب رک جاو اور اللہ کے لئے کچھ لوگ آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ (آزادی کا عمل) ہر رات ہوتا رہتا ہے۔[1]

○عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ ،يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں قیامت کے روز روزہ دار لوگ جنت میں اس دروازہ سے جائیں گے،ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا،پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟وہ اٹھ کھڑے ہوں گے جب وہ جاچکیں گے تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی اس میں نہ جاسکے گا۔[2]

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ. قَالَ: يُقَالُ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ هَلُمُّوا إِلَى الرَّيَّانِ، فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ ذَلِكَ الْبَابُ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں،قیامت کے روز اس دروازہ سے پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں،وہ اس دروازہ پر جمع ہو جائیں گے اور جب آخری شخص بھی اس میں داخل ہو جائے گا تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔[3]

○ روزہ دار کو اللہ تعالیٰ باب الریان سے جنت میں داخل کرے گا اور اس کو ان گنت نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس سے خوش ہو کر ملے گا۔

○ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الفِتْنَةِ، قُلْتُ أَنَا كَمَا قَالَهُ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيءٌ، قُلْتُ:فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلاَةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ، وَالأَمْرُ وَالنَّهْيُ ،قَالَ: لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ، وَلَكِنِ الفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ البَحْرُ،قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟قَالَ: يُكْسَرُقَالَ: إِذًا لاَ يُغْلَقَ أَبَدًا

[1] جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۶۸۲،سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ ۱۶۴۲،مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم الفصل الثانی ۱۹۶۰

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ ۱۸۹۶ ،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ ۲۷۱۰

[3] مسند احمد ۲۲۸۱۸

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے کہا تم میں سے کون ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنوں کے بارے میں حدیث زیادہ یاد ہے، میں نے کہا مجھے اچھی طرح یاد ہے، کہا تو بہت جرأت مند ہے اور وہ حدیث کیسی ہے، میں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کے گھر والوں اور اس کے مال اور اس کی جان اور اولاد اور پڑوسی میں فتنہ ہے اور ان کا کفارہ روزے نماز صدقہ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا ہیں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کا ارادہ نہیں کیا بلکہ میرا ارادہ وہ فتنے ہیں جو سمندر کی موجوں کی طرح آئیں گے، میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس سے کیا غرض ہے بے شک آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس دروازے کو توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا، میں نے کہ نہیں بلکہ اسے توڑا جائے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر کبھی بند نہ کیا جا سکے گا۔ [۱]

○ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يَزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ ارشاد فرمایا یہ مہینہ ہمدردی، غمخواری اور مواساۃ کا ہے اس مہینے میں عبادت گزار مومن کی روزی میں برکت دی جاتی ہے۔ [۲]

○ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے ہیں، درمیان کے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے آزادی حاصل کرنے کے ہیں۔ [۳]

قال الأعظمي: إسناده ضعيف علي بن زيد بن جدعان ضعيف

عظمی کہتے ہیں اس روایت کی سند ضعیف ہے اس روایت میں راوی علی بن زید جدعان ضعیف ہے۔

○ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

○ یہ مہینہ گناہوں کی معافی اور دعاؤں کی قبولیت کا ہے۔

○ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْجَنَّةَ لَتُنَجَّدُ

---

[۱] مسند احمد ۲۳۴۱۲، صحيح بخاری كتاب الصوم بَابٌ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ ۱۸۹۵، وكتاب مواقيت الصلاة بَابٌ الصَّلاَةُ كَفَّارَةٌ ۵۲۵، صحيح مسلم كتاب الايمان كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ ۷۲۶۸، وكِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ، وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ ۳۶۹

[۲] صحيح ابن خزيمة ۱۸۸۷، شعب الايمان ۳۳۳۶، أمالي المحاملي رواية ابن يحيى البيع ۲۹۳

[۳] صحيح ابن خزيمة ۱۸۸۷، شعب الايمان ۳۳۳۶

وَتُزَخْرَفُ مِنَ الْحَوْلِ إِلَى الْحَوْلِ لِدُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَإِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يُقَالُ لَهَا الْمُثِيرَةُ، تُصَفِّقُ وَرَقَ أَشْجَارِ الْجَنَّةِ وَحِلَقَ الْمَصَارِيعِ، فَيُسْمَعُ لِذَلِكَ طَنِينٌ لَمْ يَسْمَعِ السَّامِعُونَ أَحْسَنَ مِنْهُ، وَتَجِيءُ الْحُورُ الْعِينُ حَتَّى تَقِفَ بَيْنَ يَدَيْ شُرَفِ الْجَنَّةِ، فَيُنَادِينَ: هَلْ مِنْ خَاطِبٍ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيُزَوِّجَهُ؟ ثُمَّ يَقُلْنَ: يَا رِضْوَانُ، مَا هَذِهِ اللَّيْلَةُ؟ فَيُجِيبُهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا خَيْرَاتٌ حِسَانٌ، هَذِهِ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رمضان المبارک کے لئے جنت سال بھر سنواری جاتی ہے اور رمضان کے اول رات ایک لطیف ہوا عرش سے چلتی ہے جسے مشیرہ کہتے ہیں جو جنتی درختوں کے پتوں وغیرہ کو لگتی ہوئی گزر جاتی ہے جن سے ایک نہایت سریلی آواز پیدا ہوتی ہے،اس وقت حوریں ندا کرتی ہیں کہ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہماری خواہشگاری کرے؟ پھر آواز لگاتی ہیں اے رضوان! یہ رات کیا ہے؟ تو تلبیہ کو صورت میں انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ اے خوب سیرت وخوب صورت یہ رمضان کی پہلی رات ہے۔

فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ لِلصَّائِمِينَ مِنْ أُمَّةِ أَحْمَدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا رِضْوَانُ، افْتَحْ بَابَ الْجِنَانِ، يَا مَالِكُ، أَغْلِقْ أَبْوَابَ النَّارِ عَنِ الصَّائِمِينَ مِنْ أُمَّةِ أَحْمَدَ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ، يَا جِبْرِيلُ اهْبِطْ إِلَى الْأَرْضِ فَصَفِّدْ مَرَدَةَ الشَّيَاطِينِ وَغُلَّهُمْ بِالْأَغْلَالِ، ثُمَّ اقْذِفْ بِهِمْ فِي لُجَجِ الْبِحَارِ حَتَّى لَا يُفْسِدُوا عَلَى أُمَّةِ حَبِيبِي صِيَامَهُمْ، قَالَ: وَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَلَاثَ مِرَارٍ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ؟هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَأَتُوبَ عَلَيْهِ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ؟ مَنْ يُقْرِضِ الْمَلِيءَ غَيْرَ الْمُعْدِمِ، وَالْوَفِيَّ غَيْرَ الْمَظْلُومِ؟

محمدی امت کے روزے داروں کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے اے رضوان! جنتوں کے دروازے کھول دے،اے مالک! امت محمدیہ کے روزے داروں کے لیے جہنم کے دروازے بند کردے،اے جبرائیل سرکش شیاطین کو جکڑ اور پابند سلاسل کر کے سمندروں میں پھینک دو تاکہ میرے حبیب کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں،اور اللہ عزوجل رمضان کی ہر رات تین مرتبہ ندا لگاتا ہے کیا کوئی سائل ہے جس کو میں عطا کروں؟ کوئی تائب ہے جس کی توبہ قبول کروں؟ کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کے گناہوں سے درگزر فرماؤں؟ کوئی ہے جو ایسے اللہ کو قرض دے جو نہ مفلس ہے نہ کم دینے والا؟ بلکہ پورا دینے والا اور ظلم نہ کرنے والا ہے۔[1]

○ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ غمخواری اور صبر کرنے کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔[2]

---

[1] اخبار مکة للفاکھی ۱۵۷۵

[2] صحیح ابن خزیمة۱۸۸۷،شعب الایمان۳۳۳۶

○ مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ کوئی نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَظَلَّكُمْ شَهْرُكُمْ هَذَا بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،مَا دَخَلَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهُ، وَلَا دَخَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ شَهْرٌ شَرٌّ لَهُمْ مِنْهُ بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! یہ ماہ مبارک تم پر سایہ ڈالنے والا ہے اس پاک ذات کی قسم جس کی میں قسم کھا سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر اس سے بہتر اور کوئی مہینہ نہیں آیا اور اسی قسم سے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ منافقوں پر اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں آیا۔[1]

○ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں دس لاکھ مسلمانوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے جو جہنم کے لائق ہوتے ہیں اور آخری رات پورے مہینے کی گنتی کے برابر۔

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَهُ شَهْرُ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ كُلَّهُ وَقَامَ مِنْهَا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ؛ كَتَبَ اللهُ تَعَالَى لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ بِغَيْرِ مَكَّةَ، وَكَتَبَ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ،وَكُلَّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ، وَكُلَّ يَوْمٍ حِمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكُلَّ يَوْمٍ حَسَنَةً، وَكُلَّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس ماہ مبارک کو مکہ میں گزارے اور اس کے روزوں کی بخوبی حفاظت کرے اور اپنی طاقت بھر قیام بھی کرتا ہے اس کو دوسری جگہ ایک لاکھ رمضان گزارنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور ہر دن اور ہر رات کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر دن میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سواری دینے اور ہر رات اور دن کے عوض نیکیاں ملتی ہیں۔[2]

○ رمضان کے دنوں میں نفلی اعمال وعبادات سے قرب الٰہی کا وہ درجہ ملتا ہے جو عام دنوں میں کسی فرض کی ادائیگی سے نہیں ملتا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کی راتوں کا قیام نفلی رکھا ہے، اس میں نفلی کام کرنے والا اور دنوں کے فرض بجالانے والے جیسا ہے۔[3]

○ جو شخص رمضان میں ایک فرض ادا کرتا ہے اسے ستر فرضوں کے برابر اجر وثواب دیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة۸۸۷۶،مسنداحمد۸۸۷۰،صحیح ابن خزیمة۱۸۸۴،السنن الکبری للبیھقی ۸۵۰۲

[2] اخبار مکة للفاکھی ۱۵۷۴

[3] صحیح ابن خزیمة۱۸۸۷،شعب الایمان۳۳۳۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس میں فرض ادا کرنے والے کو اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔[۱]

○ ابْنَ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ،قَالَ:فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے کہا تمہیں ہمارے ساتھ حج پر جانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ تو اس عورت نے کہا کہ ہمارے پاس صرف دو اونٹ ہیں ایک پر میرا شوہر اور بیٹا حج پر گئے ہیں اور ہمارے پاس باقی ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی وغیرہ لاد کر لاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے کہا جب رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان المبارک کا عمرہ حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔[۲]

○ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَاكِرُ اللهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ، وَسَائِلُ اللهِ فِيهِ لَا يَخِيبُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔[۳]

○ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

عطائ بن ابو صالح کہتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک وعنبر، کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے (یہ بو مخلوق کے ہاں ناگوار لیکن خالق حقیقی کے ہاں بہت محبوب ہے)۔[۴]

○ روزہ دار کے لئے فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ہر روز اس کے لئے جنت کی نعمتیں بڑھتی رہتی ہیں۔

○ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ،

[۱] صحیح ابن خزیمۃ۱۸۸۷،شعب الایمان۳۳۳۶
[۲] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ۳۰۳۸
[۳] المعجم الاوسط۶۱۷۰
[۴] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ۱۹۰۴

فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کے ہر عمل کا بدلہ ہے، مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں اور روزہ جہنم کے عذابوں کی ڈھال ہے، پس روزہ دار کو چاہیے کہ فحش بات نہ کہے اور جہالت کی بات (مثلاً مذاق، جھوٹ، چیخنا چلانا، شور وغل مچانا وغیرہ) بھی نہ کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اسے چاہئے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (۱)

○ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری حقیقی خوشی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت جب اعمال حسنہ کی پوری پوری جزاء ملنے سے ہوگی، جس دن دوسری چیز کام نہیں آئے گی۔ (۲)

○ ہر ہر روزہ کے عوض اللہ تعالیٰ روزہ دار کو حور وقصور اور غلمان اور درجات جنت وغیرہ وغیرہ طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

○ روزہ تندرستی کا سبب اور جسم کی زکواۃ اور آدھا صبر ہے۔

عَن أَبِي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لكل شَيْء زَكَاة وَزَكَاة الْجَسَد الصَّوْم وَالصِّيَام نصف الصَّبْر

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شئے کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ ادھا صبر ہے۔ (۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے، اس روایت کی سند میں موسی بن عبید اللہ الزبیری ہے جو ضعیف ہے۔

○ روزہ گناہوں سے مغفرت وکفارہ کا سبب ہے، پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان والے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ ۱۹۰۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ ۱۹۰۴

(۳) الترغیب والترھیب للمنذری ۱۴۵۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابٌ فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ ۱۷۴۵

(۴) مسنداحمد ۹۱۹۷، صحیح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانِ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہوا سکے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔[1]

○ روزے دار اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ آسمان وزمین سے بھی زیادہ دوری ڈال دیتا ہے۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَوْمًا فَرْضًا بَاعَدَهُ اللهُ مِنْ جَهَنَّمَ، كَمَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَبَيْنَ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ

عتبہ بن عبد سلمی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا فرض روزہ رکھا اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر دور کر دیتا ہے۔[2]

○ گرمیوں میں روزہ کی پیاس برداشت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پیاس سے بچائے گا، صائم کے ہونٹوں کی خشکی کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی کو قیامت کے دن منور کر دے گا۔

○ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ فَيَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ، إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں اللہ تعالیٰ سے روزے دار اور تلاوت قرآن کرنے والے کی سفارش اور شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن بھر کھانے پینے اور شہوات سے منع رکھا اس کی بخشش فرما دے اور قرآن کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے راتوں کی نیند سے منع رکھا اس کی بخشش فرما دے، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔[3]

○ روزہ قیامت کے روز اور قبر میں روزہ دار کی شفاعت کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ

بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ ۵۵۲

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً ۱۹۰۱، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، وَهُوَ التَّرَاوِيحُ ۱۷۸۱، مسنداحمد ۹۴۴۵، سنن الدارمی ۱۸۱۷

[2] الجهاد لابن أبي عاصم ۱۷۲

[3] شعب الایمان ۱۸۳۹، الزهد والرقائق لابن المبارك ۲/۱۱۴، مسنداحمد ۶۶۲۶، مستدرک حاکم ۲۰۳۶

عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا، كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِينِهِ، وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهِ، وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَمِينِهِ، فَيَقُولُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ، فَتَقُولُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَتَقُولُ فَعَلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو وہ واپس پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے اگر مرنے والا مومن ہو تو اس کی نماز اس کے سر کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے، اور روزہ اس کے دائیں جانب آجاتا ہے اور زکوۃ اس کے بائیں جانب آجاتی ہے جبکہ دیگر نیکی کے کام صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ کی ہوئی نیکیاں اور دیگر احسان اس کے پاؤں کے پاس ہوتے ہیں، عذاب کا فرشتہ سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہتا ہے تو روزہ کہتا ہے میری طرف سے بھی کوئی راستہ نہیں، پھر وہ بائیں جانب سے آنا چاہتا ہے تو زکوۃ رکاوٹ بن جاتی ہے، پھر پاؤں کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو دیگر نیک اعمال (مثلاً) صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ کی ہوئی نیکیاں اور احسانات رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ [1]

○ روزہ شہوات کا عارضی طور پر کچل دیتا ہے۔

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَيْسَ لَنَا شَيْءٌ،يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم جس زمانہ میں جوان تھے اور ہم کو کچھ میسر نہ تھا تو ہم سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کے اسباب کی طاقت رکھتا ہو اسے ضرور شادی کرنی چاہیے بیشک یہ اس کی نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضامن ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو توڑنے والا ہے۔ [2]

○ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

لہذا روزہ دار کو اس وقت دین و دنیا کی بہتری کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں، اور اس وقت اللہ تعالیٰ ہر روز ساٹھ ہزار آدمیوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے مگر ناواقف مسلمان اس مبارک وقت کو بیکار کھو دیتے ہیں، بھائیو! اس وقت کی قدر کریں اور اسے یونہی نہ کھو دیں بلکہ اس وقت

[1] صحیح ابن حبان ۳۱۱۳، المعجم الاوسط للطبرانی ۲۶۳۰، مستدرک حاکم ۱۴۰۳، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۶۷

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ ۵۰۶۶، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ ۳۳۹۸ ،مسند احمد ۳۵۹۲، المعجم الاوسط للطبرانی ۱۷۸۴

دعااور ذکر اللہ میں مشغول رہا کریں،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس وقت یہ دعا پڑھنی مروی ہے

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ إِذَا أَفْطَرَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں افطار کے وقت میں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ''اے اللہ! میں تجھ سے باوسیلہ تیری رحمت کے جس نے تمام چیزوں کو گھیر رکھا ہے اپنے کل گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں۔''[۱]

حکم الألباني :ضعيف

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے،اور سب سے بڑھ کر اس مہینے میں آندھی سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں خیر و بھلائی کے معاملہ میں بہت سخی تھے اور خصوصاً رمضان میں تو بہت سخاوت کرتے تھے (فقراء و غرباء اور رتیاء وغیرہ کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ سخاوت مجاہدین کے لئے کی جاتی، قیدیوں کو آزاد کر دیا کرتے تھے اور کسی سائل کو محروم نہ پھیرتے،اور بکثرت تلاوت قرآن اور نوافل اور احسان اور ذکر اللہ کیا کرتے تھے) رمضان کی ہر شب میں جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے چنانچہ جبرائیل سے ملاقات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ہوا کے جھونکوں سے بھی بڑھ جاتی تھی۔[۲]

○ روزے دار کے روبرو کھانا تناول کیے جانے کے وقت فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

أُمِّ عُمَارَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، قَالَ: وَثَابَ إِلَيْهَا رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهَا، قَالَ: فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِمْ تَمْرًا، فَأَكَلُوا، فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَأْنُهُ؟ فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهُ مَا مِنْ صَائِمٍ يَأْكُلُ عِنْدَهُ مَفَاطِيرُ، إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَقُومُوا

ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تو ان کی قوم کے کئی اشخاص بھی ان کے گھر جمع ہو گئے،میں نے سب کے

---

[۱] سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابٌ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ۱۷۵۳

[۲] صحيح بخاری كتاب بَدْءِ الوَحْيِ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۶،وكِتَابُ الصَّوْمِ بَابٌ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ۱۹۰۲،وكِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ۳۲۲۰،صحيح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۶۰۰۹

لیے کھجوریں پیش کیں سب نے انہیں تناول کیا لیکن ان میں سے ایک شخص الگ ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا کیا ماجرا ہے؟ اس شخص نے عرض کی میں روزے سے ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سنو، یقیناً کوئی روزے دار ایسا نہیں کہ روزے کے بغیر لوگ اس کے روبرو کھائیں مگر فرشتے تب تک اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ کھانے والے وہاں سے اٹھ نہ جائیں۔ (۱)

أُمُّ عُمَارَةَ بِنْتُ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ لَهَا: كُلِي، فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَى الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا

ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے میں نے مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی کھاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں روزے سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا جب روزے دار کے سامنے کھایا جائے تو یقیناً فرشتے اس پر ان کھانے والوں کے کھانے سے فراغت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ (۲)

○ اگر مسلمان رمضان کی بزرگیاں بخوبی معلوم کر لیں تو سارا سال رمضان ہونے کی تمنا کریں۔

الغرض رمضان المبارک کا مہینہ بڑا ہی برکتی مہینہ ہے، اور اس بابرکت مہینے کے تمام دنوں میں روزہ دار کو چاہیے کہ وہ تمام امور زندگی میں دین اسلام کو پیش نظر رکھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے بال بال بچے، قول و عمل میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالی گلوچ، لوگوں پر زیادتی، خیانت، دھوکا بازی، ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنا، فہم و بصیرت کے ہوتے ہوئے قول و عمل میں جہالت سے کام لینا وغیرہ رذائل سے اجتناب کرے وگرنہ اللہ کو روزہ دار کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ وَالجَهْلَ ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قول و عمل میں جھوٹ، جہالت کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (۳)

اور خاص طور پر آخری طاق رات دنوں میں ذوق و شوق سے قیام کرنا اور صدقہ خیرات کی کثرت کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک کے غزوات و سرایا

○ سترہ رمضان المبارک دو ہجری غزوہ بدر الکبریٰ

○ رمضان المبارک دو ہجری سریہ عمیر بن عدی

○ رمضان المبارک چھ ہجری سریہ عبد اللہ بن عتیک

○ رمضان المبارک سات ہجری سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی

○ رمضان المبارک آٹھ ہجری سریہ ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ

○ بیس رمضان المبارک آٹھ ہجری فتح مکہ

○ رمضان آٹھ ہجری سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

○ دس رمضان ۹۳ ہجری فتح سندھ، یوم باب الاسلام

(۱) مسند احمد ۲۷۰۵۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابٌ فِي الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ ۱۷۴۸

(۲) مسند احمد ۲۷۰۷۴، صحیح ابن حبان ۳۴۳۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ ۷۸۵

(۳) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۶۰۵۷

○رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ روزہ رکھنے والے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور آپ ﷺ افطار کرتے تو ہم کہتے کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے مہینہ کے علاوہ کسی اور مہینہ میں پورا مہینہ روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ ﷺ کو شعبان کے مہینہ کے علاوہ کسی اور مہینہ میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔ [1]

○ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو اس کثرت سے روزے رکھتے ہوئے دیکھتے تو ان کی بھی خواہش ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنا وقت عبادت میں بسر کریں۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ،فَقَالَ لِي :أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟فَقُلْتُ: بَلَى، يَا نَبِيَّ اللهِ، وَلَمْ أُرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ،قَالَ:فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ ،فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب (ساری رات) قرآن پڑھتا تھا اور کہا نبی کریم ﷺ کے سامنے میرا ذکر ہوا یا آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا،غرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،اور آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے نبی ﷺ! اور میرا اس سے سوائے خیر کے اور کوئی مقصد نہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے یہی کافی ہے کہ تو ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھ لیا کر،میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں،آپ ﷺ نے فرمایا تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے،

فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ، قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ؟قَالَ:كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، قَالَ: وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ ، وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ، وَاسْتِحْبَابِ أَنْ لَا يُخْلِيَ شَهْرًا عَنْ صَوْمٍ٢٧٢١

اس لئے تم داود علیہ السلام کا روزہ اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور سب لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے، انہوں نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! داود علیہ السلام کے روزے کس طرح تھے ؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ہر مہینے ایک قرآن مجید ختم کیا کر، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں تو اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیس دنوں میں ایک قرآن مجید پڑھ لیا کر، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں تو اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس دن میں ایک قرآن مجید پڑلیا کر، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں تو اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو سات دن میں ایک قرآن مجید پڑھ لیا کر اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈال (اس لیے کہ اس سے کم میں تدبر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں)

فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ: فَشَدَّدْتُ، فَشُدِّدَ عَلَيَّ،قَالَ: وَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ،قَالَ:فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیونکہ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے، عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سختی کی پھر مجھ پر سختی کی گئی، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نہیں جانتا شاید کہ تیری عمر لمبی ہو (تو اتنا بار تم پر گراں ہوگا اور امور دین میں خلل آئے گا) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں اس عمر تک پہنچ گیا جس کی نبی کریم ﷺ نے مجھ سے نشاندہی فرمائی تھی اور جب میں بوڑھا ہو گیا تو میں یہ چاہنے لگا کہ کاش کہ رسول اللہ ﷺ کی دی گئی رخصت میں قبول کر لیتا۔ [1]

○ مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةُ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ يَصُومُ، قَالَتْ:مَا كَانَ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ

معاذہ عدویہ سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دنوں کے روزے رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں! تو میں نے عرض کیا کہ کونسے مہینے کے روزے رکھتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دنوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے، مہینے کے جن دنوں میں سے چاہتے روزے رکھ لیتے تھے۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ، وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ، وَإِفْطَارِ يَوْمٍ۲۷۲۹ ،صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ۱۹۷۵، ۱۹۷۴،وکتاب الادب بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ۶۱۳۴،وکتاب النکاح بَابٌ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ۵۱۹۹

[2] صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ۲۷۴۴

عبداللہ بن ابی کی نفرت و دشمنی

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍقَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي المَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ المُسْلِمِينَ وَالمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَاليَهُودِ وَالمُسْلِمِينَ وَفِي المَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم گدھے کی پالان پر فدک کی چادر ڈال کر اس پر سوار ہوئے اور اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کو اپنے پیچھے سوار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، یہ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبداللہ بن ابی کے ظاہری اسلام لانے سے بھی پہلے کا قصہ ہے، اس مجلس میں مسلمان، مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی سب ہی طرح کے لوگ تھے انہیں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

فَلَمَّا غَشِيَتِ المَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لاَ تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا،فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ القُرْآنَ،فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا المَرْءُ إِنَّهُ لاَ أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ، إِنْ كَانَ حَقًّا فَلاَ تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ،قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ،فَاسْتَبَّ المُسْلِمُونَ وَالمُشْرِكُونَ وَاليَهُودُ، حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا

سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک کو ڈھانک لیا اور بطور تحقیر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاو، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا پھر آپ سواری سے اتر گئے اور اہل مجلس کو دعوت اسلام پیش کی اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں، اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا ہے اس سے عمدہ کوئی کلام نہیں ہوسکتا اگرچہ یہ کلام بہت اچھا ہے پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ پہنچایا کریں، اپنے گھر بیٹھیں، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کریں، (یہ سن کر) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہماری مجلسوں میں ضرور تشریف لایا کریں ہم اسی کو پسند کرتے ہیں، اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہود آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ فساد اور لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی لیکن آپ نے انہیں خاموش اور ٹھنڈا کر دیا اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے،

ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ،قَالَ: كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ

اللهِ، اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ،فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ البُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالعِصَابَةِ،فَلَمَّا أَبَى اللهُ ذَلِكَ بِالحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللهُ شَرِقَ بِذَلِكَ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ

پھر نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، نبی کریم ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ! تم نے سنا ابو حباب کیا کہہ رہا تھا؟ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا، اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں، سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس کو معاف فرما دیں اور اس سے درگزر فرمائیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، (آپ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے) اس شہر کے لوگ اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس کو تاج پہنا دیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا فرمایا ہے ختم کر دیا تو اس پر بگڑ گیا یہ جو کچھ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے

فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ المُشْرِكِينَ، وَأَهْلِ الكِتَابِ، كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الأَذَى،قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا﴾ [1] الآيَةَ،وَقَالَ اللَّهُ: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ [2] إِلَى آخِرِ الآيَةِ،

رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کیا کرتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”مسلمانو! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آ کر رہیں گی، اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔“ نیز فرمایا ”اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے، اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے، مطمئن رہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ میں سختی کی اجازت فرمائی۔ [3]

---

[1] آل عمران: 186

[2] البقرة: 109

[3] صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ عِيَادَةِ المَرِيضِ، رَاكِبًا وَمَاشِيًا، وَرِدْفًا عَلَى الحِمَارِ ٥٦٦٣، وكتاب الادب بَابُ كُنْيَةِ المُشْرِكِ ٦٢٠٧، وكتاب التفسيرسوره آل عمرانبَابُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا عن اسامه ٤٥٦٦، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابٌ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللهِ، وَصَبْرِهِ عَلَى أَذَى الْمُنَافِقِينَ ٤٦٥٩

حارث رضی اللہ عنہ بن سراقہ انصاری کی تمنا شہادت:

عن أَنَسٍ، قَالَ:بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذِ اسْتَقْبَلَهُ شَابٌّ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا بِاللهِ حَقًّا قَالَ: انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ؟ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْلٍ حَقِيقَةً، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَزَفَتْ نَفْسِي عن الدُّنْيَا فَأَسْهَرْتُ لَيْلِي وَأَظْمَأْتُ نَهَارِي وَكَأَنِّي بِعَرْشِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بَارِزًا،وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِيهِ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَعَاوَنَ فِيهَا، قَالَ: الْزَمْ، عَبْدٌ نَوَّرَ اللهُ الإِيمَانَ فِي قَلْبِهِ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ الله لِي بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر سے کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جارہا تھا کہ راستے میں اپنے خیال میں مگن انصار کا ایک نوجوان ملا، سعادت مند نوجوان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے ادب سے سلام کیا اور وہیں کھڑے ہوگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خندہ پیشانی سے ان کے سلام کا جواب دیا اور پھر شفقت آمیز پیرائے میں اس سے پوچھا اے حارث! تمہارے شب و روز کیسے گزر رہے ہیں؟ حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کی توفیق سے حق کے ساتھ رات دن گزر رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو تم کیا بول رہے ہو؟ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے، حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، دنیا کی طرف چنداں رغبت نہیں رہی، رات یاد الٰہی میں گزارتا ہوں اور دن بھر روزے سے رہتا ہوں عین اس وقت یہ حالت ہے کہ خود کو عرش کی طرف پرواز کرتے محسوس کر رہا ہوں، جنت اور دوزخ مجھے اپنے سامنے نظر آرہے ہیں اور میں لوگوں کو گروہ در گروہ ان میں داخل ہوتے دیکھ رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کے دل کو روشن کر دیتا ہے وہ پھر اللہ سے جدا نہیں ہوتا، حارث رضی اللہ عنہ کا چہرہ جو پہلے ہی نور سعادت سے درخشاں تھا سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر اور بھی چمک اٹھا اور انہوں نے بے ساختہ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دست مبارک اٹھائے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ الٰہی! اس نوجوان کی آرزو کو پورا کر دے، چنانچہ غزوہ بدر میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے [1]

غزوہ بدر

ویسے تو بیت کبریٰ سے ہی مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان کشیدگی پیدا ہو چکی تھی مگر مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت کے بعد یہ کشیدگی باقاعدہ حالت جنگ میں بدل گئی، مشرکین مکہ نے اپنے موروثی رسم و رواج اور عقائد باطلہ کی سربلندی، اپنی سیادت و قیادت کو ہاتھوں سے نکل جانے کے خوف اور قبائلی عصبیت کی بنا پر اللہ وحدہ لاشریک کے نام لیواؤں کو ختم کرنے کے لئے آٹھ سال تک جنگ کا بازار خوب گرم رکھا، ان معرکوں میں سب سے ابتدائی اور اہم معرکہ غزوہ بدر تھا۔

اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے قریش مکہ نے ابوسفیان کی سالاری میں اپنا زیادہ سے زیادہ سرمایہ شام کی

---

[1] اسد الغابة ۶۵۰/۱

تجارت میں لگادیا تھا، سونے پہ سہاگہ سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ میں عمرو بن الحضری کے قتل سے ان کی غیض وغضب کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی جس کا بدلہ اور انتقام لینا ان کے لئے از حد ضروری تھا، وہ اس مقصد کو ہر قیمت پر حاصل کر لینا چاہتے تھے تا کہ قریش اور ان کے حلیفوں کی اس واقعہ سے جو ہوا خیزی ہوئی ہے اس کا داغ مٹ جائے اور ان کی دھاک اور ساکھ مسلمانوں پر پھر سے قائم ہو جائے، چونکہ قریش کی تجارتی راستے جو مکہ مکرمہ سے شام کو جاتے تھے اب صرف مسلمانوں کے رحم وکرم پر رہ گئے تھے اس لئے قریش کی تجارت کساد بازاری کا شکار ہوگئی تھی اور ان کا اقتصادی مرکز متزلزل ہو گیا تھا، ساتھ ہی ساتھ دوسرا المیہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کے نفوذ اور قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا، دوسرے معنی میں اس صورت حال کا نتیجہ یہ تھا کہ عربوں پر صرف قریش ہی کی سیادت قائم نہیں رہ گئی تھی، ان عوامل نے قریش کو اضطراب میں مبتلا کر رکھا تھا اور وہ تاک میں تھے کہ جیسے ہی موقعہ ملے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کے نئے دین پر ایسی کاری ضرب لگائیں کہ وہ پھر سر اٹھانے کی جرات نہ کر سکیں حالانکہ جب مسلمان مکہ معظّمہ میں ان کے رحم وکرم پر تھے اس وقت ہر طرح کے ظلم وستم کے باوجود نہ تو یہ مسلمانوں کو ختم کر سکے تھے اور نہ ہی دین حق کا کچھ بگاڑ سکے تھے، اور اب جبکہ مسلمانوں کی طاقت بڑھ چکی تھی، ان کو ایک مرکز میسر ہو گیا تھا ان کو مٹانے کا خواب دیکھتے رہتے تھے، اس کے برخلاف مسلمانوں کو ایک طاقتوار اور بااثر دشمن سے مقابلہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا کیونکہ پہلے تو مسلمانوں نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز پر لبیک کہی تھی جس سے ہجرت کے ساتھ ہی بہت سارے پیچیدہ مسائل پیدا ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کو عارضی طور پر مواخات کے ذریعہ سے حل فرما دیا تھا مگر مدینہ منورہ میں مار آستین منافقین بھی موجود تھے، ان فتنہ پروروں میں میں اتنی ہمت تو نہ تھی کہ کھل کر میدان میں آسکیں لیکن مسلمانوں کے خلاف سرد جنگ میں عبداللہ بن ابی کے ساتھ مل کر پوری مستعدی کے ساتھ اپنی شرانگیزیوں میں مصروف ومنہمک تھے، اس کے ساتھ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطی تدابیر کے طور پر مختلف قبائل سے معاہدے بھی کیے، قریش مجاہدین کے دیکھ بھال کے دستوں کی وجہ سے ابھی تک اپنی تمناؤں میں کامیاب نہیں ہو پا رہے تھے، مگر یہ ساری کاروائی دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اس لئے مسلمانوں کو سب سے آسان صورت یہ نظر آتی تھی کہ ابوسفیان کے قافلہ کو جس کی کامیاب واپسی میں مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا سامان تھا مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔

جاسوسوں کو شام روانہ کرنا:

بَعَثَ طَلْحَةَ بْن عُبَيْد الله وَسَعِيدَ بْن زيد بن عمرو بن نفيل قبل خُرُوجِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ بِعَشْرِ لَيَالٍ يَتَحَسَّبَانِ خَبَرَ الْعِيرِ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری ایام میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ بن عمرو بن نفیل اور طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ التیمی کو مدینہ منورہ سے روانگی سے قبل ابوسفیان کے قافلے کی سراغ رسانی کے لئے شام روانہ فرمایا۔

تا کہ اس پر حملہ کر کے یا تو اسے منتشر کر دیا جائے یا اس کے ساز وسامان پر قبضہ کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے سے قبل ہی ان کی طاقت کا ایک

بڑا حصہ مفلوج کر دیا جائے۔

فَخَرَجَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَ السَّبْتِ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلَى رَأْسِ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ مُهَاجَرِهِ

ابن ہشام کے مطابق ان حضرات کو رمضان کے شروع میں اور ابن سعد کے مطابق رسول اللہ ﷺ ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع میں بارہ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے یہ روانگی طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن زید رضی اللہ عنہ کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی۔ کیونکہ آپ ﷺ بارہ رمضان کو روانہ ہوئے تھے اس لئے ان کی روانگی دو رمضان بنتی ہے

بَعَثَ بَسْبَسَ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيّ، حَلِيفَ بَنِي سَاعِدَةَ وَعَدِيّ بْنُ أَبِي الزَّغْبَاءِ الْجُهَنِيّ

ان دو حضرات کے بعد آپ ﷺ نے بسبس بن عمرو الجہنی جو بنو ساعدہ کا حلیف تھا اور عدی بن ابی الرغباء جو بنو النجار کے حلیف کو بھی سراغ رسانی کے لئے روانہ فرمایا۔ [1]

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: بَعَثَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُسْبَسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ

ان افراد کے علاوہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے (غزوہ بدر سے پہلے) بسبسہ کو بطور جاسوس روانہ فرمایا تھا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کس مرحلے میں ہے۔ [2]

ان کی تاریخ روانگی کا تذکرہ نہیں ملتا۔

ابوسفیان کو تعاقب کی اطلاع:

وَكَانَ بَلَغَ الْمُشْرِكِينَ بِالشَّأْمِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْصُدُ انْصِرَافَهُمْ

جب ابوسفیان کا قافلہ شام سے واپس مکہ معظّمہ آ رہا تھا مگر ابھی شام کی سرحد میں ہی تھا مشرکین مکہ کو شام میں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ان کی واپسی کی گھات میں ہیں۔ [3]

وَكَانَ أَبُو سُفْيَانَ حِينَ دَنَا مِنَ الْحِجَازِ يُتَحَسَّسُ الْأَخْبَارَ وَيَسْأَلُ مَنْ لَقِيَ مِنَ الرُّكْبَانِ تَخَوُّفًا عَلَى أَمْرِ النَّاسِ. حَتَّى أَصَابَ خَبَرًا مِنْ بَعْضِ الرُّكْبَانِ: أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ اسْتَنْفَرَ أَصْحَابَهُ لَكَ وَلِعِيرِكَ فَحَذِرَ عِنْدَ ذَلِكَ،فَاسْتَأْجَرَ ضَمْضَمَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ، بِعِشْرِينَ مِثْقَالًا وأمره أَنْ يَأْتِيَ قُرَيْشًا فَيَسْتَنْفِرَهُمْ إلَى أَمْوَالِهِمْ، وَيُخْبِرَهُمْ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ عَرَضَ لَهَا فِي أَصْحَابِهِ، فَخَرَجَ ضَمْضَمُ بْنُ عَمْرٍو سَرِيعًا إلَى مَكَّةَ

اور ابن سحاق کے مطابق جب ابوسفیان کا قافلہ حجاز کے قریب پہنچا تو وہ ہر ایک آتے جاتے سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت

[1] ابن سعد ۹؍۲

[2] سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي بَعْثِ الْعُيُونِ ۲۶۱۸

[3] ابن سعد ۹؍۲

کرنے لگا کیونکہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فکر لگا ہوا تھا چنانچہ قبیلہ بنی جذام کے کسی شخص نے ابوسفیان کو یہ خبر پہنچائی کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہیں روکنے کے لئے مدینہ سے نکلے تھے اور ذی العشیرہ میں ایک ماہ مقیم رہنے اور اطراف قبائل سے بھی معاہدات کے بعد واپس لوٹ گئے ہیں اب چونکہ تمہارے پاس بہت زیادہ مال ہے اس لئے امید ہے کہ تمہیں ضرور روکیں گے اس لئے تم اپنے قافلے کو بچانے کی فکر کرو، بہر حال خطرے کی اطلاع ملتے ہی ابوسفیان نے (سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق مدینہ منورہ پر جو جارحانہ کاروائی کی جارہی تھی اس کو عوام الناس کی نگاہوں میں مستحسن قرار دینے کے لئے عوامل پیدا کرنے کے لئے) فوراً (اندازاً آٹھارہ یا بیس شعبان کے درمیان) ایک تیز رفتار قاصد ضمضم بن عمرو الغفاری کو بیس مثقال سونا معاوضہ میں طے کر کے مکہ مکرمہ روانہ کر دیا تا کہ قریش کو خبر دے دے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ قافلہ کے لیے نکل چکے ہیں اور وہ فوراً اپنے قافلہ کی حفاظت اور حمایت کے واسطے روانہ ہوں، چنانچہ ضمضم بن عمرو فوراً نہایت سرعت کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا۔ [1]

کیونکہ ابوسفیان اب چوکنا ہو چکا تھا اس لئے قاصد کو مدد کے لئے روانہ کرنے اور دیگر ضروری امور سے فارغ ہو کر جب قافلہ نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا تو ابوسفیان اس بات کی سختی سے نگرانی کرتا رہا کہ کہیں مدینہ کے جاسوس اور مخبر اس کی ٹوہ میں نہ ہوں۔

مدنی جاسوسوں کی جدوجہد:

رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے شام روانہ ہو گئے،

فَبَلَغَا التَّجْبَارَ مِنْ أَرْضِ الْحَوْرَاءِ، فَنَزَلَا عَلَى كَشَدٍّ الْجُهَنِيِّ فَأَجَارَهُمَا وَأَنْزَلَهُمَا وَكَتَمَ عَلَيْهِمَا

اور شام کے علاقہ حوران میں مقام التجبار پر جہاں سے قافلہ کے واپسی کا امکان تھا ایک شخص کشد الجھنی کے پاس خفیہ طور پر مقیم ہو گئے، کشد الجھنی نے بھی پورا پورا تعاون کیا اور ان دونوں کی آمد کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ [2]

وَجَعَلَ أَهْلُ الْعِيرِ يَقُولُونَ: يَا كَشَدُ، هَلْ رَأَيْتَ أَحَدًا مِنْ عُيُونِ مُحَمَّدٍ؟فَيَقُولُ: أَعُوذُ بِاللهِ، وَأَنّى عُيُونُ مُحَمّدٍ بِالنَّخْبَارِ؟فَرَفَعَ طَلْحَةُ وَسَعِيدٌ عَلَى نَشْزٍ مِنْ الْأَرْضِ، فَنَظَرَا إلَى الْقَوْمِ، وَإِلَى مَا تَحْمِلُ الْعِيرُ ثُمَّ خَرَجَا وَخَرَجَ مَعَهُمَا كَشَدٌّ خَفِيرًا حَتَّى أَوْرَدَهُمَا ذَا الْمَرْوَةِ، وَسَاحَلَتِ الْعِيرُ وَأَسْرَعَتْ

اور جب قافلہ التجبار پہنچا تو اہل قافلہ نے بھی کشید سے بھی پوچھا اے کشید! کیا تم نے محمد ﷺ کے کسی جاسوس کو دیکھا ہے؟ کیونکہ یہ شخص مکمل تعاون کر رہا تھا اس لئے اس نے اس امکان کو ہی رد کرتے ہوئے کہا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے جاسوس التجبار میں آئیں، جب قافلہ التجبار سے روانہ ہوا تو دونوں جاسوسوں طلحہ اور سعید نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر قافلہ کے مال و اسباب، ساز و سامان اور موجود افراد کا تخمینہ لگایا اور دو روز کے وقفہ سے کشد الجھنی کے ساتھ قافلہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے، جب یہ لوگ ذاالمروۃ پہنچے تو لوگوں

---

[1] ابن ہشام ۶۰۷/۱

[2] ابن سعد ۸/۲

سے معلوم ہوا کہ قافلہ ساحل سمندر کے راستے مکہ کی سمت تیزی کے ساتھ روانہ ہوگیا ہے۔ (۱)

فَقدِمَ طَلْحَةُ وَسَعِيدٌ الْمَدِينَةَ لِيُخْبِرَا رَسُولَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم خَبَرَ الْعِيرِ

توطلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد دونوں راستہ بدل کاٹ کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تا کہ قافلہ پہنچنے سے پہلے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دیں۔

لیکن قافلہ اتنی تیزی سے آگے بڑھا کہ یہ دونوں حضرات قافلہ کے بدر پہنچنے سے قبل مدینہ نہ پہنچ سکے اور نہ قافلہ کی رفتار کا اندازہ کر سکے، ان کے مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ رمضان المبارک کو مدینہ سے بدر کی طرف روانہ ہو چکے تھے اور یہ حضرات سترہ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ پہنچے جس دن معرکہ بدر پیش آیا،

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْبَدْرِيِّ قَالَ:كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ يَوْمَ الاثْنَيْنِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے غزوہ بدر سترہ رمضان المبارک دوشنبے کے دن واقع ہوا۔ (۲)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ:وَهَذَا الثَّبْتُ أَنَّهُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ. وَحَدِيثُ يَوْمِ الاثْنَيْنِ شَاذٌّ

محمد بن سعد کہتے ہیں یہی ثابت ہے کہ غزوہ بدر جمعہ کے روز واقع ہوا اور دوشنبہ کی روایت شاذ ہے۔ (۳)

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:سَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ لَيْلَةِ بَدْرٍ فَقَالَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ

زہری سے مروی ہے میں نے ابوبکر بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ شب جمعہ سترہ رمضان المبارک کو ہوئی۔ (۴)

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عن أبيه قال: كانت بَدْرٌ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں غزوہ بدر سترہ رمضان المبارک کو واقع ہوا۔ (۵)

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ. فَحَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ غَزْوَتَيْنِ: يَوْمَ بَدْرٍ. وَيَوْمَ الْفَتْحِ. فَأَفْطَرْنَا فِيهِمَا

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے انہوں نے ابن المسیب سے سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے

(۱) مغازی واقدی ۱۹/۱
(۲) ابن سعد ۱۵/۲
(۳) ابن سعد ۱۵/۲
(۴) ابن سعد ۱۵/۲
(۵) ابن سعد ۱۵/۲

حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رمضان میں دو غزوے کیے، غزوہ بدر اور غزوہ فتح مکہ اور ہم نے دونوں غزووں میں روزے نہیں رکھے۔ ①

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ بَدْرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمْ يَصُمْ يَوْمًا حَتَّى رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ

عبد اللہ بن عبیدہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں غزوہ بدر کیا جب تک آپ ﷺ اپنے اہل کے پاس واپس نہ پہنچ گئے آپ ﷺ نے کسی دن روزہ نہیں رکھا۔ ②

مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يَقُولُ:سُئِلَ أَبُو أَيُّوبَ عَنْ يَوْمِ بَدْرٍ فَقَالَ: إِمَّا لِسَبْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ. أَوْ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ بَقِيَتْ. أَوْ لِإِحْدَى عَشْرَةَ بَقِيَتْ. أَوْ لِتِسْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ

ابن طلحہ کہتے ہیں ابو ایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یا رمضان کے سترہ دن گزرے تھے اور تیرہ دن باقی تھی یا گیارہ دن باقی تھے اور انیس دن گزرے تھے۔ ③

قاصد ضمضم کی مکہ میں آمد:

ضمضم نے (بارہ سے پندرہ یوم کے اندر) مکہ مکرمہ پہنچتے ہی (اندازاً دو یا تین رمضان المبارک) عرب کے قدیم دستور اور ابوسفیان کی ہدایت کے مطابق

وَاقِفًا عَلَى بَعِيرِهِ، قَدْ جَدَّعَ بَعِيرَهُ ، وَحَوَّلَ رَحْلَهُ، وَشَقَّ قَمِيصَهُ، وَهُوَ يَقُولُ :يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، اللطِيمَةَ،اللطِيمَةَ، أَمْوَالُكُمْ مَعَ أَبِي سُفْيَانَ قَدْ عَرَضَ لَهَا مُحَمَّدٌ فِي أَصْحَابِهِ، لَا أَرَى أَنْ تُدْرِكُوهَا، الْغَوْثَ الْغَوْثَ

اپنے اونٹ کے کان کاٹے اس کی ناک چیر دی، کجاوے کو الٹ کر رکھ دیا اور اپنا قمیص آگے پیچھے سے پھاڑ کر سرین برہنہ کر دیئے اور بطن وادی میں اونٹ پر کھڑا ہو کر شور مچانا شروع کر دیا قریش والو! اپنے قافلہ تجارت کی خبر لو، تمہارے مال جو ابوسفیان کے ساتھ ہیں، محمد ﷺ اپنے آدمی لیکر ان کے درپے ہو گیا ہے مجھے امید نہیں کہ تم انہیں پا سکو گے، دوڑو، دوڑو مدد کے لئے۔ ④

ابن الحضری کا خون ابھی فیصلہ طلب تھا، اس کے علاوہ اس قافلے کے لٹ جانے کی وجہ سے مکہ مکرمہ کے تمام لوگوں میں شدید اعصابیت پائی جاتی تھی، جنہوں نے اپنا سب کچھ اس تجارتی قافلے میں دے ڈالا تھا جو ابوسفیان کی قیادت میں شام کو روانہ ہوا تھا اور جس کی واپسی جلد ہی متوقع تھی، اس صورت حال میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اہل مکہ کے دلوں پر کیا بیت رہی ہو گی اور ان کو کیسے کیسے اندیشے اور خدشات لاحق

---

① ابن سعد۱۵،۲

② ابن سعد۱۵،۲

③ ابن سعد۱۵،۲

④ ابن ہشام۶۰۹،۱،تاریخ طبری۴۳۰،۲،البدایة والنھایة۵۹،۵،عیون الاثر ۲۸۴،۱

ہوں گے،اس لئے اس ڈرامائی خبر سے سارے مکہ میں شدید ہیجان برپا ہو گیا اور قریش کے تمام بڑے بڑے سردار قافلہ کو بچانے اور مدینہ سے فیصلہ کن جنگ کے لئے تیاریوں میں مصروف ہو گئے

وَقَالُوا: أَيَظُنُّ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ أَنْ تَكُونَ كَعِيرِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ، كَلَّا وَاللَّهِ لِيَعْلَمُنَّ غَيْرَ ذَلِكَ

سب کی زبانوں پر ایک ہی بات تھی کہ کیا محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کا قافلہ سمجھ رہے ہیں، اللہ کی قسم! ان پر بہت جلد واضح ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد اہل مکہ میں جسے دیکھو ہتھیار بند نظر آنے لگا تھا، اور جملہ اہل مکہ کی تیوریاں ہر وقت چڑھی رہتی تھیں، مقررین نے پر جوش تقاریر کیں اور عوام جو پہلے ہی ان کے ساتھ تھے مزید مشتعل کر کے مکمل طور پر اپنا ہمنوا بنالیا جس سے لوگوں نے حسب توفیق دل کھول کر حصہ لیا اور نقد مال کے علاوہ سواریوں کا بندوبست کیا۔

وَقَامَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَذَا مُحَمَّدٌ وَالصَّبَاةُ مَعَهُ مِنْ شُبَّانِكُمْ، وَأَهْلُ يَثْرِبَ، قَدْ عَرَضُوا لِعِيرِكُمْ فَمَنْ أَرَادَ ظَهْرًا فَهَذَا ظَهْرٌ، وَمَنْ أَرَادَ قُوَّةً فَهَذِهِ قُوَّةٌ

سہیل بن عمرو نے قریش کو مخاطب کر کے کہا اے قریش! محمد (ﷺ) کے ساتھ تمہارے جوانوں میں سے چند بے دین اور اہل یثرب تمہارے اموال تجارت پر قبضہ کرنے کے لئے قافلہ کو روکنے کے لئے نکلے ہیں اس لئے ابوسفیان کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ اگر کسی کے پاس جانے کے لئے سواری نہ ہو تو وہ میں اسے مہیا کر دوں گا اور دیگر اخراجات کی بھی کفالت کروں گا۔ [۱]

وقام زمعة بن الأسود فقال: إنه واللّات وَالْعُزّى، مَا نَزَلَ بِكُمْ أَمْرٌ أَعْظَمُ مِنْ هَذَا، إِنْ طَمِعَ مُحَمَّدٌ وَأَهْلُ يَثْرِبَ أَنْ يَعْتَرِضُوا لِعِيرِكُمْ فِيهَا حَرَائِبُكُمْ فَأَوْعِبُوا ، وَلَا يَتَخَلَّفْ مِنْكُمْ أَحَدٌ، وَمَنْ كَانَ لَا قُوَّةَ لَهُ فَهَذِهِ قُوَّةٌ! وَاللهِ، لَئِنْ أَصَابَهَا مُحَمَّدٌ لَا يَرُوعُكُمْ بِهِمْ إِلّا وَقَدْ دَخَلُوا عَلَيْكُمْ

زمعہ بن الاسود نے اپنے معبود لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا اے قریش! تمہارے سامنے ایک عظیم مہم درپیش ہے کہ اپنے قافلہ کو محمد (ﷺ) کی دست برد سے بچاؤ، تم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ محمد (ﷺ) کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور کوئی شخص مکہ مکرمہ میں نہ ٹھیرے، اخراجات کی فکر نہ کرو یہاں سے روانہ ہونے کے تمام اخراجات میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، یاد رکھو اگر محمد (ﷺ) اور اہل یثرب نے تمہارا قافلہ لوٹ لیا تو ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور پھر وہ بے خوف وخطر مکہ میں تم پر چڑھائی کر دیں گے۔ [۲]

وَقَالَ طُعَيْمَةُ بْنُ عَدِيّ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّهُ وَاللهِ مَا نَزَلَ بِكُمْ أَمْرٌ أَجَلّ مِنْ هَذَا، أَنْ تُسْتَبَاحَ عِيرُكُمْ وَلَطِيمَةُ قُرَيْشٍ، فِيهَا أَمْوَالُكُمْ وَحَرَائِبُكُمْ . وَاللهِ مَا أَعْلَمُ رَجُلًا وَلَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَهُ نَشّ فَصَاعِدًا إِلّا وَهُوَ فِي هَذِهِ الْعِيرِ، فَمَنْ كَانَ لَا قُوّةَ بِهِ فَعِنْدَنَا قُوّةٌ، نَحْمِلُهُ وَنُقَوّيهِ. فَحَمَلَ عَلَى عِشْرِينَ بَعِيرًا، وَقَوّاهُمْ وَخَلَفَهُمْ فِي أَهْلِهِمْ بِمَعُونَةٍ

[۱] مغازی واقدی ۳۲/۱

[۲] مغازی واقدی ۳۲/۱

طعمیہ بن عدی نے بھی اپنی تمام تر خدمات پیش کرتے ہوئے کہا اے قریش! تمہارے سامنے ایک بڑا کام ہے اور تم جانتے ہو تم میں سے ہر ایک کا مال اس قافلہ کے ساتھ ہے، اس لئے اپنے مال کو بچانے کے لئے نکلو، اگر کسی کے پاس خرچ اور سواری نہ ہو تو وہ میں فراہم کر دوں گا، اس کے بعد اس نے رضا کارانہ طور پر لوگوں کو سواری کے لئے بیس اونٹ اور ساتھ ہی ان کے سواروں کو خرچ اور گھر کے اخراجات بھی مہیا کیے۔ (۱)

وَقَامَ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَحَرّضَا النّاسَ عَلَى الْخُرُوجِ

ابوسفیان کے بیٹے حنظلہ بن ابوسفیان اور عمرو بن ابوسفیان سب سے زیادہ پر جوش تھے اور اپنی تقریروں سے لوگوں میں اشتعال دلاتے رہے۔ (۲)

نَوْفَلُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدّيلِيّ إلَى أهل القوّةمِنْ قُرَيْشٍ، فَكَلّمَهُمْ فِي بَذْلِ النّفَقَةِ وَالْحُمْلَانِ

نوفل بن معاویہ قریش کے دولت مند اشخاص کے پاس گھوم گھوم کر رسد اور سواریوں کا بندوبست کرتے رہے۔ (۳)

كلّم عبد الله ابن أبي ربيعة فقال: هذ خَمْسُمِائَةِ دِينَارٍ، فَضَعْهَا حَيْثُ رَأَيْت. وَكَلّمَ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّى فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَتَيْ دِينَارٍ أو ثلاثمائة، ثم قوّى بها السّلَاحَ وَالظّهْرَ

عبداللہ ابن ربیعہ نے پانچ سو دینار اور حویطب بن عبدالعزیٰ نے دو سو یا تین سو دینار دیئے پھر ہتھیار اور سواری تیار کی۔ (۴)

أَنَّ أَبَا لَهَبِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَخَلَّفَ، وَبَعَثَ مَكَانَهُ الْعَاصِيَ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَكَانَ قَدْ لَاطَ لَهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ كَانَتْ لَهُ عَلَيْهِ، أَفْلَسَ بِهَا، فَاسْتَأْجَرَهُ بِهَا عَلَى أَنْ يُجْزِئَ عَنْهُ، بَعَثَهُ فَخَرَجَ عَنْهُ، وَتَخَلَّفَ أَبُو لَهَبٍ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بدترین دشمن چچا ابولہب کسی وجہ سے خود تو شریک قافلہ نہ ہو سکا مگر ابوجہل کے مسلسل اصرار پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جس کے ذمہ ابولہب کے چار ہزار درہم قرض تھا اور مفلس ہو جانے کی وجہ سے ادا کرنے کے قابل نہ تھا اس لئے قرض کے دباؤ میں ابولہب کے طرف سے جانا قبول کر لیا اور ابولہب نے اس کے عوض میں اپنا دیا ہوا تمام قرضہ معاف کر دیا۔ (۵)

فَكَانُوا بَيْنَ رَجُلَيْنِ، إمّا خَارِجٍ وَإِمّا بَاعِثٍ مَكَانَهُ رَجُلًا. وَأَوْعَبَتْ قُرَيْشٌ، فَلَمْ يَتَخَلّفْ مِنْ أَشْرَافِهَا أَحَدٌ

الغرض اس جنگ کے لیے تمام قریش نکل پڑے اور جو خود نہیں گیا اس نے اپنے بدلے کسی دوسرے کو روانہ کیا اور مکہ مکرمہ میں کوئی قابل ذکر سردار باقی نہ رہا۔

---

(۱) مغازی واقدی ۱/۳۲

(۲) مغازی واقدی ۱/۳۲

(۳) مغازی واقدی ۳۳، ۱/۳۲

(۴) مغازی واقدی ۱/۳۳

(۵) ابن ہشام ۱/۶۱۰

امیہ بن خلف کو رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی خوب یاد تھی اس لئے طبل جنگ بجنے پر اس نے جنگ میں نہ جانے کا مصمم ارادہ کرلیا اس کی بیوی بھی اپنے شوہر کی ہم خیال تھی فقال: يَا أَبَا صَفْوَانَ، إِنَّكَ مَتَى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ، وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الوَادِي، تَخَلَّفُوا مَعَكَ، أَنَّ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَانَ أَجْمَعَ الْقُعُودَ، وَكَانَ شَيْخًا جَلِيلًا جَسِيمًا ثَقِيلًا، فَأَتَاهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ قَوْمِهِ، بِمِجْمَرَةٍ يَحْمِلُهَا، فِيهَا نَارٌ وَمُجْمَرٌ ، حَتَّى وَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا عَلِيٍّ، اسْتَجْمِرْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ النِّسَاءِ

مگر ابوجہل نے کہا اے ابوصفوان! تم شرفائے قریش میں سے ہو اگر لوگوں نے تمہیں نکلتے ہوئے نہ دیکھا تو کوئی دوسرا بھی نہیں نکلے گا (اس لئے کم از کم ایک دو روز تک ہمارے ساتھ ہم سفر ہو) امیہ بن خلف ایک جسیم اور رکیم شحیم شخص تھا یہ مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک اگرسوز کے اندر خوشبو روشن کر رہا تھا کہ عقبہ بن ابی معیط اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوعلی (امیہ کی کنیت ہے) تم آگ جلاتے رہو کیونکہ تم تو صنف نازک ہو تجھ کو جنگ میں جانے سے کیا کام ہے۔ (۱)

اس طرح اسے اشتعال دلا کر اسے چلنے پر رضامند کیا گیا چنانچہ وہ بھی اپنی قوم کو لے کر سب کے ساتھ روانہ ہوا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عقبہ ابن معیط کو جب امیہ بن خلف کی بابت پتہ چلا تو وہ مسجد حرام میں آیا اور اس کو بہت سخت سست کہا، طنز آمیز جملے کہے، اشتعال انگیز گفتگو کر کے امیہ کے پاس خوشبوئیں بکھیر کر کہنے لگا تو بھی ان خوشبوؤں سے استفادہ کر کیونکہ تو بھی عورتوں کی خصلت رکھتا ہے اور عورتیں تو خوشبو پر جان دیتی ہیں۔ (۲)

فَأَتَاهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ. وَأَبُو جَهْلٍ، وَمَعَ عُقْبَةَ مِجْمَرَةٌ فِيهَا بَخُورٌ، وَمَعَ أَبِي جَهْلٍ مُكْحُلَةٌ وَمِرْوَدٌ، فَأَدْخَلَهَا عُقْبَةُ تَحْتَهُ وَقَالَ: تَبَخَّرْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ امْرَأَةٌ! وَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: اكْتَحِلْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ امْرَأَةٌ!

ایک روایت میں ہے عقبہ ابن معیط اور ابوجہل دونوں عود دان اور سرمہ دانی اٹھا کر امیہ بن خلف کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے عود دان اور خوشبو رکھ کر کہا تم سرمہ اور خوشبو لگاتے رہو کیونکہ تم خاتون خانہ ہو۔ (۳)

اس طرح ان کے اشتعال دلانے پر امیہ بن خلف ساتھ چلنے پر راضی ہو کر تیاریوں میں مصروف ہو گیا مگر کیونکہ اسے معلوم تھا محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے اس لئے دل میں خوب ڈرا ہوا تھا چنانچہ اس نے ایک تندرست، طاقتور اور ایسا تیز رفتار اونٹ خریدا جس کی مثال مکہ میں مشکل تھی۔

فَقَالَتْ لَهُ: يَا أَبَا صَفْوَانَ، وَقَدْ نَسِيتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ اليَثْرِبِيُّ؟ قَالَ: لَا مَا أُرِيدُ أَنْ أَجُوزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيبًا، فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيرَهُ

(۱) ابن ہشام ۶۱۰/۱
(۲) ابن اسحاق ۳۹۴
(۳) مغازی واقدی ۳۶/۱

بیوی نے اس سے کہا اے ابوصفوان! تمہارے یثربی دوست نے جو کچھ کہا تھا کیا تو اس کو بھول گیا ہے، تو امیہ نے کہا میں اپنے دوست سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا کہنا بھولا نہیں ہوں صرف تھوڑی دور تک ان کے ساتھ جاؤں گا، جب لشکر روانہ ہوا تو جس منزل پر بھی ٹھیرنا ہوتا یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھے رکھتا (تاکہ خطرے کی صورت میں جلد از جلد نکل جانے کی سہولت رہے)۔ (۱)

مگر موت کے آگے کس کی تدبیر چلی ہے ابوجہل کی چرب زبانی اور طعنے بدر میں اسے موت کے شکنجے میں پہنچا کر ہی رہی۔

وَأَخْرَجَ عُتْبَةُ وَشَيْبَةُ دُرُوعًا لَهُمَا، وَنَظَرَ إِلَيْهِمَا عَدَّاسٌ وَهُمَا يُصْلِحَانِ دُرُوعَهُمَا وَآلَةَ حَرْبِهِمَا، فَقَالَ: مَا تُرِيدَانِ؟ قَالَا: أَلَمْ تَرَ إِلَى الرَّجُلِ الَّذِي أَرْسَلْنَاك إِلَيْهِ بِالْعِنَبِ فِي كَرْمِنَا بِالطَّائِفِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَا: نخرج فنقاتله. فبكى وقال: لا تخرجا، فو الله إِنَّهُ لَنَبِيّ! فَأَبَيَا فَخَرَجَا، وَخَرَجَ مَعَهُمَا فَقُتِلَ بِبَدْرٍ مَعَهُمَا

عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ بھی جانے کی تیاریوں میں تھے، لشکر قریش روانہ ہونے سے قبل ان کے غلام عداس جو واقعہ طائف کے بعد نصرانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر چکے تھے ان کے پیر پکڑ لیے اور روتے ہوئے عرض کیا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک اللہ کے رسول ہیں اور تم لوگ اپنے مقتل کی طرف ہانکے جا رہے ہو، عاص بن شیبہ نے عداس رضی اللہ عنہ کو روتے دیکھ کر اس کا سبب دریافت کیا تو عداس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے آقاؤں کی وجہ سے روتا ہوں کہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ و قتال کے لئے روانہ ہو رہے ہیں، عاص بن شیبہ نے کہا کیا واقعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، عداس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اللہ کی قسم! وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر اس کے باوجود اپنی قوم کے ساتھ روانہ ہونے سے باز نہ رہ سکے۔ (۲)

اس طرح تمام قبیلوں کے لوگ سوائے بنی عدی اور بعض روایتوں کے بموجب بنی عدی بھی بڑی شان و شوکت سے زرہیں اور آلات حرب لے کر پوری طرح مسلح ہو کر نکلے،

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ میں عمرو بن الحضرمی کے قتل کا واقعہ تازہ تھا اور جوش انتقام میں شدت تھی، قافلہ کو بچانے کا معاملہ بھی درپیش تھا جس میں قریش کے ہر شخص کا سرمایا لگا ہوا تھا اس کے علاوہ ان کے اصل ارادہ تھا کہ آئے دن کے خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں اور مدینہ طیبہ میں یہ مخالف طاقت جو ابھی نئی نئی مجتمع ہونی شروع ہوئی ہے اسے اچھی طرح کچل دیں اور اس نواح کے قبائل کو اس حد تک مرعوب کر دیں کہ آئندہ کے لئے یہ تجارتی راستہ بالکل محفوظ ہو جائے، مسلمانوں کی بے سروسامانی اور افرادی طاقت کا بھی انہیں اندازہ تھا اس لئے قریش نے اپنے تمام حلیفوں کے جمع ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا اور تین دن بعد تیاری کے دوران جو بھی حلیف پہنچ گئے ان کو ساتھ لیکر نکل کھڑے ہوئے۔ (۳)

مگر اس جلدی کے باوجود بھی تقریباً ایک ہزار مسلح افراد جمع ہو گئے جن میں اکثر نامور سورما اور آزمودہ کار جنگجو تھے اور ان میں سات سو سے زائد تعداد زرہ پوشوں کی تھی، اس کے علاوہ کافی تعداد میں گھوڑے بھی تھے،

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ ۳۹۵۰

(۲) مغازی واقدی ۱/۳۳

(۳) عہدنبوی کے میدان جنگ ۱۹

وَمَعَ الْمُشْركين مائة فَرَسٍ

بعض روایتوں کے بموجب مشرکین مکہ کے ساتھ سو سواروں کا ایک دستہ تھا۔ (۱)

وَكَانَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ مِائَةُ فَرَسٍ

اور مشرکین مکہ کے ساتھ اس دن سو سواروں کا ایک دستہ تھا۔ (۲)

ایک روایت کے مطابق دو سو سواروں کا دستہ تھا۔

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: خَرَجَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الصَّعْبِ وَالذَّلُولِ فِي تِسْعِمِائَةٍ وَخَمْسِينَ مُقَاتِلًا مَعَهُمْ مِائَتَا فَرَسٍ يَقُودُونَهَا وَمَعَهُمُ الْقِيَانُ يَضْرِبْنَ بِالدُّفُوفِ وَيُغَنِّينَ بِهِجَاءِ الْمُسْلِمِينَ

یونس ابن اسحاق کے حوالے سے کہتے ہیں قریش مکہ اپنے حلیف قبائل کے لوگوں کے ساتھ جب مدینہ منورہ پر حملے کے لیے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو ان کے پاس نو سو پچاس جنگ کرنے والے لشکر سپاہیوں کے علاوہ دو سو حرب و ضرب کے ماہر گھوڑ سوار اور سو ایسے پختہ کار تیز انداز تھے جن کے متعلق ان دشمنان اسلام کو یقین کامل تھا کہ وہ پہلی بار ہی (خدانخواستہ) مسلمانوں کی پوری جمعیت کا صفایا کر دیں گے۔ (۳)

خوراک کے لئے سات سو اونٹ بھی ساتھ تھے، لشکر کے کھانے کا انتظام بارہ افراد کر رہے تھے جن میں ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، حکیم بن حزام، عباس بن عبد المطلب، ابو البختری، زمعہ بن اسود، ابی بن خلف، امیہ بن خلف، نضر بن حارث، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج تھے، ان میں سے ہر شخص ایک دن دس اونٹ ذبح کرتا تھا۔

أَنَّ أَوَّلَ مَنْ نَحَرَ لَهُمْ حِينَ خَرَجُوا مِنْ مَكَّةَ أَبُو جَهْلٍ نَحَرَ لَهُمْ عَشْرًا ثُمَّ نَحَرَ لَهُمْ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ بِعُسْفَانَ تِسْعًا، وَنَحَرَ لَهُمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو بِقُدَيْدٍ عَشْرًا، وَمَالُوا مِنْ قُدَيْدٍ إِلَى مِيَاهٍ نَحْوَ الْبَحْرِ فَظَلُّوا فِيهَا وَأَقَامُوا بِهَا يَوْمًا فَنَحَرَ لَهُمْ شَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ تِسْعًا، أَصْبَحُوا بِالْجُحْفَةِ فَنَحَرَ لَهُمْ يومئذٍ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَشْرًا، ثُمَّ أَصْبَحُوا بِالْأَبْوَاءِ فَنَحَرَ لَهُمْ نُبَيْهٌ وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الْحَجَّاجِ عَشْرًا، وَنَحَرَ لَهُمْ الحارث بن عامر بن نوفل تسعاً وَنَحَرَ لَهُمْ عَلَى مَاءِ بَدْرٍ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ عشراً، ونحر لهم مقبس الجمحي على ماء بدر تسعاً ثُمَّ أَكَلُوا مِنْ أَزْوَادِهِمْ

اس لشکر کے مکہ مکرمہ سے روانگی کے پہلے ہی روز ابوجہل نے بطور نیک فالی دس اونٹ ذبح کیے، اس کے بعد امیہ بن خلف نے عسفان پہنچ کر نو اونٹ ذبح کیے، پھر سہیل بن عمرو نے قدید میں دس اونٹ ذبح کیے اور جب یہ لوگ ساحل سمندر کے قریب پہنچے اور وہاں پڑاؤ ڈالا جو ایک روز کے لیے تھا تو شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کیے، پھر جب یہ لوگ وہاں سے رات کے وقت روانہ ہو کر صبح جحفہ پہنچے تو عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کیے، اور جب قریش کا یہ لشکر اگلے روز صبح کے وقت ابوا پہنچا تو اس کے لیے حجاج کے دو بیٹوں نبیہ اور منبہ

(۱) ابن ہشام ۶۶۶/۱

(۲) ابن سعد ۱۸/۲

(۳) البداية والنهاية ۳۱۷/۳

نے مل کر دس اونٹ کاٹے وَنَحَرَ لَهُمُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَشْرًا اور ساتھ ہی عباس بن عبد المطلب نے بھی دس اونٹ ذبح کیے اور حارث بن عامر نے نو اونٹ ذبح کیے اس کے بعد بدر کے قریب اس مقام پر پہنچ کر جہاں پانی دستیاب ہے ابو البختری نے دس اونٹ ذبح کیے اور مقبس جمعی نے بدر کے مقام پر جہاں پانی دستیاب ہے نو اونٹ ذبح کیے جسے پھر انہوں نے کھایا۔ [1]

قریشی لشکر کی روانگی:

وَكَانَتْ قُرَيْشٌ قَدْ أَرْسَلَتْ فُرَاتَ بْنَ حَيَّانَ الْعِجْلِيَّ، وَكَانَ مُقِيمًا بِمَكَّةَ حِينَ فَصَلَتْ قُرَيْشٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ يُخْبِرُهُ بِمَسِيرِهَا وَفُصُولِهَا فَخَالَفَ أَبَا سُفْيَانَ فِي الطَّرِيقِ، فَوَافَى الْمُشْرِكِينَ بِالْجُحْفَةِ،فَمَضَى مَعَهُمْ فَجُرِحَ يَوْمَ بَدْرٍ جِرَاحَاتٍ وَهَرَبَ عَلَى قَدَمَيْهِ

مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے پہلے قریش نے فرات بن حیان العجلی کو لشکر کی روانگی کی خبر کے لئے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا تھا مگر چونکہ ابوسفیان نے خطرے کے پیش نظر اپنا راستہ بدل دیا تھا اس لئے یہ قاصد اس سے نہ مل سکا اور واپس جحفہ پر آ کر قریش سے مل گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہوا، غزوہ بدر میں اسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔ [2]

قریش ضمضم کے مکہ پہنچنے اور تین دن تک تیاریوں میں مصروف رہنے کے بعد اندازاً سات رمضان المبارک کو نہایت کر و فر اور سامان عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور طبلوں اور طبلچیوں کو ساتھ لیکر اکڑتے اور اتراتے ہوئے روانہ ہوئے، ان کا علم بردار سائب بن یزید تھا (جو بعد میں مسلمان ہو گئے)

وَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جَهَازِهِمْ، وَأَجْمَعُوا الْمَسِيرَ، ذَكَرُوا مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ بَنِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ مَنَاةَ بْنِ كِنَانَةَ مِنْ الْحَرْبِ، فَقَالُوا: إنَّا نَخْشَى أَنْ يَأْتُونَا مِنْ خَلْفِنَافَتَبَدَّى لَهُمْ إبْلِيسُ فِي صُورَةِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ الْمُدْلِجِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَشْرَافِ بَنِي كِنَانَةَ، فَقَالَ لَهُمْ: أَنَا لَكُمْ جَارٌ مِنْ أَنْ تَأْتِيَكُمْ كِنَانَةُ مِنْ خَلْفِكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَخَرَجُوا سِرَاعًا

جب قریش اپنے ساز و سامان سے درست اور تیار ہو گئے اور جنگ کا پختہ ارادہ کر کے نکلے تب ان کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی کنانہ جو ہمارے دشمن ہیں پیچھے سے ہم پر آ پڑیں اور ہم نہ ادھر کے رہیں نہ ادھر کے رہیں، قریش اسی تذبذب میں تھے کہ ابلیس سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے پاس آیا، سراقہ بنی کنانہ کا ایک بڑا سردار تھا اور کہنے لگا آج تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا میں تمہارے ہمراہ رہوں گا تا کہ بنی کنانہ تمہیں کچھ بھی ایذا نہ دے سکیں، وہ ابلیس کے اس وعدے پر تیزی سے نکل پڑے۔ [3]

قریش مکہ سے روانہ تو ہو گئے لیکن انہیں مکہ مکرمہ پر بنی بکر کے حملہ کا اندیشہ تھا

وَكَانَ أَشَدَّهُمْ خَوْفًا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، فَكَانَ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إنَّكُمْ وَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِالَّذِي تريدون، فإنالَا نَأْمَنُ

---

[1] البداية والنهاية ۳۱۷/۳، مغازی واقدی ۱/۴۵

[2] ابن سعد ۲/۹

[3] ابن ہشام ۶۱۰/۱، الروض الانف ۵/۶۴، عیون الآثر ۱/۲۸۵

عَلَى مَنْ تَخَلَّفَ

اور سب سے زیادہ اندیشہ عتبہ بن ربیعہ کو تھا اس نے قریش کو مخاطب ہو کر کہا اے قریش! تم جس کی طرف جا رہے ہو اگر اس پر کامیابی حاصل بھی کر لو لیکن ہم جنہیں اپنے پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں ان سے مطمئن نہیں ہوں۔ [۱]

أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا تَفَرَّقُوا إِلَى بَدْرٍ فَكَانُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ هَبَّ أَبُو جَهْلٍ مِنْ نَوْمِهِ فَصَاحَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَلا تَبًّا لِرَأْيِكُمْ مَاذَا صَنَعْتُمْ. خَلَّفْتُمْ بَنِي هَاشِمٍ وَرَاءَكُمْ،فَإِنْ ظَفَرَ بِكُمْ مُحَمَّدٌ كَانُوا مِنْ ذَلِكَ بِنَحْوِهِ، وَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِمُحَمَّدٍ أَخَذُوا آثَارَكُمْ مِنْكُمْ مِنْ قَرِيبٍ مِنْ أَولادكم وأهليكم ، فلا تدروهم فِي أَخْرِجُوهُمْ مَعَكُمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ غَنَاءٌ ،فَرَجَعُوا إِلَيْهِمْ فَأَخْرَجُوا الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وطالبا وعقيلا كرها

لشکر قریش مکہ کے قریب ایک مقام الظہران پر ہی پہنچا تھا کہ ابو جہل نے قریش کو مخاطب ہو کر کہا اے گروہ قریش! تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم نے بنو ہاشم کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ اگر محمد (ﷺ) نے تم پر فتح پالی تو وہ لوگ بھی محمد (ﷺ) کے حامی بن جائیں گے اور اگر تم لوگوں نے محمد (ﷺ) پر کامیابی حاصل کر لی تو وہ تم سے تمہاری اولادوں سے اور تمہارے اعزہ سے انتقام لیتے رہیں گے، لہذا تم انہیں اپنے صحن اور اپنے میدان میں نہ چھوڑو، خواہ ان سے کام لو یا نہ لو مگر انہیں اپنے ساتھ ہی لے چلو، چنانچہ ابو جہل کی بات مان کر لوگ واپس آئے اور عباس بن عبد الطلب، طالب، نوفل اور عقیل کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔ [۲]

مگر یہاں قریش میں اختلاف خیال پیدا ہو گیا ایک گروہ جن میں عتبہ، شیبہ، حارث بن عمرو، امیہ بن خلف، حکیم بن حزام، ابو البختری علی بن امیہ اور عاص بن منبہ تھے اس مہم کے سرے سے ہی خلاف تھے، ان لوگوں نے نہ تو اپنے حلیفوں کو بلوایا تھا اور نہ ہی دوسروں کی مدد کی تھی مگر خود مسلمانوں کے خلاف لشکر کے ساتھ نکلے، جبکہ دوسرا گروہ جو زیادہ با اثر تھا ان میں ابو جہل، عقبہ ابن معیط، نضر بن حارث بن کلدہ شامل تھے ان لوگوں نے اپنے حلیفوں کو بھی بلوایا دوسروں کی مدد بھی کی اور خود بھی نکلے، ابو جہل اور اس کا گروہ لشکر پر حاوی تھا مگر مصلحتاً عتبہ بن ربیعہ کو سردار بنا کر (تا کہ وہ ان سے علیحدہ نہ ہو سکے) بدر کی جانب روانہ ہوئے مگر اختلاف رائے قائم رہا، ابو جہل نے کسی ایک کی نہ سنی اور لشکر قریش کو اشتعال دلاتا ہوا برابر اپنے مقتل کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا۔

وَأَقْبَلَتْ قُرَيْشٌ، فَلَمَّا نَزَلُوا الْجُحْفَةَ، رَأَى جُهَيْمُ بْنُ الصَّلْتِ ابْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ رُؤْيَافَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، وَإِنِّي لَبَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ. إِذْ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ قَدْ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ حَتَّى وَقَفَ، وَمَعَهُ بَعِيرٌ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: قُتِلَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَأَبُو الْحَكَمِ بْنُ هِشَامٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَعَدَّدَ رِجَالًا مِمَّنْ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ، مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ ضَرَبَ فِي لَبَّةِ بَعِيرِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَهُ فِي الْعَسْكَرِ، فَمَا بَقِيَ خِبَاءٌ مِنْ أَخْبِيَةِ الْعَسْكَرِ إِلَّا أَصَابَهُ نَضْحٌ مِنْ دَمِهِ، قَالَ: فَبَلَّغْتُ أَبَا جَهْلٍ، فَقَالَ: وَهَذَا أَيْضًا نَبِيٌّ آخَرُ مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ

[۱] مغازی واقدی ۱٫۳۷

[۲] ابن سعد۶٫۴

، سَيَعْلَمُ غَدًا مَنْ الْمَقْتُولُ إنْ نَحْنُ الْتَقَيْنَا

جب لشکر مقام جحفہ پر پہنچا تو جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا، اور لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور ایک اونٹ بھی اس کے ہمراہ ہے وہ آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا قتل ہوا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن ہشام یعنی ابو جہل اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں، اشراف قریش میں سے جو لوگ غزوہ بدر میں قتل ہوئے سب کے نام گنوائے، بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کی گردن میں ایک برچھا مار کر ہمارے لشکر کی طرف چھوڑ دیا ہمارے لشکر میں کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس پر اس اونٹ کے خون کے چھینٹے نہ پڑے ہوں، صبح جب ابو جہل کو اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور کہنے لگا یہ بنی عبد المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے، کل جب مقابلہ ہو گا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہو گا۔ (۱)

اہل مکہ جانتے تھے رسول اللہ ﷺ لکھ پڑھ نہیں سکتے اور نہ ہی گزشتہ قوموں کی تاریخ کا علم حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ نے کہیں سفر کیا ہے، اس کے باوجود آپ نے ایک جلیل القدر کتاب پیش کی ہے، مگر مشرکین مکہ کو آپ ﷺ کی رسالت اور اللہ کی نازل شدہ آیات پر اپنے بغض وعناد اور تعصب کی وجہ سے شک ہی رہا، پچھلی قوموں کی طرح وہ بھی ظلم وعناد کی بنا پر یہی کہتے تھے کہ یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مقابلے کی دعوت دی کہ اگر ایسی بات ہے تو

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۳ (۲)

ترجمہ: کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

پھر فرمایا اچھا ایک ہی اس جیسی سورہ بنا لے لا دو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ (۳)

ترجمہ: کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۃ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لیے بلا لو۔

مگر وہ اپنی ہر ممکن خواہش اور کوشش کے باوجود یہ نہ کر سکے اور نہ رہتی دنیا تک کوئی ایسا کر سکے گا جس سے مشرکین کی بے بسی ظاہر ہو گئی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو بار بار مختلف پیرایوں میں سمجھایا، تباہ شدہ قوموں کی مثالیں دیں، رسالت اور قرآن مجید کی حقانیت کے مدلل دلائل بیان فرمائے، اللہ کی ہر سو بکھری نشانیاں دکھائیں مگر کفر وشرک میں ان کے دل اتنے سخت ہو چکے تھے کہ وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور یہ کہنے کے بجائے کہ اے اللہ! اگر محمد ﷺ کی دعوت حق ہے تو ہماری اس طرف راہ نمائی کیجئے انہوں نے پچھلی قوموں کی طرح برسر عام اپنے باطل پر ڈٹتے ہوئے اور آداب تخاطب سے جہالت کے ساتھ پورے جزم سے اظہار کرتے

(۱) البداية والنهاية۲۶۶؍۳، عيون الاثر ۳۹۲؍۱، ابن ہشام ۶۱۸؍۱

(۲) ہود ۱۳

(۳) یونس ۳۸

وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اے اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

اگر اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے میں جلدی کرتا تو ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتا مگر اللہ جو غفور رحیم ہے عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ بار بار موقعہ مہیا کرتا ہے کہ انسان سوچے اور سیدھے راستے کی طرف پلٹ آئے تاکہ وہ دردناک عذاب کی جگہ جہنم کے بجائے نعمتوں بھری جنت میں داخل ہو جائے، اس کے علاوہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب تک کسی قوم میں رسول کا وجود موجود رہا اور استغفار کی وجہ سے اپنی قوم کے حفظ و امان کا سبب بنا رہا اور ان پر عذاب استیصال نازل نہ کیا گیا اور جب ہلاکت کلی کا وقت آ گیا تو رسول اور مومنون کو اس بستی سے پہلے باہر نکال دیا گیا، یہی صورت حال مشرکین مکہ کے ساتھ بھی تھی، وہ ناسمجھی میں اتنی بڑی بات اپنے منہ سے نکال رہے تھے مگر رسول اللہ ﷺ اور مومنون کی موجودگی جو ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے عذاب کو واقع ہونے سے روک رہا تھا حالانکہ اس کے اسباب منعقد ہو چکے تھے، چنانچہ مشرکین مکہ کو بتایا گیا کہ کون سی چیز تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور کر سکتی ہے حالانکہ تمہارے کرتوت ایسے ہیں جو عذاب کو واجب ٹھیراتے ہیں، جب ابوجہل لشکر کے ہمراہ مدینہ کی جانب روانہ ہونے لگا تو آخری لمحات میں اس نے اپنی جذباتی وابستگی اور والہانہ انداز حقانیت ظاہر کرنے کے لئے کفار کے گروہ کی موجودگی میں بیت اللہ کے پردے سے لپٹ کر دعا مانگی۔

وَقَدْ كَانَ خُفَافُ بْنُ أَيْمَاءَ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، أَوْ أَبُوهُ أَيْمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، بَعَثَ إِلَى قُرَيْشٍ، حِينَ مَرُّوا بِهِ، ابْنًا لَهُ بِجَزَائِرِهِ أَهْدَاهَا لَهُمْ، وَقَالَ:إنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ نُمِدَّكُمْ بِسِلَاحِ وَرِجَالٍ فَعَلْنَاقَالَ: فَأَرْسَلُوا إلَيْهِ مَعَ ابْنِهِ:أَنْ وَصَلَتْكَ رَحِمٌ، قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ، فَلَعَمْرِي لَئِنْ كُنَّا إنَّمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ فَمَا بِنَا مِنْ ضَعْفٍ عَنْهُمْ،وَلَئِنْ كُنَّا إنَّمَا نُقَاتِلُ اللهَ، كَمَا يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ، فَمَا لِأَحَدِ بالله مِنْ طَاقَةٍ

قریش مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے جب ایما ابن رحضہ الغفاری کے پاس سے گزرے تو اس نے اپنے ایک بیٹے کے ذریعہ ذبح کرنے کے چند اونٹ بطور تحفہ دے کر قریش کی طرف بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور آدمیوں سے تمہاری مدد کے لئے آئیں، مگر قریش کے غرور کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ایما ابن رحضہ الغفاری کے بیٹے سے کہا تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے ادا کر دیا اپنی عمر کی قسم! اگر ہم ان لوگوں سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں ان کے مقابل کوئی کمزوری نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کسی میں سکت نہیں ہے۔ [2]

---

[1] الانفال ۳۲

[2] ابن ہشام ۶۲۱/۱، تاریخ طبری ۴۴۱/۲، عیون الآثر ۲۹۴/۱

مسلمانوں کی مدینہ منورہ سے روانگی:

جب (بارہ رمضان المبارک کو) تیسرے جاسوس بسیب بن عمرو الجہنی (بسیسہ رضی اللہ عنہ) مدینہ منورہ لوٹ کر آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، بسیسہ رضی اللہ عنہ کا سن کر فوراً باہر تشریف لائے اور تمام حالات معلوم فرمائے (انہوں نے کہا) کہ قریشی قافلہ آرہا ہے۔

وَكَانَتْ الْعِيرُ أَلْفَ بَعِيرٍ، وَكَانَتْ فِيهَا أَمْوَالٌ عِظَامٌ فَكَانَ يُقَالُ: إنّ فِيهَا لَخَمْسِينَ أَلْفَ دِينَارٍكَانَ فِي الْعِيرِ ثَلَاثُونَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَمَخْرَمَةُ بْنُ نَوْفَلٍ، وَقَالَ: هَذِهِ عِيرُ قُرَيْشٍ فِيهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللهَ يُنَفِّلُكُمُوهَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اطلاع ملی کہ ابوسفیان کے قافلہ میں ایک ہزار اونٹوں پر مال تجارت لدا ہوا ہے اور بھاری مالیت کا سامان ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ لاکھ درہم مالیت کا سامان ہے (دینار عام طور پر سونے کا اور درہم چاندی کا سکہ ہوتا ہے) اور مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص وغیرہ شرفائے قریش دیگر تیس چالیس افراد کے ہمراہ قافلہ کے ساتھ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا یہ قریش کا قافلہ ہے جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے اموال پر ناجائز قابض و متصرف ہو گئے ہیں، چلو شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بدل دلوا دے۔[1]

كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَاخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہوں، مگر غزوہ تبوک کے علاوہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا لیکن غزوہ بدر سے تخلف کرنے والوں پر کوئی عتاب نہیں ہوا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قافلہ قریش کے ارادہ سے نکلے تھے حسب الاتفاق بلا کسی قصد کے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے لڑا دیا۔[2]

فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ،فَقَالَ:لَا، إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجازت مانگی کہ مدینہ کے بالائی حصوں سے اپنی سواریاں لے آئیں (قافلہ کی اطلاع کیونکہ دیر سے ملی تھی اور قافلہ بہت قریب آچکا تھا اور بغیر کسی تاخیر کے نکلنا نہایت ضروری تھا اس لئے آپ نے اجازت نہ دی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں مدینہ میں موجود ہوں۔[3]

الغرض (بارہ رمضان المبارک) عجلت میں جو مسلمان جس حال میں تھا اسی حال میں کھڑا ہو گیا اور سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کمان بڑی

---

[1] ابن سعد۸؍۲، ابن ہشام۶۰۷؍۱

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ ۳۹۵۱

[3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِعن انس ۴۹۱۵

عجلت اور بغیر کسی خاص تیاری کے بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔

أَنَّهُ كَانَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ بَدْرٍ مِنْ الْخَيْلِ، فَرَسُ مَرْثَدِ بْنِ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: السَّبَلُ ، وَفَرَسُ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو الْبَهْرَانِيِّ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: بَعْزَجَةُ، وَيُقَالُ: سَبْحَةُ، وَفَرَسُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: الْيَعْسُوبُ

بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ پورے لشکر میں صرف تین گھوڑے تھے، ایک مرثد بن ابی المرثد کا جس کا نام السبل تھا اور دوسرا مقداد بن عمرو بہرانی کا جس کا نام **بَعْزَجَةُ** تھا اور تیسرا زبیر بن العوام کا جس کا نام الیعسوب تھا۔ (۱)

بعض روایتوں میں صرف دو گھوڑوں کا ذکر ہے۔

يَوْمَ بَدْرٍ إِلا فَرَسَانِ. فَرَسٌ عَلَيْهِ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو حَلِيفُ الأَسْوَدِ خَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرَسٌ لِمَرْثَدِ بْنِ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ حَلِيفِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

غزوہ بدر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔ (۲)

وَكَانَتْ إِبِلُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَعِيرًا، فَاعْتَقَبُوهَا،فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَمَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ يَعْتَقِبُونَ بَعِيرًا ، وَكَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَأَبُو كَبْشَةَ، وَأَنَسَةُ، مَوْلَيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَقِبُونَ بَعِيرًا، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يَعْتَقِبُونَ بَعِيرًا

اس وقت رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں کل ستر اونٹ تھے اور ایک ایک اونٹ پر کئی کئی آدمی باری باری سوار ہوتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے، اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو کبشہ رضی اللہ عنہ اور انسہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے، اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ (۳)

اس طرح تین سو سے کچھ زائد آدمی جو غالباً قافلہ کے محافظ دستے کے مقابلے اور قافلہ پر قبضہ کے لئے کافی سمجھے گئے روانہ ہوئے۔

وَكَانَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد غَزَا إِلَى بَدْرٍ بِسَيْفٍ وَهَبَهُ لَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يُقَالُ لَهُ الْعَضْبُ، وَدِرْعِهِ ذَاتِ الْفُضُولِ

قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک تلوار جس کا نام عضب تھا اور ایک زرہ

---

(۱) ابن ہشام ۶۶۶/۱

(۲) ابن سعد ۱۷/۲

(۳) ابن ہشام ۶۱۳/۱، ابن سعد ۸/۲، الروض الانف ۶۷/۵، عیون الآثر ۲۸۷/۱

جس کا نام ذات الفضول تھا پیش کی۔ (۱)

وَكَانَ يَتَهَيَّأُ لِلْخُرُوجِ إِلَى بَدْرٍ وَيَأْتِي دُورَ الأَنْصَارِ يَحُضُّهُمْ عَلَى الْخُرُوجِ فَنُهِشَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ فأقام،فقال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَئِنْ كَانَ سَعْدٌ لَمْ يَشْهَدْهَا لَقَدْ كَانَ عَلَيْهَا حَرِيصًا

وہ خود بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر کے لیے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے محلوں میں گھوم گھوم کر لوگوں کو بھی نکال رہے تھے لیکن عین وقت پر کسی جگہ انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا جس سے وہ بیمار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شمولیت اختیار نہ ہو سکے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگرچہ سعد رضی اللہ عنہ غزوہ میں شریک نہ ہوئے لیکن وہ اس میں شرکت کے آرزومند تھے۔ (۲)

إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں سید الانام ﷺ کی ایک صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جب لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اس وقت وہ بیمار تھیں (وہ ساتھ چلنے پر راضی تھے مگر) رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کی وجہ سے (کہ ان کے جسم پر خسرہ کی پھنسیاں نکل آئی تھیں) ابوعبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے،

فَأمره رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالتخلف عَلَيْهَا

رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان کی تیمار داری کریں۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما، قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں، نبی کریم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا تمہارے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا شرکائے بدر کا ہے، تمہیں اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا شرکائے بدر کو ملے گا۔ (۴)

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَلَّفَهُ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْت رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَأَقَامَ عَلَيْهَا حَتَّى مَاتَتْ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تیمار داری کے لیے پیچھے چھوڑ دیا کیونکہ وہ سخت

---

(۱) مغازی واقدی۱۰۳؍۱،شرف المصطفی۲۷۹؍۳،امتاع الاسماع۱۱۳؍۱،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۲۴؍۴،السيرة الحلبية۴۶۱؍۳

(۲) ابن سعد۴۶۱؍۳، مغازی واقدی۱۰۱؍۱

(۳) ابن ہشام۲۵۰؍۱

(۴) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ إِذَا بَعَثَ الإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ، أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ عن ابن عمر ۳۱۳۰

بیمار تھیں چنانچہ وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔ (۱)

حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، قَالَ:مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ قَالَ: فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، قَالُوا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا؟فَقُلْنَا: مَا نُرِيدُهُ، مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ،فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ،فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ:انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ،وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے غزوہ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حسیل رضی اللہ عنہ باہر نکلے ہوئے تھے کہتے ہیں ہمیں کفار قریش نے (راستہ میں) گرفتار کرلیا، کفار نے کہا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتے ہو ؟انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم تو مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں،اس پر مشرکین نے ان دونوں سے اللہ کی قسم کے ساتھ عہد لیا کہ وہ مدینہ تو چلے جائیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر نہ لڑیں،جب وہ وہاں سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مدینہ منورہ چلے جاؤ ہم ان کا عہد پورا کریں گے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔ (۲)

اہل سیر نے حسیل الیمان رضی اللہ عنہ کا نام تین طریقوں سے لکھا ہے حُسَيْلٌ (بروزن حسین) حِسْلٌ (بروزن قتیل) اور حسل،ان کی کنیت ابو حذیفہ پر سب ارباب سیر کا اتفاق ہے۔

ابو حذیفہ حسیل رضی اللہ عنہ کا تعلق غطفان کے خاندان عبس سے تھا

حلفاء بني عَبْد الأشهل ،وقيل لجروة اليمان لانه كان أصاب في قومه دما فهرب فلحق بالمدينة فحالف بني عبد الاشهل فسماه قومه اليمان لمحالفته اليمانية،الربَاب بنت كَعْب بْن عدي بْن كَعْب بْن عَبْد الْأَشْهَل

اور بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے، حسیل کے دادا یا بروایت خود حسیل نے اپنے قبیلے کے ایک شخص کو قتل کر دیا اور بھاگ کر مدینہ منورہ آ گئے یہاں انہوں نے بنو عبد الاشہل سے حلیفانہ تعلق قائم کرلیا اور اسی خاندان کی ایک خاتون رباب رضی اللہ عنہا بنت کعب بن عدی بن عبد الاشہل سے نکاح کرلیا چونکہ یمنی تھے اس لیے ان کے حلیف انہیں الیمان کہنے لگے۔ (۳)

حسیل رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے متعلق دو روایتیں ہیں،ایک روایت ہے کہ وہ اپنے فرزند حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت نبوی سے قبل شرف ایمان سے بہرہ ور ہوئے،

وكان حذيفة يقول :خيرنى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بين الهجرة والنصرة، فاخترت النصرة

بقول ابن اثیر رحمہ اللہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت اور نصرت کے بارے میں دریافت کیا

---

(۱) ابن سعد۲٫۸

(۲) صحیح مسلم كتاب الجهاد بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ۴۶۳۹

(۳) المنتخب من ذيل المذيل۱٫۱۵۸،اسد الغابة۱٫۷۰۶

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ہجرت کے بجائے نصرت تجویز کی۔ (۱)

شهد هو، وأبوه، وأخوه صفوان

دوسری روایت میں یہ ہے حسیل رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رباب رضی اللہ عنہا بنت کعب اور دو فرزندوں حذیفہ رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے (فوراً) بعد اسلام قبول کیا۔ (۲)

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ غَزَا بَدْرًا قَالَتْ: تَأْذَنُ لِي فَأَخْرُجُ مَعَكَ أُدَاوِي جَرْحَاكُمْ وَأُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ , لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى يُهْدِي لِي شَهَادَةً،قَالَ:قَرِّي فِي بَيْتِكِ، فَإِنَّ اللهَ يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ

ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا صحابیہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لیے نکلے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے بھی جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے تا کہ میں مجاہدین کی مرہم پٹی اور تیمار داری کر سکو اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر میں بیٹھی رہو تیرے لیے شہادت لکھ دی گئی ہے۔ (۳)

بہر حال لیکن کیونکہ باقاعدہ لڑائی کا خدشہ ہی نہیں تھا اس لئے انہیں ساتھ نہیں لیا گیا۔

حَتّى إنْ كَانَ الرّجُلُ لَيُسَاهِمُ أَبَاهُ فِي الْخُرُوجِ، فَكَانَ مِمّنْ سَاهَمَ سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ وَأَبُوهُ فِي الْخُرُوجِ إلَى بَدْرٍ، فَقَالَ سَعْدٌ لِأَبِيهِ: إنّهُ لَوْ كَانَ غَيْرَ الْجَنّةِ آثَرْتُك بِهِ، إنّي لَأَرْجُو الشّهَادَةَ فِي وَجْهِي هَذَا! فَقَالَ خَيْثَمَةُ: آثِرْنِي، وَقِرْ مَعَ نِسَائِك! فَأَبَى سَعْدٌ، فَقَالَ خَيْثَمَةُ: إنّهُ لَا بُدّ لِأَحَدِنَا مِنْ أَنْ يُقِيمَ. فَاسْتَهَمَا، فَخَرَجَ سهم سعد قتل بِبَدْرٍ

جب رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا حکم فرمایا تو خثیمہ نے اپنے بیٹے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے گھر پر رہنا ضروری ہے تم میرے لئے ایثار کرو اور یہاں رک جاؤ اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دو، مگر سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی یہ بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور عرض کیا اے میرے باپ! جنت کے سوا اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں آپ کے لئے ضرور ایثار کرتا اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں، اس پر خثیمہ رضی اللہ عنہ نے قرعہ اندازی کی تجویز دی جو سعد رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لی، چنانچہ دونوں باپ بیٹے میں اس سفر کے بارے میں قرعہ اندازی ہوئی اور قرعہ سعد رضی اللہ عنہ کے نام ہی نکلا، سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد خثیمہ رضی اللہ عنہ سے خوش قسمت ثابت ہوئے، وہ اجازت لے کر خوشی خوشی شوق شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ (۴)

---

(۱) امتاع الاسماع۹،۱۳۹

(۲) مستعذب الاخبار باطیب الاخبار۱،۳۴۶

(۳) دلائل النبوة للبیہقی۶،۳۸۱،معجزات النبی صلی الله علیه وسلم۱،۲۷۲،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۹،۳۷۴

(۴) مغازی واقدی ۱،۱۹

تاریخ روانگی:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيَالٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: خَرَجَ (يَوْمَ الِاثْنَيْنِ) لِثَمَانِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ آٹھ رمضان المبارک کو روانہ ہوئے۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں بروز دوشنبہ روانہ ہوئے۔ (۱)

اگر یہ روایت تسلیم کی جائے تو آٹھ رمضان کو چہار شنبہ ہے دوشنبہ نہیں۔

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رمضان المبارک بروز شنبہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ (۲)

اگر اس روایت کو تسلیم کیا جائے تو بارہ رمضان المبارک یکشنبہ آتا ہے شنبہ نہیں۔

ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ بارہ رمضان المبارک بروز یکشنبہ کو روانہ ہوئے۔ (۳)

كانت بَدْرٌ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

تمام اصحاب اسیر او راصحاب الحدیث اس بات پر متفق ہیں معرکہ بدر سترہ رمضان بروز جمعہ پیش آیا تھا۔ (۴)

اس لئے اگر اس روایت کو تسلیم کیا جائے تو بارہ رمضان المبارک کو یکشنبہ اور سترہ رمضان کو جمعہ المبارک بنتا ہے اس لئے یہ روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

وَاسْتَعْمَلَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ

روانگی سے قبل ابن ام مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔ (۵)

وكان رسول رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد جعله على الساقة يومئذ

لشکر کی روانگی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے قیس بن صعصعہ المازانی انصاری کو عقبی دستہ پر امیر مقرر فرمایا۔ (۶)

إحداهما مع عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، يُقَالُ لَهَا: الْعُقَابُ، وَدَفَعَ اللِّوَاءَ إِلَى مُصْعَبِ بن عمير. وَكَانَ أَبْيَضَ، وَالْأُخْرَى مَعَ بَعْضِ الْأَنْصَارِ

لشکر کے تین علم تھے ایک سیاہ رنگ کا علم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا، دوسرا علم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تھاما ہوا تھا

(۱) ابن ہشام ۶۱۳/۱، الروض الانف ۶۷/۵
(۲) ابن سعد ۹/۲
(۳) مغازی واقدی ۱۳، ۱۱
(۴) ابن ہشام ۱۵/۲، ابن سعد ۱۴/۲
(۵) ابن ہشام ۶۱۲/۱، البداية والنهاية ۲۶۰/۳، الروض الانف ۶۷/۵، تاريخ ابن خلدون ۴۲۷/۲
(۶) ابن ہشام ۴۵۸/۱، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۲۹۴/۳، اسد الغابة ۱۲۹/۴

جو سفید رنگ کا تھا، اور تیسرا سیاہ علم کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔ [۱]

وَضَرَبَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسْكَرَهُ بِبِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ، وَهِيَ عَلَى مِيلٍ مِنَ الْمَدِينَةِ فَعَرَضَ أَصْحَابَهُ وَرَدَّ مَنِ اسْتَصْغَرَ

مدینہ منورہ سے ایک میل کی دوری پر درہ بنی دینار (بیرابی عنبہ) پہنچے تو مقام بِالْبُقْعِ (بُيُوتُ السّقْيَا) پر اترے (مدینہ اور اس مقام تک متصل آبادی تھی) تمام لشکر کا جائزہ لیا اور کم عمر لڑکوں کو واپس کر دیا۔ [۲]

عَنِ البَرَاءِ، قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ

براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور مجھے غزوہ بدر میں واپس مدینہ بھیج دیا۔ [۳]

فَعَرَضَ عَبْدُ الله بن عمر، وأسامة ابن زَيْدٍ، وَرَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ ظَهِيرٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَرَدّهُمْ وَلَمْ يُجِزْهُمْ

اس کے علاوہ اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ، رافع ابن خدیج، براء بن عازب، اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی واپس بھیج دیا۔ [۴]

کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم میں سعد بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کی عمر اس وقت صرف سولہ سالہ سال کی تھی

رَأَيْت أَخِي عُمَيْرَ بْنَ أَبِي وَقّاصٍ قَبْلَ أَنْ يَعْرِضَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَارَى، فَقُلْت: مَا لَك يَا أَخِي؟ قَالَ: إنّي أَخَافُ أَنْ يَرَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسْتَصْغِرَنِي فَيَرُدّنِي، وَأَنَا أُحِبّ الْخُرُوجَ، لَعَلّ اللهَ يَرْزُقُنِي الشّهَادَةَ. قَالَ: فَعُرِضَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَصْغَرَهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ!فَبَكَى عُمَيْرٌ، فَأَجَازَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَكَانَ سَعْدٌ يَقُولُ: كُنْت أَعْقِدُ لَهُ حَمَائِلَ سَيْفِهِ مِنْ صِغَرِهِ

سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ ادھر ادھر چھپتے پھر رہے ہیں، سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے اس اضطراب کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے میں اس معرکے میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کر دے، میں ڈر رہا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑ گئی تو کم سن سمجھ کر واپس فرما دیں گے، جب سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملاحظہ سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن ابی وقاص کو بھی واپس لوٹ جانے کا حکم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر وہ بے ساختہ رو پڑے، ان کی گریہ وزاری سے متاثر ہو کر آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ساتھ چلنے کی

---

[۱] ابن ہشام ۸۸،۵، الروض الانف ۶۷،۵،عیون الآثر ۲۸۶،۱،امتاع الاسماع ۹۵،۱،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۲۴،۴،تاريخ الخميس ۳۷۴،۱،السيرة النبوية لابن كثير ۳۸۸،۲

[۲] ابن سعد ۸،۲

[۳] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ ۳۹۵۶

[۴] مغازی واقدی ۲۰،۱

اجازت فرمادی، اصحاب بدر میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے کم عمر مجاہد تھے۔ (۱)

فعقدت علیه حمالة سیفه

دفاع ملک وملت میں پہلا تیر چلانے والے مجاہد یعنی اس کمسن مجاہد کے بڑے بھائی سعد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر رسم شمشیر بندی ادا کی۔ (۲)

یہ رسم شمشیر بندی قافلہ لوٹنے کی تمہید نہیں ہو سکتی تھی،

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ بَدْرٍ، فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ، فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ، وَأُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْ، فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ، قَالَتْ: ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، قَالَ: فَارْجِعْ، فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَانْطَلِقْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے، بدر کے راستے میں مقام حَرَّةِ الْوَبَرَةِ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص (خبیب بن یساف) آ کر ملا جس کی ہمت اور شجاعت کا چرچا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ کے ساتھ مل کر کفار سے لڑوں اور آپ کے ساتھ (غنیمت میں) حصہ پاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تم واپس لوٹ جاؤ میں مشرک سے مدد نہیں لیتا (آپ کا جواب سن کر وہ شخص لوٹ گیا) پھر مقام شَجَرَةِ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ آملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر وہی سوال کیے اور اس نے پھر انکار کر دیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ تم واپس لوٹ جاؤ میں مشرک سے مدد نہیں لیتا، یہ سن کر وہ واپس چلا گیا، پھر مقام بَيْدَاءِ پر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر وہی کلمات دوہرائے کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اب تم ہمارے ساتھ) چل سکتے ہو۔ (۳)

بدر کی طرف مخبروں کی روانگی:

وَقَدِمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَهُ عَيْنَيْنِ لَهُ إِلَى الْمُشْرِكِينَ يَأْتِيَانِهِ بِخَبَرِ عَدُوِّهِ وَهُمَا: بَسْبَسُ بْنُ عَمْرٍو،

---

(۱) ابن سعد ۱۱۰/۳، مغازی واقدی ۲۰/۱

(۲) کنزالعمال ۴۱۱/۱۰

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ كَرَاهَةِ الِاسْتِعَانَةِ فِي الْغَزْوِ بِكَافِرٍ ۴۷۰۰

وَعَدِيُّ بْنُ أَبِي الزَّغْبَاءِ

اسی جگہ پر دو اصحاب بسبس بن عمرو الجہنی اور عدی ابن الرغباء حاضر ہو کر مجاہدین میں شامل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے روانہ ہونے سے قبل ان دونوں کو مزید تجسس حال اور دیکھ بھال کے لئے وادی بدر کی طرف روانہ فرمایا تا کہ قافلہ کے آنے کا ٹھیک اندازہ لگایا جاسکے اور بروقت صحیح اطلاع فراہم ہو سکے۔ (۱)

وَكَانَ بَسْبَسُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَدِيُّ بْنُ أَبِي الزَّغْبَاءِ قَدْ مَضَيَا حَتَّى نَزَلَا بَدْرًا، فَأَنَاخَا إِلَى تَلٍّ قَرِيبٍ مِنْ الْمَاءِ، ثُمَّ أَخَذَا شَنًّا لَهُمَا يَسْتَقِيَانِ فِيهِ، وَمَجْدِيُّ بْنُ عَمْرٍو الْجُهَنِيُّ عَلَى الْمَاءِ. فَسَمِعَ عَدِيٌّ وَبَسْبَسُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ جَوَارِي الْحَاضِرِ، وَهُمَا يَتَلَازَمَانِ عَلَى الْمَاءِ، وَالْمَلْزُومَةُ تَقُولُ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا تَأْتِي الْعِيرُ غَدًا أَوْ بَعْدَ غَدٍ، فَأَعْمَلُ لَهُمْ، ثُمَّ أَقْضِيكَ الَّذِي لَكَ. قَالَ مَجْدِيٌّ:صَدَقْتِ، ثُمَّ خَلَّصَ بَيْنَهُمَا. وَسَمِعَ ذَلِكَ عَدِيٌّ وَبَسْبَسُ، فَجَلَسَا عَلَى بَعِيرَيْهِمَا، ثُمَّ انْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ بِمَا سَمِعَا

دونوں حضرات تیزی سے وادی بدر کی جانب روانہ ہوئے اور تیرہ رمضان المبارک کو بدر پہنچ کر بدر کے کنوئیں کے پاس اتر کر آرام کے لئے کچھ دیر بیٹھ گئے، وہاں انہوں نے دو عورتوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھا ایک عورت دوسری عورت سے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کر رہی تھی جبکہ دوسری عورت کہہ رہی تھی کہ جلدی نہ کرو بس ایک دو روز میں وہ قافلہ جو فلاں کنوئیں پر اترا ہوا ہے یہاں پہنچ جائے گا تو پھر میں اس میں کام کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی، اس بات کی تصدیق بدر کے ایک اور بدوی مجدی بن عمر نے بھی کی اور کہا کہ یہ سچ کہہ رہی ہے، بسبس رضی اللہ عنہ اور عدی رضی اللہ عنہ نے ساری گفتگو سن کر قافلہ کے فاصلے اور اس کے پہنچنے کے وقت کا اندازہ لگایا اور اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر واپس روانہ ہو گئے اور اسی وقت آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ (۲)

بیوت السقیاء سے روانگی:

لشکر کے معائنہ کے بعد بیوت السقیاء میں ہی رسول اللہ ﷺ نے روزہ افطار فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالفِطْرِ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا

ابوسعید سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک غزوہ میں افطار کا حکم بھی دیا تھا۔ (۳)

وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَامَ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ وَنَادَى مُنَادِيهِ: يَا مَعْشَرَ الْعُصَاةِ، إِنِّي مُفْطِرٌ فَأَفْطِرُوا!

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے نکلے اور ایک یا دو دن کے روزے رکھے مگر پھر چھوڑ دیئے اور اعلان کرا دیا کہ اے روزہ دارو میں نے

---

(۱) ابن سعد ۹,۲

(۲) ابن ہشام ۶۱۷,۱

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْمُحَارِبِ فِي الإِفْطَارِ ۷۱۴

روزہ افطار کرلیا ہے تم بھی افطار کرلو۔ (۱)

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر بھی روزہ افطار کر دیا گیا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَفْطَرَ، وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يُفْطِرُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر روزہ رکھا، جب قدید نامی جگہ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک گلاس پیش کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ ختم کر دیا اور لوگوں کو بھی روزہ ختم کر لینے کا حکم دیا (اور بعد میں قضاء کر لی)۔ (۲)

اور اسی دن ہی آگے روانہ ہو گئے۔

فَقَالَ: اللهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ. اللهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ. اللهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اے پروردگار! یہ لوگ پیادہ ہیں ان کو سواری عطا فرما، یہ لوگ ننگے ہیں ان کو کپڑے مہیا کر، یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو سیر کر دے۔ (۳)

کوچ کے وقت قیس رضی اللہ عنہ بن صعصعہ المازانی انصاری کو حکم فرمایا کہ تمام صحابہ کی گنتی کریں، انہوں نے بئر ابی عینیہ کے پاس لشکر کو روک کر گنتی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر میں شامل کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطلاع دی۔

بدر جانے کے لئے عام راستہ چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو غیر معروف راستوں سے لے کر چلے تا کہ دشمن کو ان کی روانگی کی خبر نہ ہو سکے۔

اگر ان تمام معروف روایتوں کو لیا جائے جن میں جملہ اصحاب بدر بشمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو چودہ بتائے گئے ہیں تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندازاً تین سو چھ اصحاب ہمراہ تھے، ان کے علاوہ چار اصحاب اور تھے جو حالت غلامی میں تھے ان کو اصحاب بدر میں شمار نہیں کیا جاتا۔

چونکہ سواریوں کی کمی تھی اس لئے کئی کئی آدمیوں کے حصہ میں ایک ایک اونٹ آیا جن پر سب باری باری سب سوار ہوتے تھے

كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ عَلَى بَعِيرٍ. وَكَانَ أَبُو لُبَابَةَ وَعَلِيٌّ زَمِيلَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ إِذَا كَانَتْ عُقْبَةُ النَّبِيِّ قَالَا: ارْكَبْ حَتَّى نَمْشِيَ عَنْكَ، فَيَقُولُ: مَا أَنْتُمَا بِأَقْوَى عَلَى الْمَشْيِ مِنِّي وَمَا أَنَا أَغْنَى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا

اسی طرح جو اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں تھا اس پر تین افراد سوار ہوتے تھے، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے ابو البابہ رضی اللہ عنہ اور تیسرے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری ہوتی تو دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے اے اللہ

---

(۱) مغازی واقدی ۴۷/۱

(۲) مسند احمد ۲۱۸۵

(۳) ابن سعد ۱۵/۲

کے رسول ﷺ! آپ اونٹ پر سوار ہو جائیں تا کہ ہم آپ کی جانب سے پیدل چلیں، مگر آپ ﷺ فرماتے نہ تو تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتوار ہو اور نہ میں حصول ثواب میں تم سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمہیں پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔ [1]

اس طرح آپ ﷺ نے مساوات عامہ کا جو اصول پیش کیا تھا اس پر عمل کر کے دکھا دیا، بیوت السقیاء سے کوچ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ بطن عقیق گزر گئے اور مکتمن کی راہ سے ہوتے ہوئے بطحا ابی ازھر پہنچ گئے اور تربان جو حضیرہ اور ملل کے درمیان ہے (یا اس کے قریب) منزل فرمائی۔

دوسرے دن تیرہ رمضان المبارک کو

ثُمَّ مَرَّ عَلَى تُرْبَانَ ، ثُمَّ عَلَى مَلَلٍ، ثُمَّ غَمِيسِ الْحَمَامِ مِنْ مَرَيَيْنِ، ثُمَّ عَلَى صُخَيْرَاتِ الْيَمَامِ، ثُمَّ عَلَى السَّيَّالَةِ، ثُمَّ عَلَى فَجِّ الرَّوْحَاءِ، ثُمَّ عَلَى شَنُوكَةَ، وَهِيَ الطَّرِيقُ الْمُعْتَدِلَةُ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِعِرْقِ الظَّبْيَةِ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ:الظَّبْيَةُ۔

تربان سے روانہ ہوئے ،وادی ملل ،غَمِيسِ الْحَمَامِ ،صُخَيْرَاتِ الْيَمَامِ سے ہوتے ہوئے السَّيَّالَةِ اور فَجِّ الرَّوْحَاءِ پر سے گزر کر شَنُوكَةَ سے ہوتے ہوئے جو ایک سیدھا راستہ ہے عِرْقِ الظَّبْيَةِ پہنچ گئے اور وہاں منزل فرمائی

لَقُوا رَجُلًا مِنْ الْأَعْرَابِ، فَسَأَلُوهُ عَنْ النَّاسِ، فَلَمْ يَجِدُوا عِنْدَهُ خَبَرًا

وہاں ایک بدوی ملا اس سے قافلہ قریش کی متعلق پوچھ کچھ کی مگر اس کو کچھ معلوم نہ تھا۔ [2]

وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْسَجَ، وَهِيَ بِئْرُ الرَّوْحَاءِ، ثُمَّ ارْتَحَلَ مِنْهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمُنْصَرَفِ، تَرَكَ طَرِيقَ مَكَّةَ بِيَسَارٍ، وَسَلَكَ ذَاتَ الْيَمِينِ عَلَى النَّازِيَةِ، يُرِيدُ بَدْرًا

تیسرے دن چودہ رمضان المبارک بروز سہ شنبہ کو رسول اللہ ﷺ عِرْقِ الظَّبْيَةِ سے روانہ ہوئے اور سجسج جو بِئْرُ الرَّوْحَاءِ کہلاتا ہے پر قیام فرمایا، یہاں پر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کو بائیں جانب چھوڑتے ہوئے الْمُنْصَرَفِ پہنچے اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا راستہ چھوڑ کر سیدھی جانب النَّازِيَةِ سے میدان بدر کا رخ فرمایا،

فَلَمَّا اسْتَقْبَلَ الصَّفراءوَهِي قريبَة بَيْنَ جَبَلَيْنِ

اور پھر الصّفراء کے قریب پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے، یہیں بسبس بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عدی ابن الزغبا نے وادی بدر سے واپس پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کی ابوسفیان کا قافلہ فلاں کنوئیں پر اترا ہوا ہے۔ [3]

فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ نَزَلَ مَاءَ كَذَا يَوْمَ كَذَا. وَتَنْزِلُ نَحْنُ مَاءَ كَذَا يَوْمَ كَذَا. وَيَنْزِلُ هُوَ مَاءَ كَذَا يَوْمَ كَذَا. وَتَنْزِلُ نَحْنُ

---

[1] ابن سعد ۱۶،۱۵/۲

[2] ابن ہشام ۶۱۳/۱

[3] ابن ہشام ۶۱۷/۱

مَاءَ كَذَا يَوْمَ كَذَا حَتَّى نَلْتَقِيَ نَحْنُ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ

اور یہ بھی بتلایا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ قافلہ فلاں دن فلاں کنوئیں پر اترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنوئیں پر اتریں گے پھر بدر پہنچیں گے جب وہ بدر کے کنوئیں پر ہوگا تو ہم لوگ ان سے مل جائیں گے۔ (۱)

ابوسفیان کی بدر میں آمد:

ابوسفیان کو شام میں ہی مسلمانوں کے تعاقب کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور خطرے کے پیش نظر اپنے قافلہ کے بچاؤ کے لئے مکہ مکرمہ میں قاصد روانہ کر چکا تھا اور اسے جلد از جلد مدد پہنچنے کی امید بھی تھی، مگر اس کے باوجود اہل قافلہ سخت پریشان تھے اور آتے ہوئے راہ گیروں اور قافلوں سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے مگر انہیں معلومات نہیں مل رہی تھیں چنانچہ خطرے والے علاقہ سے جلد از جلد نکلنے کے لئے حجاز میں داخل ہوتے ہی قافلہ کی رفتار تیز کر دی۔ (۲)

سالار قافلہ ابوسفیان بدر کی گھاٹی سے اچھی طرح واقف تھا اسے خوب اندازہ تھا کہ اگر اس کے قافلہ پر حملہ ہوا تو وادی بدر میں ہی ہوگا، اس لئے ابوسفیان نے اپنے قافلہ کو وادی بدر سے کافی دور الخین کے موڑ پر روک کر بذات خود مسلمانوں کا کھوج لگانے اور ٹوہ لینے کے لئے نکلا۔ (۳)

وَأَقْبَلَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، حَتَّى تَقَدَّمَ الْعِيرَ حَذَرًا، حَتَّى وَرَدَ الْمَاءَ، فَقَالَ لِمَجْدِيِّ بْنِ عَمْرٍو: هَلْ أَحْسَسْتَ أَحَدًا، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُنْكِرُهُ، إِلَّا أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَاكِبَيْنِ قَدْ أَنَاخَا إِلَى هَذَا التَّلِّ، ثُمَّ اسْتَقَيَا فِي شَنٍّ لَهُمَا، ثُمَّ انْطَلَقَا، فَأَتَى أَبُو سُفْيَانَ مُنَاخَهُمَا، فَأَخَذَ مِنْ أَبْعَارِ بَعِيرَيْهِمَا، فَفَتَّهُ، فَإِذَا فِيهِ النَّوَى، فَقَالَ: هَذِهِ وَاللَّهِ عَلَائِفُ يَثْرِبَ. فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ سَرِيعًا، فَضَرَبَ وَجْهَ عِيرِهِ عَنْ الطَّرِيقِ، فَسَاحَلَ بِهَا، وَتَرَكَ بَدْرًا بِيَسَارٍ، وَانْطَلَقَ حَتَّى أَسْرَعَ

اور تیرہ رمضان المبارک ہی کو بسبس رضی اللہ عنہ اور عدی رضی اللہ عنہ کے بدر روانہ ہونے کے بعد وادی بدر میں پہنچا جہاں اسے مجدی بن عمرو بدوی ملا، ابوسفیان نے اس سے پوچھ گچھ کی، مجدی بن عمرو دو سانڈنی سواروں کو تو دیکھ چکا تھا مگر نہ انہیں جانتا تھا اور نہ ہی ان کے بدر میں آمد کے مقصد سے واقف تھا اس لئے کوئی واضح بات تو نہ کر سکا البتہ اس نے دو سانڈنی سواروں کا حال بتایا کہ وہ یہاں آئے تھے اور کچھ دیر کنوئیں پر آرام کرنے اور اونٹوں کو پانی پلا کر واپس چلے گئے، ابوسفیان کے لئے یہ خبر بھی کافی تھی، تجسس حال کے لئے وہ اس جگہ پہنچا جہاں دو سانڈنی سواروں نے کچھ دیر آرام کیا تھا، اس جگہ سے وہ اس طرف روانہ ہوا جدھر سوار گئے تھے، کچھ دور ان کے راستہ پر چل کر اس نے اونٹوں کی تازہ مینگنیاں دیکھیں، اس نے انہیں اٹھا کر ہاتھوں سے چورا چورا کر دیا، ایک مینگنی کے اندر کھجور کی گھٹلی یا اس کا ٹکڑا دیکھ کر وہ فوراً بھانپ گیا کہ یہ یثرب کے آب پاشی کے اونٹ ہیں اور ضرور بالضرور مدینہ کے مخبر ہوں گے خطرے کا اندازہ کر کے وہ تیزی کے ساتھ اپنے قافلہ میں پہنچا اور مسلمانوں کی دسترس سے باہر ہونے کے لئے راستہ کاٹ کر بدر کو چھوڑتے ہوئے ساحل کے قریب سے بڑی تیزی سے قافلہ

(۱) ابن سعد ۲٫۱۸

(۲) ابن سعد ۲٫۹

(۳) عہدنبوی کے میدان جنگ ۱۸،۱۹

کو لے چلا۔ [1]

رات دن مسلسل چلتے اور منزل پر برائے نام آرام کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا اس طرح مسلمانوں کو ابوسفیان کے دوسرے راستے سے نکل جانے کی خبر ہی نہ ملی۔

وَلَمَّا رَأَى أَبُو سُفْيَانَ أَنَّهُ قَدْ أَحْرَزَ عِيرَهُ، أَرْسَلَ إِلَى قُرَيْشٍ:إِنَّكُمْ إِنَّمَا خَرَجْتُمْ لِتَمْنَعُوا عِيرَكُمْ وَرِجَالَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، فَقَدْ نَجَّاهَا اللهُ، فَارْجِعُوا، فَقَالَ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ:وَاللهِ لَا نَرْجِعُ حَتَّى نَرِدَ بَدْرًا، وَكَانَ بَدْرٌ مَوْسِمًا مِنْ مَوَاسِمِ الْعَرَبِ يَجْتَمِعُ لَهُمْ بِهِ سُوقٌ كل عَام، فنقيم عَلَيْهِ ثَلَاثًا فننحر الْجُزُور وَنُطْعِمَ الطَّعَامَ وَنَسْقِي الْخَمْرَ وَتَعْزِفَ عَلَيْنَا الْقِيَانُ وَتَسْمَعَ بِنَا الْعَرَبُ وَبِمَسِيرِنَا وَجَمْعِنَا، فَلَا يَزَالُونَ يَهَابُونَنَا أَبَدًا، فَامْضُوا

جب ابوسفیان کو اچھی طرح یقین ہوگیا کہ وہ مسلمانوں کی دسترس سے دور ہوگیا ہے تو اس نے قریش کو فوری طور پر قیس بن امراء القیس کے ذریعہ پیغام بھیجا تم صرف اس لئے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچالو تو اللہ نے سب کو بچالیا ہے لہذا تم سب مکہ واپس لوٹ چلو، جب(اندازاً تیرہ،چودہ رمضان المبارک کو) مقام الہدیٰ پر ابوجہل کو یہ پیغام ملا تو اس نے کہا اللہ کی قسم!ہم ابھی مکہ نہ جائیں گے،ہم بدر میں جاکر خوب اونٹ ذبح کریں گے اور تین روز وہاں رہ کر خوب کھانے کھائیں گے اور شرابیں اڑائیں گے اور ناچ رنگ دیکھیں گے تاکہ ہمارے اس کروفر کے ساتھ آنے کو دیکھ کر تمام عرب ہم سے ہیبت زدہ رہیں اور جان جائیں کہ ہاں قریش ایسے ہیں۔ [2]

ابوجہل نے یہ گفتگو کرکے اپنے ساتھیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی۔

ہر لشکر کی ترکیب وترتیب کرتے وقت دنیا کا ہر سمجھ دار فوجی جرنیل اس بات کو نگاہ میں رکھتا ہے کہ فوج کی ڈویژنیں ہم قوم،ہم مزاج اور ہم طبع سپاہیوں پر مشتمل ہوں تاکہ ان کے درمیان کسی قسم کی رقابت راہ نہ پاسکے،لیکن لشکر اسلام دنیا کا وہ واحد لشکر تھا جو رنگ ونسل،زبان اور قومیت وغیرہ کے اصولوں پر قائم نہیں ہوا تھا،نہ ہی اس کی ترتیب اور تشکیل قبل از اسلام لشکروں کی طرح خاندانوں اور حلیفوں کے خاندانوں کے افراد سے کی گئی تھی،تین سوتیرہ افراد کے اس لشکر میں قریش کے تیرہ خاندان شامل تھے اور مدینہ منورہ کے اوس وخزرج کے دو قبائل کے ۳۳خاندان حاضر تھے، گویا دونوں شہروں کے ۴۶خاندان اسلام کی طرف سے اس غزوہ میں حصہ لے رہے تھے،اسلام سے پہلے ان میں سے اکثر خاندان ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے مثلاً بنی عبدشمس اور بنی عبد مناف یا اوس وخزرج،لیکن اب یہ ایک اللہ،ایک رسول اور ایک قرآن یعنی ایک مرکز اور ایک قانون کے زیرسایہ ایک لشکر بن گئے تھے جس کے اختلاف رائے کو غیر مشروط اور بے چوں وچرا وفاداری کے عہد سے دور کر دیا گیا تھا،جسے گزشتہ کئی سال سے جسمانی مشقت،نماز کے ذریعے نظم وضبط،اطاعت امیر اور صف بندی،بلند اخلاقی کی تلقین اور بے مثال اسوہ کے اتباع نے بڑی سے بڑی مشکل کو برداشت کر لینے اور راضی برضا رہنے کے عظیم ہتھیاروں سے لیس کر دیا تھا،اس

---

[1] تفسیرابن کثیر۲۶؍۴،ابن اسحاق۴۰۰،ابن ہشام۶۱۸؍۱،ابن سعد۹؍۲

[2] الروض الانف ۷۵؍۵،ابن ہشام۶۱۹؍۱، ابن اسحاق۴۰۱،تاریخ طبری۴۳۸؍۲،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳۹۹؍۲،عیون الاثر۲۹۲؍۱،مغازی واقدی ۴۴؍۱

لشکر کو گزشتہ دو سال سے اس علاقے میں خوب گھمایا پھرایا گیا تھا اور جنگی اہمیت کے اکثر مقام میں سے اکثر نے توجہ اور غور سے دیکھ لئے تھے ، گر دو نواح کے اہم قبائل غیر جانبداری کے پیمان کر چکے تھے اس طرح سیاسی طور پر اس لشکر کی پوزیشن مضبوط تھی، اس کے مقابلے میں کفار کا لشکر تجارتی قافلے کی حفاظت کے لئے نکلا تھا اور مکہ سے نکلتے وقت اس کا جوش وخروش اس کی خبر کی بنا پر تھا جسے ضمضم کی ڈرامائی اداکاری نے ممکن خطرے سے حقیقی خطرے میں بدل دیا تھا، یہاں آ کر جب معلوم ہوا کہ خطرہ ٹل گیا ہے تو گویا لشکر کی ترتیب اور ترکیب کے پاؤں نکل گئے اور وہ قوت باقی نہ رہی جو اس جوش وخروش کو برقرار رکھ سکتی، اس صورت حال سے لشکر کی ذہنی اور اخلاقی حالت نے جو کیمیائی تبدیلیاں کیں وہ اس روایت میں صاف نظر آتی ہیں۔

خطرے کے ٹل جانے کی خبر سن کر بنی زہرہ (رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا خاندان) کے حلیف اخنس بن شریق نے لوٹنے کا مشورہ دیا مگر کسی نے نہ مانا،

يَا بَنِي زُهْرَةَ، قَدْ نَجّى اللهُ عِيرَكُمْ، وَخَلّصَ أَمْوَالَكُمْ، وَنَجّى صَاحِبَكُمْ مَخْرَمَةَ بْنَ نَوْفَلٍ، وَإِنّمَا خَرَجْتُمْ لِتَمْنَعُوهُ وَمَالَهُ. وَإِنّمَا مُحَمّدٌ رَجُلٌ مِنْكُمْ، ابْنُ أُخْتِكُمْ، فَإِنْ يَكُ نَبِيّا فَأَنْتُمْ أَسْعَدُ بِهِ، وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا يَلِي قَتْلَهُ غَيْرُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَلُوا قَتْلَ ابْنِ أُخْتِكُمْ، فَارْجِعُوا وَاجْعَلُوا جُبْنَهَا بِي، فَلَا حَاجَةَ لَكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا فِي غَيْرِ مَنْفَعَةٍ ، لَا مَا يَقُولُ هَذَا الرّجُلُ، فَإِنّهُ مُهْلِكٌ قَوْمَهُ،فَلَمْ يَشْهَدْهَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ. قَالُوا: وَكَانُوا مِائَةً أَوْ أَقَلّ مِنْ الْمِائَةِ، وَهُوَ أَثْبَتُ، وَقَدْ قَالَ قَائِلٌ كَانُوا ثلاثمائة

اس نے کہا اے بنی زہرہ! تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کے لئے نکلے تھے سو اللہ نے تمہارے اموال بچا لئے اور تمہارے ساتھی مخرمہ بن نوفل بھی رہا ہو گئے ہیں اب ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں، محمد (ﷺ) تمہارے بھانجے ہیں، اگر وہ نبی ہیں تو تم بھی ان کے سبب نیکی حاصل کرو گے اور اگر ان کا دعویٰ غلط ہے تو ان کے اعمال ان کو کفایت کریں گے، اپنے بھانجے کے قتل پر مستعد ہونے سے بہتر یہ ہے کہ تم سب یہاں سے واپس لوٹ چلو اور اس نامردی کا الزام میرے سر پر رکھ دو، اس خطرناک قافلہ کا ساتھ مت دو اور ایسا مت کرو جیسا کہ ابوجہل کہہ رہا ہے ،وہ اپنی قوم کو لے ڈوبے گا، یہ بات بنی زہرہ کی سمجھ میں آ گئی چنانچہ اخنس بن شریق کے کہنے پر قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ، ایک روایت کے مطابق ایک سو اور دوسری کے مطابق تین سو واپس ہو گئے اور کوئی شخص بھی غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا۔ [1]

فَلَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَحَدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَلَا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ

ابن سعد کہتے ہیں قبیلہ بنی زہرہ کے مشرکین اور قبیلہ بنی عدی بن کعب (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) کے افراد بھی آئے تھے وہ بھی لوٹ گئے ،اور غزوہ بدر میں کوئی بھی شریک نہ ہوا۔ [2]

وَكَانَ بَيْنَ طَالِبِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ وَبَيْنَ بَعْضِ قُرَيْشٍ مُحَاوَرَةٌ، فَقَالُوا: وَاَللَّهِ لَقَدْ عَرَفْنَا يَا بَنِي هَاشِمٍ، وَإِنْ

[1] مغازی واقدی ۱؍۴۴

[2] ابن سعد ۲؍۹

خَرَجْتُمْ مَعَنَا، أَنَّ هَوَاكُمْ لَمَعَ مُحَمَّدٍ،فَرَجَعَ طَالِبٌ إِلَى مَكَّةَ مَعَ مَنْ رَجَعَ

طالب ابن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا ان کا کسی سے کسی بات پر تکرار ہو گئی تو قریش نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بن ہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے نکلے ہو مگر دل سے تم محمد (ﷺ) ہی کے ساتھ ہیں، چنانچہ وہ بھی واپس جانے والوں کے ساتھ چلا گیا۔ ①

اس کے بعد نہ ان کا قیدیوں میں پتہ چلا، نہ مقتولین میں اور نہ ہی وہ واپس گھر لوٹے۔

بعض دیگر لوگوں نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح وسالم بچ گیا ہے تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی ہے مگر ابوجہل نے کسی کی ایک نہ سنی اور وادی بدر کی طرف گامزن رہا۔

بنی ہاشم نے بھی لوٹ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر ابوجہل نے واپس نہ جانے دیا، عتبہ اور شیبہ نے بھی واپسی کا ارادہ کیا تھا مگر ابوجہل کے طعنوں اور دباؤ نے واپس نہ ہونے دیا اور باقی تمام قریش بدر کی جانب روانہ ہوئے اور بدر پہنچ کر

نَزَلُوا بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَى مِنْ الْوَادِي، خَلْفَ الْعَقَنْقَلِ

عدوۃ القصویٰ میں عقنقل کے پیچھے وادی یلیل میں جا کر اترے۔ ②

فَلَمَّا اسْتَقْبَلَ الصّفراء، وَهِيَ قريبَة بَيْنَ جَبَلَيْنِ سَأَلَ عَنْ جَبَلَيْهِمَا مَا اسْمَاهُمَا؟فَقَالُوا: يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا، هَذَا مُسْلِحٌ، وَلِلْآخَرِ: هَذَا مُخْرِئٌ، وَسَأَلَ عَنْ أَهْلِهِمَا؟ فَقِيلَ: بَنُو النَّارِ وَبَنُو حُرَاقٍ، بَطْنَانِ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، فَكَرِهَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرُورُ بَيْنَهُمَا، وَتَفَاءَلَ بِأَسْمَائِهِمَا وَأَسْمَاءِ أَهْلِهِمَا، فَتَرَكَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفْرَاءَ بِيَسَارٍ، وَسَلَكَ ذَاتَ الْيَمِينِ عَلَى وَادٍ يُقَالُ لَهُ: ذَفِرَانَ، فَجَزَعَ فِيهِ، ثُمَّ نَزَلَ وَأَتَاهُ الْخَبَرُ عَنْ قُرَيْشٍ بِمَسِيرِهِمْ لِيَمْنَعُوا عِيرَهُمْ

جب رسول اللہ ﷺ الصَّفْرَاءَ کے قریب پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک گاؤں ہے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان دونوں پہاڑوں کے کیا نام ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایک پہاڑ کا نام مُسْلِحٌ ہے اور دوسرے کا جو پرلی طرف ہے مُخْرِئٌ ہے، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہاں کون لوگ رہتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ بنی غفار کے دو قبیلے رہتے ہیں جن میں ایک کا نام بنو النار اور دوسرے کا بنو حراق ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ دونوں پہاڑوں اور قبیلوں کے مکروہ نام سن کر ان کے درمیان سے گزرنا پسند نہ کیا، وہاں مکے کی طرف دو راستے جاتے ہیں آپ ﷺ نے اس راستے کو چھوڑ کر اس کے دائیں جانب سے وادی ذفران کو عبور کر کے اتر پڑے اور یہیں آپ کو مخبروں سے اطلاع ملی کہ قریش پوری تیاریوں کے ساتھ قافلے کی حفاظت کے لئے چلے آرہے ہیں۔ ③

---

① ابن ہشام ۱/۶۱۹، الروض الانف ۵/۷۶، عیون الآثر ۱/۲۹۲

② ابن ہشام ۱/۶۱۹

③ ابن سعد ۲/۱۰، ابن ہشام ۱/۶۱۴، سیرۃ ابن اسحاق ۳۹۶

وادی ذفران کو طے کرنے کے بعد آپ چہار شنبہ رات کو روحا پہنچے اور آرام کے لئے اتر پڑے۔ [۱]

اس صورت حال میں مسلمانوں کے سامنے تین امکان تھے پہلا یہ کہ قافلہ سے مڈ بھیڑ ہوسکتی تھی کیونکہ قافلہ کے نکل جانے کی ابھی تک کوئی خبر ہی نہ تھی، دوسرے یہ کہ کیل کانٹے سے لیس لشکر قریش سے زوردار مقابلہ ہوگا اور تیسرے یہ کہ قافلہ اور لشکر قریش دونوں سے آمنا سامنا ہوسکتا ہے، اب رسول اللہ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے اور یہ ٹھیک وہ وقت ہے جبکہ اگر ایک جسورانہ اقدام نہ کر ڈالا گیا تو تحریک اسلامی ہمیشہ کے لئے بے جان ہو جائے گی بلکہ بعید نہیں کہ اس تحریک کے لئے سر اٹھانے کا پھر کوئی موقع ہی باقی نہ رہے، مدینہ منورہ میں آئے ابھی پورے دو سال بھی نہیں ہوئے ہیں، مہاجرین بے سروسامان، انصار ابھی نا آزمودہ، یہودی قبائل برسر مخالفت، خود مدینہ میں منافقین و مشرکین کا ایک اچھا خاصا طاقتور عنصر موجود، اور اگر گردوپیش کے تمام قبائل قریش سے مرعوب بھی اور مذہباً ان کے ہمدرد بھی، ایسے حالات میں اگر قریش مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں تو ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کا خاتمہ ہو جائے، لیکن اگر وہ حملہ نہ کریں اور صرف اپنے زور بازو سے قافلے کو بچا کر ہی نکال لے جائیں اور مسلمان دبکے بیٹھے رہیں تب بھی یک لخت مسلمانوں کی ایسی ہوا اکھڑے گی کہ عرب کا بچہ بچہ ان پر دلیر ہو جائے گا اور ان کے لئے ملک بھر میں پھر کوئی جائے پناہ باقی نہ رہے گی، آس پاس کے سارے قبائل قریش کے اشاروں پر کام کرنا شروع کر دیں گے، مدینہ کے یہودی اور منافقین و مشرکین علی الاعلان سر اٹھائیں گے اور مدینہ منورہ میں جینا مشکل کر دیں گے، مسلمانوں کا کوئی رعب و اثر نہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے کسی کو ان کی جان، مال اور آبرو پر ہاتھ ڈالنے میں تامل ہو، اس بنا پر نبی ﷺ نے عزم فرمالیا کہ جو طاقت بھی اس وقت میسر ہے اسے لے کر نکلیں اور میدان میں فیصلہ کریں کہ جینے کا بل بوتا کس میں ہے اور کس میں نہیں۔

چنانچہ (ذفران یا مقام روحاء میں، جو قریب قریب ہیں) اس فیصلہ کن اقدام کا ارادہ کر کے آپ نے انصار و مہاجرین کو جمع کیا اور ان کے سامنے تمام واقعات کا اظہار فرما کر ان کی رائے طلب فرمائی۔ [۲]

حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ، خَطَبَ النَّاسَ

ابن کثیر کہتے ہیں جب آپ ﷺ مقام روحاء پر پہنچے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ [۳]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی رائے کے اظہار کے طور پر فرمایا کہ ابوسفیان کے قافلہ کی بہ نسبت لشکر قریش کو شکست دے کر کفر کی شان و شوکت کو مٹانا زیادہ بہتر ہے۔ [۴]

مشاورت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاشیہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ قافلہ کے بجائے وہ اپنے دشمنوں کے خلاف لڑیں گے مگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے آگے کس

---

[۱] سیرۃ ابن اسحاق ۲۹۳

[۲] ابن سعد ۱۰/۲، ابن ہشام ۶۱۴/۱

[۳] تفسیر ابن کثیر ۱۵/۴

[۴] مغازی واقدی

کی تدبیر چل سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حق کی سر بلندی اور مشرکین کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کے لئے جو معرکہ مقدر کر رکھا تھا اس کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مدینہ منورہ سے باہر نکالا تھا، چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اب معرکہ حق و باطل ہو کر رہے گا تو مومنوں میں سے ایک بڑے گروہ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ کسی باقاعدہ جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے ہیں، مقابلہ کے لئے نہ تو کافی تعداد میں لشکر ساتھ ہے اور نہ ہی ضروری سامان جنگ اور سواریاں، جبکہ دشمن کثیر تعداد میں جنگی ساز و سامان کی پوری تیاری، آزمودہ کار گھوڑسواروں اور پیادوں کے ساتھ بڑھا چلا آرہا تھا، اس بے سروسامانی و تنگ دامنی میں اپنے طاقتور دشمن سے مقابلہ کرنا جان بوجھ کر خود کو موت کے منہ میں دینے کے برابر ہے اس لئے مقابلہ سے گریز کرنا چاہیے، اپنے ان خیالات کے مطابق انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جھگڑنا شروع کر دیا کہ کفار کے لشکر کی طرف بڑھنا مناسب نہیں رہے گا بلکہ جس مقصد کے لئے مدینہ سے نکلے تھے اس کے لئے قافلہ کی طرف بڑھنا چاہیے تاکہ ناکامی کا خطرہ بھی نہ رہے، جہاد کا ثواب بھی مل جائے اور مال غنیمت بھی ہاتھ لگ جائے، چونکہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیش نظر کچھ اور تھا اس لئے یہ بات آپ کو پسند نہ آئی اور چہرہ مبارک سے تکدر کا اظہار ہوا اس لئے آپ نے اپنا سوال دہرایا، اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ کے چہرہ سے ناراضگی محسوس کی تھی اس کو زائل کرنے کے لئے پر جوش تقاریر کیں، سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اپنے خطاب میں مستعدی کا اظہار کیا اور قریش سے لڑنے پر پورا پورا زور دیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی تقریر سے اعراض کیا، ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح خوبصورتی سے دل و جاں سے اپنی اطاعت کا اظہار فرمایا اور قریش کی مذمت کی اور منکرین اللہ و رسول سے لڑنے ہی پر زور دیا اور کہا کہ قریش سے ضرور لڑنا چاہیے۔ [1]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی تقریر سے بھی اعراض فرمایا، اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پھر مشورہ طلب فرمایا مہاجرین نے پھر لشکر قریش سے لڑنے کا مشورہ دیا۔

ثُمَّ قَامَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، امْضِ لِأَمْرِ اللهِ فَنَحْنُ مَعَك، وَاللهِ لَا نَقُولُ لَك كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِنَبِيِّهَا: فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ان کے بعد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

(مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو، الاسود نے انہیں متبنیٰ بنالیا تھا اس لئے مقداد بن الاسود کہلانے لگے۔ [2]

کھڑے ہوئے اور اپنی جان نثارانہ تقریر میں فرمایا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، واللہ ہم بنی اسرائیل کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے "اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔"

وَلَكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبّك فَقَاتِلَا إنّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُونَ، وَاَلّذِي بَعَثَك بِالْحَقّ لَوْ سِرْت بِنَا إلَى بِرْكِ الْغِمَادِ لَسِرْنَا مَعَك،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَدَعَا لَهُ بِهِ

[1] ابن اسحاق ۲۹۶

[2] ابن سعد ۱۱۹،۳

بلکہ ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد و قتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے، اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ برک غماد کی طرف جائیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے، ہم ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے، یہ فدیانہ تقریر سن کر رسول اللہ ﷺ نے مقداد رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔[1]

وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ

صحیح بخاری میں ہے مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود نے فرمایا ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے سے لڑیں گے، عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور فرط مسرت سے چمک اٹھا۔[2]

مگر لڑائی کا فیصلہ انصار (جو گنتی میں بھی زیادہ تھے) کی رائے معلوم کیے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشِيرُوا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ. وَإِنَّمَا يُرِيدُ الْأَنْصَارَ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ عَدَدُ النَّاسِ، وَأَنَّهُمْ حِينَ بَايَعُوهُ بِالْعَقَبَةِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّا بُرَاءٌ مِنْ ذِمَامِكَ حَتَّى تَصِلَ إِلَى دِيَارِنَا، فَإِذَا وَصَلْتَ إِلَيْنَا، فَأَنْتَ فِي ذِمَّتِنَا نَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّفُ أَلَّا تَكُونَ الْأَنْصَارُ تَرَى عَلَيْهَا نَصْرَهُ إِلَّا مِمَّنْ دَهَمَهُ بِالْمَدِينَةِ مِنْ عَدُوِّهِ، وَأَنْ لَيْسَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَسِيرَ بِهِمْ إِلَى عَدُوٍّ مِنْ بِلَادِهِمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشِيرُوا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ. وَإِنَّمَا يُرِيدُ الْأَنْصَارَ، قَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: وَاللهِ لَكَأَنَّكَ تُرِيدُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ أَجَلْ

پھر آپ ﷺ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو! جو جس کی رائے ہو وہ بیان کرے اور اس سے آپ کا منشا انصار کی رائے لینا تھا، چونکہ انصار نے آپ ﷺ سے صرف بیعت عقبہ میں اس بات کا عہد کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ سے بری ہیں جب تک کہ آپ ہمارے پاس نہ پہنچیں اور جس وقت آپ ہمارے پاس پہنچیں گے تب جو دشمن آپ پر حملہ آور ہو گا اس وقت ہم آپ کے حامی و ناصر ہوں گے، ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے اپنی اولاد اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں، پس انصار کی اس وقت کی گفتگو سے رسول اللہ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ انصار شاید میری اس مدد پر کفایت کریں کہ جو دشمن میرے اوپر مدینہ منورہ میں چڑھ کر آئے اس سے میری حفاظت کریں گے اور جب میں اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لیے نکلوں تو یہ اس میں شریک نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس بیعت میں مدینہ منورہ سے باہر جا کر آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا وعدہ نہ تھا اس لئے ابھی تک فوجی اقدامات میں ان سے کوئی مدد نہیں لی گئی تھی اور ان کے لئے یہ آزمائش کا پہلا موقع تھا کہ اسلام کی حمایت کا جو عہد انہوں نے اول روز کیا تھا اسے وہ کہاں تک نباہنے کے لئے تیار ہیں، اس لئے آپ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے، مقداد رضی اللہ عنہ کے شاندار اور فدیانہ جواب کے باوجود آپ ﷺ نے تیسری بار پھر براہ راست

[1] ابن سعد۳/۱۲۰، ابن اسحاق۳۹۶، ابن ہشام۱/۶۱۵، تاریخ طبری ۲/۴۳۴، البدایة والنہایة۱/۲۷۹، السیرة النبویة لابن کثیر ۲/۳۹۵

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ المَلاَئِكَةِ مُرْدِفِينَ ۳۹۵۲

انصار کو مخاطب کیے بغیر اپنا سوال پھر دوہرایا اے لوگو! مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد صرف انصار سے تھی، اب انصار کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔[1]

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بڑی لمبی اور جانثارانہ گزارش کی

قَالَ:فَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ وَشَهِدْنَا أَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ هُوَ الْحَقُّ، وَأَعْطَيْنَاكَ عَلَى ذَلِكَ عُهُودَنَا وَمَوَاثِيقَنَا، عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَامْضِ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَا أَرَدْتَ فَنحن مَعَك،وَصِلْ مَنْ شِئْت، وَاقْطَعْ مَنْ شِئْت،سالم من شِئْت، وعاد من شِئْت،وَخُذْ مِنْ أَمْوَالِنَا مَا شِئْت، وَمَا أَخَذْت مِنْ أَمْوَالِنَا أَحَبّ إلَيْنَا مِمّا تَرَكْت،فو الّذي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَوْ اسْتَعْرَضْتَ بِنَا هَذَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ ،مَعَكَ، مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَمَا نَكْرَهُ أَنْ تَلْقَى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا، إنَّا لَصُبُرٌ فِي الْحَرْبِ، صُدُقٌ فِي اللِّقَاءِ. لَعَلَّ اللهَ يُرِيكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُكَ، فَسِرْ بِنَا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ، فَسُرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ سَعْدٍ، وَنَشَّطَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: سِيرُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ وَعَدَنِي إحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَاَللَّهِ لَكَأَنِّي الْآنَ أَنْظُرُ إلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی، اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق و سچ ہے، اور اطاعت اور جانثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی ہے، آپ کا جو منشا مبارک ہو اس پر چلیے، آپ جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں تعلق قطع کریں، جس سے چاہیں صلح کریں جس سے چاہیں دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں، ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے، اللہ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ور اگر آپ ہم کو برک الغماد (یمن میں سمندر کے کنارے ایک مقام ہے) جانے کا حکم فرمائیں گے تو ضرور بالضرور ہم آپ کے ساتھ جائیں گے (مراد یہ کہ اگر انتہائے دنیا تک لے چلیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں) قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کودپڑنے کا حکم فرمائیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں رہے گا، ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم لڑائی کے وقت بڑے صابر اور مقابلے کے سچے ہیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، پس اللہ کے نام پر ہم کو لے چلیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس طرح مستعد اور ان کے ایسے فدایانہ وجانثارانہ کلمات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے، چہرہ مبارک خوشی سے دمک اٹھا اور آپ نے امر الٰہی کو ظاہر فرمایا کہ اللہ کے نام پر آگے بڑھو

[1] البداية والنهاية ٣٢٠/٣، عيون الاثر ٢٨٩/١، ابن سعد١٠/٢

اور تم کو بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابو سفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا اور واللہ مجھ کو کفار قوم کے پچھاڑنے کی جگہیں دکھلادی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں شخص فلاں جگہ مارا جائے گا۔ (۱)

فَقَالَ: لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى، وَلَكِنْ نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ، وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ

جس پر سب اصحاب رسول نے متفقہ طور پر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بنی اسرائیل کی طرح نہ کہیں گے بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ (۲)

چونکہ یہودیوں کی طرف سے مدینہ منورہ میں امن کے قائم رہنے کا اطمینان نہ تھا جبکہ قریش کے نکلنے کی خبر پھیل چکی تھی، دشمنوں کی نگاہیں مدینہ منورہ پر لگی ہوئی تھیں اور اس کے دفاع کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا

ثُمَّ رَدَّ أَبَا لُبَابَةَ مِنَ الرَّوْحَاءِ، وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْمَدِينَةِ

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام روحاء سے ابو البابہ رضی اللہ عنہ بن منذر کو مدینہ پر حاکم بنا کر واپس بھیج دیا۔ (۳)

وَعَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ الْعَجْلَانِيُّ خَلَّفَهُ عَلَى أَهْلِ الْعَالِيَةِ

اسی طرح عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی بالائی آبادی عالیہ پر حاکم بنا کر روانہ فرمایا۔ (۴)

اس موقع پر جبکہ قریش کے نکلنے کی خبریں پھیل چکی تھیں اور اندیشہ تھا کہ اس قبیلے کے غیر مسلم افراد اس موقع پر بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب روانہ کیا

وَالْحَارِثُ بْنُ حَاطِبٍ الْعُمَرِيُّ رَدَّهُ مِنَ الرَّوْحَاءِ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِشَيْءٍ بَلَغَهُ عَنْهُمْ

ایک اور صحابی حارث بن حاطب کو روحاء سے واپس بھیج دیا اور انہیں بنی عمرو بن عوف کی طرف روانہ کیا۔ (۵)

وَالْحَارِثُ بْنُ الصِّمَّةِ كُسِرَ بِالرَّوْحَاءِ، وهو من بني مالك بن النجار ،وَخَوَّاتُ بْنُ جُبَيْرٍ،كُسِرَ من بني عمرو بن عوف

ان کے علاوہ دو اور صحابیوں حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ جو بنی مالک بن النجار سے تھے اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کو جو عمرو بن عوف سے تھے جو تھک گئے تھے یا بیمار ہو گئے تھے یا کسی حادثہ میں ان کی ہڈی وغیرہ ٹوٹ گئی تھی واپس فرمادیا۔ (۶)

وَدَفَعَ اللِّوَاءَ إِلَى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَكَانَ أَبْيَضَ،وَكَانَ أَمَامَ

---

(۱) شرح الزرقانی علی المواہب۲۶۸/۲، ابن ہشام۶۱۵/۱، ابن اسحاق۳۹۷، تاریخ طبری ۴۳۵/۲، البدایۃ والنہایۃ۱۲۸/۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳۹۲/۲،امتاع الاسماع۹۴/۱،السیرۃ الحلبیۃ۲۰۶/۲

(۲) مسند احمد ۴۰۷۰

(۳) ابن سعد۳۴۸/۳،ابن ہشام۶۱۲/۱،البدایۃ والنہایۃ۳۱۸/۳،تاریخ ابن خلدون ۴۲۷/۲

(۴) ابن سعد۸/۲

(۵) ابن سعد۸/۲،ابن ہشام ۶۸۸/۱ ، تاریخ طبری ۴۷۸/۲

(۶) ابن سعد۸/۲،ابن ہشام۷۰۳/۱ ، البدایۃ والنہایۃ ۳۹۵/۳،تاریخ طبری ۴۷۸/۲

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَايَتَانِ سَوْدَاوَانِ،إِحْدَاهُمَا مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، يُقَالُ لَهَا: الْعُقَابُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى عَلِيٍّ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً

تمام اصحاب کو واپس کرنے کے بعد لشکر کے سب سے بڑے جھنڈ الواء مہاجرین کا علم بر دار مصعب بن عمیر کو مقرر فرمایا،ابن ہشام کے مطابق علم سفید رنگ کا تھا،اس کے علاوہ دو سفید یا سیاہ جھنڈیاں بھی تھیں،ان میں سے ایک جس کا نام عقاب تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو دی گئی،عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیس سال کے جوان تھے۔[1]

اور دوسری جھنڈی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔

كَانَ لِوَاءُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ، وَكَانَتْ رَايَتُهُ سَوْدَاءُ مِنْ مِرْطٍ لِعَائِشَةَ مُرَحَّلٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈ ا سفید تھا اور دو چھوٹی جھنڈیاں تھیں جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کپڑے سے بنائی گئی تھیں۔[2]

كَانَ لِوَاءُ الْمُهَاجِرِينَ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَلِوَاءُ الْخَزْرَجِ مَعَ الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ، وَلِوَاءُ الأَوْسِ مَعَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، كَذَا قَالَ: وَالْمَعْرُوفُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ كَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى حَرَسِ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَرِيشِ، وَإِنَّ لِوَاءَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ

ابن سعد کہتے ہیں مہاجرین کا علم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تھاما ہوا تھا اور قبیلہ خزرج کا علم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہوا تھا اور قبیلہ اوس کے علم بر دار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کردہ جھونپڑی کے باہر گھوڑا لے کر کھڑے تھے اور مہاجرین کے علم بر دار سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔[3]

وَجَعَلَ عَلَى السَّاقَةِ قَيْسَ بْنَ أَبِي صَعْصَعَةَ أَخَا بَنِي مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ

عقبی دستہ (ساقہ) پر حرت قیس بن صعصعہ المازنی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔[4]

ان تمام امور سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمال مغرب کے راستے کی طرف جانے کے بجائے جدھر سے ابوسفیان کا قافلہ آرہا تھا سیدھی جنوب مغرب کی راہ لی جدھر سے قریش کا لشکر چلا آرہا تھا،اگر اس وقت مسلمان مردانہ وار مقابلے کے لئے نہ نکلتے تو اسلام کے لئے زندگی کا کوئی موقع باقی نہ رہتا،بخلاف اس کے مسلمانوں کے نکلنے اور پہلے ہی بھر پور وار میں قریش کی طاقت پر کاری چوٹ لگا دینے سے وہ حالات پیدا ہوئے جن کی بدولت اسلام کو قدم جمانے کا موقع مل گیا اور پھر اس کے مقابلے میں نظام جاہلیت پیہم شکست کھاتا ہی چلا گیا۔

پندرہ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحاء سے روانہ ہوئے،چونکہ قریش کے قریب آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں چاہتے تھے کہ بدر پہنچنے میں قریش آپ پر سبقت لے جائیں اس لئے رات میں بغیر کہیں منزل کیے چلتے رہے

[1] البداية والنهاية ۷/۲۲۳

[2] أخلاق النبي وآدابه لابی الشيخ الأصبهاني ۲/۴۰۸،امتاع الاسماع ۷/۱۶۳

[3] عيون الآثر ۱/۲۸۶

[4] ابن ہشام ۱/۶۱۳، البداية والنهاية ۳/۳۱۸،تاريخ ابن خلدون ۲/۴۲۷

ثُمَّ ارْتَحَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَفِرَانَ، فَسَلَكَ عَلَى ثَنَايَا. يُقَالُ لَهَاالْأَصَافِرُ، ثُمَّ انْحَطَّ مِنْهَا إِلَى بَلَدٍ يُقَالُ لَهُ: الدَّبَّةُ، وَتَرَكَ الْحَنَّانَ بِيَمِينٍ وَهُوَ كَثِيبٌ عَظِيمٌ كَالْجَبَلِ الْعَظِيمِ، ثُمَّ نَزَلَ قَرِيبًا مِنْ بَدْرٍ

پھر ذفران سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر چند ٹیلوں پر سے گزرے جن کا نام الْأَصَافِرُ ہے، پھر ایک موضع الدَّبَّةُ پہنچے اور وہاں نماز پڑھی اور دوبارہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے، پھر حنان کو جو ایک زبردست ٹیلہ ہے دائیں جانب چھوڑ دیا اور اس کے بعد سولہ رمضان المبارک (یعنی شب جمعہ و شب سترہ رمضان المبارک) شام اور عشا کے درمیان بدر میں بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا پر اترے،

فَرَكِبَ هُوَ وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ:قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: الرَّجُلُ هُوَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ. حَتَّى وَقَفَ عَلَى شَيْخٍ مِنْ الْعَرَبِ، فَسَأَلَهُ عَنْ قُرَيْشٍ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، وَمَا بَلَغَهُ عَنْهُمْ، فَقَالَ الشَّيْخُ: لَا أُخْبِرُكُمَا حَتَّى تُخْبِرَانِي مِمَّنْ أَنْتُمَا؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَخْبَرْتَنَا أَخْبَرْنَاكَ. قَالَ: أَذَاكَ بِذَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالَ الشَّيْخُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ خَرَجُوا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كَانَ صَدَقَ الَّذِي أَخْبَرَنِي، فَهُمْ الْيَوْمَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، لِلْمَكَانِ الَّذِي بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَلَغَنِي أَنَّ قُرَيْشًا خَرَجُوا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كَانَ الَّذِي أَخْبَرَنِي صَدَقَنِي فَهُمْ الْيَوْمَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا لِلْمَكَانِ الَّذِي فِيهِ قُرَيْشٌ،فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خَبَرِهِ، قَالَ: مِمَّنْ أَنْتُمَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ. قَالَ يَقُولُ الشَّيْخُ: مَا مِنْ مَاءٍ، أَمِنْ مَاءِ الْعِرَاقِ؟ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: يُقَالُ: ذَلِكَ الشَّيْخُ: سُفْيَانُ الضَّمْرِيُّ

اور رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو وادی کے شمالی سرے پر چھوڑا اور آرام کرنے کے ہر خیال کو تج کر کر دونواح کے حالات کا مطالعہ کرنے کی غرض سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور چند ساتھیوں کے ہمراہ فوراً نکل کھڑے ہوئے، آپ کی ملاقات ایک بوڑھے شیخ سے ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے شیخ کو اپنی ذات سے مطلع کیے بغیر پوچھا قریش کہاں ہیں اور محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کہاں ہیں؟ بوڑھے شیخ نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہیں بتلاؤ گے کہ تم کون ہو میں تمہیں کچھ نہیں بتلاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ہمارے سوال کا جواب دو گے تو ہم بھی تمہیں اپنے بارے میں بتلا دیں گے، شیخ نے جواب میں کہا ٹھیک ہے، بوڑھے شیخ نے کہا مجھے ایک شخص نے خبر دی ہے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب فلاں روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ہیں اگر یہ اطلاع درست ہے تو ان کے لشکر کو آج فلاں جگہ ہونا چاہیے اور بوڑھے شیخ نے جس جگہ کا نام لیا تھا ٹھیک وہی جگہ تھی جہاں لشکر اسلام خیمہ زن تھا، پھر شیخ نے بتایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ قریش فلاں دن مکہ سے نکلے ہیں اگر یہ اطلاع درست ہے تو آج وہ لوگ فلاں جگہ ہوں گے اور یہ ٹھیک وہی جگہ تھی جہاں کفار کا لشکر پڑاؤ ڈالے پڑا تھا، جب وہ اپنی خبریں بتلا چکا تو اس نے پوچھا اب تم بتلاؤ تم دونوں کون ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم پانی سے ہیں اور فوراً پلٹ گئے، وہ بوڑھا شیخ کہنے لگا کون سے پانی سے؟ کیا عراق کے پانی سے، ابن ہشام کہتے ہیں یہ بوڑھا شیخ سفیان ضمری تھا۔ [1]

ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا أَمْسَى بَعَثَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، وَسَعْدَ

[1] ابن ہشام ۶۱۵/۱، الروض الانف ۴۳/۵، عیون الاثر ۲۹۰/۱

بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِلَى مَاءِ بَدْرٍ، يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ لَهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ واپس لشکر میں تشریف لے آئے اور فوراً زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو زبیر بن العوام کی سرگردگی میں وادی بدر کی چھان بین کرنے اور وہاں کی خبریں لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ (۱)

وَأَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ظُرَيْبٍ فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَجِدُوا الْخَبَرَ عِنْدَ هَذَا الْقَلِيبِ الَّذِي يَلِي الظُّرَيْبَ وَالْقَلِيبُ بِئْرٌ بِأَصْلِ الظُّرَيْبِ، وَالظُّرَيْبُ جَبَلٌ صَغِيرٌ

اور روانہ ہونے سے پہلے ہدایت فرمائی کہ ظریب (بدر میں ایک چھوٹی سی پہاڑی یا ٹیلہ ہے جس کے قریب پانی کے چشمے یا کنوئیں تھے) کی طرف جاؤ امید ہے کہ اس کے نزدیک خبر پاؤ گے۔ (۲)

میدان بدر:

بدر کا میدان جہاں یہ معرکہ وقوع پذیر ہوا تھا بیضوی شکل کا ہے، جسے چاروں طرف سے بلند پہاڑیاں گھیرے ہوئی ہیں، یہ میدان تقریباً پانچ میل طویل اور چار میل عریض ہے، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے یا مکہ مکرمہ سے شام جانے کے قدیم راستے بدر پر ملتے ہیں، یہ میدان سنگلاخ ہے یا ریتیلا، سوائے جنوب مشرقی حصہ کے جہاں کی زمین نرم ہے، اس کے بعد ٹیلہ عفنقل ہے اور اس کے پیچھے قریش کا کیمپ تھا، بدر کے اطراف پہاڑ کے مختلف حصوں کے مختلف نام ہیں، ریت کے دو تودوں میں سے ایک کا نام الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا ہے اور دوسرے کا الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي۔ الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا کا قدیم نام العدوة الشامية اور الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي کا العدوة اليمانية تھا اور دونوں کے درمیان اونچا پہاڑ جبل اسفل کہلاتا تھا، سطح زمین الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا سے الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي کی طرف بتدریج نشیب میں چلی گئی ہے، اس کے عقب میں دس بارہ میل کے فاصلہ پر سمندر رہے

وَكَانَتْ بَدْرٌ مَوْسِمًا مِنْ مَوَاسِمِ الْجَاهِلِيَّةِ يَجْتَمِعُ بِهَا الْعَرَبُ بِهَا سُوقٌ

بدر دور جاہلیت میں تماشگاہوں میں سے ایک تماشگاہ تھی جہاں عرب جمع ہوتے تھے، یہاں ہر سال ایک میلہ لگا کرتا تھا۔ (۳)

جو ذی القعدہ کی پہلی رات سے آٹھ ذی القعدہ تک منعقد ہوا کرتا تھا اور عرب کے ہر شہر کے لوگ یہاں آ کر جمع ہوتے تھے اور خرید وفروخت کرتے تھے۔

وَبَيْنَ بَدْرٍ وَالْمَدِينَةِ ثَمَانِيَةُ بُرُدٍ وَمِيلَانِ

بدر اور مدینہ منورہ کے درمیان آٹھانوے میل کا فاصلہ ہے، بدر اور مکہ مکرمہ کے درمیان دو سو پچاس میل کا فاصلہ ہے۔

وَكَانَ الطَّرِيقُ الَّذِي سَلَكَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ عَلَى الرَّوْحَاءِ وَبَيْنَ الرَّوْحَاءِ وَالْمَدِينَةِ أَرْبَعَةُ

---

(۱) البداية والنهاية۳۲۳،۳،ابن اسحاق۲۹۷،ابن ہشام۶۱۶،۱

(۲) مغازی واقدی۵۱،۱،امتاع الاسماع۹۲،۱

(۳) ابن سعد۹،۲،عہدنبوی کے میدان جنگ ۱۶،ابن ہشام۶۱۹،۱

أَيَّامٍ ثُمَّ بَرِيدٌ بِالْمُنْصَرَفِ، ثُمَّ بَرِيدٌ بِذَاتِ أَجْذَالَ، ثُمَّ بَرِيدٌ بِالْمَعْلَاةِ وَهِيَ: خَيْفُ السَّلَمِ، ثُمَّ بَرِيدٌ بِالْأُثَيْلِ، ثُمَّ مِيلَانِ إِلَى بَدْرٍ

وہ راستہ جس پر رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے الرَّوْحَاءِ کا تھا،مدینہ منورہ اور الرَّوْحَاءِ کے درمیان چار روز کا راستہ تھا پھر وہاں سے بِالْمُنْصَرَفِ تک بارہ میل کا،ذات جذال تک بارہ میل کا پھر المعلات تک جو الم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا اور وہاں سے الاثیل تک بارہ میل اور پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔ (۱)

میدان بدر کی چھان بین:

قریش نے (سولہ رمضان المبارک کو) رسول اللہ ﷺ کے پہنچنے سے کچھ پہلے الْعُدْوَةِ الْقُصْوَي کی جانب الْعَقَنْقَلِ کے پیچھے پڑاو ڈالا اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں میدان جنگ کا جائزہ،چھان بین کرنے کے بجائے خیمہ زن ہو کر اونٹ ذبح کرنے اور ناؤ ونوش میں مشغول ہو گئے اور اپنے غلاموں کو بدر کے کنوئیں پر پانی لانے کے لئے آب رسانی کے اونٹوں کے ساتھ روانہ کیا،ادھر سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی سر کردگی میں مسلمانوں کی ٹکڑی چھان بین،دیکھ بھال اور دشمن کی ٹوہ لینے کے لئے نکلی ان لوگوں کو اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ قریش بدر آئے ہوئے ہیں،انہوں نے وفقتاً دیکھا کہ قریش کے چند آدمی کنوئیں پر آئے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ پانی بھرنے والے غلام اور آب رسانی کے لئے اونٹ بھی موجود ہیں،

وَفِيمَنْ وَرَدَ مِنَ الرَّوَايَا غُلَامٌ لِبَنِي الْحَجَّاجِ أَسْوَدُ، فَأَخَذَهُ النَّفَرُ الَّذِينَ بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ إِلَى الْمَاءِ

ان غلاموں میں بنی حجاج کا غلام اسود بھی تھا،اصحاب رسول اللہ ﷺ اچانک ان پر ٹوٹ پڑے،اسود اور دوسرے غلاموں کو پکڑ لیا باقی لوگ بھاگ کر اپنے کیمپ پہنچ گئے۔ (۲)

فَأَصَابُوا رَاوِيَةً لِقُرَيْشٍ فِيهَا أَسْلَمَ، غُلَامُ بَنِي الْحَجَّاجِ، وَعَرِيضٌ أَبُو يَسَارٍ، غُلَامُ بَنِي الْعَاصِ بْنِ سَعِيدٍ

ابن ہشام کے مطابق ایک غلام کا نام اسلم جو بنو الحجاج کا غلام تھا اور دوسرے کا نام ابو یسار تھا جو بنی عاص بن سعید کا غلام تھا۔ (۳)

ابن خلدون نے دوسرے غلام کا نام عریض بتایا ہے۔

يَسَارٌ غلام عبيدة ابن سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ،وَأَسْلَمَ غُلَامُ مُنَبِّهِ بْنِ الحجّاج،وأبو رافع غلام أميّة ابن خَلَفٍ

واقدی کے مطابق تین غلام پکڑے گئے یسار جو عبیدہ ابن سعد بن العاص کا غلام تھا اور اسلم جو منبہ بن الحجاج کا غلام تھا اور ابو رافع جو امیہ بن خلف کا غلام تھا۔ (۴)

(۱) ابن سعد ۱۳/۲

(۲) تاریخ طبری ۴۲۲/۲

(۳) ابن ہشام ۶۱۶/۱

(۴) مغازی واقدی ۵۲

فاتوا بهما رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ورَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَسَأَلُوهُمَا، فَقَالَا: نَحْنُ سُقَاةُ قُرَيْشٍ، بَعَثُونَا لِنُسْقِيَهُمْ مِنَ الْمَاءِ، فَكَرِهَ الْقَوْمُ خَبَرَهُمَا، وَرَجَوْا أَنْ يَكُونَا لأَبِي سُفْيَانَ، فَضَرَبُوهُمَا، فَلَمَّا أَذْلَقُوهُمَا قَالَا: نَحْنَ لأَبِي سُفْيَانَ، وَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْهِ، ثُمَّ سَلَّمَ، وَقَالَ: إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا، وَإِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا، صَدَقَا، وَاللَّهِ إِنَّهُمَا لِقُرَيْشٍ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلاموں کو پکڑ کر اپنے پڑاؤ پر لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز میں مصروف تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان غلاموں سے ابوسفیان اور اس کے قافلے کا حال معلوم کرنا چاہا مگر انہوں نے کہا کہ وہ قریش کے ساتھ ہیں اور پانی بھرنے پر مامور ہیں اور ابوسفیان کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں البتہ عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف تو یہاں موجود ہیں، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر یقین نہیں کیا اور تفتیش کی خاطر غلاموں کو مارا، مار کے ڈر سے غلاموں نے جھوٹ بول دیا کہ وہ ابوسفیان کے ساتھ ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو جلدی سے نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب انہوں نے سچ بولا تو تم نے انہیں مارا اور جب جھوٹ بولا تب چھوڑ دیا، اللہ کی قسم! یہ ضرور قریش کے غلام ہیں۔ (۱)

أَخْبِرَانِي عَنْ قُرَيْشٍ؟ قَالَا: هُمْ وَاللَّهِ وَرَاءَ هَذَا الْكَثِيبِ الَّذِي تَرَى بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَى- وَالْكَثِيبُ: الْعَقَنْقَلُ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ الْقَوْمُ؟ قَالَا: كَثِيرٌ، قَالَ: مَا عِدَّتُهُمْ؟ قَالَا: لَا نَدْرِي، قَالَ: كَمْ يَنْحَرُونَ كُلَّ يَوْمٍ؟ قَالَا: يَوْمًا تِسْعًا، وَيَوْمًا عَشْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْقَوْمُ فِيمَا بَين التسع مائَة وَالْأَلْفِ

اس کے بعد غلاموں سے دریافت کیا کہ قریش کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ جو ٹیلہ جس کی طرف دیکھتے ہیں اس کی پس پشت ہیں اور اس ٹیلہ کا نام الْعَقَنْقَلِ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تعداد دریافت فرمائی؟ تو انہوں نے کہا بہت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ان کی تعداد کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تعداد معلوم نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ روز کتنے اونٹ ذبح کئے جاتے ہیں؟ غلاموں نے کہا کہ ایک روز نو اور ایک روز دس، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔ (۲)

ثُمَّ قَالَ لَهُمَا: فَمَنْ فِيهِمْ مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ؟ قَالَا: عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَأَبُو الْبَخْتَرِيِّ بْنُ هِشَامٍ، وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، وَنَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ، وَطُعَيْمَةُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ نَوْفَلٍ، وَالنَّضْرُ بْنِ الْحَارِثِ، وَزَمَعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَأَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَنُبَيْهٌ، وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الْحَجَّاجِ، وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: هَذِهِ مَكَّةُ قَدْ أَلْقَتْ إِلَيْكُمْ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا شرفائے قریش میں سے کون کون موجود ہیں؟ غلاموں نے بتلایا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ،

(۱) ابن ہشام ۶۱۷/۱، ابن اسحاق ۳۹۹، تاریخ طبری ۴۳۶/۲، البدایۃ النہایۃ ۲۶۵/۳، تاریخ ابن خلدون ۴۲۷/۲

(۲) ابن سعد ۱۰/۲، ابن ہشام ۶۱۷/۱، الروض الانف ۴۷/۵، عیون الآثر ۲۹۰/۱، تاریخ طبری ۴۳۶/۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۲۴/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳۹۷/۲

زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، نضر بن حارث، امیہ بن خلف، نبیہ اور منبہ بن حجاج، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبد وو وغیرہ، رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مکہ نے اپنے جگر پاروں کو تمہاری طرف ڈال دیا ہے۔ [۱]

حباب رضی اللہ عنہ بن منذر کا مشورہ:

وَبَعَثَ اللهُ السَّمَاءَ، وَكَانَ الْوَدْيُ دَهْسًا ، فَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنْهَا مَا لَبَّدَ لَهُمْ الْأَرْضَ وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ عَنْ السَّيْرِ وَأَصَابَ قُرَيْشًا مِنْهَا مَا لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَرْتَحِلُوا مَعَهُ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يبادرهم إِلَى المَاء، حَتَّى إِذَا جَاءَ أَدْنَى مَاءٍ مِنْ بَدْرٍ نَزَلَ بِهِ

اسی اثنا میں وادی بدر میں ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی جو بتدریج تیز ہوتی چلی گئی، بارش جو الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا کی طرف کم اور الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي کی جانب نسبتاً زیادہ تھی، چونکہ الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا کی جانب سخت زمین یا ریت پر مشتمل تھی، ریت میں پاؤں دھنس جاتے تھے اور جس پر چلنا دشوار تھا بارش کی وجہ سے اس پر چلنا پھرنا نسبتاً آسان ہو گیا، الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي کیونکہ نشیب میں تھا اور اس طرف زمین بھی نرم تھی، بارش کا زور بھی اس طرف زیادہ تھا اس لئے وہ علاقہ کیچڑ یا دلدل بن گیا اور دشوار گزار اور ناقابل عبور ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ تبدیل کرنے کے لئے وسط وادی میں بدر کے چشموں اور کنوؤں کی طرف پیش قدمی کی، بارش ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے بڑھتے چلے گئے اور سب سے پہلے جو کنواں ملتا گیا اس پر قابض ہو گئے۔ [۲]

اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مزید مخبری کے لئے دشمن کے کیمپ کی طرف روانہ فرمایا،

أَنَّ الْحُبَابَ بْنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَمُوحِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ هَذَا الْمَنْزِلَ، أَمَنْزِلًا أَنْزَلَكَهُ اللهُ لَيْسَ لَنَا أَنْ نَتَقَدَّمَهُ، وَلَا نَتَأَخَّرَ عَنْهُ، أَمْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيدَةُ؟قَالَ: بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيدَةُ؟

حباب بن المنذر الجموح انصاری جو بدر کے جغرافیہ سے زیادہ بہتر واقف تھے اور بائیس سال کے ہونے کے باوجود فنون جنگ میں مہارت رکھتے تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مقام پر فروکش ہوئے ہیں تو ہمیں اس میں چوں وچرا کی مجال ہی نہیں، ہمیں اس مقام سے نہ آگے بڑھنا چاہیے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہیے لیکن اگر آپ نے حربی نقطہ نگاہ سے یہ مقام منتخب فرمایا ہے تو یہ علیحدہ بات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میری اپنی صواب دید اور حربی چال ہے۔ [۳]

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّ هَذَا لَيْسَ بِمَنْزِلٍ، فَانْهَضْ بِالنَّاسِ حَتَّى نَأْتِيَ أَدْنَى مَاءٍ مِنْ الْقَوْمِ، فَنَنْزِلَهُ، ثُمَّ نُغَوِّرُ مَا وَرَاءَهُ

[۱] ابن ہشام۶۱۷/۱،ابن اسحاق ۲۹۹،تاریخ طبری ۴۳۷/۲،الروض الانف ۷۴/۵،عیون الآثر۲۹۱/۱، مغازی واقدی ۵۳/۱، السیرۃ النبوۃ لابن کثیر۳۹۸/۲،تفسیرابن کثیر ۶۳/۴

[۲] ابن ہشام۶۲۰/۱،ابن اسحاق ۲۹۶،تاریخ طبری ۴۳۹/۲،البدایۃوالنہایۃ۳۲۵/۳

[۳] ابن ہشام۶۲۰/۱،الروض الانف ۷۷/۵،عیون الآثر ۲۹۳/۱،ابن اسحاق ۲۹۷

مِنْ الْقُلُبِ، ثُمَّ نَبْنِي عَلَيْهِ حَوْضًا فَنَمْلَؤُهُ مَاءً، ثُمَّ نُقَاتِلُ الْقَوْمَ، فَنَشْرَبُ وَلَا يَشْرَبُونَ

اس پر حباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جگہ پڑاؤ کے لئے موزوں نہیں ہے، آپ سب کو لیکر اس کنوئیں (یا چشمہ) پر قبضہ کر لیجئے جو دشمن کے قریب تر ہے، میرا مشورہ یہ ہے کہ ایک چشمہ کے علاوہ جو ہمارے قبضہ میں رہے گا، ہم سب کنوئیں بے کار کر دیں گے اور ایک حوض بنا کر وضو اور غسل کے لئے پانی بھر لیں گے اور ان لوگوں سے جنگ کریں گے تا کہ ہمیں پانی ملتا رہے اور انہیں نہ ملے، اس طرح وہ پانی کی کمی کی وجہ سے پیاسے ہو کر جلد شکست قبول کر لیں گے۔ (۱)

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ،قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الرَّأْيُ مَا أَشَارَ بِهِ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا حُبَابُ، أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ

کیونکہ یہ پختہ و عمدہ جنگی اہمیت کا مشورہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے صحیح مشورہ دیا، اس کے بعد جبرائیل صلی اللہ علیہ وسلم حاضر خدمت ہوئے اور فرمایا حباب بن المنذر نے جو مشورہ دیا ہے وہ صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حباب رضی اللہ عنہ! تم نے عقل کا مشورہ دیا۔ (۲)

چنانچہ اس کے بعد حباب بن المنذر الجموح انصاری کو صاحب الرائے کہا جانے لگا۔

بہر حال آپ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور بارش میں ہی اس پر فوراً عمل کیا گیا اور مطلوبہ چشمہ پر اترنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام کنوئیں جو چشمے کے آگے تھے ناکارہ کر دیئے گئے یا چھپا دیئے گئے، بدر کے کنوئیں مدینہ کی جانب تھے اور مجاہدین اسلام نے چشمہ کے قریب ایک عارضی حوض بنا لیا جس میں پانی جمع ہونے لگا۔

سخت ضعیف روایت ہے۔ اس روایت کی سند ساقط ہے، اس میں مجہول راوی ہے۔

قریش کے کیمپ میں کھلبلی:

لشکر اسلام کے برعکس مکی لشکر کا ماحول پر سکون نہ تھا، اس لشکر میں وحدت کمان کا وجود ہی نہ تھا، اس لشکر میں کئی سردار تھے اور ہر ایک اپنے آپ میں اس قدر مگن تھا کہ لڑائی کا کوئی محکم منصوبہ بنانا مشکل تھا، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غم و غصہ کے جذبات اور اپنی جرات و بہادری کی داستانیں سنانے میں ان میں یگانیت تھی، یعنی ان کا اتفاق نفرت اور فخر و غرور پر مبنی تھا، وہ اپنے فخر و غرور میں پھولے نہیں سماتے تھے کہ وہ ایک بڑے لشکر اور بہتر اسلحہ کے ساتھ میدان میں پہنچے ہیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ صرف افرادی قوت ہی کم ہے اور آلات جنگ بھی وہ ان کی برتری کا مقابلہ نہیں کر سکتے، وہ بے حد خوش تھے کہ انہوں نے اپنے منصوبہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے قلیل التعداد اصحاب کو میدان جنگ میں لا کھڑا کیا ہے، اب ہم ان بے دین لوگوں کو با آسانی موت کے گھاٹ اتار کر اپنے نظام زندگی کو قائم رکھ سکیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرام و سکون کی زندگی بسر کریں گے، چنانچہ اپنی کامیابی کی خوشی میں رات بھر لشکر میں ناچ گانا ہوتا رہا۔

(۱) ابن ہشام ۶۲۰/۱، الروض الانف ۷۷/۵، تاریخ طبری ۴۴۰/۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۲۷/۳

(۲) ابن سعد ۴۲۷/۳، عیون الآثر ۲۹۴/۱

قَالَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ: وَكُنّا فِي خِبَاءٍ لَنَا عَلَى جَزُورٍ نَشْوِي مِنْ لَحْمِهَا، فَمَا هُوَ إِلّا أَنْ سَمِعْنَا الْخَبَرَ، فَامْتَنَعَ الطّعَامُ مِنّا، وَلَقِيَ بَعْضُنَا بَعْضًا ،وَلَقِيَنِي عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا خَالِدٍ، مَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَسِيرُ أَعْجَبَ مِنْ مَسِيرِنَا، إنّ عِيرَنَا قَدْ نَجَتْ، وَإِنّا جِئْنَا إلَى قَوْمٍ فِي بِلَادِهِمْ بَغْيًا عَلَيْهِمْ. فَقَالَ عُتْبَةُ لِأَمْرٍ حُمّ: وَلَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ، هَذَا شُؤْمُ ابْنِ الْحَنْظَلِيّةِ! يَا أَبَا خَالِدٍ، أَتَخَافُ أَنْ يُبَيّتَنَا الْقَوْمُ؟ قُلْت: لَا آمَنُ ذَلِكَ. قَالَ: فَمَا الرّأْيُ يَا أَبَا خَالِدٍ؟قَالَ: نَتَحَارَسُ حَتّى نُصْبِحَ وَتَرَوْنَ مَنْ وَرَاءَكُمْ، قَالَ عُتْبَةُ: هَذَا الرّأْيُ! قَالَ: فَتَحَارَسْنَا حَتّى أَصْبَحْنَا

حکیم بن حزام (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) سے مروی ہے کہ ہم خیموں میں اونٹوں کا گوشت بھون رہے تھے کہ ناگاہ ہم نے یہ خبر سنی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں وادی بدر میں موجود ہیں اور انہوں نے ہمارے غلاموں کو پکڑ لیا ہے، اس خبر سے ہمارا کھانا چھوٹ گیا اور لوگ جمع ہو گئے، عقبہ بن ربیعہ نے حکیم بن حزام سے مخاطب ہو کر کہا اے ابو خالد! میں یہاں آ کر سب سے زیادہ پریشان ہو گیا ہوں، ہمارا قافلہ بچ گیا ہے اور ہم ایک ایسے علاقہ میں ہیں جہاں خون ریزی عام ہے، یہ شاید امر تقدیر ہے اور جو بھی ابو جہل کی پیروی کرے وہ بے عقل ہے، اے ابو خالد! کیا تمہیں اندیشہ نہیں کہ وہ لوگ شب خوں ماریں گے، اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے، حکیم بن حزام نے کہا کہ ہم سب کو فجر تک جاگتے رہنا چاہیے اور پیچھے سے دیکھتے رہنا، عتبہ نے کہا یہ صحیح مشورہ ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے صبح تک چوکیداری کی،

قَالَ أَبُو جَهْلٍ: مَاهَذَا؟ هَذَا عَنْ أَمْرِ عُتْبَةَ، قَدْ كَرِهَ قِتَالَ مُحَمّدٍ وَأَصْحَابِهِ! إنّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، أَتَظُنّونَ أَنّ مُحَمّدًا وَأَصْحَابَهُ يَعْتَرِضُونَ لِجَمْعِكُمْ؟ وَاَللهِ لَأَنْتَحِيَن نَاحِيَةً بِقَوْمِي، فَلَا يَحْرُسُنَا أَحَدٌ . فَتَنَحّى نَاحِيَةً، وَالسّمَاءُ تُمْطِرُ عَلَيْهِ ، يَقُولُ عُتْبَةُ: إنّ هَذَا لَهُوَ النّكَدُ، وَإِنّهُمْ قَدْ أَخَذُوا سُقّاءَكُمْ. وَأُخِذَ تِلْكَ اللّيْلَةَ يَسَارٌ غلام عبيدة ابن سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، وَأَسْلَمَ غُلَامُ مُنَبّهِ بْنِ الحجّاج، وأبو رافع غلام أميّة ابن خَلَفٍ

جب ابو جہل نے یہ سنا کہ کیمپ میں رات بھر جاگنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں تو فوراً بول اٹھا کہ یہ عتبہ کی تجویز معلوم ہوتی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے لڑنا مکروہ سمجھتا ہے، میں اس لشکر سے الگ رہوں گا میرے ساتھ میرے قبیلہ کے افراد ہیں کوئی ہماری نگہبانی نہ کرے ، یہ کہہ کر لشکر کی دوسری جانب چلا گیا اور آسمان سے بارش ہو رہی تھی، عتبہ نے کہا یہ شخص ناقص العقل ہے اور وہ ہمارے پانی بھرنے والے لے گئے ہیں، اور آج رات عبیدہ ابن سعد کا غلام یسار، منبہ بن الحجاج کا غلام اسلم اور امیہ بن خلف کا غلام ابو رافع پکڑ کر لے جا چکے ہیں۔ (۱)

وَبَعَثَ اللهُ السّمَاءَ، وَكَانَ الْوَدْيُ دَهْسًا ، فَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنْهَا مَا لَبّدَ لَهُمْ الْأَرْضَ وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ عَنْ السّيْرِ وَأَصَابَ قُرَيْشًا مِنْهَا مَا لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَرْتَحِلُوا مَعَهُ

اس وقت باران رحمت نازل ہوا جس سے ریتلی زمین سخت ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چلنا آسان ہو گیا اور قریش پر اس زور کا مینہ برسا کہ وہ نقل و حرکت نہ کر سکے اس طرح مسلمانوں اور قریش کے درمیان ایسی زمین حائل ہو گئی جو کیچڑ بن گئی تھی اور اس کا عبور کرنا دشوار تھا۔ (۲)

---

(۱) مغازی واقدی ۱/۵۲

(۲) ابن ہشام ۱/۶۲۰، تاریخ طبری ۲/۴۳۹

عریش کی تیاری:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَلَا نَبْنِي لَكَ عَرِيشًا تَكُونُ فِيهِ، وَنُعِدُّ عِنْدَكَ رَكَائِبَكَ، ثُمَّ نَلْقَى عَدُوَّنَا، فَإِنْ أَعَزَّنَا اللهُ وَأَظْهَرَنَا عَلَى عَدُوِّنَا، كَانَ ذَلِكَ مَا أَحْبَبْنَا وَإِنْ كَانَتْ الْأُخْرَى، جَلَسْتَ عَلَى رَكَائِبِكَ، فَلَحِقْتَ بِمَنْ وَرَاءَنَا، فَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْكَ أَقْوَامٌ،يَا نَبِيَّ اللهِ، مَا نَحْنُ بِأَشَدَّ لَكَ حُبًّا مِنْهُمْ، وَلَوْ ظَنُّوا أَنَّكَ تَلْقَى حَرْبًا مَا تَخَلَّفُوا عَنْكَ، يَمْنَعُكَ اللهُ بِهِمْ، يُنَاصِحُونَكَ وَيُجَاهِدُونَ مَعَكَ،فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَدَعَا لَهُ بِخَيْرٍ

رات ہی کولشکر کی ترتیب کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !ہم آپ کے لئے ایک بلند ٹیلہ پر جہاں سے آپ کومعرکہ کارزار نظر آسکے ایک عریش (جھونپڑی یا جھگی یا سائبان) بنائے دیتے ہیں آپ اس میں تشریف رکھیں اور ہم آپ کے لئے سواریاں بھی فراہم رکھیں گے، پھر ہم دشمنوں سے مقابلہ کریں گے اگر اللہ تعالیٰ نے عزت عطافرمائی اور دشمنوں پر ہمیں غلبہ دیا تو یہ عین ہماری تمنا ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی دوسری صورت پیش آئے تو آپ اپنی سواری پر سوار ہوکر مدینہ تشریف لے جائیں،اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !وہاں جولوگ رہ گئے ہیں ہم ان سے زیادہ آپ سے محبت کا دعویٰ نہیں کر سکتے،اگر انہیں ذراسا بھی گمان ہوتا کہ آپ کو جنگ کاسامنا کرناپڑے گا تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتے،اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرمائے گا اور وہ آپ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کی معیت میں جہاد کریں گے ،یعنی مدینہ میں کچھ مسلمان موجود تھے جنہیں کسی وجہ سے لشکر کے ساتھ نہیں لایا گیاتھا،سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور انہیں دعائے خیر دی۔[1]

اس روایت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سواریاں اس خیال سے رکھی گئی تھیں کہ اگر جنگ کاانجام مسلمانوں کے حق میں نہ ہو تو داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ کسی محفوظ مقام پر پہنچ سکیں اور تحریک اسلام کی ترویج واشاعت میں کمی نہ ہو، مگر میجر جنرل اکبر خاں کا قیاس ہے کہ یہ سواریاں جنگ کے گھمسان میں مصروف دستوں تک مناسب اور ضروری ہدایات پہنچانے کے کام بھی آسکتی تھیں اور ہمارے خیال میں یہی بات ٹھیک ہے کیونکہ جنگ کافیصلہ افرادی قوت یا اسلحہ کاوافر ذخیرہ نہیں کرتا،فتح ونصرت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ اس گروہ کو فتح ونصرت سے ہمکنار کرتا ہے جو اپنے رب پر توکل کر کے اس کانام بلند کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس طرح کی بے شمار مثالیں تاریخ میں بکھری پڑی ہیں،چنانچہ رات ہی میں ایک بلند ٹیلے پر جہاں چشمہ کامنبع تھااور جہاں سے پانی جنوب مشرقی جانب نشیب میں بہہ رہاتھا کھجور کی ٹہنیوں سے عریش تیار کر لی گئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکنڈ ان کمانڈ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عریش میں قیام فرمایا،شب خون کے خطرے کے پیش نظر یادشمن کا کوئی جاسوس یا تخریب کار رات کی تاریکی اور غفلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کی جسارت نہ کر بیٹھے

فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ عَلَى بَابِ الْعَرِيشِ مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ

---

[1] ابن ہشام ۶۲۱؍۱،الروض الانف ۸۷؍۵،عیون الآثر ۲۹۴؍۱،ابن اسحاق ۳۰۳،تاریخ طبری ۴۴۰؍۲،تفسیرابن کثیر ۱۷؍۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴۰۴؍۲

اس لئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کے ہمراہ برہنہ شمشیر عریض سے لٹکا کر عریش کے سامنے بیٹھ گئے اور ساری رات پہرہ دیتے رہے۔ [1]

(عریش کی جگہ مسجد بدر کے قریب تھی جو مشہور ہے، یہ نخلستان کے قریب ہے اور اس کے قریب ہی پانی کا چشمہ بھی ہے) اس دوران عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ قریش کے گرد چکر لگا کر واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دشمن گھبرایا ہوا ہے یہاں تک کہ اگر ان کا گھوڑا بھی ہنہناتا ہے تو وہ اس کے منہ پر مارتے ہیں اور شب خون کا اندیشہ رکھتے ہیں حالانکہ بارش ہو رہی ہے، دوسری طرف قریش میں نبیہ بن حجاج نے جو نقش پا سمجھنے میں ماہر تھا زمین پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیروں کے نشانات دیکھ کر کہا یہ ابن سمیہ (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) اور ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے پیروں کے نشانات ہیں اور میں نے پہچان لیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری قوم اور یثرب کے چند بے وقوفوں کو اپنے ساتھ لائے ہیں۔ [2]

لشکر اسلام کے لوگوں نے نماز عشاء کمانڈر انچیف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باجماعت ادا کی اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے سو گئے۔

فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ ، فَقَالَ عُمَرُ: فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَئُوا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک دفعہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر آئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ میدان جنگ کا چکر لگایا اور ان کو کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے کی ایک ایک جگہ دکھائی، آپ نشاندہی کرتے تھے اور فرماتے تھے ان شاء اللہ یہاں فلاں گرے گا، ان شاء اللہ یہاں فلاں گرے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے آپ نے جس کافر کی کسی جگہ گرنے کی نشاندہی فرمائی تھی وہ ان جگہوں سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے بلکہ اسی جگہ ہی گرے۔ [3]

امیہ بن خلف کا قتل:

كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا، بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ، وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ،فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ: لاَ أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ، كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الجَاهِلِيَّةِ،فَكَاتَبْتُهُ: عَبْدَ عَمْرٍو،فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ، خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ،فَأَبْصَرَهُ بِلاَلٌ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ: لاَ نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ، فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا

---

[1] ابن سعد ۱۱٫۲،مغازی واقدی ۵۵٫۱،تاریخ طبری ۴۴۹٫۲،عیون الآثر ۳۰۰٫۱،الروض الانف ۹۰٫۵،السیرۃ النبوۃ لابن کثیر ۴۱۰٫۲،البدایۃ والنہایۃ ۳۳۱٫۳،تاریخ ابن خلدون ۴۲۹٫۲

[2] عہدنبوی کے میدان جنگ ۲۰

[3] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ غَزْوَةِ بَدْرٍعن انس ۴۶۲۱، وکتاب الجنته بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ عن عمر ۷۲۲۲ ،سنن نسائی كتاب الجنائز باب أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ ۲۰۷۶

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے امیہ بن خلف سے یہ معاہدہ اپنے اور اس کے درمیان لکھوایا کہ وہ میرے بال بچوں یا میری جائیداد کی جو مکہ میں ہے حفاظت کرے اور میں اس کی جائیداد کی جو مدینہ میں حفاظت کروں، جب میں نے اپنا نام لکھتے وقت رحمٰن کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو کیا جانوں تم اپنا وہی نام لکھواؤ جو زمانہ جاہلیت میں تھا، چنانچہ میں نے عبد عمرو لکھوایا، غزوہ بدر کے موقع پر میں ایک پہاڑ کی طرف گیا تا کہ لوگوں سے آنکھ بچا کر اس کی حفاظت کرسکوں لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے سابق ظالم آقا امیہ بن خلف کو دیکھ لیا اور فوراً ہی انصار کی ایک مجلس میں آئے اور انہوں نے مجلس والوں سے کہا کہ یہ دیکھو کفار کا امام امیہ بن خلف ادھر موجود ہے اگر آج امیہ بن خلف بچ گیا تو میری ناکامی ہو گی، بلال رضی اللہ عنہ کا اتنا کہنا تھا کہ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچھے ہولی،

فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحقُونَا، خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَاوَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا، فَلَمَّا أَدْرَكُونَا، قُلْتُ لَهُ:ابْرُكْ،فَبَرَكَ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ، فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ،وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ

جب مجھے خوف ہوا کہ اب یہ لوگ ہمیں آلیں گے تو میں نے اس کے ایک لڑکے کو آگے کر دیا تا کہ اس کے ساتھ (آنے والی جماعت) کو الجھا لے، لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور پھر دوبارہ امیہ بن خلف کا پیچھا کرنے لگے، اور امیہ بن خلف بھاری جسم کا مالک تھا (اس لئے تیز بھاگ نہ سکا) آخر جب جماعت انصار نے ہمیں آلیا تو میں نے اس سے کہا زمین پر لیٹ جا، امیہ بن خلف زمین پر لیٹ گیا، تو میں نے اسے بچانے کے لئے خود کو اس پر ڈال دیا، لیکن لوگوں نے میرے جسم کے نیچے سے اس کے جسم پر تلوار کی ضربات لگائیں اور اسے قتل کر کے ہی چھوڑا، ایک صحابی نے اپنی تلوار سے میرے پاؤں کو بھی زخمی کر دیا تھا۔[1]

فَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: يَرْحَمُ اللهُ بِلاَلًا، ذَهَبَتْ أَدْرَاعِي وَفَجَعَنِي بِأَسِيرَيَّ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ بلال رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔[2]

صحابہ کرام پانچ دن مسلسل پاپیادہ سفر کرتے ہوئے آئے تھے اور تھکے ماندے تھے، ان کے اجسام گرد وغبار آلودہ تھے، نہانا اور جسموں کا دھونا ضروری تھا مگر نہ نہانے کا وقت تھا اور نہ ہی موقع مگر مسلمان جنگی اہمیت کے ضروری کاموں میں تقریباً آدھی رات تک مصروف رہے، دشمن کے شب خون کا بھی خطرہ تھا، ان تفکرات اور اندیشوں کی وجہ سے بعض اصحاب نے جاگتے ہی رہنے کا ارادہ کرلیا

ثُمَّ إِنَّهُ أَصَابَنَا مِنَ اللیْلِ طَشٌّ مِنَ الْمطَرِ، فَانْطَلَقْنَا تَحْتَ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ نَسْتَظِلُّ تَحْتَهَا مِنَ الْمَطَرِ، وَبَاتَ رَسُولُ اللهِ ص يَدْعُو رَبَّهُ

اور بعض بارش کے باوجود تکان کی وجہ سے پڑتے ہی سو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تمام شب نماز اور گریہ وزاری میں مصروف رہے۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوکالته بَابُ إِذَا وَكَّلَ المُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الحَرْبِ، أَوْ فِي دَارِ الإِسْلاَمِ جا۲۳۰۱

[2] ابن ہشام۶۳۲؍۱ ،الروض الانف ۹۳؍۵، عیون الآثر ۳۰۲؍۱،تاریخ طبری ۴۵۳؍۲

[3] تاریخ طبری ۴۲۵؍۲، مصنف ابن ابی شیبة۳۶۶۷۹

وَكَانَ ذَلِكَ فِي مَنَامِهِ تِلْكَ اللَيْلَةَ وَقِيلَ إِنَّهُ نَامَ فِي الْعَرِيشِ وَقَدْ أَرَاهُ اللهُ إِيَّاهُمْ فِي مَنَامِهِ قَلِيلًا

اسی رات کو کچھ دیر کے لئے آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی جس میں آپ ﷺ نے خواب میں ایک لشکر دیکھا جس دیکھ کر آپ ﷺ نے اندازہ لگایا کہ اس لشکر کی تعداد کچھ زیادہ نہیں (حالانکہ آپ نے کفار کی تعداد کا اندازہ نوسو پچاس اور ایک ہزار کے درمیان لگایا تھا)۔ [1]

آپ عریش سے نکل کر آئے اور اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے ان کی ہمت بڑھ گئی (یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ اس نے کفار کی تعداد کو کم دکھایا اگر کفار کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی بے سروسامانی اور قلت تعداد کی وجہ سے ہمت ہار جاتے)

فَلَمَّا أَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ نَادَى: الصَّلَاةَ عِبَادَ اللهِ! فَجَاءَ النَّاسُ مِنْ تَحْتِ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ، فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ وَحَرَّضَ عَلَى الْقِتَالِ

طلوع فجر ہوتے ہی آپ ﷺ نے آواز لگائی اے اللہ کے بندو نماز کا وقت آ گیا نماز کا سنکر سب صحابہ کرام جمع ہو گئے، اور آپ ﷺ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد فی سبیل اللہ میں جانبازی اور سرفروشی کی ترغیب دی۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْأَجْرَاسِ أَنْ تُقْطَعَ مِنْ أَعْنَاقِ الْإِبِلِ يَوْمَ بَدْرٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر اونٹوں کے گلوں سے گھنٹیاں کاٹ پھینکنے کا حکم دیا۔ [3]

الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا :أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ، الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهَرَ

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ وادی بدر میں پہنچے تو آپ ﷺ کے ساتھ تین سودس سے کچھ زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیر کمان تھے ان کی تعداد بالکل اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی تھی جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔ [4]

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ:كَانَتْ عِدَّةُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ ثَلَاثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ. وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ يَوْمَ جَالُوتَ الَّذِينَ جَازُوا النَّهَرَ. قَالَ: وَمَا جَازَ مَعَهُ النَّهَرَ يَوْمَئِذٍ إِلا مُؤْمِنٌ

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی تعداد تین سودس سے کچھ زائد تھی وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی تھی جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے

[1] البداية والنهاية٣٢٨ ،٣

[2] مصنف ابن ابی شيبة ٣٦٦٧٩،مسنداحمد٩٤٨، تفسير الطبرى ٦٢ ،١١، تاريخ طبرى ٤٢٥ ،٢، البداية والنهاية٢٧٨ ،٣

[3] مسنداحمد٢٥١٢٦،البداية والنهاية٣١٩ ،٣

[4] صحيح بخارى كتاب المغازىبَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ٣٩٥٧،مسنداحمد١٨٥٥٥،صحيح ابن حبان٤٧٩٦، فتح البارى ٣٩٥٧

نہر کو عبور نہیں کیا[1]

(چھوٹے بڑے سب ملا کر) تین سو انیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیر کمان تھے جن میں ساٹھ سے کچھ زائد مہاجرین، دو سو چالیس سے کچھ زائد انصار تھے۔

فہرست شرکائے غزوہ بدر

غزوہ بدر میں شامل ہونے والے مہاجرین

سپہ سالار اعلیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب	زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ مولیٰ
اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب	سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فاروق بن خطاب
عمر رضی اللہ عنہ فاروق بن خطاب کے بڑے بھائی زید رضی اللہ عنہ بن خطاب	سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن نفیل (حضرت عمر کے بہنوئی، عشرہ مبشرہ (۲۲،۲۰ سال)
بلال رضی اللہ عنہ بن رباح مولیٰ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (خادم خاص و موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)	عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث
الطفیل رضی اللہ عنہ بن حارث	عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بھائی الحصین بن حارث
مسطح عوف رضی اللہ عنہ بن اثاثہ (۲۴ سال)	ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ
سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ	عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن
عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کے بھائی ابو سنان بن محصن	ابو سنان بن محصن کے بیٹے سنان بن ابی ستان رضی اللہ عنہ
شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب	شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کے بھائی عقبہ رضی اللہ عنہ بن وہب
یزید رضی اللہ عنہ بن رقیش	محرر رضی اللہ عنہ بن نضلہ (۳۲،۳۱ سال)
ربیعہ رضی اللہ عنہ بن اکثم (۳۰ سال)	ثقف یا ثقاف رضی اللہ عنہ بن عمرو
ثقف یا ثقاف بن عمرو کے بھائی مالک رضی اللہ عنہ بن عمرو	ثقف اور مالک کے بھائی مدلج رضی اللہ عنہ بن عمرو
ابو مخشی ارید رضی اللہ عنہ بن حمیرہ	عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص تیر اندازوں میں سے ایک)

[1] ابن سعد ۱۴/۲

خباب رضی اللہ عنہ مولیٰ عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان	زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام (عشرہ مبشرہ)
حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ	سعد رضی اللہ عنہ مولیٰ حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ
مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر (مہاجرین کے علم بردار (۳۹سال)	سویبط رضی اللہ عنہ بن سعد
عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف (دولت مند اور عشرہ مبشرہ صحابی رسول)	سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص (مشہور تیر انداز، عشرہ مبشرہ صحابی رسول (۱۸سال)
سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص	مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (جو ابو جہل کا سر کاٹ کر لائے)	مسعود رضی اللہ عنہ بن ربیعہ
عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ	خبیب رضی اللہ عنہ بن الارت
عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ مولیٰ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (سفر ہجرت میں ساتھ تھے)	صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان رومی
طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ (عشرہ مبشرہ)	ابو سلمہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد
شماس رضی اللہ عنہ بن عثمان (۳۴سال)	ارقم رضی اللہ عنہ بن ارقم
یاسر رضی اللہ عنہ اور سمیہ رضی اللہ عنہا (اولین شہید) کے فرزند عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر	معتب بن عوف (۲۳سال)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ فارسی غلام ابو کبشہ	انسہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مہجع رضی اللہ عنہ مولیٰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب	ابو مرثد رضی اللہ عنہ کناز بن حصین
عمرو رضی اللہ عنہ بن سراقہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ (ابن اسحاق)
اوقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ	خولی رضی اللہ عنہ ابن ابی خولی
ذو الشمالین عمیر رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو	عمرو رضی اللہ عنہ بن ابی سرح یا معمر رضی اللہ عنہ بن ابی سرح
عامر رضی اللہ عنہ بن البکیر	عاقل رضی اللہ عنہ بن البکیر

خالد رضی اللہ عنہ بن البکیر (۳۲سال)	ایاس رضی اللہ عنہ بن البکیر (یہ چاروں بھائی دارارقم میں مسلمان ہوئے تھے)
عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون (بدر کے بعد انتقال فرما گئے، بقیع میں دفن ہوئے)	سائب رضی اللہ عنہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیراندازوں میں ایک)
عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مظعون	عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے دوسرے بھائی قدامہ رضی اللہ عنہ بن مظعون
معمر رضی اللہ عنہ بن الحارث	خنیس رضی اللہ عنہ بن خدافہ (حفصہ رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر) (بدر کے بعد انتقال ہوگیا)
ابوسرہ رضی اللہ عنہ بن رہم	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مخرمہ
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سہیل (۲۷سال)	عمیر رضی اللہ عنہ بن عوف مولیٰ سہیل بن عمرو
سعد رضی اللہ عنہ بن خالہ (۲۵سال)	ابوعبیدہ بن جراح (امین الامت اور عشرہ مبشرہ صحابی رسول)
عمرو رضی اللہ عنہ بن الحارث یا عمرو رضی اللہ عنہ بن ابی العمرو	سہیل رضی اللہ عنہ بن وہب
سہیل رضی اللہ عنہ بن وہب کے بھائی صفوان بن وہب	

وہب بن ابی سرح (ابن اسحاق نے ان کا نام اصحاب بدر میں شمار نہیں کیا، لیکن ابن سعد انہیں اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں)

حاطب رضی اللہ عنہ بن عمرو (ابن اسحاق اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے لیکن ابن سعد نے موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے اصحاب بدر میں شمار کیا ہے)

عیاض رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے لیکن ابن سعد نے انہیں اصحاب بدر میں شمار کیا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی اروی بنت عبد المطلب کے بیٹے طلیب رضی اللہ عنہ بن عمیر (ابن سعد انہیں واقدی کے حوالے سے اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں، لیکن دوسرے انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے۔

مالک بن ابی خولی (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں جبکہ ابن سعد یہ درست نہیں سمجھتے، بعض لوگ ان کے بھائی ہلال رضی اللہ عنہ بن خولی اور بعض ان کے لڑکے عبد اللہ بن خولی کو اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں)

مجاہدین بدر میں ۸۹ مہاجرین کا نام لیا جاتا ہے جن میں اکیاسی (۸۱) اصحاب بدر ایسے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لیکن وہب بن ابی سرح، حاطب رضی اللہ عنہ بن عمرو، عیاض رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن خولی اور ہلال رضی اللہ عنہ بن خولی کے متعلق اختلاف ہے، ابن ہشام نے

وہب رضی اللہ عنہ بن ابی سرح، حاطب رضی اللہ عنہ بن عمرو اور عیاض رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کے متعلق لکھا ہے کہ اکثر روائتیں ان کے غزوہ بدر میں حاضر ہونے میں ہیں، ابن اسحاق نے بشمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۳ مہاجرین کو اصحاب بدر شمار کیا ہے، اور واقدی نے بشمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۶ مہاجرین کو اصحاب بدر شمار کیا ہے۔

غزوہ بدر میں شامل ہونے والے قبیلہ اوس کے انصار

قبیلہ اوس کے سردار سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ (اوس کے جھنڈا بردار)	سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے بھائی عمرو رضی اللہ عنہ بن معاذ
حارث رضی اللہ عنہ بن اوس بن معاذ	الحارث بن انس رضی اللہ عنہ
سعد رضی اللہ عنہ بن زید یا سعد بن مالک (مناۃ کو منہدم کرنے والے)	سلمہ رضی اللہ عنہ بن سلامہ بن وقش (۲۶ سال)
عباد رضی اللہ عنہ بن بشر بن وقش (کعب بن اشرف کا قتل کرنے والے)	سلمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت بن وقش
رافع رضی اللہ عنہ بن یزید	الحارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ
محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ یا محمد رضی اللہ عنہ بن سلمہ (کعب بن اشرف کو قتل کرنے والے، ۲۵ سال)	سلمہ رضی اللہ عنہ بن اسلم
ابو الہثیم بن سہیل رضی اللہ عنہ	عبید رضی اللہ عنہ بن التیہان
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سہیل	قتادہ رضی اللہ عنہ بن النعمان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص تیر اندازوں میں ایک)
نصر رضی اللہ عنہ بن الحارث یا نضر بن الحارث	معتب رضی اللہ عنہ بن عبید
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن طارق	مسعود رضی اللہ عنہ بن عبد سعد
ابو عبس رضی اللہ عنہ بن جبیر (کعب بن اشرف کے قتل میں شریک)	ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نیار
عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص تیر اندازوں میں ایک)	معتب رضی اللہ عنہ بن قشیر

ابو ملیل رضی اللہ عنہ بن الازعر	عمیر رضی اللہ عنہ بن معبد
سہیل رضی اللہ عنہ بن حنیف	مبشر رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر
مبشر رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر کے بھائی رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر	سعد رضی اللہ عنہ بن عبید
رافع رضی اللہ عنہ بن عُجدہ	عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ
ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن حاطب	عبید رضی اللہ عنہ بن ابی عبید
معن رضی اللہ عنہ بن عدی	انیس رضی اللہ عنہ بن قتادہ
ثابت رضی اللہ عنہ بن ارقم	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلمہ
ربعی رضی اللہ عنہ بن رافع	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر کے چچا الحارث بن النعان	ابو حنہ رضی اللہ عنہ بن ثابت
عاصم رضی اللہ عنہ بن قیس	منذر رضی اللہ عنہ بن محمد بن عقبہ
ابو ضیاح رضی اللہ عنہ بن ثابت (واقدی انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	ابو عقیل عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ
سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ	سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ کے مولیٰ تمیم رضی اللہ عنہ
	منذر رضی اللہ عنہ بن قدامہ
جبیر رضی اللہ عنہ بن عتیک، جابر رضی اللہ عنہ بن عتیک یا جبر رضی اللہ عنہ بن عتیک	مالک بن نملیہ یا مالک بن ثابت بن نملیہ
النعمان رضی اللہ عنہ بن عصر	نعمان رضی اللہ عنہ بن ابی خزمہ
عبید رضی اللہ عنہ بن اوس (جنہوں نے عباس رضی اللہ عنہ، عقیل رضی اللہ عنہ اور نوفل کو گرفتار کیا تھا)	

مبشر رضی اللہ عنہ اور رفاعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر، بدر کو آتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام روحا سے مدینہ پر حاکم بنا کر واپس فرما دیا تھا۔

عاصم بن عدی مدینہ سے بدر جاتے ہوئے بمقام روحا مدینہ کی بالائی آبادی عالیہ پر حاکم بنا کر واپس فرما دیا تھا۔

الحارث بن حاطب، ان کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بدر جاتے ہوئے بمقام روحا سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی طرف روانہ فرمادیا تھا، انہوں نے ہی دوسرے شرکاء کے ساتھ مل کر مسجد ضرار کو آگ لگائی تھی۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر کے بھائی خوات بن جبیر دوران سفر پتھر کی نوک لگنے سے زخمی ہو گئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بمقام روحا سے واپس فرمادیا تھا۔

سالم رضی اللہ عنہ بن عمیر (مدینہ کے انتہائی نادار صحابی) جنہوں نے غزوہ بدر کے بعد اپنے قبیلہ کے ایک شاعر ابو عشک کو جو لوگوں کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف ابھارتا تھا قتل کر دیا تھا۔

الحارث بن قیس (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے لیکن دوسرے سیرت نگار انہیں شمار کرتے ہیں)

سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ شبیہ (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)

الحارث بن عرفجہ (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار کرتے ہیں لیکن ابن سعد اسے تسلیم نہیں کرتے)

محمد بن عمر الواقدی اور موسیٰ بن عقبہ کے مطابق قبیلہ اوس سے ترسٹھ (۶۳) انصار اصحاب بدر میں شامل ہیں، لیکن ابن اسحاق کے مطابق صرف اکسٹھ (۶۱) انصار اوس اصحاب بدر میں شامل ہیں، انصار اوس میں انساٹھ (۵۹) اصحاب کے نام پر سب متفق ہیں۔

غزوہ بدر میں شامل ہونے والے قبیلہ خزرج کے انصار

ابو زید خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید (سیدنا ابو بکر صدیق کے خسر)	سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع (انہی کی دولڑکیوں کے بارے میں آیت میراث نازل ہوئیں)
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ	خلاد رضی اللہ عنہ بن سوید
بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد	بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کے بھائی سماک رضی اللہ عنہ بن سعد
سبیع رضی اللہ عنہ بن قیس	عبادہ رضی اللہ عنہ بن قیس
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبس	زید رضی اللہ عنہ بن الحارث
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید (انہوں نے خواب میں آذان کا طریقہ دیکھا تھا)	حریث رضی اللہ عنہ بن زید
سفیان رضی اللہ عنہ بن بشر یا سفیان رضی اللہ عنہ بن نسر	تمیم رضی اللہ عنہ بن یعار
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمیر	زید رضی اللہ عنہ بن مزین یا یزید بن مزین
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عرفطہ	عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ربیع

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے لڑکے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی سلول	اوس رضی اللہ عنہ بن خولی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں انصار کے نمائندے تھے)
زید رضی اللہ عنہ بن ودیعہ	عقبہ رضی اللہ عنہ بن وہب
رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عمرو	عامر رضی اللہ عنہ بن سلمہ یا عمرو بن سلمہ
ابو حمصیہ معبد رضی اللہ عنہ بن عبادہ	عامر بن البکیر (ابن اسحاق) عامر بن العکیر (ابن ہشام) عاصم بن العکیر (ابن سعد)
نوفل رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ	عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت
عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ بن الصامت	النعمان رضی اللہ عنہ بن مالک
ثابت رضی اللہ عنہ بن ہزال یا امیہ بن نودان بن خابت بن ہزال	مالک رضی اللہ عنہ بن الدخشم (عاصم رضی اللہ عنہ بن عدی کے ساتھ مل کر مسجد ضرار کو آگ لگائی تھی)
ربیع رضی اللہ عنہ بن ایاس	ربیع رضی اللہ عنہ بن ایاس کے بھائی ورقہ رضی اللہ عنہ بن ایاس یا وذقہ بن ایاس (ابن سعد)
عمرو رضی اللہ عنہ بن ایاس	المجذر بن زیاد (جن کی وجہ سے جنگ بعاث واقع ہوئی)
المجذر بن زیاد کے چچازاد بھائی عبادہ رضی اللہ عنہ بن الخشخاش	نجاب رضی اللہ عنہ بن تعلبہ یا بحاث رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ (ابن سعد)
بحاث رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ	عتبہ رضی اللہ عنہ بن الربیعہ بن خالد
ابو دجانہ سماک رضی اللہ عنہ بن خرشہ	المنذر رضی اللہ عنہ بن عمرو
کعب رضی اللہ عنہ بن جماز یا کعب رضی اللہ عنہ بن حمان	ابو اسید رضی اللہ عنہ بن مالک الساعدی (ابن اسحاق) ابو اسید رضی اللہ عنہ مالک بن الربیع الساعد (ابن سعد)
مالک رضی اللہ عنہ بن مسعود	عبد ربہ رضی اللہ عنہ بن حق (ابن اسحاق) عبد رب رضی اللہ عنہ بن حق (ابن سعد)
بسیس رضی اللہ عنہ بن عمرو الجھنی	ضمرہ رضی اللہ عنہ بن بشر (ابن اسحاق و ابن ہشام) ضمرہ بن عمر (ابن سعد)

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عامر (ابن سعد انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	زیاد رضی اللہ عنہ بن بشر (ابن اسحاق و ابن ہشام) زیاد رضی اللہ عنہ بن کعب (ابن سعد)
خراش رضی اللہ عنہ بن عامر (مشہور تیرانداز)	الحباب رضی اللہ عنہ بن المنذر الجموح (قبیلہ خزرج کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا)
تمیم رضی اللہ عنہ مولیٰ خراش رضی اللہ عنہ بن الصمہ	عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام الجموح (کھجوریں پھینک کر میدان کارزار میں کود پڑے)
معاذ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجموح	معوذ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجموح (انہی کے وار سے ابوجہل کی ٹانگ کٹ گئی تھی)
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرائم	خلاد رضی اللہ عنہ بن عمرو الجموح
عتبہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن نابی یا عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن نابی	عتبہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن نابی کے مولیٰ حبیب رضی اللہ عنہ الاسود
ثابت رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ	عمر رضی اللہ عنہ بن الحارث
الطفیل رضی اللہ عنہ بن مالک	بشر رضی اللہ عنہ بن براء بن معرور (غزوہ خیبر میں زہر آلودہ گوشت کھاتے ہوئے شہید ہوئے)
الطفیل رضی اللہ عنہ بن النعمان	سنان رضی اللہ عنہ بن صیفی
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن الجد بن قیس	عتبہ رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ
جبار رضی اللہ عنہ بن صخر یا حبان رضی اللہ عنہ بن صخر	خارجہ رضی اللہ عنہ بن حمیر (ابن اسحاق و ابن ہشام) حمزہ رضی اللہ عنہ بن حمیر (ابن سعد) حارثہ بن حمیر (موسیٰ بن عقبہ)
خارجہ رضی اللہ عنہ بن حمیر کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حمیر	یزید رضی اللہ عنہ بن المنذر
یزید رضی اللہ عنہ بن المنذر کے بھائی معقل رضی اللہ عنہ بن المنذر	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن النعمان بن بلدمہ
الضحاک رضی اللہ عنہ بن حارثہ	سواد رضی اللہ عنہ بن زریق (ابن اسحاق) سواد رضی اللہ عنہ بن ازن (ابن سعد)
معبد رضی اللہ عنہ بن قیس یا سعید رضی اللہ عنہ بن قیس	معبد رضی اللہ عنہ بن قیس کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن قیس
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مناف	جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن رماب

خلیدہ رضی اللہ عنہ بن قیس یا خلید بن قیس (ابن سعد)	خلیدہ رضی اللہ عنہ بن قیس کے مولیٰ النعمان رضی اللہ عنہ بن یسار یا النعمان رضی اللہ عنہ بن سنان (ابن سعد)
ابو المنظر یزید رضی اللہ عنہ بن عامر	سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو
سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو کے مولیٰ عنترہ رضی اللہ عنہ	قطبہ رضی اللہ عنہ بن عامر (انصار میں سب سے پہلے ایمان لائے)
عبس رضی اللہ عنہ بن عامر بن عدی	ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن عنمہ بن عدی
ابو السیر رضی اللہ عنہ کعب بن عمرو یا ابو البسر کعب بن عمرو (واقدی)	سہیل رضی اللہ عنہ بن قیس
عمرو بن طلق (موسیٰ بن عقبہ انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل بن عمرو (۲۱،۲۲سال)
قیس رضی اللہ عنہ بن محصن	ابو خالد الحارث رضی اللہ عنہ بن قیس
جسیر رضی اللہ عنہ بن ایاس بن خالد	ابو عبادہ سعد رضی اللہ عنہ بن عثمان
ابو عبادہ سعد رضی اللہ عنہ بن عثمان کے بھائی عقبہ رضی اللہ عنہ بن عثمان	ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس (بعض انہیں پہلا اسلام قبول کرنے والا انصاری کہتے ہیں)
سعود رضی اللہ عنہ بن خلدہ یا مسعود رضی اللہ عنہ بن خلدہ (ابن سعد)	عباد رضی اللہ عنہ بن قیس یا عبادہ رضی اللہ عنہ بن قیس
اسعد رضی اللہ عنہ بن یزید	الفاکہ رضی اللہ عنہ بن بشر یا الفاکہ رضی اللہ عنہ بن نسر یا الفاکہ رضی اللہ عنہ بن بسر
معاذ رضی اللہ عنہ بن ماعص	معاذ رضی اللہ عنہ بن ماعص کے بھائی عایذ رضی اللہ عنہ بن ماعص
مسعود رضی اللہ عنہ بن سعد	رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع
رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع کے بھائی خلاد رضی اللہ عنہ بن رافع	عبید رضی اللہ عنہ بن زید
زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید (مہاجرین انصار میں سے ہیں)	فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
خالد رضی اللہ عنہ بن قیس	رحیلہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ یا رخیلہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ (ابن سعد)
عطیہ رضی اللہ عنہ بن نویرہ (ابن سعد انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	خلیفہ رضی اللہ عنہ بن عدی یا علیفہ بن عدی

رافع رضی اللہ عنہ بن معلیٰ	ابو ایوب خالد رضی اللہ عنہ بن زید (مدینہ میں اونٹنی قصویٰ ان کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی تھی)
عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم	سراقہ رضی اللہ عنہ بن کعب
سلیم رضی اللہ عنہ بن قیس	سہل رضی اللہ عنہ بن رافع
عدی رضی اللہ عنہ بن ابن ابی لزغبا	مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس
مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس کے بھائی ابو حزیمہ بن اوس	رافع رضی اللہ عنہ بن الحارث بن سواد
معاذ رضی اللہ عنہ بن الحارث (یہ بھی ابو جہل کو قتل کرنے والوں میں ہیں)	النعمان رضی اللہ عنہ بن عمرو
عامر رضی اللہ عنہ بن مخلد	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن قیس بن خالد
عصیمہ رضی اللہ عنہ (قبیلہ اشجع کے حلیف)	ودیعہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
ثابت رضی اللہ عنہ بن عمرو	عوف رضی اللہ عنہ بن الحارث کے مولیٰ ابو الحمرا رضی اللہ عنہ
ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن عمرو	سہل رضی اللہ عنہ بن عتیک
انس رضی اللہ عنہ بن معاذ	حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ بن ثابت
حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بھائی ابو شیخ بن ثابت	ابو طلحہ زید رضی اللہ عنہ بن سہل (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص تیر اندازوں میں ایک)
حارثہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ	عمرو رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ
سلیط رضی اللہ عنہ بن قیس	ثابت رضی اللہ عنہ بن خنسا
عامر رضی اللہ عنہ بن امیہ	محرر رضی اللہ عنہ بن عامر
سواد رضی اللہ عنہ بن غزیہ	ابو زید قیس رضی اللہ عنہ بن سکن (قرآن جمع کرنے والے اصحاب میں سے ہیں)
ابو الاعور کعب رضی اللہ عنہ بن مالک	سلیم رضی اللہ عنہ بن ملحان
سلیم رضی اللہ عنہ بن ملحان کے بھائی حرائم بن ملحان	قیس رضی اللہ عنہ ابی صعصعہ المازانی (بدر جاتے ہوئے عقبی دستہ پر امیر مقرر تھے)

عصیمہ رضی اللہ عنہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن کعب المازانی (غزوہ کے بعد اموال غنیمت پر نگران مقرر کئے گئے)
ابو داود عمیر رضی اللہ عنہ بن عامر	سراقہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
قیس رضی اللہ عنہ بن مخلد	النعمان رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو
نعمان رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو کے بھائی ضحاک رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو	سلیم رضی اللہ عنہ بن حارث
جابر رضی اللہ عنہ بن خالد	سعد رضی اللہ عنہ ابن سہیل (ابن اسحاق) سعید رضی اللہ عنہ بن سہل (ابن سعد)
کعب رضی اللہ عنہ بن قیس یا کعب رضی اللہ عنہ بن زید	بجیر رضی اللہ عنہ ابن ابی بجیر
عتبان رضی اللہ عنہ بن مالک (ابن اسحاق و ابن ہشام اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	ملیل رضی اللہ عنہ بن وبر (ابن اسحاق و ابن ہشام ان کو اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)
عصمہ رضی اللہ عنہ بن الحصیں (ابن اسحاق و ابن ہشام اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	عمیر رضی اللہ عنہ بن حرام (ابن اسحاق و ابن ہشام ان کو اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)
قیس رضی اللہ عنہ بن عمرو (ابن اسحاق انہیں اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)	قیس رضی اللہ عنہ بن عمرو کے لڑکے عمرو رضی اللہ عنہ بن قیس (ابن اسحاق اصحاب بدر میں شمار نہیں کرتے)

حارث رضی اللہ عنہ بن صمہ (تھکن اور کمزوری کی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام روحا سے واپس مدینہ بھیج دیا)

ابی بن کعب (کاتبان وحی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ہیں، قرآن مجید جمع کرنے والوں میں شامل تھے۔

حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان (ان کا دعوی تھا کہ انہوں نے دو مرتبہ یوم قریظہ اور یوم حنین میں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

خبیب رضی اللہ عنہ بن یساف (مدینہ سے بدر جاتے ہوئے مقام البید اپر آ کر مسلمان ہوئے)

عوف رضی اللہ عنہ بن الحارث (ابوجہل کو قتل کرنے کی کوشش میں اس کے ہاتھوں شہید ہوئے)

معوذ رضی اللہ عنہ بن الحارث (ابوجہل کو قتل کرنے کی کوشش میں اس کے ہاتھوں شہید ہوئے)

انصار خزرج کے اصحاب بدر کی فہرست میں ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) شخصیتوں کے نام پر سب متفق ہیں، البتہ کچھ ناموں کی کتابت میں فرق

پڑ گیا ہے جس کی وجہ سیرت نگاروں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

حق و باطل آمنے سامنے:

سترہ رمضان المبارک / چھبیس مارچ ۶۲۴ء کو رات کب تک بارش ہوتی رہی اس کا صحیح اندازہ نہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ صبح تک بارش رک چکی اور موسم خوشگوار ہو چکا تھا،

فَجَاءَ النَّاسُ مِنْ تَحْتِ الشَّجَرِ، وَالْحَجَفِ،فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَرَّضَ عَلَى الْقِتَالِ،ثُمَّ قَالَ:إِنَّ جَمْعَ قُرَيْشٍ تَحْتَ هَذِهِ الضِّلَعِ الْحَمْرَاءِ مِنَ الْجَبَلِ

عقبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر میں رات کو بارش ہوئی، ہم نے ٹیلوں، درختوں، ڈھالوں اور چھپروں تلے گزاری، صبح کو اذان کی آواز کے ساتھ ہی جو جہاں تھا وہاں سے نکل آیا، نماز کی صفیں سیدھی کی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، اس کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ہمیں جہاد کی رغبت دلائی، لڑائی پر آمادہ کیا اور ہمیں بتلادیا کہ قریش ان چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے پیچھے چھپے بیٹھے ہیں۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْرَجَهُ إِلَى بَدْرٍ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَعَدَنِي بَدْرًا، وَأَنْ يُغْنِمَنِي عَسْكَرَهُمْ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ غَنَائِمِهِمْ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَمَنْ أَسَرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ غَنَائِمِهِمْ إِنْ شَاءَ اللهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بدر کا وعدہ فرمایا ہے، یہ بھی اس کا وعدہ ہے کہ وہ مشرکین کے اس لشکر پر ہمیں فتح عطا فرمائے گا اور غنیمتوں کا مالک بنائے گا، مسلمانو! تم میں سے جو کسی مشرک کو قتل کرے گا اسے ہم مال غنیمت میں سے اتنا اتنا دیں گے اور جو کسی مشرک کو قید کرے گا اسے اس مال میں سے اتنا اتنا دیں گے۔[2]

نماز سے فارغ ہو کر قریش کے میدان میں آنے سے قبل ہی مجاہدین کو دو یا تین صفوں میں تقسیم فرمادیا اور ہر صف کا درمیانی فاصلہ اندازاً دس سے پندرہ میٹر رکھا (کیونکہ تلوار اور نیزوں کی لڑائی میں اتنا فاصلہ ضروری ہے، ورنہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی آدمیوں کے زخمی ہونے کا خطرہ رہتا ہے) اور مجاہدین کی صفوں کو صفوف ملائکہ کی طرح سیدھا کیا اس طرح صف میں کھڑے ہونے سے محاذ کی نسبت زیادہ حصہ پر لشکر کو پھیلاؤ مل گیا مگر لشکر کی گہرائی کم تھی، افرادی برتری رکھنے والے لشکروں کے کماندار کم افرادی طاقت کے دشمن کے پہلوؤں کو اپنی لپیٹ میں لے کر پورے محاذ کو گھیرے میں لینے کی کوشش کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرے کو بھانپ لیا تھا، زمین ایسی تھی کہ دشمن اپنی اسکیم میں کامیاب ہوسکتا تھا اور دشمن صف بندی کے فن سے ناواقف سہی مگر وہ گھیرا ڈالنے میں خوب مشتاق تھے، اسی خطرے کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بازوؤں کو قدرے ترچھا کر کے دونوں اطراف تیز انداز متعین کر دیئے تھے تاکہ وہ جونہی دشمن کو گھیرا ڈالنے کی غرض سے حرکت کرتے دیکھیں تو تیروں کی بوچھاڑ سے ان کا استقبال کریں باقی تیر اندازوں کو پچھلی صفوں میں کھڑا کیا گیا، مجاہدین کی

[1] مسند احمد ۹۴۸

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۶۷۵

ایک ٹولی کو اسلامی لشکر کے عقب میں جانے والے راستے کو محفوظ بنانے کے لئے متعین کیا، مجاہدین کے پاس باربرداری کے جو چند اونٹ تھے انہیں لشکر کے پیچھے زمین کی سلوٹ کی اوٹ میں بٹھادیا گیا اس طرح لشکر کے دونوں بازوؤں پر متین تیر اندازان کی با آسانی حفاظت کر سکتے تھے، پھر آپ ﷺ نے مجاہدین کی صف بندی کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ صفوں کا رخ اس طرح رکھا کہ آفتاب پس پشت رہے۔ [1]

اور سورج کی تیز روشنی دشمن کی آنکھوں میں پڑے اور ان کے تیروں کے نشانے خطا جائیں، اس کے علاوہ مارچ کا مہینہ تھا اور گرمیوں کے ابتدائی دن تھے اس موسم میں جزیرہ نمائے عرب کے خاص طور پر نصف شمالی حصہ میں ہوائیں کسی قدر شمال مغرب سے جنوب مشرق کی طرف چلتی ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ہواؤں کے چلنے کی سمت کا بھی خاص خیال رکھا کہ اگر تیز ہوا چلے تو وہ مسلمانوں سے کفار کی رخ پر چلے اور مسلمانوں کی آنکھوں میں ریت وغیرہ کے ذرات نہ پڑیں، صف بندی کے بعد مختلف حصوں پر امیر مقرر فرمائے، رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا جھنڈ الواء مہاجرین تھا جو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے، لواء خزرج حباب بن منذر رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے اور لواء اوس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، چونکہ مسلمانوں اور مشرکین کا کوئی امتیازی لباس نہ تھا، تمام عرب ایک جیسا لباس زیب تن کرتے تھے، لڑائی میں دوست اور دشمن میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے، لڑائی کی گرمی اور جوش میں نیزہ، بھالا یا تلوار بلند ہو کر تیزی سے حرکت کرنے والے ہدف پر گرنے لگے تو غلطی کا احساس ہونے کے باوجود راستے میں اسے روکا نہیں جا سکتا اس طرح خطرہ ہوتا ہے کہ احتیاط کے باوجود اپنے ہاتھوں اپنے کسی ساتھی کا کچھ نقصان نہ ہو جائے

وَكَانَ شِعَارُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: أَحَدٌ أَحَدٌ

چنانچہ اس طرح کے موقع کے سدباب کے لئے اصحاب رسول ﷺ کا شعار احد، احد کا جملہ مقرر کیا گیا۔ [2]

وَكَانَ شِعَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِتَالِ، فِي بَدْرٍ: يَا مَنْصُورُ أَمِتْ

ایک روایت ہے غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے یا منصور امت کا شعار مقرر کیا۔ [3]

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارَ الْمُهَاجِرِينَ يَوْمَ بَدْرٍيَا بَنِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَشِعَارُ الْخَزْرَجِ: يَا بَنِي عَبْدِ اللهِ. وَشِعَارُ الْأَوْسِ يَا بَنِي عُبَيْدِ اللهِ، وسمى خيله خيل الله.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے روز مہاجرین کے لئے یا بنی عبدالرحمٰن، قبیلہ خزرج کے لئے یا بنی عبداللہ قبیلہ اوس کے لئے یا بنی عبیداللہ مقرر فرمایا۔ [4]

---

[1] عہدنبوی کے میدان جنگ ۲۰

[2] ابن ہشام ۶۳۴/۱،الروض الانف ۱۱۳/۵،عہدنبوی کے میدان جنگ ۲۱،السیرة النبوة لابن کثیر ۴۱۶/۲

[3] مغازی واقدی ۷۲/۱

[4] البدایة والنہایة ۳۳۵/۳

شعار المهاجرين: يَا بَنِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ.وَشِعَارُ الْخَزْرَجِ: يَا بَنِي عَبْدِ اللهِ. وَشِعَارُ الْأَوْسِ يَا بَنِي عُبَيْدِ اللهِ. وَيُقَالُ: بَلْ كَانَ شِعَارُ الْمُسْلِمِينَ جَمِيعًا يَوْمَئِذٍ: يَا مَنْصُورُ أَمِتْ

ابن سعد کہتے ہیں مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمٰن اور خزرج کا شعار یا بنی عبد اللہ اور اوس کا شعار یا بنی عبید اللہ مقرر کیا گیا لیکن اس روز تمام مسلمین کا شعار یا منصور امت مقرر کیا گیا۔ (۱)

تا کہ اگر مقابل یہ شعار نہ دھرائے تو معلوم ہو جائے کہ وہ دشمن کا آدمی ہے۔

مجاہدین کو ہدایات:

لَا يُقَدِّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ

اور مجاہدین کو ہدایات فرمائیں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے جب تک میں پیش قدمی نہ کروں۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ:إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ، وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ

ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ مجاہدین اس صف بندی کو نہ توڑیں، جب کفار تم پر ہجوم کریں اور تمہارے قریب آجائیں تو ان پر تیر چلانا اور (جب تک وہ دور رہیں) اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔ (۳)

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ، حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا: إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ

حمزہ بن ابی اسید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن جب ہم قریش کے مقابلہ میں صفیں قائم کیں اور انہوں نے ہمارے مقابلہ میں صفیں قائم کیں تو فرمایا اگر (حملہ کرتے ہوئے) قریش تمہارے قریب آجائیں تو تم لوگ تیراندازی شروع کر دینا تا کہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائیں۔ (۴)

حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ:وَلَا تَسُلُّوا السُّيُوفَ حَتَّى يَغْشَوْكُمْ

حمزہ بن ابی اسید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا اور شمشیر بھی اس وقت سونتنا جب وہ تم پر چھا جائیں (اور تلوار کی مار پر ہوں)۔ (۵)

(۱) ابن سعد ۱۰/۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِعن انس ۴۹۱۵،عہدنبوی کے میدان جنگ ۲۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الغازی بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا ۳۹۸۴

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ ۲۹۰۰

(۵) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِي سَلِّ السُّيُوفِ عِنْدَ اللِّقَاءِ ۲۶۶۴

حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْعَقَبَةِ، أَوْ لَيْلَةُ الْبَدْرِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ:كَيْفَ تُقَاتِلُونَ؟ فَقَامَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْأَقْلَحِ، فَأَخَذَ الْقَوْسَ وَالنَّبْلَ، فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ ذِرَاعٍ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، كَانَ الرَّمْيُ ، وإِذَا دَنَا الْقَوْمُ، حَتَّى تَنَالَنَا وَتَنَالَهُمُ الرِّمَاحِ حتى تقصف، حَتَّى تَتَقَصَّفَ، فَإِذَا تَقَصَّفَتْ وَضَعْنَاها وأخذنا بالسَّيْفُ وَكَانَتِ الْمُجَالَدَةُ،بِالسُّيُوفِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بِهَذَا أُنْزِلَتِ الْحَرْبُ مَنْ قَاتَلَ فَلْيُقَاتِلْ قِتَالَ عَاصِمٍ

اور حسین بن سائب سے روایت میں ہے غزوہ بدر کے دن جب علمبر داران حق اور پرستاران طاغوت ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تو ہنگامہ کارزار گرم ہونے سے پہلے سید الامم ﷺ نے اپنے ایک انصاری جاں نثار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم دشمن سے کس طرح لڑو گے؟عاصم بن ثابت نے جنہوں نے ہاتھ میں تیر اور کمان تھام رکھی تھی کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!جب دشمن دوسو گز کے فاصلے پر ہوگا تو ہم اس پر تیر برسائیں گے،جب وہ آگے بڑھ کر نیزے کی زد میں آئے گا تو ہم نیزوں سے لڑیں گے اور جب اس سے بھی آگے آئے گا تو ہم تلواروں سے اس کا مقابلہ کریں گے،ان کا جواب سن کر رسول اکرم ﷺ کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لڑنے کا یہی صحیح طریقہ ہے اور رسول اکرم ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جو لڑنا چاہے عاصم کی طرح لڑے۔[1]

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ، قَدْ أُخْرِجُوا كُرْهًا، لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا، فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ أَيْ: مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامٍ فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَا يَقْتُلْهُ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا، فَقَالَ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ: أَنَقْتُلُ آبَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا وَإِخْوَانَنَا وَعَشَائِرَنَا وَنَتْرُكُ الْعَبَّاسَ؟ ! وَاللهِ لَئِنْ لَقِيتُهُ لَأُلْجِمَنَّهُ بِالسَّيْفِ؟ فَبَلَغَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ:يَا أَبَا حَفْصٍ قَالَ عُمَرُ: وَاللهِ إِنَّهُ لَأَوَّلُ يَوْمٍ كَنَّانِي فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَوَاللهِ لَقَدْ نَافَق.فَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ: وَاللهِ مَا آمَنُ مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي قُلْتُ، وَلَا أَزَالُ مِنْهَا خَائِفًا، إِلَّا أَنْ يُكَفِّرَهَا اللهُ عَنِّي بِشَهَادَةٍ. فَقُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيدًا،رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت بھی فرمائی مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ لڑنے آئے ہیں ان میں ایسے بھی ہیں جو خوشی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ ان کو زبردستی نکالا گیا ہے جیسے بنی ہاشم ان کو قتل نہ کیا جائے،ابوالبختری بن ہشام کو کوئی قتل نہ کرے،عباس بن عبدالمطلب کو بھی قتل نہ کیا جائے اسے بھی بادل نخواستہ ان لوگوں نے اپنے ساتھ کھینچا ہے،اس پر ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہم اپنے باپ داداؤں کو اپنے بچوں کو اپنے بھائیوں کو اور اپنے کنبے قبیلے کو قتل کریں اور عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیں؟واللہ!اگر وہ مجھے مل گیا تو میں اس کی گردن ماردوں

[1] الإصابة في تمييز الصحابة۴۶۱؍۳،معرفة الصحابة لابی نعیم ۱۸۰۶،۶۷۲؍۲،اسدالغابة۲۳؍۲

گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے فرمایا اے ابوحفص! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ پہلا موقع تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کنیت سے پکارا کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے گی؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیں کہ میں ابوحذیفہ کی گردن اڑادوں، اللہ کی قسم! وہ تو منافق ہو گیا، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ مجھے اپنے اس دن کے قول کا کھٹکا آج تک ہے میں اس سے ابھی تک ڈر رہا ہوں، میں تو اس دن چین پاؤں گا جس دن اس کا کفارہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ میں راہ حق میں شہید کر دیا جاؤں، چنانچہ جنگ یمامہ میں آپ شہید ہوئے۔ [1]

ابوالبختری میں انسانی ہمدردی کا جذبہ بہت تھا اس نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کی تھی، جب تمام بنوہاشم شعب بنی ہاشم میں محصور تھے اور سارے قریش نے ان سے ترک موالات کیا ہوا تھا تو اس وقت بھی اس شخص نے بنوہاشم کو بسا اوقات غذائی اشیاء بہم پہنچانے میں مدد دی تھی اور اس سلسلہ میں اس کو ابوجہل سے لڑنا بھی پڑا تھا، اور اس معاہدہ کو (جس کی وجہ سے بنوہاشم شعب بنی ہاشم میں محصور تھے) جن افراد نے فسخ کرنے کی کوشش کی تھی ان کے محرکوں اور موثر کوشش کرنے والوں میں سے ایک تھا

أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَى يَوْمَ بَدْرٍ أَلا إِنَّهُ لَيْسَ لأَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ عِنْدِي مِنَّةٌ إِلا لأَبِي الْبَخْتَرِيِّ، فَمَنْ كَانَ أَخَذَهُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ قَدْ آمَنَهُ، قَالَ: فَوُجِدَ قَدْ قُتِلَ

مروی ہے غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تو ندادی گئی آگاہ ہو کہ اس قوم (مشرکین) میں سے ابوالبختری کے علاوہ مجھ پر کسی اور شخص کا احسان نہیں ہے، لہذا جس نے اسے گرفتار کیا ہوا سے رہا کر دے رسول اللہ ﷺ نے اسے امن دے دیا ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا ہے [2]

معاہدہ شعب بنوہاشم کو توڑنے میں ہشام بن عمرو بن ربیعہ، زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود شامل تھے۔ [3]

اس وقت محبت وجانثاری کا ایک وقعہ پیش آیا۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّلَ صُفُوفَ أَصْحَابِهِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَفِي يَدِهِ قِدْحٌ يُعَدِّلُ بِهِ الْقَوْمَ، فَمَرَّ بِسَوَادِ بْنِ غَزِيَّةَ، حَلِيفِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ يُقَالُ، سَوَّادٌ، مُثَقَّلَةٌ، وَسَوَادٌ فِي الْأَنْصَارِ غَيْرُ هَذَا، مُخَفَّفٌ وَهُوَ مُسْتَنْتِلٌ مِنْ الصَّفِّ وَيُقَالُ: مُسْتَنْصِلٌ مِنْ الصَّفِّ فَطُعِنَ فِي بَطْنِهِ بِالْقِدْحِ، وَقَالَ: اسْتَوِ يَا سَوَّادُ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْجَعْتَنِي وَقَدْ بَعَثَكَ اللهُ بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ، قَالَ: فَأَقِدْنِي فَكَشَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: اسْتَقِدْ، قَالَ: فَاعْتَنَقَهُ فَقَبَّلَ بَطْنَهُ: فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى هَذَا يَا سَوَّادُ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، حَضَرَ مَا تَرَى، فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ

---

[1] ابن سعد ۴/۷، ابن ہشام ۱/۶۲۹، تاریخ طبری ۲/۴۵۰، الروض الانف ۵/۹۰، عیون الاثر ۱/۳۰۱

[2] ابن سعد ۲/۱۷

[3] ابن ہشام ۱/۳۷۶تا۳۷۴

آخِرُ الْعَهْدِ بِكَ أَنْ يَمَسَّ جِلْدِي جِلْدَكَ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْرٍ

غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک میں ایک چھڑی یا تیر لئے ہوئے صفوں کو سیدھا فرما رہے تھے تاکہ کسی مجاہد کے دل میں دوسرے سے سبقت لے جانے کا خیال پیدا نہ ہو اور یوں غیر ارادی طور پر جوش شہادت صفوں کے ٹوٹنے کا باعث نہ بن جائے، صف میں بنونجار کے حلیف سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ انصاری کچھ آگے کو نکلے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے انہیں تیر سے ان کے پیٹ میں ہلکا سا کوچہ دے کر فرمایا اے سواد رضی اللہ عنہ! صف میں آجاؤ، سواد رضی اللہ عنہ بن غزیہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اور حالانکہ اللہ نے آپ کو حق وانصاف کے ساتھ بھیجا ہے پس آپ اپنی ذات سے مجھے اس کا قصاص دیں، اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فوراً آپ نے شکم مبارک سے پیراہن کو اٹھا کر سواد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے سواد رضی اللہ عنہ اپنا بدلہ لے لو، سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ نے بدلہ کیا لینا تھا اور کوئی یہ سوچ بھی کیا سکتا تھا جلدی سے شکم مبارک کو گلے لگا کر بوسہ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا اے سواد رضی اللہ عنہ تمہیں کس بات نے اس پر آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ موت سامنے کھڑی ہے، یہ شاید آخری ملاقات ہو پس میری خواہش ہوئی کہ میرا آخری وقت ایسا ہو کہ میرا جسم آپ کی جلد مبارک سے مس ہو جائے، ان کی یہ بات سن کر آپ ﷺ مسرور ہوئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (۱)

یہ ضعیف روایت ہے۔ ابن الاثیر رحمہ اللہ نے اسد الغابۃ میں یونس بن بکیر عن ابن اسحاق کی سند سے یہ قصہ بیان کیا، اس کی سند ضعیف ہے، اس کی سند میں کچھ مجہول راوی ہیں اور وہ حبان کی قوم کے کچھ بوڑھے ہیں۔

میدان بدر میں خطبہ: صفوں کو مرتب کرنے اور ضروری ہدایات دینے کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَحُثُّكُمْ عَلَى مَا حَثَّكُمُ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَمَّا نَهَاكُمُ اللهُ عَنْهُ، فَإِنَّ اللهَ عَظِيمٌ شَأْنُهُ، يَأْمُرُ بِالْحَقِّ، وَيُحِبُّ الصِّدْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الْخَيْرِ أَهْلَهُ، عَلَى مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهُ، بِهِ يُذْكَرُونَ وَبِهِ يَتَفَاضَلُونَ، وَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ بِمَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْحَقِّ، لَا يَقْبَلُ اللهُ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَا ابْتَغَى بِهِ وَجْهَهُ. وَإِنَّ الصَّبْرَ فِي مَوَاطِنِ الْبَأْسِ مِمَّا يُفَرِّجُ اللهُ بِهِ الْهَمَّ، وَيُنَجِّي بِهِ مِنْ الْغَمِّ، وَتُدْرِكُونَ بِهِ النَّجَاةَ فِي الْآخِرَةِ. فِيكُمْ نَبِيُّ اللهِ يُحَذِّرُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ، فَاسْتَحْيُوا الْيَوْمَ أَنْ يَطَّلِعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِكُمْ يَمْقُتُكُمْ عَلَيْهِ، فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: لَمَقْتُ اللهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ . أُنْظُرُوا إِلَى الَّذِي أَمَرَكُمْ بِهِ مِنْ كِتَابِهِ، وَأَرَاكُمْ مِنْ آيَاتِهِ، وَأَعَزَّكُمْ بَعْدَ ذِلَّةٍ، فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ يَرْضَ رَبُّكُمْ عَنْكُمْ. وَأَبْلَوْا رَبَّكُمْ فِي هَذِهِ الْمَوَاطِنِ أَمْرًا، تَسْتَوْجِبُوا الَّذِي وَعَدَكُمْ بِهِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَمَغْفِرَتِهِ، فَإِنَّ وَعْدَهُ حَقٌّ، وَقَوْلَهُ صِدْقٌ، وَعِقَابَهُ شَدِيدٌ.وَإِنَّمَا أَنَا وَأَنْتُمْ بِاللهِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ، إِلَيْهِ أَلْجَأْنَا ظُهُورَنَا، وَبِهِ اعْتَصَمْنَا، وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا، وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ، يَغْفِرُ اللهُ لِي وَلِلْمُسْلِمِينَ!

---

(۱) ابن ہشام ۱/۶۲۶، تاریخ طبری ۲/۴۴۷، البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۱، عیون الاثر ۱/۲۹۸

امابعد، لوگو! میں تمہیں اسی چیز کی طرف رغبت دلاتا ہوں جس کی رغبت خود اللہ عزوجل نے دلائی ہے، اسی طرح میں تمہیں انہی چیزوں سے روکتا ہوں جن سے اللہ عزوجل نے ممانعت فرمادی ہے، وہ جلال و بلندی والا عظیم الشان اللہ حق باتوں کا ہی حکم فرماتا ہے، وہ سچائی کو دوست رکھتا ہے، بھلائیاں کرنے والوں کو وہ اپنے پاس بڑے مرتبے عطافرماتا ہے، اسی لئے ان کا ذکر مذکور رہوتا ہے اور اسی سے انہیں فضیلتیں ملتی ہیں، سنو! حق کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تمہارے قدم آپہنچے ہیں یہاں صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی وخوشنودی کے ارادے سے جو کام کروگے وہی مقبول ہوگا، پس بوقت جہاد اپنی نیت صرف کلمۃ اللہ کی بلندی کی ہی رکھو، نہ مال ومتاع کی نہ شہرت وتعریف کی، سنو! جب ہر طرف سے مایوسی گھیر لے اور بظاہر غلبہ اور چھٹکارے کی کوئی صورت نہ رہے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہونا، اگر تم نے میری یہ بات مان لی تو یہی وہ کام ہے جس سے تمام رنج وغم دور ہوجائے گا اور ہر دنیاوی مشکل آسان ہوجائے گی اور ساتھ ہی آخرت کی نجات بھی میسر ہوجائے گی، میرے ساتھیو سنو! تم میں خود اللہ کا پیغمبر موجود ہے جو تمہیں روکتا بھی ہے اور آگے بھی بڑھاتا ہے، امرونہی کر رہا ہے، دیکھو آج ایسی کوئی غلطی نہ کر بیٹھنا جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوجائے، اللہ کا فرمان ہے کہ اس کی ناراضگی کا وبال زبردست ہے، جو اور کسی کی ناراضگی میں نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نظریں رکھو جو اپنی کتاب میں وہ تمہیں دے چکا ہے اور اپنی نشانیاں تمہیں دکھلا چکا ہے، ذلت کے بعد اسی نے تمہیں عزت عطافرمائی ہے، پس تم احکام اللہ پر صبر وعزم کے ساتھ جم جاؤ اور اپنے دین پر مضبوط ہوجاؤ، اسی سے رب العالمین تم سے راضی ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ سے اس جہاد کے موقع پر ایسی دعائیں کرو اور ایسے نیک کام کرو کہ اس کا وعدہ تمہارے ساتھ پورا ہو، رحمت ومغفرت تمہیں حاصل ہوجائے، بیشک اللہ کا وعدہ اٹل ہے، بیشک اللہ کا کلام راست ہے، بیشک اس کے عذاب بڑے ڈراؤنے اور نہایت سخت ہیں، خود میں بھی اور تم سب بھی اسی الحی والقیوم اللہ کی مدد سے یہاں آباد ہوسکتے ہیں، ہم سب اسی کی طرف جھکتے، اسی کی ذات سے مضبوطی حاصل کرتے، اسی پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی جانب ہم سب کو جانا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو بخشے۔ آمین۔[1]

خطبہ ارشاد کرنے کے بعد آپ ﷺ سیکنڈ ان کمانڈ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پچھلی صف کے پیچھے اپنے ہیڈ کوارٹر میں تشریف لے جاکر دشمن کے آنے کا انتظار کرنے لگے، جس کی حفاظت کے لئے مہاجرین وانصار کی ملی جلی تعداد متعین تھی، مقر قیادت قدرے بلندی پر تھا جس کے سائے میں کھڑے ہوکر آپ پورے میدان جنگ کو نظروں کے نیچے رکھ سکتے تھے۔

قریش کی میدان میں آمد:

جب رسول اللہ ﷺ صف بندی کی تکمیل اور دیگر امور میں مصروف تھے کہ قریش الغفنقل کے پیچھے سے باجے تاشے اور طبل ونقارہ کے شور وغل میں بڑی شان وشوکت سے اکڑتے ہوئے نکلے، ان کے نجدی حلیف بنوغطفان اور بنوسلیم ان کے ہمراہ تھے، ان کے عقب میں گانے والیاں بھی موجود تھیں جو رزمیہ گانوں کے ذریعہ ان کا جوش وخروش اور ہمت بڑھارہی تھیں پہلا شخص جو نظر آیا وہ زمعہ بن الاسود تھا جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا، اس کے پیچھے اس کا بیٹا چلا آرہا تھا، زمعہ بن الاسود اپنی شان وشوکت کی نمائش کے لئے گھوڑے کو کاوے دینے لگا، رسول

[1] مغازی واقدی ۵۹/۱، امتاع الاسماع ۱۰۰/۱، سبل الھدی وارشاد فی سیرۃ خیرالعباد ۳۴/۴، السیرۃ النبوۃ والدعوۃ فی العھد المدنی ۲۶۲/۱

اللہ ﷺ نے قریش کے فخر وتکبر اور شان وشوکت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا فرمائی۔

اللهمّ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا، تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُولَكَ، اللهمّ فَنَصْرَكَ الَّذِي وَعَدْتَنِي، اللهمّ أَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ.

اے اللہ! یہ قریش کا گروہ ہے جو غرور وتکبر کے ساتھ مقابلہ پر آیا ہے، جو تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے رسول کی تکذیب کرتا ہے ،اے اللہ! اپنی فتح ونصرت فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اے اللہ! ان کو ہلاک کر۔ (۱)

دعا کے بعد پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا فتح نہ کثرت تعداد پر موقوف ہے نہ آلات حرب پر ،فتح کے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ صبر واستقامت ہے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر واستقامت کی تلقین فرمائی۔

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ فِي الْقَوْمِ عَلَى جَمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ إِنْ يَكُنْ فِي أَحَدٍ مِنْ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ، إِنْ يُطِيعُوهُ يَرْشُدُوا

جب قریش اور قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر دیکھا تو فرمایا دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آ رہی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں، اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو راہ راست پر آ جائیں گے، یعنی ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ (۲)

قریش نے میدان میں آنے کے بعد سرداران قریش کے خیمے نصب کئے اور مسلمانوں کے مقابل کھڑے ہو گئے۔

قریش کا طریقہ جنگ:

اہل عرب ہجوم کی شکل میں اپنے ہدف کا گھیر کر چھاپہ مارنے کے عادی تھے، وہ گھرے ہوئے دشمن پر بجلی کی سی سرعت سے جھپٹتے اور جو ہاتھ لگتا اسے سنبھالتے ہوئے جس تیزی سے آتے تھے اسی رفتار سے دور نکل جاتے تھے تاکہ تعاقب کے ذریعہ خود گھیرے میں نہ آ جائیں یعنی وہ صدیوں سے رائج اقدام اور پسپائی کا پرانا اور فرسودہ دستور اختیار کرتے تھے، قریش کے لئے مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر اور ان کی صف بندی نئی چیز تھی، جزیرۃ العرب میں پہلی مرتبہ کندھے سے کندھا ملا کر دشمن کا مقابلہ کیا جا رہا تھا،

وكان مع المشركين ثلاثة ألوية لواء مع عبد العزيز بن عمير ولواء مع النضر بن الحارث ولواء مع طلحة بن أبي طلحة كلهم من بني عبد الدار

قریش نے تین لوگوں کو جو قبیلہ بنو عبدالدار کے افراد تھے تین جھنڈے دیئے، ایک جھنڈا ابوعزیز بن عمیر، دوسرا نضر بن حارث اور تیسرا طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا۔ (۳)

---

(۱) ابن ہشام ۶۲۱/۱ ،تاریخ طبری ۴۴۱/۲،فتح الباری ۲۸۹/۷،البداية والنهاية ۲۶۸/۳،عیون الاثر ۲۹۴/۱

(۲) ابن ہشام ۶۲۱/۱،ابن اسحاق ۴۰۴،تاریخ طبری ۴۴۱/۲، البداية والنهاية ۲۹۸/۳

(۳) تاریخ الخميس ۳۷۷/۱

سواروں کا افسر زمعہ بن الاسود یا حارث بن ہشام (عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل کا بھائی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے) کو مقرر کیا اور ایک خاص مقام پر آ کر رک گئے۔

فَلَمَّا نَزَلَ النَّاسُ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُمْ. فَمَا شَرِبَ مِنْهُ رَجُلٌ يَوْمَئِذٍ إِلَّا قُتِلَ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، فَإِنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، ثُمَّ أَسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ. فَكَانَ إِذَا اجْتَهَدَ فِي يَمِينِهِ، قَالَ: لَا وَالَّذِي نَجَّانِي مِنْ يَوْمِ بَدْرٍ

تو ان میں سے چند لوگ پانی پینے کے لئے پانی کے حوض پر آئے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) بھی ان میں تھے، مجاہدین نے انہیں روکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو محاذ جنگ کے قریب ہی تھے فرمایا ان کو پانی پینے دو، پانی سے مت روکو جن لوگوں نے پانی پیا ان میں سوائے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے سب کے سب بدر میں قتل ہوئے، حکیم بن حزام بچ گئے اور بعد میں اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا رہا جب انہیں کبھی قسم کھانی پڑتی تو کہتے اس اللہ کی قسم! جس نے مجھے جنگ بدر میں قتل ہونے سے بچایا۔[1]

میدان جنگ میں آمد کے بعد چھان بین:

لَمَّا اطْمَأَنَّ الْقَوْمُ، بَعَثُوا عُمَيْرَ بْنَ وَهْبٍ الْجُمَحِيَّ فَقَالُوا: احْزُرُوا لَنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَاسْتَجَالَ بِفَرَسِهِ حَوْلَ الْعَسْكَرِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِمْ،فَقَالَ: ثَلَاث مائَة رَجُلٍ، يَزِيدُونَ قَلِيلًا أَوْ يَنْقُصُونَ وَلكِنْ أَمْهِلُونِي حَتَّى أَنْظُرَ أَلِلْقَوْمِ كَمِينٌ أَوْ مَدَدٌ؟ قَالَ: فَضَرَبَ فِي الْوَادِي حَتَّى أَبْعَدَ، فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَرَجَعَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، وَلكِنِّي قَدْ رَأَيْتُ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، الْبَلَايَا تَحْمِلُ الْمَنَايَا، نَوَاضِحُ يَثْرِبَ تَحْمِلُ الْمَوْتَ النَّاقِعَ قَوْمٌ لَيْسَ مَعَهُمْ مَنَعَةٌ وَلَا مَلْجَأٌ إِلَّا سُيُوفُهُمْ،وَاللَّهِ مَا أَرَى أَنْ يُقْتَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى يَقْتُلَ رَجُلًا مِنْكُمْ،فَإِذَا أَصَابُوا مِنْكُمْ أَعْدَادَهُمْ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَ ذَلِكَ؟ فَرُوا رَأْيَكُمْ

جب قریش اطمینان کے ساتھ بدر میں آ اترے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا، عمیر بن وہب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے گرداگرد دور تک چکر لگایا پھر واپس لشکر میں پہنچ گیا، اور کہا میرے اندازے کے مطابق کم وبیش تین سو آدمی ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں دیکھ آؤں کہ کہیں ان کی اور جماعت جنگی چال کے طور پر پوشیدہ کمین گاہ میں تو نہیں چھپی ہوئی ہے؟ پھر عمیر گھوڑے کو دوڑا کر دور نکل گیا اور پھر وہاں سے واپس آ کر کہنے لگا اور کہیں کوئی اور جماعت نہیں ہے، مگر اے گروہ قریش! میں دیکھتا ہوں کہ یہ مدینہ منورہ کے یہ اونٹ موت کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں، اس قوم کا سوائے ان کی شمشیروں کے کوئی اور پناہ اور سہارا نہیں، اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے کوئی اس وقت تک نہیں مارا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے مقابل کو نہ مار لے، پس

---

[1] ابن ہشام ۶۲۲/۱، عیون الاثر ۲۹۵/۱، ابن اسحاق ۴۰۵

اگر ہمارے آدمی بھی انہیں کے برابر قتل ہو گئے تو پھر زندگی کا کیا لطف رہا اس لئے جنگ شروع کرنے سے پہلے اپنی بھلائی کا سوچ لو۔ ①

فَلَمَّا سَمِعَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ ذَلِكَ مَشَى فِي النَّاسِ، فَأَتَى عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ إِنَّكَ كَبِيرُ قُرَيْشٍ وَسَيِّدُهَا، وَالْمُطَاعُ فِيهَا، هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ لَا تَزَالَ تُذْكَرُ فِيهَا بِخَيْرٍ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ؟قَالَ: وَمَا ذَاكَ يَا حَكِيمُ؟قَالَ: تَرْجِعُ بِالنَّاسِ، وَتَحْمِلُ أَمْرَ حَلِيفِكَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ،قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ ،أَنْتَ عليَّ بِذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ حَلِيفِي فعليَّ عَقْلُهُ وَمَا أُصِيبَ مِنْ مَالِهِ،فَأْتِ ابْنَ الْحَنْظَلِيَّةِ يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ،فَانْطَلَقْتُ حَتَّى جِئْتُ أَبَا جَهْلٍ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ نَثَلَ دِرْعًا لَهُ مِنْ جِرَابِهَا، فَهُوَ يُهَنِّئُهَا. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا الْحَكَمِ إِنَّ عُتْبَةَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ بِكَذَا وَكَذَا، لِلَّذِي قَالَ

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عتبہ بن ربیعہ کے پاس چلا گیا جو عمرو بن الحضرمی کا حلیف تھا اور مسلمانوں سے اس کے خون کے دعویداروں میں سے ایک تھا اور اسے کہا اے ابوالولید! آپ بڑے اور سردار قریش ہیں، کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ آپ کا ذکر ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ ہوتا رہے؟عتبہ نے پوچھا اے حکیم! کیا بات ہے؟ حکیم بن حزام نے کہا لوگوں کو واپس لے چلو اور عمرو بن حضرمی کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو، عتبہ نے اس بات کی تائید کی اور کہا میں عمرو بن حضرمی کا خون بہا اپنے ذمہ لیتا ہوں اور جس قدر اس کا مال مسلمانوں نے لوٹا ہے وہ بھی میں دوں گا،لیکن تم ابن حنظلیہ یعنی ابوجہل سے بھی مشورہ کرلو،عتبہ بن ربیعہ کی باتیں سن کر حکیم بن حزام ابوجہل کے پاس آیا اس وقت وہ میدان میں جانے کے لئے اپنی زرہ پہن کر ہتھیار سجا رہا تھا، حکیم بن حزام نے اسے کہا اے ابوالحکم!عتبہ بن ربیعہ نے مجھے یہ پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے،

فَقَالَ: انْتَفَخَ وَاللَّهِ سَحْرُهُ حِينَ رَأَى مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ،كَلَّا وَاللَّهِ لَا نَرْجِعُ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ، وَمَا بِعُتْبَةَ مَا قَالَ، وَلَكِنَّهُ قَدْ رَأَى أَنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ أَكَلَةُ جَزُورٍ، وَفِيهِمُ ابْنُهُ، فَقَدْ تَخَوَّفَكُمْ عَلَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ. فَقَالَ: هَذَا حَلِيفُكَ يُرِيدُ أن يرجع الناس، وَقَدْ رَأَيْتُ ثَأْرَكَ بِعَيْنِكَ فَقُمْ فَانْشُدْ خُفْرَتَكَ وَمَقْتَلَ أَخِيكَ، فَقَامَ عَامِرُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ فَاكْتَشَفَ ثُمَّ صَرَخَ: وَاعَمْرَاهُ وَاعَمْرَاهُ، قَالَ: فَحَمِيَتِ الْحَرْبُ وَحَقِبَ أَمْرُ النَّاسِ وَاسْتَوْثَقُوا عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الشَّرِّ وَأَفْسَدَ عَلَى النَّاسِ الرَّأْيَ الَّذِي دَعَاهُمْ إِلَيْهِ عُتْبَةُ

مگر ابوجہل اس پیغام کو سنتے ہی بھڑک اٹھا اور کہا عتبہ بن ربیعہ کا تو محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر سینہ پھول گیا ہے،اس کا سانس نہیں سماتا،واللہ جب تک اللہ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کر دے ہم ہر گز واپس نہ ہوں گے،عتبہ نے یہ اس لئے کہا ہے کہ اس کا بیٹا بھی محمد کے ساتھ ہے اس لئے وہ تم لوگوں کو محمد اور اس کے ساتھیوں سے ڈراتا ہے، پھر عمرو بن الحضری کے بھائی عامر بن الحضری کو بلا کر یہ اشتعال انگیز خبر دی کہ تیرا حلیف عتبہ بن ربیعہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے(اس طرح ابوجہل نے اسے بھڑکا دیا)اٹھ اور قریش سے ایفائے عہد کا مطالبہ کر،چنانچہ عامر الحضرمی نے عربوں کے اس وقت کے رواج

---

① ابن ہشام ۶۲۲/۱،الروض الانف۷۹/۵،عیون الآثر۲۹۵/۱،تاریخ طبری۴۴۲/۲،البدایۃ والنہایۃ۳۲۹/۳

کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، سرین برہنہ کر دیئے اور مٹی اڑا کر اپنے بھائی کی دہائی دینی شروع کر دی، جس سے تمام لشکر میں جوش پھیل گیا اور آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور سب لڑنے کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور جو رائے عتبہ نے نکالی تھی وہ برباد ہو گئی۔ (۱)

حکیم بن حزام فوراً عتبہ بن ربیعہ کے پاس آئے، اتنے میں ابو جہل بھی وہیں آ گیا اس نے آتے ہی عتبہ بن ربیعہ سے کہا جب دونوں لشکر مل گئے ہیں تو تو نامرد ہو گیا تو ہمارے درمیان سے نکل بھاگنا چاہتا ہے اور ہم کو بھی واپس لوٹا چاہتا ہے، واللہ ہم ہرگز واپس نہ ہوں گے جب تک کہ اللہ ہمارے اور محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کے درمیان فیصلہ نہ کر دے، عتبہ بن ربیعہ نے کہا عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون نامرد ہے اور کون اصلح،

فَسَلَّ أَبُو جَهْلٍ سَيْفَهُ فَضَرَبَ بِهِ مَتْنَ فَرَسِهِ، فَقَالَ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ: بِئْسَ الْفَأْلُ هَذَا

ابو جہل نے تلوار کھینچ لی اور عتبہ کے گھوڑے کے پیٹھ پر ماری، ابن ایما بول اٹھا کہ یہ بڑی بد فالی ہے۔ (۲)

ثُمَّ قَامَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ خَطِيبًا، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ وَاللَّهِ مَا تَصْنَعُونَ بِأَنْ تَلْقَوْا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ شَيْئًا، وَاللَّهِ لَئِنْ أَصَبْتُمُوهُ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَنْظُرُ فِي وَجْهِ رَجُلٍ يَكْرَهُ النَّظَرَ إِلَيْهِ، قَتَلَ ابْنَ عَمِّهِ أَوْ ابْنَ خَالِهِ، أَوْ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِهِ، فَارْجِعُوا وَخَلُّوا بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَبَيْنَ سَائِرِ الْعَرَبِ، فَإِنْ أَصَابُوهُ فَذَاكَ الَّذِي أَرَدْتُمْ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ أَلْفَاكُمْ وَلَمْ تَعَرَّضُوا مِنْهُ مَا تُرِيدُونَ

پھر عتبہ بن ربیعہ اٹھا اور اپنے سرخ اونٹ پر سوار ہو کر لشکر میں گھومنے لگا اور انہیں یوں مخاطب ہوا اے گروہ قریش! اللہ کی قسم! محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) اور اصحاب محمد سے جنگ کر کے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا، یہ سب تمہارے قرابت دار ہی ہیں، جنگ کے نتیجے میں تم اپنے باپ، بھائی، بنی الاعمام اور بنی اخوال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے، محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) اور عرب کو چھوڑ دو اگر عرب نے محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لئے باعث شرف و عزت ہو گا کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم ہیں اس لئے ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے، دیکھو میری نصیحت کو رد مت کرو اور مجھے نادان نہ سمجھو۔ (۳)

مگر فرعون امت ابو جہل جو ابتدائے اسلام سے اسلام کے خلاف قریشیوں کی سرد جنگ کا سرغنہ تھا اور جس نے ہجرت سے چند دن قبل اس سرد جنگ کو مکارانہ قتل کی سازش میں تبدیل کر دینے کی پوری کوشش کی تھی، اس بات پر تلا ہوا تھا کہ یہ جنگ ہو اور اس کے ذریعے اس نئی تحریک کو کچل دیا جائے، چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو مشتعل کر کے آمادہ پیکار کرنے کا ہر طریقہ اختیار کیا اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہر اس بہانے اور حیلے کو استعمال کیا جسے وہ کر سکتا تھا، چنانچہ اس کی وجہ سے صلح پسند قریشیوں کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں الٹا انہیں طعنے ہی سننے پڑے، بہر حال عتبہ بن ربیعہ بھی ابو جہل کی طعن آمیز گفتگو کی وجہ سے ہتھیار سجا کر جنگ کے لئے میدان میں اتر آیا مگر اس کے پاس خود نہیں تھا

(۱) ابن ہشام ۶۲۳، ۶۲۲/۱، الروض الانف ۱۰۰/۵، عیون الآثر ۲۹۵/۱، تاریخ طبری ۴۴۲/۲، دلائل النبوة للبیهقی ۶۵/۳

(۲) تاریخ طبری ۴۴۲/۲، البدایة والنهایة ۳۳۱/۳، السیرة النبوة لابن کثیر ۴۰۹/۲

(۳) تاریخ طبری ۴۴۲/۲، ابن ہشام ۶۲۳/۱، الروض الانف ۸۰/۵، عیون الآثر ۲۹۵/۱، البدایة والنهایة ۳۳۰/۳، السیرة النبوة لابن کثیر ۴۰۷/۲

ثُمَّ الْتَمَسَ عُتْبَةُ بَيْضَةً لِيُدْخِلَهَا فِي رَأْسِهِ، فَمَا وَجَدَ فِي الْجَيْشِ بَيْضَةً تَسَعُهُ مِنْ عِظَمِ هَامَتِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ اعْتَجَرَ عَلَى رَأْسِهِ بِبُرْدٍ لَهُ

اس نے اپنے لئے مانگا تا کہ اپنے سر پر اوڑھ لے لیکن اس کا سر بہت بڑا تھا اس لئے لشکر قریش میں سے کسی کا خود اس کے ٹھیک نہ آیا تب اسنے سر پر اپنی چادر کا عمامہ باندھ لیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔[1]

دراصل عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ کئی وجوہات کی وجہ سے جنگ سے جی چراتے تھے، ایک تو اپنے غلام عداس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جنہوں نے ان کی روانگی کے وقت روتے ہوئے گواہی دی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تم لوگ اپنے مقتل کی طرف ہانکے جارہے ہو، دوسرے عاتکہ اور جہیم بن صلت کے خواب کی وجہ سے بھی پریشان تھے، جس میں خون ہی خون دکھائی دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزانہ التجا:

جب قریش کی صف بندی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر قریش کی طرف نگاہ دوڑائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ لگایا کہ وہ ایک ہزار ہیں جن میں زیادہ تر تعداد زرہ پوش ہے، ایک سو یا دو سو افراد پر مشتمل گھوڑ سوار دستہ بھی ساتھ ہے، سواروں اور پیادوں کے پاس ضروری جنگی ہتھیار بھی وافر مقدار میں ساتھ ہیں جبکہ مجاہدین صرف تین سو انیس (۳۱۹) ہیں جن کے پاس صرف دو یا تین گھوڑے ہیں، لڑائی کے ضروری ہتھیار بھی پورے نہیں مگر ان کا اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر ایمان و یقین غیر متزلزل ہے، کفار کی جمعیت اور طاقت ان کی نگاہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتی، وہ رب کے بھروسے پر حق کو سربلند کرنے کے لئے دنیا کے کفار و مشرکین کو للکارنے کے لئے میدان میں آ کھڑے ہوئے ہیں، یعنی مسلمانوں کی افرادی و حربی قوت میں بے سروسامانی مسلم تھی جبکہ مشرکین مکہ کی افرادی و حربی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ تھی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ہی دشمن سے خوفزدہ ہو کر دبک بیٹھ کر اللہ سے دعاوں پر گزارا نہیں کیا کہ اے اللہ تو جانتا ہے ہم تیرے دشمن کا مقابلہ کرنے کی ہمت، طاقت اور وسائل نہیں رکھتے لہذا تو انہیں راستے میں ہی نیست و نابود کر دے بلکہ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بن سکتا تھا کر گزرے اور جو بھی افرادی اور حربی قوت میسر تھی اسے میدان بدر میں دشمن کے سامنے لا کھڑا کیا، اس وقت ایک چادر آپ کے کندھوں پر پڑی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عریش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار برہنہ لے کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے، رسول اللہ عریش میں قبلہ رو ہو کر رب العزت کی بارگاہ میں سائلانہ اور فقیرانہ انداز میں دست مبارک دراز کر کے عجز و انکساری کے ساتھ فتح و نصرت کے لئے دعا گو ہوئے، خالق کائنات کے حضور عرض کیا۔

اللهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ

اے اللہ! میں تیرے عہد اور تیرے وعدے نصرت کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے (کہ یہ کافر غالب ہوں تو مٹھی بھر مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد) تیری عبادت نہ کی جائے گی۔[2]

[1] ابن ہشام ۶۲۴/۱، الروض الانف ۸۱/۵، عیون الآثر ۲۹۶/۱، تاریخ طبری ۴۴۴/۲

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹۱۵، مسند احمد ۳۰۴۲

اللهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ

اے میرے مولا! اگر مسلمانوں کی یہ (مختصر) جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہو گی۔ [۱]

فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ، مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ،فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ ،يَا نَبِيَّ اللهِ، كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ

رسول اللہ ﷺ بہت دیر تک قبلہ رخ ہو کر اللہ قادر مطلق کے حضور اپنے ہاتھ دراز کر کے اور کبھی سجدے میں جا کر اپنی عاجزانہ التجا فرماتے رہے، رو رو کر فریاد کرتے رہے، آپ ﷺ دیر تک خشوع وخضوع کی ایک خاص کیفیت کے ساتھ دعا میں اتنے محو تھے کہ بے خودی میں چادر مبارک کندھوں سے گر گئی اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی، اسی اثنا میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا اور چادر مبارک آپ کے کندھوں پر ڈال دی پھر آپ ﷺ کے پیچھے سے آپ ﷺ سے لپٹ گئے (آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یقین کامل ہو گیا کہ آپ کی دعا منظور ومقبول ہوئی) پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! بس اتنا کافی ہے، آپ اپنے رب سے بہت الحاح وزاری کر چکے، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو جو اس نے آپ سے کیا ہے ضرور پورا کرے گا۔ [۲]

قال ابن إسحق :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَفَقَ خَفْقَةً ثُمَّ انْتَبَهَ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَبَا بَكْرٍ أَتَاكَ نَصْرُ اللهِ هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يَقُودُهُ عَلَى ثَنَايَاهُ الْغُبَارُ

ابن اسحاق کی روایت میں ہے دعا مانگتے مانگتے آپ پر اونگھ سی طاری ہو گئی تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے ابو بکر! تجھے بشارت ہو، یہ تیرے پاس اللہ کی مدد آ گئی، یہ جبرائیل امین گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں ،اور ان کے دانتوں پر غبار ہے۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ:هَذَا جِبْرِيلُ، آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الحَرْبِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے دن فرمایا یہ جبرائیل ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں اور سامان جنگ سے آراستہ ہیں۔ [۴]

وَقَدْ خَفَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَفْقَةً وَهُوَ فِي الْعَرِيشِ، ثُمَّ انْتَبَهَ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَبَا بَكْرٍ، أَتَاكَ نَصْرُ اللهِ. هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسٍ يَقُودُهُ، عَلَى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ

[۱] تاریخ طبری۲،۴۲۵، البداية والنهاية۳،۲۷۶،ابن ہشام ۱،۶۲۷،عیون الاثر ۱،۲۹۸،فتح الباری۹،۲۳۸

[۲] صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ عن عمر ۴۵۸۸،جامع ترمذی ابواب تفسير القرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ الأَنْفَالِ۳۰۸۰،البداية والنهاية۳،۳۳۵

[۳] فتح الباری۷،۳۱۳ ، عیون الاثر ۱،۲۹۸

[۴] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا۳۹۹۵،عیون الاثر۱،۲۹۹

ایک روایت ہے عریش میں دعا مانگتے مانگتے آپ پر اونگھ سی طاری ہوگئی آپ ﷺ غنودگی سے بیدار ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پروردگار کی مدد آگئی، دیکھو یہ جبرائیل اپنے گھوڑے پر سوار آرہے ہیں جس کا یہ غبار اڑ رہا ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ تو عریش میں اور مسلمان بھی میدان کارزار میں رب سے لولگائے ہوئے تھے اور گڑگڑا کر فریاد کر رہے تھے، بیشک اللہ مضطر اور بیقرار دلوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کو سنتا اور مدد فرماتا ہے،

...أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (۲)

چنانچہ اس نے (خوشخبری کے طور پر فرمایا) میں لگاتار ایک ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری امداد کروں گا۔

ورنہ غالب وحکمت والا رب چاہئے تو بغیر فرشتوں اور بغیر کسی اسباب کے مدد کرنے پر قادر ہے، اتنی بڑی خوشخبری سن کر مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنی گزارشات عرض فرمانے کے بعد

فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ} (۳)

رسول اللہ ﷺ عریش سے باہر تشریف لائے تو یہ قرآنی آیت تلاوت فرمارہے تھے "عنقریب یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے، بلکہ ان سے نمٹنے کے لئے اصل وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور وہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ساعت ہے۔" (۴)

قریش کا سارا لشکر اور مدینہ منورہ میں مسلمان مہاجر سب یک جدی اور آپس میں قریبی رشتہ دار تھے، اسی طرح انصار اور قریش مکہ میں بھی رشتہ داریاں تھیں، اس کے باوجود وہ میدان بدر میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے، ایک فریق اپنے کثرت تعداد کے بل بوتے پر کفروشرک کی حکومت اور اپنے مادی مفادات کی حفاظت کے لیے جبکہ دوسرا فریق جو قلیل التعداد تھا اللہ وحدہ لاشریک کے کلام کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر میدان میں کھڑا تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس اولین معرکہ میں سب سے سخت امتحان مہاجرین اولین ہی کا تھا ان کو اپنے ہی جگر پاروں سے لڑنا تھا، کفار قریش میں عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے تو خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں تھے، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ مسلمانوں میں تھے تو ان کے والد عتبہ بن ربیعہ کفار کے ساتھ تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ تھے تو ان کا ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کفار کے ساتھ تھا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح مسلمانوں کے طرف تھے تو ان کے والد کفار کے ساتھ تھے، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر جو مسلمانوں کے علم بردار تھے تو ان کے دو بھائی عبید بن عمر اور ابوعزیر بن عمیر کفار کی جانب سے لڑ رہے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب مسلمانوں میں شامل تھے تو ان کے حقیقی بھائی عقیل بن ابوطالب کفار میں شامل تھے، عبید رضی اللہ عنہ بن

(۱) ابن ہشام ۶۲۷؍۱، الروض الانف ۸۶؍۵

(۲) الانفال ۹

(۳) القمر: 46

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالقَمِيصِ فِي الحَرْبِ ۲۹۱۵

حارث مسلمانوں کی طرف سے لڑنے والوں میں سے تھے تو ان کے بھائی نوفل بن حارث کفار کی طرف سے بدر میں آنے والوں میں سے ہیں، مہاجرین کے لئے بڑا ہی سخت امتحان تھا مگر انہوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ باطل کے ساتھ سارے رشتے قطع کر کے حق سے رشتہ استوار کیا تھا، انصار کا امتحان بھی کم سخت نہ تھا، اب تک تو انہوں نے عرب کی طاقتور ترین قبیلے قریش اور اس کے حلیف قبائل کی دشمنی صرف اسی حد تک مول لی تھی کہ ان کے علی الرغم مسلمانوں کو اپنے ہاں پناہ دے دی تھی لیکن اب تو وہ اسلام کی حمایت میں ان کے خلاف لڑنے بھی جا رہے تھے، جس کے معنی یہ تھے کہ ایک چھوٹی سی بستی جس کی آبادی چند ہزار نفوس سے زیادہ نہیں ہے سارے ملک عرب سے لڑائی مول لے رہی ہے، یہ جسارت صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کسی صداقت پر ایسا ایمان لے آئے ہوں کہ اس کی خاطر اپنے ذاتی مفاد کی انہیں ذرہ برابر پرواہ نہ رہی ہو، مگر مہاجرین وانصار سب اسلام کے رشتے سے یک جان دو قالب تھے، ان کا ایک عقیدہ اور مقصد میں ہم آہنگی تھی، وہ اللہ کے دین کو بچانے اور اس کی سر بلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار تھے، وہ جانتے تھے کہ اسلام انسانوں کو نسلی، وطنی، لسانی، جغرافیائی یا رنگ ونسل کی وجہ سے تقسیم نہیں کرتا بلکہ اسلام سب انسانوں کو برابری کا درجہ دیتا ہے اور بحیثیت انسان ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا، اب دیکھیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ قریشی ہیں، زید رضی اللہ عنہ بن حارث اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی ہیں، صہیب رضی اللہ عنہ رومی ہیں، سلیمان رضی اللہ عنہ فارس سے ہیں مگر اسلام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ: مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

وہ جانتے تھے کہ اسلام انسانوں کو ان کے عقائد، اعمال اور اخلاق کی بنیاد پر تقسیم کرتا ہے، جس سے دنیا میں دو گروہ ہی وجود میں آتے ہیں، ایک حزب اللہ جس میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے رسول کی پیروی میں عمل صالحہ اختیار کرتے ہیں، دوسرے گروہ حزب الشیطان جس میں وہ لوگ داخل ہوتے ہیں جن کا معیار زندگی واخروی اللہ تبارک وتعالیٰ کا عنایت کیا ہوا قانون نہ ہو، خواہ ان کا مسلمانوں سے خونی رشتہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسلمانوں افرادی قوت اور اسلحہ دونوں طرح سے کمزور تھے مگر ان کو اللہ پر غیر متزلزل بھروسہ اور اپنے سچ کا یقین کامل تھا وہ اس راہ سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے، ان کی نظر میں دنیاوی رشتے ناطے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے، دوسری طرف ایک حمق ایک جہل تھا جو پوری فضا کو محیط تھا، کفار اپنی جمعیت کی طاقت سے اس چھوٹی سی جماعت کی پاکیزہ آواز کو، اس چھوٹے سے ملک کو جو اللہ کی وحدت اور اخلاقی اقدار کی ترویج واشاعت کے مرکز کے طور پر قائم ہوا تھا مٹانے کی آرزو میں حملہ آور ہو رہے تھے جسے اللہ تعالیٰ غالب کر دینا چاہتا تھا، بہر حال جمعہ سترہ رمضان المبارک دو ہجری کو دونوں گروہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے

ثم خرج رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى صفوف المسلمين يحرضهم عَلَى الْقِتَالِ، ويعدهم بالخلود في جنات

[1] الحجرات ۱۰

النعيم بمثل قوله :وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ. وقوله :قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ

رسول اللہ ﷺ صفیں درست کر کے آگے بڑھے اور انہیں جہاد کی ترغیب اور جنت نعیم کی خوشخبری دیتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آج ان کفار سے لڑتے ہوئے جو مارا جائے گا بشرطیکہ نیت اچھی ہو، آگے بڑھ بڑھ کر وار کر رہا ہو پیچھے ہٹنے کا نام نہ جانتا ہو وہ قطعی جنتی ہے، میرے صحابیو! اٹھو چلو اس جنت کی طرف جس کو عرض آسمان وزمین کے برابر ہے جو متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ [۱]

حب دین:

عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ ایک قریشی نوجوان تھے، قریش مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر انہوں نے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ کی طرف چلے گئے تھے، ایک غلط فہمی کی بنا پر واپس آئے تو ان کے والد نے انہیں قید کرلیا اور اس خیال سے کہ پھر یہ فرار نہ ہو جائے پیروں میں زنجیریں ڈال دیں

خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُهَيْلٍ إِلَى نَفِيرِ بَدْرٍ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ مَعَ أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو فِي نَفَقَتِهِ وَحُمْلانِهِ وَلا يَشُكُّ أَبُوهُ أَنَّهُ قَدْ رَجَعَ إِلَى دِينِهِ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ بِبَدْرٍ وَتَرَاءَى الْجَمْعَانِ انْحَازَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُهَيْلٍ إِلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْقِتَالِ فَشَهِدَ بَدْرًا

عبداللہ بن سہیل بھی لشکر قریش کی معیت بدر کے میدان کی طرف نکلے جب قریش بدر کی طرف آنے لگے تو ان کے والد نے قریش کی شان وشوکت دکھانے کے لئے اپنے بیٹے کو بھی ہمراہ لے لیا اسے یقین ہو چلا تھا کہ اس کے اس طرز عمل سے اس کا بیٹا آبائی دین پر پلٹ آیا ہے، جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو لڑائی سے قبل یہ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے شریک رہے۔ [۲]

مبارزات کے مقابلے:

عرب میں دستور تھا کہ باقاعدہ لڑائی شروع ہونے سے قبل طرفین کے دلیر جانباز لشکروں کے درمیانی جگہ پر مبارزت کے جوہر دکھاتے تھے ،اس دستور پر آمنے سامنے کی لڑائیوں میں ہمیشہ عمل کیا جاتا تھا مگر جب بستیوں پر لوٹ مار کے لئے چھاپے مارنے جاتے تھے تو اس دستور کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تھی

فَحَمَلَ عُمَيْرٌ، فَنَاوَشَ الْمُسْلِمِينَ لِأَنْ يَنْقُضَ الصَّفَّ، فَثَبَتَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى صَفِّهِمْ وَلَمْ يَزُولُوا

---

[۱] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة۱۴۱/۲،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۴۵/۴

[۲] ابن سعد۳۱۰/۳،ابن ہشام۶۸۵/۱ ،الروض الانف ۲۰۸/۳،البداية والنهاية ۱۱۴/۳، مغازى واقدى۱۵۶/۱،السيرة النبوة لابن كثير۵۸/۲

چنانچہ قریش نے سب سے پہلے عمیر بن وہب کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا وہ سوار ہو کر حملہ آور ہوا مگر مجاہدین اپنی جگہ جمے رہے۔ (۱)

وشد عليهم عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ ونشبت الحرب. فكان أول من خرج مِنَ الْمُسْلِمِينَ مهجعٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فقتله عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ. وكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ

اس کے بعد عامر بن الحضری نے مبارزت طلب کی، مقابلہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مجع رضی اللہ عنہ نکلے مگر دونوں لشکروں کی صفوں کے درمیان عامر بن الحضری کا چلایا ہوا تیر لگنے سے شہید ہو گئے، یہ مسلمانوں کی طرف سے معرکہ بدر کے شہید اول ہیں۔ (۲)

وَقَدْ خَرَجَ الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُومِيُّ، وَكَانَ رَجُلًا شَرِسًا سَيِّئَ الْخُلُقِ، فَقَالَ: أُعَاهِدُ اللهَ لَأَشْرَبَنَّ مِنْ حَوْضِهِمْ، أَوْ لَأَهْدِمَنَّهُ، أَوْ لَأَمُوتَنَّ دُونَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، خَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمَّا الْتَقَيَا ضَرَبَهُ حَمْزَةُ فَأَطَنَّ قَدَمَهُ بِنِصْفِ سَاقِهِ، وَهُوَ دُونَ الْحَوْضِ، فَوَقَعَ عَلَى ظَهْرِهِ تَشْخَبُ رِجْلُهُ دَمًا نَحْوَ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ حَبَا إِلَى الْحَوْضِ حَتَّى اقْتَحَمَ فِيهِ، يُرِيدُ (زَعَمَ) أَنْ يُبِرَّ يَمِينَهُ، وَأَتْبَعَهُ حَمْزَةُ فَضَرَبَهُ حَتَّى قَتَلَهُ فِي الْحَوْضِ

اس کے بعد اسود بن عبد الاسد مخزومی جو عبد اللہ بن الاسد مخزومی کا بھائی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا ایک فتنہ پرور اور بدکردار شخص تھا وہ اپنی صف سے باہر نکل کر کہنے لگا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے منہدم کر دوں گا یا اسی کوشش میں جان دے دوں گا، جب وہ اس ارادے سے آگے بڑھا تو سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے حوض پر پہنچنے سے پہلے ہی اس پر تلوار کا وار کیا مگر تلوار اس کی گردن پر لگنے کے بجائے کمر پر پڑی اور ٹانگ سے خون بہہ نکلا اس خیال سے کہ وہ اس طرح اپنی قسم پوری کر سکے گا زخمی حالت میں وہ حوض میں آ گرا، حمزہ رضی اللہ عنہ نے حوض ہی میں اس کا کام تمام کر دیا۔ (۳)

ایک روایت میں یوں ہے اسود بن عبد اللہ نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تعمیر کرائے ہوئے حوض سے پانی پیوں گا (حاکم بدھن) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ یا جنگ کرتے ہوئے زخمی ہو کر حوض کے پانی کو خون آلودہ کر دوں گا تاکہ اس سے کوئی استفادہ نہ کر سکے۔ (۴)

مسلمان شام تک وہی پانی پیتے رہے جس میں خون کی آلودگی شامل تھی، مشرکین میں وہ پہلا مقتول تھا جو بدر میں قتل کیا گیا،

عَن ابْنِ عَبَّاس قَالَ: أَوَّلُ مَنْ يُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ، وَأَمَّا الَّذِي يُعْطَى كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَأَوَّلُ مَنْ يُعْطَاهُ فَأَخُوهُ سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ

---

(۱) ابن سعد۱۲؍۲،مغازی واقدی۶۵؍۱

(۲) ابن سعد ۱۲؍۲،ابن ہشام ۶۲۷؍۱،الروض الانف ۸۸؍۵،عیون الآثر۲۹۹؍۱،تاریخ طبری ۴۴۸؍۲، البدایۃ والنہایۃ۳۳۴؍۳

(۳) ابن ہشام۶۲۲؍۱،الروض الانف ۸۱؍۵، عیون الآثر۲۹۶؍۱،تاریخ طبری ۴۴۵؍۲،البدایۃ والنہایۃ۳۳۲؍۳،مغازی واقدی ۶۸؍۱،السیرۃ النبوۃ لابن کثیر ۴۱۲؍۲

(۴) ابن اسحاق۴۰۸

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابوسلمہ بن عبد الاسد ہی وہ پہلا شخص ہوگا جو روز حشر اپنی کتاب کو دائیں ہاتھ میں لے گا اور اسی کا بھائی سفیان بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ وہ پہلا شخص ہوگا جو اپنی کتاب کو بائیں ہاتھ میں لیں گے۔ (۱)

عن زيد بن ثابت قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَنْ يُعْطَى كِتَابُهُ بِيَمِينِهِ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَلَهُ شعاعٌ كَشُعَاعِ الشَّمْسِ. فَقِيلَ لَهُ: فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: هَيْهَاتَ، زَفَّتْهُ الْمَلائِكَةُ إِلَى الْجِنَانِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جس کو سب سے پہلے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہیں وہ ایسی شعاع ہیں جیسے سورج کی شعاع ہوتی ہے، کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ہے، فرمایا افسوس فرشتے انہیں جنت میں داخل کریں گے۔ (۲)

آغاز جنگ:

عتبہ بن ربیعہ جس کا خاندان مکہ کا علمبردار خاندان تھا، جس کو ابوجہل نے بزدلی کا طعنہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم اس لئے لڑائی نہیں چاہتے کہ تمہارے خاندان کو خون بہانا پڑے گا اس سوال جواب کے بعد اس خاندان کو یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ مکی علم اٹھانے کے اہل ہیں چنانچہ اسی دوران عتبہ بن ربیعہ نے ہتھیار سجا لئے اور طیش میں اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو لے کر آگے بڑھا دیکھا کہ ابوجہل اپنی گھوڑی پر سوار صف میں کھڑا ہے

قَالَ سَيعْلَمُ مُصَفِّرُ اسْتِهِ أَيُّنَا الْجَبَانُ الْمُفْسِدُ لِقَوْمِهِ: أَنَا، أَمْ هُوَ

عتبہ بن ربیعہ نے ابوجہل سے کہا عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اپنی قوم کا بدخواہ ہے؟۔ (۳)

پھر اسی طیش میں مبارزت طلبی کے لئے آگے بڑھا، حکیم بن حزام نے چلا کر کہا اے ابوالولید جلدی نہ کر ٹھیر جا جس کام سے تو دوسروں کو روک رہا تھا اسی کام میں تو خود ہی پہل کر رہا ہے

ثُمَّ خرج بعده عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، بَيْنَ أَخِيهِ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَابْنِهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، حَتَّى إِذَا فَصَلَ مِنْ الصَّفِّ دَعَا إِلَى الْمُبَارَزَةِ،

بہر حال لشکر قریش کے تین بہترین سردار عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں آگے بڑھے اور للکار کر مبارزت طلب کی (لڑائی اس مقام پر ہوئی جہاں آج کل قبرستان واقع ہے)۔ (۴)

---

(۱) الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما ۴۹، الأوائل لابن أبي عاصم ۸۲، الأوائل للطبراني ۸۲

(۲) شرح البخاری للسفيری ۔المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري ۹۶/۱، كتاب الديباج للختلي ۲۳/۱

(۳) دلائل النبوة للبيهقی ۶۶/۳

(۴) عهد نبوی کے میدان جنگ صفحه ۲۳

لشکر اسلام مشرکین سے تقریباً تین سو گز کے فاصلے پر تھا،

فَخَرَجَ إِلَيْهِ فِتْيَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ ثَلَاثَةٌ، وَهُمْ: عَوْفٌ، وَمُعَوِّذٌ، ابْنَا الْحَارِثِ وَأُمُّهُمَا عَفْرَاءُ وَرَجُلٌ آخَرُ، يُقَالُ: هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ،فَقَالُوا: مَنْ أَنْتُمْ؟فَقَالُوا: رَهْطٌ مِنْ الْأَنْصَارِ، قَالُوا: مَا لَنَا بِكُمْ مِنْ حَاجَةٍ،ثُمَّ نَادَى مُنَادِيهِمْ: يَا مُحَمَّدُ، أَخْرِجْ إِلَيْنَا أكفاءنا عَن قَوْمِنَا

وہاں سے عوف رضی اللہ عنہ ،معوذ رضی اللہ عنہ بن حارث ان کی والدہ کا نام عفراء تھا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ پھرتی سے مقابلے کے لئے کھلے میدان میں آگے بڑھے،عتبہ بن ربیعہ نے پوچھا تم لوگ کون ہو؟انہوں نے جواب دیا ہم انصار سے ہیں۔عتبہ بن ربیعہ نے جو اپنے آپ کو چیدہ قریش خاندان کا فرد سمجھتا تھا اس لئے بھی وہ اپنے مدمقابل کو اسی معاشرتی بلندی پر دیکھنا چاہتا تھا کہا ہمیں تم لوگوں سے کچھ مطلب واسطہ نہیں(کیونکہ انصار زراعت پیشہ تھے،اور قریش انہیں کمتر سمجھتے تھے)ہم تو اپنی قوم کے لوگوں سے لڑنا چاہتے ہیں اور ایک شخص نے آواز لگائی اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)ہماری قوم میں سے جو ہماری جوڑ کے ہیں ہم سے لڑنے کے لئے بھیجو،یہ بھی کہا گیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ مبارزت کے لئے صرف عبدالمطلب کے خاندان کے لوگ مقابلہ کے لئے سامنے آئیں،اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ عبدالمطلب کا خاندان اہل مکہ میں باعزت خاندان تصور ہوتا تھا، مکہ کا علم بردار خاندان انہیں کو اپنے پایہ کا تصور کرتا تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لشکر کے قلب میں تھے نے ان تینوں کو واپس لشکر میں آنے کا کہا،اس پر ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اپنے باپ کے مقابلے کے لئے اٹھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا۔

اسی بنا پر ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے(قبول اسلام سے قبل)اپنے بھائی کی ملامت میں یہ اشعار کہے تھے۔

الْأَحْوَلُ الْأَثْعَلُ الْمَلْعُونُ طَائِرُهُ ... أَبُو حُذَيْفَةَ شَرُّ النَّاسِ فِي الدِّينِ

احول بڑے دانت والا جس کا طائر بخت شوم(منحوس)ہے ... یعنی ابوحذیفہ دین میں برا انسان ہے

أَمَا شَكَرْتَ أَبًا رَبَّاكَ مِنْ صِغَرٍ ... حَتَّى شَبَبْتَ شَبَابًا غَيْرَ مَحْجُونِ

کیا تو اپنے باپ کا مشکور نہیں جس نے بچپن میں تیری پرورش کی ... حتی کہ تو نے ایسی جوانی پائی جس میں کمر کی کجی نہیں ہے۔[1]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ، وَقُمْ يَا حَمْزَةُ، وَقُمْ يَا عَلِيُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اے عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث(جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور بنو ہاشم کے سب سے معمر شخص تھے)مقابلے کے لئے نکلو،اور اے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مقابلے کے لئے جاؤ اور اے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب مقابلے کے لئے نکلو۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا بَنِي هَاشِمٍ، قُومُوا قَاتِلُوا بِحَقِّكُمُ الَّذِي بَعَثَ اللهُ بِهِ نَبِيَّكُمْ إِذْ جَاؤُوا بِبَاطِلِهِمْ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ

ابن سعد کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم! اس حق کے ساتھ اٹھو جسے اللہ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے،یہ

[1] تاریخ اسلام تذمری ۵۴/۳

لوگ باطل کو لے کر اللہ کا نور بجھانے آئے ہیں۔ [1]

چنانچہ عبد المطلب کا ایک بیٹا اور دو پوتے مقابلے کے لئے آگے بڑھے، ان تینوں کو دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ نے کہاہاں تم ہمارے جوڑ اور برابر کے ہو اور مقابلہ کے لئے اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھ آیا، مقابلہ شروع ہوا دونوں جانب سے جرات اور دلیری اور جانبازی و جاں فروشی کے پتلے اپنے اپنے ہمعصر سے سبقت لے جانے کے لئے بے تاب تھے، شیبہ اور ولید ابھی پینترا ہی بدل رہے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے شیبہ بن ربیعہ کو اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا، اس پر اسلام لشکر سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی جو چاروں طرف کے پہاڑوں سے ٹکرا کر گونجتی رہی، مگر عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان چند مہلک ضربوں کا تبادلہ ہوا جس سے دونوں شدید زخمی ہو گئے اور دونوں میں لڑنے کی سکت باقی نہ رہی، دستور کے مطابق جب مبارزت کے دوران ایک بار خون بہہ نکلے تو جس کا ساتھی ابھی زندہ ہو وہ اس کی مدد کو پہنچ سکتا تھا، عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کے دونوں ساتھی زندہ تھے، وہ دونوں رضی اللہ عنہما اپنے مدمقابل کو خاک میں ملا کر عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کی مدد کے لئے عقابوں کی طرح جھپٹے اور دوسرے لمحہ عتبہ بن ربیعہ کو بھی خاک نشین کر دیا، اسلامی لشکر سے ایک بار پھر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور چاروں طرف کے پیاڑوں سے ٹکرا کر بار بار گونجتی ہوئی اللہ کی بزرگی و برتری کی یاد دلاتی رہی ، دونوں عقابوں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کو جن کا ایک پاوں کٹ گیا تھا اور ران کی پنڈلی سے خون جاری تھا اٹھا لائے،

فَقَالَ عُبَيْدَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَسْت شَهِيدًا؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: أَمَا وَاللهِ، لَوْ كَانَ أَبُو طَالِبٍ حَيًّا لَعَلِمَ أَنَّا أَحَقّ بِمَا قَالَ مِنْهُ حين يقول:

انہوں نے آپ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں شہید ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس پر انہوں نے کہا کاش اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس شعر کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔

وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ   وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالے کر سکتے ہیں کہ جب ہم ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بے خبر نہ ہو جائیں [2]

فأشرفه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَهُ فَوَضَعَ خَدَّهُ عَلَى قَدَمِهِ الشَّرِيفَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قدموں سے سہارا دیا وفات کے وقت عبیدہ رضی اللہ عنہ ابن حارث بن مطلب کا رخسار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر تھا۔ [3]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ

[1] ابن سعد ۲/۱۲

[2] مغازی واقدی ۱/۷۰

[3] البدایة والنهایة ۳/۳۳۳

مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ آیت ''یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے، ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے، اور ان کی خبر لینے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے، جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے، ان کو پاکیزہ بات قبول کرنے کی ہدایت بخشی گئی اور انہیں خدائے ستودہ صفات کا راستہ دکھایا گیا۔'' ہمارے متعلق اتری ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَزَلَتْ: {هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا} [2] فِي رَبِّهِمْ فِي سِتَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ: عَلِيٍّ، وَحَمْزَةَ، وَعُبَيْدَةَ بْنِ الحَارِثِ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ

اور ابوذر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے تھے یہ آیتیں ''یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے۔'' ان چھ آدمیوں کے بارہ میں اتری ہیں جو بدر کے دن آپس میں لڑے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، عبیدہ بن حارث، شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ [3]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ القِيَامَةِ

اور اسی میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نے کہا ہے میں پہلا شخص ہوں گا جو قیامت کے دن جھگڑا کرنے کے لئے اپنے رب کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے گا۔ [4]

فرشتوں کی امداد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بشارت کے مطابق مجاہدین اسلام کی مدد اور جہاد و قتال کے لئے جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کی

---

[1] الحج ۱۹

[2] الحج: 19

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۶۶

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۶۵

سر کردگی میں ایک ہزار پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے میدان کارزار میں اتارے،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قِيلَ لِعَلِيٍّ، وَلِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ: مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيلُ، وَمَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيلُ وَإِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ - أَوْ قَالَ: يَشْهَدُ الصَّفَّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز فرمایا تم میں ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل بھی بہت بڑا فرشتہ ہے جو جنگ میں (یا جنگ کی صف) میں شریک ہوتا ہے۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ سِيمَا الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَائِمَ بِيضًا قَدْ أَرْسَلُوهَا عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ عَمَائِمَ حُمْرًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جنگ بدر میں فرشتوں کے عمائم سفید تھے اور شملے پشت پر چھوڑے ہوئے اور جنگ حنین میں سرخ عمامے تھے۔ [2]

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: الْعَمَائِمُ: تِيجَانُ الْعَرَبِ، وَكَانَتْ سِيمَا الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَائِمَ بِيضًا قَدْ أَرْخَوْهَا عَلَى ظُهُورِهِمْ، إِلَّا جِبْرِيلَ فَإِنَّهُ كَانَتْ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ صَفْرَاءُ

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب فرماتے ہیں عمامہ عرب کا تاج ہے، خاص کر فرشتوں کے عمامے جنگ بدر میں سفید تھے اور شملہ پیچھے لٹکائے ہوئے تھے، فقط جبرائیل کا عمامہ زرد تھا۔ [3]

أَنَّ الزُّبَيْرَ، كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ بَدْرٍ عِمَامَةٌ صَفْرَاءُ مُعْتَجِراً بِهَا فَنَزَلَتِ الْمَلائِكَةُ عَلَيْهِمْ عَمَائِمُ صُفْرٌ

اور ابو اسید رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (بدری) کے مطابق زرد رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے اور شملے مونڈھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے اور فرشتوں کے عمامے بھی زرد رنگ کے ہی تھے۔ [4]

أَنَّ الْمَلائِكَةَ نَزَلَتْ يَوْمَ بَدْرٍ عَلَى خَيْلٍ بُلْقٍ عَلَيْهَا عَمَائِمُ صُفْرٌ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ بدر کے روز جو ملائکہ نازل ہوئے وہ ابلق گھوڑوں پر سوار ے تھے اور ان کے عمامے زرد تھے۔ [5]

وَكَانَ سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ عَمَائِمُ قَدْ أَرْخُوهَا بَيْنَ أَكْتَافِهِمْ خُضْرٌ، وَصُفْرٌ، وَحُمْرٌ مِنْ نُورٍ وَالصُّوفُ فِي نَوَاصِي خَيْلِهِمْ

ایک روایت ہے ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے اور سبز و سرخ نور کے

---

[1] مسند احمد۱۲۵۷، مستدرک حاکم۴۴۳۰، مسند ابی یعلی۳۴۰،مصنف ابن ابی شیبه ۳۱۹۵۴، ۳۶۶۵۹

[2] ابن ہشام ۶۳۳/۱،الروض الانف ۹۵/۵،عیون الآثر ۳۰۳/۱،تاریخ طبری ۴۵۴/۲،البدایة والنهایة۳۴۳/۳

[3] ابن ہشام۶۳۳/۱،الروض الانف ۹۵/۵

[4] تفسیرطبری۱۸۸/۷،تفسیرابن ابی حاتم ۷۵۵/۳

[5] ابن سعد۷۶/۳،فضائل الصحابة الاحمدبن حنبل۱۲۶۸،مستدرک حاکم ۵۵۵۴

تھے اوران کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے۔ (۱)

بعض روایتوں میں عماموں کا رنگ سیاہ اور بعض میں سفید تھا۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عماموں کا رنگ زرد ہی تھا،سیاہ یا سفید رنگ کے بارے میں جس قدر روایات ہیں سب ضعیف ہیں

وكانت الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَلَى خَيْلٍ بُلْقٍ

اورغزوہ بدر کے روز ملائکہ ابلق گھوڑوں پرسوار تھے۔ (۲)

شیطان لعین کا فرار:

وَجَاءَ إِبْلِيسُ يوم بدر فِي جُنْدٍ مِنَ الشَّيَاطِينِ، فِي صُورَةِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابلیس جوسراقہ بن جعشم یا سراقہ بن مالک یا سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں شیاطین کے ایک گروہ کے ساتھ لشکر قریش میں شامل تھا ۔ (۳)

اور مشرکین مکہ کو جنگ پر ابھارتا ہی رہا تھا

وَهُوَ يَرَى الْمَلَائِكَةَ تَقْتُلُ وَتَأْسِرُ وَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أرى مَا لَا تَرَوْنَ،

جب اس نے فرشتوں کو آسمان سے نازل ہوتے اور جنگ کے لئے صفیں باندھتے دیکھا تو اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ آج کفار کی خیر نہیں اور اسے اپنا بھی اندیشہ ہوا کہ وہ بھی ان کے ہمراہ ہلاک نہ ہو جائے تو قریش سے کہنے لگا میرا تمہارا کوئی ساتھ نہیں ہے میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ (۴)

فَقَالَ الرَّجُلُ يَا سُرَاقَةُ أَلَمْ تَزْعُمْ أَنَّكَ لَنَا جَارٌ؟فَتَشَبَّثَ بِهِ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ،فَضَرَبَ فِي صَدْرِ الْحَارِثِ فَسَقَطَ الْحَارِثُ،فقال إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَاللهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

قریش کہنے لگے ارے سراقہ کہاں چلے کیا تم نے یہ نہ کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور مفارقت اختیار نہ کروں گا،ابوجہل کا بھائی حارث بن ہشام اس سے لپٹ گیا تو اس نے حارث کے سینے پر ضرب لگائی جس سے وہ نیچے گر گیا،اور یہ کہتے ہوئے بھاگ نکلا میں وہ (مخلوق)دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو،میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (۵)

---

(۱) ابن سعد۱۱؍۲،مغازی واقدی۷۵؍۱

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب ۳۱۹؍۲،ابن سعد۱۱؍۲

(۳) شرح الزرقانی علی المواهب۲۸۷؍۲ ،البداية والنهاية ۲۸۳؍۳ ،ابن اسحاق ۳۱۶؍۱

(۴) مغازی واقدی۱۳۵؍۱

(۵) تفسیرابن کثیر۷۳؍۴

وَأَقْبَلَ أَبُو جَهْلٍ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَحَضَّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ وَقَالَ: لَا يَغُرَّنكُمْ خِذْلَانُ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ إِيَّاكُمْ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلَى مِيعَادٍ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، سَيَعْلَمُ إِذَا رَجَعْنَا إِلَى قُدَيْدٍ مَا نَصْنَعُ بِقَوْمِهِ!

کفار کی طرف سے ابوجہل مشرکین مکہ کو شجاعت دکھانے کے لئے ابھار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ سراقہ کے بھاگ نکلنے سے تم دھوکا میں نہ آجانا کیونکہ اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصالحت کر لی تھی عنقریب اس کو اپنی اس حرکت کا انجام معلوم ہو جائے گا، جب ہم واپسی میں مقام قدید سے گزریں گے تو تم دیکھ لو گے کہ اس کی قوم کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔[1]

جب قریش نے سراقہ بن جعشم پر الزام دھرا تو اس نے کہا کہ تمہارے مکہ مکرمہ واپس آنے تک مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ تم لڑائی کے لئے نکلے ہو۔

جنگ مغلوبہ:

مبارزت کے مقابلوں میں کافی دن نکل آیا تھا اپنے تین بہترین شہسواروں کو قتل ہوتا دیکھ کر قریش کے لشکر سے مزید صبر نہ ہو سکا اور بے سوچے سمجھے ایک ہجوم کی شکل میں اسلامی لشکر پر ٹوٹ پڑا، لشکر اسلامی اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھ رہا تھا مگر پورے لشکر میں نظم وضبط کا یہ عالم تھا کہ اس میں کوئی جنبش نہ تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ ایک آنکھ بھی نہیں جھپکی جا رہی، کیونکہ مکی لشکر ابھی ہتھیاروں کی زد سے باہر تھا اس لئے کسی قسم کی حرکت یا تیر اندازی بے سود تھی، طعمیہ بن عدی جوش انتقام میں آگے بڑھا اور صفوان بن بیضاء کو شہید کر دیا، لیکن سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ نے (جو اس وقت پچپن سال کے قریب تھے) اسے قتل کر ڈالا، ان ابتدائی مقابلوں میں اپنے مشہور جنگ جوؤں کے قتل سے لشکر قریش کو ایک دھچکا لگا مگر ابوجہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمت وجرات دلائی اور جنگ پر آمادہ کیا کہ لوگو! عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید کے قتل سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا، لات وعزیٰ کی قسم! ہم اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو رسیوں میں نہ باندھ لیں، اب عام جنگ شروع ہوئی تو تیر اندازی بھی شروع ہوگئی، لشکر اسلام کے پھیلاؤ کی وجہ سے اس کی گہرائی کم تھی، مشرکین کے لشکر نے جب مجاہدین اسلام کی کم افرادی قوت اور برائے نام اسلحہ کو دیکھا تو انہیں اپنی کامیابی کا مکمل یقین ہو گیا اس لئے وہ پہل کرتے ہوئے نہایت خود اعتمادی سے ایک ہجوم کی شکل میں آگے بڑھتا چلا آیا اور مجاہدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح استقلال اور پامردی کے ساتھ صفوں میں کھڑے تیر اندازی کرتے رہے، مشرکین مکہ نے پے در پے حملے کر کے اسلامی لشکر کے دونوں بازوؤں کو لپیٹ میں لینے کی کوشش کی مگر دونوں پہلوؤں پر متعین تیر اندازوں نے ایک فرد کو بھی صف چیر کر آگے بڑھنے اور گھیرا ڈالنے کا موقع نہیں دیا اسی کوشش میں مکی لشکر کا قلب آگے بڑھ آیا اور میمنہ اور میسرہ پیچھے رہ گئے، اس کمزوری نے مکی لشکر کا توازن بگاڑ دیا اور وہ اسلامی لشکر کی اگلی صف تک پہنچتے پہنچتے غیر منظم ہجوم سے زیادہ نہ تھے، وہ یکے بعد دیگرے اسلامی لشکر کی زد میں آتے رہے، مجاہدین کے نیزے اور بھالے ہوا میں اڑ اڑ کر اپنے مقصود ہدفوں کے سینے چیرتے رہے، جیسے ہی کوئی قریب پہنچتا تلوار بجلی کی طرح ہوا میں لہراتی اور ایک لاشہ ریت میں تڑپتا نظر آتا اور تلوار چلانے والا ہاتھ اسی جگہ کھڑا رہ کر دشمن کے دوسرے حملہ کا انتظار شروع کر دیتا مگر کیا مجال کہ جو صف ٹیڑھی

[1] مغازی واقدی ۱/۷۱

ہو یا ایک قدم بھی صف سے آگے بڑھا ہو،

يكنى أَبَا زَيْد وشهد قطبة العقبتين جميعًا رَمَى قُطْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ بِحَجَرٍ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ ثُمَّ قَالَ: لا أَفِرُّ حَتَّى يَفِرَّ هَذَا الْحَجَرُ

قطبہ رضی اللہ عنہ بن عامر انصاری جن کی کنیت ابو زید تھی، جو دونوں عقبہ میں شامل تھے کی جوش ایمانی کا یہ حال تھا کہ انہوں نے مشرکین اور مسلمانوں کی صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینکا اور پھر با آواز بلند کہا اللہ کی قسم! جب تک یہ پتھر نہ بھاگے گا میں میدان جنگ سے منہ نہ موڑوں گا۔ [1] چنانچہ جب تک مشرکین کو شکست نہ ہوگئی عرصہ کارزار میں برابر داد شجاعت دیتے رہے، اسی لڑائی میں انہوں نے ایک مشرک مالک بن عبد اللہ تمیمی کو قید بھی کیا تھا۔

مکی لشکر سمندر کی ایک لہر کے بعد دوسری لہر کی طرح بے جگری سے اسلامی لشکر پر حملہ کر رہا تھا مگر پندرہ سال کی محنت شاقہ سے تیار کی گئی اس ناقابل تسخیر دیوار سے ٹکرا کر اپنا ہی نقصان کر رہا تھا، تلواریں ڈھالوں سے ٹکرا رہی تھیں، نیزے اور بھالے اپنا کام کر رہے تھے، ادھر تیروں کے گرنے کی آواز اور کمانوں کے چلوں کی کرخت گونج، اپریل کی گرمی میں گھوڑوں کا ہنہنانا اور زخمیوں کا کراہنا، عورتوں کا چلانا میدان جنگ کا سخت و کرخت منظر پیش کر رہا تھا، اس حق و باطل کے معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے عقب میں بلندی پر قائم اپنے ہیڈ کوارٹر کے باہر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت سکون واطمینان کے ساتھ کھڑے ان متواتر اور مسلسل ٹکرانے والی موجوں اور میدان جنگ کے چپہ چپہ کا صحیح جائزہ لے رہے تھے، جہاں ضرورت ہوتی تو کسی ٹولی کو چوکنا کر دیتے اور کسی مجاہد کی بہادری پر شاباشی دیتے، اسی دوران حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جو ابھی لڑکے ہی تھے اور مسلمانوں نے جو حوض تیار کیا تھا اس سے پانی بھر رہے تھے تیر لگنے سے شہید ہو گئے اور ان کے خون کی آلودگی پانی میں شامل ہوگئی، جب ان کی والدہ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا

يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ يَكُنْ فِي الجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ،فَقَالَ: وَيْحَكِ، أَوَهَبِلْتِ، أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ، إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الفِرْدَوْسِ

اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو تو معلوم ہے کہ حارثہ رضی اللہ عنہ سے میرا کیسا تعلق تھا (یعنی مجھے اپنے بیٹے سے کتنی محبت تھی) اگر وہ جنت میں پہنچ گیا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی امید رکھتی ہوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو پھر دیکھیں میں کیا کرتی ہوں، میں اپنے بیٹے پر بہت روؤں گی، اس کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس، تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟ جنتیں بہت سی ہیں اور وہ تو جنت الفردوس میں ہے جو سب سے اعلیٰ ہے۔ [2]

دوران جنگ قریش میں سے عبیدہ بن سعید بن العاص جس کی کنیت ذات الکرش تھی، جو سر تا پا لوہے میں غرق تھا اور اس کی صرف آنکھیں

[1] ابن سعد ۳/۴۳۵، اسد الغابة ۴/۳۸۷، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۳/۱۲۸۲

[2] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا عن انس ۳۹۸۲، و كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ الجهادبَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ۲۸۰۹

ہی نظر آرہی تھیں،

فَقَالَ: أَنَا أَبُو ذَاتِ الكَرِشِ،فَأُخْبِرْتُ: أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ: لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ، ثُمَّ تَمَطَّأْتُ، فَكَانَ الجُهْدَ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَافَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ

گھوڑے پر سوار چلایا میں ابو کرش ہوں، جب مسلمانوں کی طرف سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اس کی آواز سنی تو تاک کر اس کی آنکھوں پر ایسی برچھی ماری کہ ایک ہی وار میں اس کا خاتمہ کر دیا اور برچھی ایسی پیوست ہوئی کہ اس کا نکالنا دشوار ہو گیا، لیکن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اس کے رخسار پر پیر جما کر زور لگایا تو برچھی نکل تو آئی مگر اس کا سرا خم ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے اس نیزہ کو مانگا انہوں نے اس نیزہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (۱)

فَكَانَتْ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ

آپ کی وفات کے بعد یہ تاریخی نیزہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذو النورین اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ (۲)

ایک مشرک نے بلند ٹیلے پر چڑھ کر مبارزت چاہی، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر اس سے چمٹ گئے اور دونوں قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے آنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ دونوں میں سے جو پہلے زمین پر رکے گا وہی مقتول ہو گا، چنانچہ مبارزت طلب کرنے والا مشرک پہلے زمین پر آیا اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مقتول ہوا۔

اسی غزوہ میں زبیر رضی اللہ عنہ کو اور زخموں کے علاوہ ایک گہرا زخم شانہ پر آیا عروۃ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے،

قَالَ عُرْوَةُ: وَقَالَ لِي عَبْدُ المَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ، هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ:نَعَمْ قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ:فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ: صَدَقْتَ

عروہ کہتے ہیں ایک مرتبہ عبد الملک بن مروان نے عبد اللہ بن زبیر کے قتل ہونے کے بعد کہا اے عروہ! تم زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، عبد الملک نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟ عروہ نے کہا اس میں غزوہ بدر کے دن دندانے پڑ گئے تھے، عبد الملک نے کہا تم نے سچ کہا۔ (۳)

قتل الفاروق عمر بن الخطاب خاله العاص بن هشام بن المغيرة

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا ۳۹۹۸

(۲) مغازی واقدی ۸۵/۱، السیرۃ النبوۃ لابن کثیر ۴۴۵/۲، امتاع الاسماع ۱۵۶/۷، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۵۲/۴، السيرة الحلبية ۱۸۸/۲

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۷۳

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو خاک میں ملادیا اور انہیں اس پر کوئی افسوس نہ ہوا۔ [1]

سب سے بڑا واقعہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کا ہے

انه قتل أباه عبد الله بن الجرّاح يوم بدر غيرة على الدين

میدان جنگ میں انہوں نے اپنے مشرک والد کو قتل کر دیا اور ان کے دل میں والد کی محبت کی وجہ سے ہاتھ میں ذرا برابر لرزش پیدا نہ ہوئی۔ [2]

وقتل مصعب بن عمير أخاه عبيد بن عمير

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے اپنے مشرک بھائی عبید بن عمر کو ختم کر دیا اور پلٹ کر نہ دیکھا۔ [3]

فَكُنْتُ أَعْقِدُ لَهُ حَمَائِلَ سَيْفِهِ مِنْ صِغَرِهِ فَقُتِلَ بِبَدْرٍ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً. قَتَلَهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وَدٍّ

عمیر بن ابی وقاص جو سب سے کم سن مجاہد تھے دشمنوں کے اندر گھسے ہوئے جہاد کر رہے تھے عرصہ تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر عمرو بن عبدود کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ [4]

جب معرکہ آرائی میں شدت پیدا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی لڑائی میں شامل ہو گئے اور دشمن کے قریب ہو کر لڑنے لگے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہتے ہیں جب جنگ خطرناک صورت اختیار کر لیتی اور خطرات ہمیں گھیر لیتے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ اپنے آپ کو بچایا کرتے تھے، دشمن کی طرف آپ سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہوتا تھا، میں نے اپنے آپ کو بدر کے دن دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لے رہے تھے اور وہ ہم میں سے سب سے زیادہ دشمن سے قریب تھے،

وَلَمّا جَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاخْتَلَطُوا، أَقْبَلَ عَاصِمُ بْنُ أَبِي عَوْفِ بْنِ صُبَيْرَةَ السّهْمِيّ كَأَنّهُ ذِئْبٌ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، عَلَيْكُمْ بِالْقَاطِعِ، مُفَرّقِ الْجَمَاعَةِ، الْآتِي بِمَا لَا يُعْرَفُ. مُحَمّدٍ! لَا نَجَوْت إنْ نَجَا! وَيَعْتَرِضُهُ أَبُو دُجَانَةَ، فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ وضربه أبو دجانة فقتاه. وَوَقَفَ عَلَى سَلَبِهِ يَسْلُبُهُ، فَمَرّ عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ: دَعْ سَلَبَهُ حَتّى يُجْهَضَ الْعَدُوّ، وَأَنَا أَشْهَدُ لَك بِهِ

اسی دوران مشرکین میں سے عاصم بن ابی عوف السہمی نے آگے بڑھ کر قریش کو مخاطب کیا اور کہنے لگا اے قریش! تم پر لازم ہے کہ قاطع رحم وقرابت جماعت کو منتشر کرنے والے اور غیر معروف باتیں بنانے والے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ نہ چھوڑو اگر وہ بچ گیا تو پھر ہم نہ بچ سکیں گے، اس کی آواز سن کر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آ کھڑے ہوئے، دونوں میں کچھ دیر مقابلہ ہوا اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے انجام

[1] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة١٤٨/٢

[2] تاريخ الخميس٢٤٤/٢

[3] السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة١٤٨/٢،شرح الشفا٥٢/٢

[4] ابن سعد ١١١/٣

تک پہنچا کر اس کا اسلحہ اتارنا شروع کر دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سے کہا اس کا اسلحہ اتارنے سے پہلے دشمنوں کو دفع کرو میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ سامان تمہارا ہے۔ (1)

مجذر بن زیاد انصاری نے جب ابو البختری کو دیکھا تو کہا

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَانَا عَنْ قَتْلِكَ ، وَمَعَ أَبِي الْبَخْتَرِيّ زَمِيلٌ لَهُ، قَدْ خَرَجَ مَعَهُ مِنْ مَكَّةَ، وَهُوَ جُنَادَةُ بْنُ مُلَيْحَةَ، قَالَ: وَزَمِيلِي؟ فَقَالَ لَهُ الْمُجَذَّرُ: لَا وَاللَّهِ، مَا نَحْنُ بِتَارِكِي زَمِيلِكَ، مَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِكَ وَحْدَكَ، فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ، إِذَنْ لَأَمُوتَنَّ أَنَا وَهُوَ جَمِيعًا، لَا تَتَحَدَّثُ عَنِّي نِسَاءُ مَكَّةَ أَنِّي تَرَكْتُ زَمِيلِي حِرْصًا عَلَى الْحَيَاةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل سے منع کیا ہے، اس کے ساتھ ایک ساتھی جنادہ بن ملیحہ بھی تھا جو مکہ سے ساتھ آیا تھا، ابو البختری نے کہا میرا ساتھی بھی؟ مجذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہر گز نہیں اللہ کی قسم! ہم تیرے رفیق کو ہر گز نہیں چھوڑ سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صرف تیری بابت حکم فرمایا ہے، اس نے کہا اگر تم میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے تو ہم دونوں مرنے کو تیار ہیں تا کہ مکہ مکرمہ کی عورتیں مجھ کو طعنہ نہ دیں کہ خود تو زندہ رہا اور اپنے ساتھی کو مروا دیا، ابو البختری نے کہا

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةَ زَمِيلَهُ   حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرَى سَبِيلَهُ

شریف زادہ اپنے رفیق کو نہیں چھوڑ سکتا   جب تک کہ مر نہ جائے یا موت کا راستہ نہ دیکھ لے

فَقَتَلَهُ الْمُجَذَرُ بْنُ ذِيَادٍقال: ثم اتى المجذر بن ذياد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ جَهَدْتُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْسِرَ فَآتِيكَ بِهِ، فَأَبَى إِلا الْقِتَالَ، فَقَاتَلْتُهُ فَقَتَلْتُهُ

اور مجذر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا مگر مجذر رضی اللہ عنہ بن زیاد نے اس کا کام تمام کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا البتہ تحقیق میں نے پوری کوشش کی کہ ابو البختری قید ہو جائے اور میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں لیکن وہ نہ مانا یہاں تک مقابلہ اور مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔ (2)

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ

خبیب رضی اللہ عنہ بن اساف نے حارث بن عامر کو ٹھکانے لگا دیا۔ (3)

وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ

---

(1) مغازی واقدی ۱/۸۶

(2) ابن ہشام ۱/۶۳۰، تاریخ طبری ۲/۴۵۱، البدایة والنهایة ۳/۳۴۸

(3) ابن ہشام ۱/۷۰۹

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوم بدر کفار کے ایک بہت بڑے سردار کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (۱)

ونهى النبيّ صلّى الله عَلَيْهِ وَسَلّمَ عَنْ قَتْلِ الحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ، فَلَقِيَهُ خُبَيْبُ بْنُ يَسَافٍ فَقَتَلَهُ وَلَا يَعْرِفُهُ

ایک روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عامر بن نوفل کے قتل سے منع فرمایا تھا مگر خبیب بن سیاف رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو جو اس کو پہچانتے نہ تھے قتل کر ڈالا۔ (۲)

وَنَهَى عَنْ قَتْلِ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ فَقَتَلَهُ ثَابِتُ بْنُ الْجَذَعِ وَلَا يَعْرِفُهُ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ بن الاسود کے قتل سے منع فرمایا مگر ثابت بن الجذع رضی اللہ عنہ نے زمعہ بن الاسود کو ناشناسائی کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔ (۳)

وَقَاتَلَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفِهِ حَتَّى انْقَطَعَ فِي يَدِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ جِذْلًا مِنْ حَطَبٍ، فَقَالَ: قَاتِلْ بِهَذَا يَا عُكَّاشَةُ، فَلَمَّا أَخَذَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَزَّهُ، فَعَادَ سَيْفًا فِي يَدِهِ طَوِيلَ الْقَامَةِ، شَدِيدَ الْمَتْنِ، أَبْيَضَ الْحَدِيدَةِ، فَقَاتَلَ بِهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ تَعَالَى عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ ذَلِكَ السَّيْفُ يُسَمَّى: الْعَوْنَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عِنْدَهُ يَشْهَدُ بِهِ الْمَشَاهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُتِلَ فِي الرِّدَّةِ، وَهُوَ عِنْدَهُ، قَتَلَهُ طُلَيْحَةُ بْنُ خُوَيْلِدٍ الْأَسَدِيُّ

غزوہ بدر میں عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے لڑائی میں مصروف تھے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی یا کھجور کی ٹہنی عنایت فرمائی اور فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ عنہ اسی سے جنگ کرو، جب عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس ٹہنی کو لیا اور گھمایا تو وہ ٹہنی آب دار تلوار بن گئی، وہ اس کے ساتھ قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و کامرانی سے نوازا، اس تلوار کا نام عون تھا، اور عکاشہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اسی تلوار کے ساتھ جہادوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے آخر ارتداد کی جنگ میں طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھوں شہادت پائی، اور یہ تلوار اس وقت بھی ان کے پاس تھی (۴)

دوران جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی مدد کے طلبگار بھی رہے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قَاتَلْتُ شَيْئًا مِنْ قِتَالٍ ثُمَّ جِئْتُ مُسْرِعًا إِلَى النَّبِيِّ. لِأَنْظُرَ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ! يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ! لا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْقِتَالِ. ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ عن ابی ہریرہ ۴۰۸۶، البدایۃ والنہایۃ ۴؍۷، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳؍۱۲۴

(۲) مغازی واقدی ۱؍۸۱

(۳) مغازی واقدی ۱؍۸۱

(۴) ابن ہشام ۱؍۶۳۵، شرح الزرقانی علی المواہب ۲؍۲۹۴

ذَلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الْقِتَالِ. ثُمَّ رَجَعْتُ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ ذَلِكَ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں جب غزوہ بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی کہ پھر جلدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا، آپ سجدے میں فرما رہے تھے یا حی یا قیوم! یا حی یا قیوم! اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے، میں میدان کارزار میں واپس لوٹ آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے، میں میدان کارزار میں واپس لوٹ آیا پھر میں واپس گیا تو آپ سجدے میں یہی فرما رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ [1]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ.فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ ،قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ؟قَالَ:نَعَمْ،قَالَ: بَخٍ بَخٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِلَّا رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ:فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا،فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص صبر و تحمل اور اخلاص و صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو جنت میں جانے کے لئے جس کا عرض تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا واہ سبحان اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر رضی اللہ عنہ واہ واہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟ عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم میں نے اس امید پر یہ بات کہی تھی کہ میں جنتی ہو جاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم جنتی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ سن کر عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے، پھر کہنے لگے اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہوں گا تو بہت زیادہ وقت لگ جائے گا، یہ سوچ کر انہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں انہیں (ایک طرف) ڈال دیا اور تلوار لے کر کفار کی جماعت میں گھس گئے اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ [2]

وَأَخَذَ سَيْفَهُ، فَقَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ وَهُوَ يَقُولُ

ابن اسحاق کی روایت میں ہے عمیر رضی اللہ عنہ نے تلوار ہاتھ میں لی اور مشرکین سے لڑنے لگے یہاں تک کہ قتل ہو گئے اور یہ کلمات ان کی زبان

---

[1] ابن سعد ۲/۱۹

[2] صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ عن انس ۴۹۱۵، مسند احمد ۱۲۳۹۸، ابن ہشام ۱/۶۲۷

پر تھے۔

رَكَضْنَا إِلَى اللهِ بِغَيْرِ زَادٍ إِلَّا التُّقَى وَعَمَلَ الْمَعَادِ

اللہ کی طرف بغیر توشہ کے دوڑو مگر تقویٰ اور عمل آخرت

وَالصَّبْرَ فِي اللهِ عَلَى الْجِهَادِ وَكُلُّ زَادٍ عُرْضَةُ النَّفَادِ

اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو اور ہر توشہ معرض فناء میں ہے

غَيْرَ التُّقَى وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ

مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد کا توشہ کبھی نہ خراب ہوسکتا ہے اور نہ فنا۔[1]

أَنَّ عَوْفَ بْنَ الْحَارِثِ، وَهُوَ ابْنُ عَفْرَاءَ قَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يُضْحِكُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِهِ؟قَالَ: غَمْسُهُ يَدَهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِرًا،فَنَزَعَ دِرْعًا كَانَتْ عَلَيْهِ فَقَذَفَهَا، ثُمَّ أَخَذَ سَيْفَهُ فَقَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ

عوف بن حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو عفراء کے بیٹے تھے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم کو بندہ کی کیا چیز خوش کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباس حرب سے برہنہ ہو کر قتل کرنے سے، عوف بن حارث رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اپنی زرہ اتار پھینکی اور تلوار لیکر مشرکین کا قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گئے۔[2]

قَالَ عَلَيْهِ السّلَامُ فِي طَلْحَةَ بْنِ الْبَرَاءِ اللهُمّ الْقَ طَلْحَةَ يَضْحَكُ إِلَيْك، وَتَضْحَكُ إِلَيْهِ

روایت میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ کے حق میں یوں دعا فرمائی اے اللہ! طلحہ سے اس حال میں ملاقات فرما کہ وہ تجھ کو دیکھ کر ہنسے اور تو اس کو دیکھ کر ہنسے۔[3]

دعا إِلَى البراز، فقام إِلَيْه أَبُو بَكْر ليبارزه، فَقَالَ لَهُ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: متعني بنفسك

عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے میدان کارزار میں نعرہ لگایا "ہے کوئی مقابلہ کرنے والا کا۔" اس کا نعرہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اس کے مقابلہ کے لئے نکلنا چاہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔[4]

فَقَالَ: أَيْنَ مَالِي يَا خَبِيثُ؟لَمْ يَبْقَ غَيْرُ شِكَّةٍ ويَعْبُوبُ وَصَارِمٌ يَقْتُلُ ضُلَّالِ الشِّيبْ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا او خبیث میرا مال کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ باقی نہیں سوائے ہتھیار، تیز رفتار گھوڑے

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۳/۱۲۱۴،شرح الزرقاني على المواهب۳/۶۸،البداية والنهاية ۳/۳۳۸،تاريخ طبرى ۲/۴۴۸

[2] ابن ہشام ۶۲۷، ۶۲۸/۱،الروض الانف۵/۸۹،عیون الآثر۱/۳۰۰

[3] الروض الانف۵/۸۹،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۴/۸۰،السيرة الحلبية۲/۲۲۹

[4] اسدالغابة ۳/۴۶۲

اور اس تلوار کے جو بڑھاپے کی گمراہی کا خاتمہ کرتی ہے۔ [۱]

قال لأبيه: لقد هدفت لي يوم بدر مرارا فَأَعْرَضْتُ عنك،فَقَالَ أبو بكر: لو هدفت لي لم أعرض عنك

جنگ کے بعد جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنایا اے میرے والد آپ جنگ میں دو مرتبہ میری زد میں آئے مگر میں نے آپ کو اپنا والد جان کر چھوڑ دیا، یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے! لیکن اگر تو میری زد میں آجاتا تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا۔ [۲]

ان ہی مومنین صادقین کی قرآن مجید نے یوں مدح سرائی کی

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ [۳]

ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں، خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موجب عام جنگ شروع ہونے کے بعد ملائکہ بھی مشرکین کے پوروں اور گردنوں پر وار کرنے لگے،

الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَوْمَ بَدْرٍ يَعْرِفُونَ قَتْلَى الْمَلَائِكَةِ مِنْ قَتْلَى النَّاسِ بِضَرْبٍ فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَعَلَى الْبَنَانِ مِثْلَ وَسْمِ النَّارِ

ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بدر کے دن فرشتوں کے مقتولین، انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پہچانے جاتے تھے، مقتولین ملائکہ کی گردنوں پر اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ [۴]

ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ

---

[۱] ابن ہشام ۶۳۸/۱

[۲] السيرة الحلبية ۲۳۱/۲،نهاية الإيجاز في سيرة ساكن الحجاز ۲۲۷/۱

[۳] المجادلة ۲۲

[۴] فتح الباری ۳۱۲/۷

فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْزُومُ،فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ، وَشُقَّ وَجْهُهُ، كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَع ، فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک انصاری ایک مشرک کے پیچھے اسے قتل کرنے کے لئے دوڑا اسی اثنا میں ایک کوڑے برسنے کے ساتھ ایک آواز سنائی دی اے حیزوم(جبرائیل کے گھوڑے کا نام) آگے بڑھ،اس کے بعد انصاری نے جو اس مشرک کو دیکھا تو وہ مشرک زمین پر چت پڑا ہوا تھا اور اس کی ناک اور چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا تھا،انصاری نے آ کر یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا تو نے سچ کہا ہے یہ تیسرے آسمان کی امداد تھی۔[1]

أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَإِنَّ أَحَدَنَا يُشِيرُ بِسَيْفِهِ إِلَى رَأْسِ الْمُشْرِكِ فَيَقَعُ رَأْسُهُ عَنْ جَسَدِهِ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جنگ بدر کے روز ہم نے دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص جب کسی مشرک کی طرف اشارہ کرتا مگر اس سے قبل کے ہماری تلوار اس کی گردن تک پہنچے اس کا سر کٹ کر زمین پر گر جاتا تھا۔[2]

عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْمَازِنِيِّ،قَالَ: إِنِّي لَأَتَّبِعُ رَجُلًا مِنْ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ لِأَضْرِبَهُ، إِذْ وَقَعَ رَأْسُهُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ سَيْفِي، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ قَتَلَهُ غَيْرِي

ابوداود مازنی کہتے ہیں میں ایک مشرک کے پیچھے دوڑا یک میں نے دیکھا کہ اس کا سر میری تلوار کے پہنچنے سے پہلے کٹ کر آن گرا، آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔[3]

مالک بن ربیعہ راوی ہیں کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے بھتیجے!

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ،قَالَ:لَوْ كُنْتُ الْيَوْمَ بِبَدْرٍ وَمَعِي بَصَرِي لَأَرَيْتُكُمْ الشِّعْبَ الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ، لَا أَشُكُّ فِيهِ وَلَا أَتَمَارَى

اگر میں اور تم وادی بدر میں ہوتے تو میں تجھے وہ گھاٹی دکھلاتا جہاں فرشتے ہماری امداد کے لئے برآمد ہوئے تھے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔[4]

قَالَ عِكْرِمَةُكَانَ يَوْمَئِذٍ يَنْدُرُ رَأْسُ الرَّجُلِ لا يُدْرَى مَنْ ضَرَبَهُ ،وَتَنْدُرُ يَدُ الرَّجُلِ لا يُدْرَى مَنْ ضَرَبَهُ

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ۴۵۸۸،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۹۳/۲،ابن ہشام ۶۳۱/۱،عیون الاثر ۲۹۹/۱،تاریخ طبری ۴۵۳/۲، البداية والنهاية ۲۷۹/۳

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۲۹۴/۲،مستدرک حاکم۵۳۶۲، ،دلائل النبوة للبيهقی۵۶/۳

[3] ابن ہشام ۶۳۳/۱،مسنداحمد۲۳۷۷۸

[4] ابن ہشام ۶۳۳/۱،البداية والنهاية۲۸۰/۳

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس روز کسی کا سر اڑتا ہوا نظر آتا تھا مگر مارنے والا نظر نہ آتا تھا اور اسی طرح کسی کا ہاتھ اڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا مگر مارنے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔[1]

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَةً تَبَسَّمَ،فَسُئِلَ عَنْ تَبَسُّمِهِ،فَقَالَ: مرَّ بِي مِيكَائِيلُ وَعَلَى جَنَاحِهِ النَّقْعُ فَتَبَسَّمَ إِلَيَّ

واقدی کہتے ہیں غزوہ بدر کے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت نماز پڑھی اور نماز میں مسکرائے، نماز کے بعد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسکرانے کا سبب پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے میکائیل علیہ السلام گزرے ان کے پر غبار آلود تھے، وہ کفار کے تعاقب سے واپس آرہے تھے مجھے دیکھ کر ہنس دیئے تو میں مسکرا دیا۔[2]

فرعون امت ابو جہل کا قتل:

ابو جہل کا لشکر کو ابھارنے کے باوجود مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہو رہا تھا اور کفار کٹ کٹ کر گر رہے تھے، حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے کفار میں تہلکہ مچا دیا تھا اور ان دونوں اصحاب کے ہاتھوں بہت سے مشرکین لقمہ اجل بن گئے، ابو جہل کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس تھی، جب ابو جہل میدان جنگ میں اترا اور مجاہدین اسلام کی طرف بڑھا تو یہ رجزیہ کلام اس کی زبان پر تھا۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّي بَازِلُ عَامَيْنِ حَدِيثٌ سنى

جنگ میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا میرا طرز و حرب و ضرب بے مثال ہے

لِمِثْلِ هَذَا وَلَدَتْنِي أُمِّي

میری ماں نے مجھے پیدا ہی اس کے لئے کیا ہے۔[3]

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ:إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذِ التَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانِ حَدِيثَا السِّنِّ، فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا، إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ،فَقُلْتُ: يَا ابْنَ أَخِي، وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟قَالَ: عَاهَدْتُ اللهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ،فَقَالَ لِي الآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا، فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ، فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ،وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر میں میں صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے مڑ کر دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے، ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا تا کہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے چچا! مجھے ابو جہل کو دکھا دو، میں نے کہا بھتیجے! تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو یا اسے قتل کر کے رہوں گا یا اسی کوشش میں شہید ہو جاؤں گا، دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی

[1] ابن سعد ۱۹،۲

[2] البداية والنهاية ۳۰۴،۳

[3] ابن ہشام ۶۳۴،۱،البداية والنهاية ۲۸۷،۳

بات پوچھی، انہوں نے کہا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان کھڑے ہو کر مجھے خوشی ہوئی، میں نے اشارے سے انہیں ابوجہل کو دکھادیا، جسے دیکھتے ہی وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور فوراً ہی اسے مار گرایا یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ (۱)

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ : بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا - فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا،لَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلاَ إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي،فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ

ایک روایت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا، میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نوعمر لڑکے تھے، میں نے آرزو کی کہ کاش!میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا، ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا چچا! آپ ابوجہل کو بھی پہچانتے ہیں؟میں نے کہا کہ ہاں!لیکن بیٹے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے، اس ذات کی قسم!جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مجھے مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہو گا، مر نہ جائے، مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی، پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں، ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) گھومتا پھر رہا تھا میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے، وہ سامنے (گھومتا پھرتا نظر آرہا) ہے، دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ (۲)

وَلَمَّا كَانَ يَوْمَئِذٍ، وَرَأَتْ بَنُو مَخْزُومٍ مَقْتَلَ مَنْ قُتِلَ، قَالُوا :أَبُو الحَكَمِ، لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ، فَإِنّ ابْنَيْ رَبِيعَةَ قَدْ عَجّلَا وَبَطِرَا، وَلَمْ تُحَامِ عَلَيْهِمَا عَشِيرَتُهُمَا. فَاجْتَمَعَتْ بَنُو مَخْزُومٍ فَأَحْدَقُوا بِهِ، فَجَعَلُوهُ فِي مِثْلِ الْحَرَجَةِ، وَأَجْمَعُوا أَنْ يَلْبَسُوا لَأْمَةَ أَبِي جَهْلٍ رَجُلًا منهم، فألبسوها عبد الله ابن الْمُنْذِرِ بِنِ أَبِي رِفَاعَةَ، فَصَمَدَ لَهُ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ فَقَتَلَهُ وَهُوَ يَرَاهُ أَبَا جَهْلٍ، وَمَضَى عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: خُذْهَا وَأَنَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطّلِبِ! ثُمّ أَلْبَسُوهَا أَبَا قَيْسِ بْنَ الْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: فَصَمَدَ لَهُ حَمْزَةُ وهو يراه أبا جهل فضربه فَقَتَلَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطّلِبِ!ثُمّ أَلْبَسُوهَا حَرْمَلَةَ بْنَ عَمْرٍو، فَصَمَدَ لَهُ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ فَقَتَلَهُ، وَأَبُو جَهْلٍ فِي أَصْحَابِهِ، ثُمّ أَرَادُوا أَنْ يُلْبِسُوهَا خَالِدَ بْنَ الْأَعْلَمِ، فَأَبَى أَنْ يَلْبَسَهَا يَوْمَئِذٍ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا ۳۹۸۸

(۲) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ ۳۱۴۱

واقدی کی روایت کے مطابق ابوجہل کے قبیلہ مخزوم کے افراد نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہو رہا ہے اور کفار کٹ کٹ کر گر رہے ہیں تو انہوں نے باہمی مشورہ سے طے کیا کہ ابوالحکم (ابوجہل) کو تنہا نہ چھوڑا جائے، پس ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے عجلت کی اور تکبر دکھایا اور ان کے عزیز واقارب بھی ان کے محافظ نہ بنے بنو مخزوم نے ان کو اپنے گھیراؤ میں لے لیا اور ان کو ایسے بنا دیا جیسا بکریوں کا ریوڑ ہوتا ہے، پھر ان افراد نے جمع ہو کر ابوجہل کے اطراف ایک حلقہ بنا لیا اور ابوجہل کو بچانے کے لئے باہمی مشورے سے ابوجہل کی زرہ اپنے لوگوں میں سے عبداللہ بن المنذری بن ابی رفاعہ کو پہنا دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کے دھوکے میں اسے قتل کر ڈالا اور وہ کہہ رہے تھے لے برداشت کر میں بنی عبدالمطلب میں سے ہوں، وہ زرہ پھر ابوقیس فاکہ بن مغیرہ کو پہنائی گئی، اس کو حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کے دھوکے میں قتل کر ڈالا اور کہہ رہے تھے میرے وار کو برداشت کر میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، وہ زرہ پھر حرملہ بن عمرو کو پہنائی گئی، مگر وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کا شکار ہو گیا اور ابوجہل اپنے ساتھیوں میں تھا، اس کے بعد لوگوں نے وہ زرہ خالد بن الاعلم کو پہنانا چاہی مگر اس نے قتل ہونے کے خوف سے انکار کر دیا۔ [1]

قَالَ مُعَاذُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْجُمُوحِ، أَخُو بَنِي سَلِمَةَ: وَهُمْ يَقُولُونَ: أَبُو الْحَكَمِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا جَعَلْتُهُ مِنْ شَأْنِي، فَصَمَدْتُ نَحْوَهُ، فَلَمَّا أَمْكَنَنِي حَمَلْتُ عَلَيْهِ،فَضَرَبْتُهُ ضَرْبَةً أَطَنَّتْ قَدَمَهُ بِنصْف سَاقه

اور معاذ بن عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا میں نے عہد کیا کہ میں ضرور اس تک پہنچوں گا اور میں کوشش کر کے اس کے قریب پہنچ ہی گیا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے اس کا پاؤں مع نصف پنڈلی کے اڑ گیا۔ [2]

ابن سعد کے مطابق ابوجہل کو گرانے میں عوف بن عفرا بھی شامل ہیں جو غالباً اپنے دو بھائیوں کو حملہ آور دیکھ کر شامل ہو گئے تھے، مگر ابوجہل کا زخم اتنا کاری نہ تھا کہ فوری طور پر موت واقع ہو جاتی مگر دونوں مجاہدین نے یہ سمجھا کہ وہ کیف کردار کو پہنچ گیا ہے اس لئے دونوں معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور قتل ابوجہل کی اطلاع دی،

فَقَالَ:أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟قَالاَ: لاَ،فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ:كِلاَكُمَا قَتَلَهُ ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نے پوچھا کہ کیا اپنی تلواریں تم نے صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تلواروں کا معائنہ کیا اور فرمایا دونوں قتل کرنے والے ہیں اور ابوجہل کا سارا ساز وسامان معاذ بن عمرو الجموح کو ملے گا۔ [3]

---

[1] مغازی واقدی ۱/۸۷

[2] ابن ہشام ۱/۶۳۴، تاریخ طبری ۲/۴۵۴

[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ ۳۱۴۱،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ اسْتِحْقَاقِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْقَتِيلِ۴۵۶۹

قَالَ مُعَاذُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، وَضَرَبَنِي ابْنُهُ عِكْرِمَةُ عَلَى عَاتِقِي، فَطَرَحَ يَدِي، فَتَعَلَّقَتْ بِجِلْدَةٍ مِنْ جَنْبِي، وَأَجْهَضَنِي الْقِتَالُ عَنْهُ، فَلَقَدْ قَاتَلْتُ عَامَّةَ يَوْمِي، وَإِنِّي لَأَسْحَبُهَا خَلْفِي، فَلَمَّا آذَتْنِي وَضَعْتُ عَلَيْهَا قَدَمِي، ثُمَّ تَمَطَّيْتُ بِهَا عَلَيْهَا حَتَّى طَرَحْتُهَا

معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم دونوں واپس ہوئے تو ابوجہل کے بیٹے عکرمہ (جو بعد میں مسلمان ہوگئے) پیچھے سے بائیں شانے پر ایک وار کیا جس سے میرا بایاں بازو شانہ کے پاس سے کٹ کر پشت کی طرف کھال سے لٹک گیا، معاذ رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر عکرمہ کا تعاقب کیا تو وہ بچ کر نکل گیا، معاذ رضی اللہ عنہ اسی حال میں لڑ رہے تھے لیکن ہاتھ کے لٹکنے کی وجہ سے نہ صرف تکلیف ہو رہی تھی بلکہ لڑنے میں رکاوٹ بھی ہو رہی تھی ،انہوں نے اس ہاتھ کو پیر کے نیچے دبا کر کھینچا تو تسمہ بھی الگ ہو گیا اور پھر جہاد میں مصروف ہو گئے۔ (۱)

اس طرح ابوجہل کے قتل کی کوشش کرنے اور زخمی کر کے گرا دینے والوں میں چار افراد شریک تھے، معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ، معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ، عوف بن عفرا رضی اللہ عنہ اور معاذ بن عمرو الجموع۔

زخمی ہو جانے اور گر جانے کے باوجود ابوجہل کے ہوش و حواس قائم تھے، جب معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ اور معاذ بن عمرو الجموع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہوئے تھے تو معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ اور عوف بن عفرا ابوجہل کو ختم کرنے کے لئے مسلسل وار کر رہے تھے مگر ابوجہل جو ایک قوی، چست اور آزمودہ کار جنگجو تھا اور اس نے زرہ بھی پہنی ہوئی تھی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تلوار سے مقابلہ کر رہا تھا اس لئے دونوں مجاہدین کے وار بے اثر ہو رہے تھے، اس دوران ابوجہل نے تلوار کے ایسے وار کیے کہ عوف بن عفرا رضی اللہ عنہ اور معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ جنہوں نے زرہ نہیں پہنی ہوئی تھیں یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے اور زخمی ابوجہل میدان جنگ میں پڑا رہا، اس کے جسم سے خون بہتا رہا جس سے وہ کمزور ہوتا چلا گیا تقریباً ستر سال کا ہونے کے باوجود اس کے حوش و حواس قائم رہے جب میدان بھاگنے والے کفار سے خالی ہو گیا تو

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو معلوم کرے کہ ابوجہل کا کیا حشر ہوا؟۔ (۲)

وَقَدْ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيمَا بَلَغَنِي- انْظُرُوا، إنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلَى، إلَى أَثَرِ جُرْحٍ فِي رُكْبَتِهِ، فَإِنِّي ازْدَحَمْتُ يَوْمًا أَنَا وَهُوَ عَلَى مَأْدُبَةٍ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُدْعَانَ، وَنَحْنُ غُلَامَانِ، وَكُنْتُ أَشَفَّ مِنْهُ بِيَسِيرٍ، فَدَفَعْتُهُ فَوَقَعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَجُحِشَ فِي إحْدَاهُمَا جَحْشًا لَمْ يَزَلْ أَثَرُهُ بِهِ.

ابن ہشام کے مطابق یہ بھی فرمایا اگر وہ مقتولین میں پہچانا نہ جائے تو گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس دعوت میں جب کہ ہم دونوں کم سن تھے مجھ میں اور اس میں کش مکش ہوئی تھی، میں اس کی نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا تھا مگر میں نے اسے

(۱) ابن ہشام ۱/۶۳۵، ابن اسحاق ۴۱۸، تاریخ طبری ۲/۴۵۵

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۶۲

دھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا تھا اور اس کے ایک گھٹنے پر خراش آ گئی تھی جس کا نشان اس پر آج تک دور نہیں ہوا۔ (۱)

فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، قَالَ: أَأَنْتَ، أَبُو جَهْلٍ؟قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ،قَالَ أَبُو جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ) نے اسے قتل کر دیا ہے مگر اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو ابوجہل ہے؟ پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ لی، ابوجہل نے کہا کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے تم نے آج قتل کر ڈالا ہے؟ یا اس نے یہ کہا کہ کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟ (یعنی میرا قتل باعث عار نہیں کیونکہ مجھے کسی جنگجو نے قتل کیا ہے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ اسے انصاری لڑکوں نے (جو کاشتکار تھے) قتل کیا ہے تو) کہنے لگا کاش! مجھے کاشتکاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔ (۲)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابوجہل کی گردن پر پاؤں رکھا ہوا تھا ابوجہل نے کہا اے سیاہ چرواہے! تجھے آج بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہے تو میری بکریاں چراتے چراتے آج اس مقام پر پہنچ گیا کہ تیرا پاؤں میری گردن پر رکھا ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! اسلام کا یہ اعزاز ہے جو اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ تجھ جیسے سرکش کی گردن میرے قدموں کے نیچے ہے، اب میرا ایک ہی کام باقی ہے کہ تیری گردن کاٹ کر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں اور میں تیرے سر کو بالوں سے گھسیٹتا ہوا لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے کنارہ پر جا کر ڈال دوں۔ (۳)

وعند ابن إسحاق والحاكم في حديث ابن مسعود :فَجِئْتُ بِرَأْسَهُ إلى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: هَذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللهِ أَبِي جَهْلٍ، فقال :آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فحلفت له،ثُمَّ أَلْقَيْتُ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللهَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر اس کی گردن کاٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی ہی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر میں نے اس کا سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (۴)

میں نے عرض کیا ہاں اللہ وحدہ لاشریک کی قسم! یہ ابوجہل ہی کا سر ہے، آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا اور کہا

الحمد لله الَّذِي أَخْزَاكَ وَأَعَزَّ الإِسْلَامَ

وہ ذات ہی تعریف کے قابل ہے جس نے کفار کو ذلیل ورسوا فرمایا اور اسلام اور اسلام قبول کرنے والوں کو عزت بخشی۔

---

(۱) ابن ہشام ۶۳۴/۱، ابن اسحاق ۴۱۷

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ عن انس وابن مسعود ۳۹۶۲، وبَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا عن انس ۴۰۲۰

(۳) سیرۃ ابن اسحاق ۴۱۸

(۴) شرح الزرقانی علی الموھب ۲۹۷/۲، ابن ہشام ۶۳۶/۱

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَخْزَاكَ هَذَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری امت کے اس فرعون کو ذلیل و رسوا فرمایا۔ (۱)

ایک روایت میں ہے ابوجہل کا سر دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو پورا فرمایا اور اپنے دشمن کو ذلیل و رسوا فرمایا۔ (۲)

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: ثُمَّ احتززت رَأْسَهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللهِ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ قَالَ: وَكَانَتْ يَمِينَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ، وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، ثُمَّ أَلْقَيْتُ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ الله

ایک روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور رسول اقدس کی خدمت میں لاکر آپ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اللہ کا دشمن ابوجہل کا سر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی ہی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں ابوجہل کا سر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پھینکا تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (۳)

فَخر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدا

اور بعض روایات میں ہے آپ ﷺ نے سجدہ شکر بھی ادا فرمایا۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،صَلَّى يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کو جب ابوجہل ملعون کا سر لانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ ﷺ نے شکر کے طور پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (۵)

اس روایت کی سند میں شعثا مجہول ہے اور سلمہ بن رجاء ضعیف ہے،

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَجَلَسْت عَلَى صَدْرِهِ، فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: يَا رُوَيْعِيَّ الْغَنَمِ، لَقَدْ ارْتَقَيْت مُرْتَقًى عَظِيمًا،فَقُلْت: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَكَّنَنِي مِنْ ذَلِكَ،فَقَالَ: لِمَنْ الدَّبْرَةُ؟ فَقُلْت: لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، فَقَالَ: مَاذَا تُرِيدُ أَنْ

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳٫۹۹۰

(۲) ابن اسحاق ۴۱۹

(۳) ابن ہشام ۱٫۶۳۶،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳٫۸۴

(۴) عمدۃ القاری ۳۹۶۲، ۱۷٫۸۶، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳٫۸۴

(۵) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ ۱۳۹۱

تَصْنَعُهُ؟ فَقُلْت: أَحُزُّ رَأْسَك، فَقَالَ: خُذْ سَيْفِي فَهُوَ أَمْضَى لِمَا تُرِيدُ، وَاقْطَعْ رَأْسِي مِنْ كَاهِلِي لِيَكُونَ أَهْيَبَ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ، وَإِذَا رَجَعْت إِلَى مُحَمَّدٍ فَأَخْبِرْهُ أَنِّي الْيَوْمَ أَشَدُّ بُغْضًا لَهُ مِمَّا كُنْت مِنْ قَبْلُ، فَقَالَ: قَطَعْت رَأْسَهُ وَأَتَيْت بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْت: هَذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللهِ أَبِي جَهْلٍ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللهُ أَكْبَرُ. هَذَا فِرْعَوْنِي وَفِرْعَوْنُ أُمَّتِي. كَانَ شَرُّهُ عَلَيَّ وَعَلَى أُمَّتِي أَعْظَمَ مِنْ شَرِّ فِرْعَوْنَ عَلَى مُوسَى وَأُمَّتِهِ، ثُمَّ نَفَّلَنِي سَيْفَهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے میں ابوجہل کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا ابوجہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اے بکریوں کے چرانے والے تو بہت اونچے مقام پر چڑھ کر بیٹھ گیا ہے، میں نے کہا اللہ ہی کی تعریف ہے جس نے مجھے یہ قدرت عطا فرمائی ہے، پھر پوچھا کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو فتح ونصرت عطا فرمائی ہے، پھر کہنے لگا تیرا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں تیرا سر قلم کرنے لگا ہوں، کہنے لگا بہت اچھا میرا سر میری تلوار سے کاٹنا جو بہت تیز ہے اس سے تیرا کام بہت جلد ہو جائے گا اور میرا سر شانوں کے پاس سے کاٹنا تا کہ دیکھنے والوں کی نظر میں ہیبتناک لگے، اور جب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچے تو کہنا کہ میرے دل میں تمہارا بغض وعداوت آج گزشتہ دنوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے، عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس کا سر کاٹا اور لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے اور اس کا پیغام بھی پہنچایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا یہ میرا اور میری قوم کا فرعون تھا جس کا شر وفتنہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے شر وفتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا، موسیٰ علیہ السلام کے فرعون نے مرتے وقت تو ایمان کا کلمہ پڑھا تھا مگر میری امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر وتکبر کے کلمات کہے، اور ابوجہل کی تلوار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔ [1]

عَنْ قَتَادَةَ :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنًا، وَإِنَّ فِرْعَوْنَ هَذِهِ الأُمَّةِ أَبُو جَهْلٍ

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے اور میری امت کا فرعون ابوجہل ہے۔ [2]

فَلَمَّا قُتِلَ أَبُو جَهْلٍ يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ:قَدْ قَتَلَ اللَّهُ قَاتِلَ أُمِّكَ .

جب غزوہ بدر میں یہ فرعون امت ابوجہل دو بچوں کے ہاتھ قتل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماں (سمیہ رضی اللہ عنہا) کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ [3]

اپنی مسلسل ناکامی کے بعد مکی لشکر میں اب وہ پہلا سا جوش وولولہ نہ رہا تھا، اب ان کے نوجوان پہلے کی طرح تلواریں لہراتے ہوئے آگے بڑھنے میں جھجک سی محسوس کر رہے تھے اور ان کی کوششیں اسلامی لشکر کی صف تک پہنچنے سے قبل ہی مدھم پڑنا شروع ہو رہی تھی، حملے کی تندی وشدت میں یہ کمی مجاہدین کے محسوس کرنے سے قبل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کر لی تھی، اب دفاع کے بجائے جوابی حملہ کا وقت تھا اور اسی لمحہ

[1] شرح السير الكبير ۱٫۶۰۰

[2] عيون الأثر ۱٫۳۰۵، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴٫۴۹، السيرة الحلبية ۲٫۲۳۹، شرح الزرقاني على المواهب ۲٫۲۹۷

[3] ابن سعد ۸٫۲۰۷

کا آپ ﷺ انتظار فرما رہے تھے، سورج ڈھلنے والا تھا غالباً تیسری بار رسول اللہ ﷺ محاذ پر تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین کے اشارے سے تین مرتبہ

شَاهَتِ الْوُجُوهُ! ثُمَّ نَفَحَهُمْ بِهَا، وَقَالَ لأَصْحَابِهِ:شُدُّوا، فَكَانَتِ الْهَزِيمَةُ

یہ چہرے خراب ہوئے کہہ کر آپ نے جھک کر زمین سے مٹھی بھر کنکر اٹھائے، ان پر دعائے خیر و برکت کے کلمات فرمائے اور دشمن پر پھینکتے ہوئے مجاہدین کو حکم فرمایا اب حملہ کرو، انہیں شکست فاش ہو گی۔ [1]

اب کوئی مجاہد رک نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اسے روکا جا سکتا تھا، گنتی کے جانباز صف کی صورت میں سیل بے پناہ کی طرح بڑھے جا رہے تھے، اسی وقت گرد آلود آندھی شروع ہو گئی جس کا رخ جبل اسفل کی طرف تھا چنانچہ کفار کا لشکر اسی مقام پر مسلمانوں کے مقابل صف بندی پر مجبور تھا اس لئے مشرکین میں کوئی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ ناک اور منہ مین یہ مٹی نہ پہنچی ہو، مشت خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا، مسلمانوں نے ان پر تابڑ توڑ حملے کیے اور ان کو دباتے ہوئے دور تک چلے گئے، کفار میں بھگدڑ مچ گئی اور ان کے قدم اکھڑ گئے اور پھر وہ جمع ہو کر مقابلہ کا تصور بھی نہ کر سکے اور ان کے جمع ہونے کے لئے قریب ہی کوئی موزوں مقام ہی نہ تھا اور نہ ہی جمع کرنے اور دوبارہ حملہ کرنے کے لئے کوئی موزوں شخصیت ہی تھی، ان کے وہ لیڈر جو انہیں میدان جنگ میں روکنا چاہتے تھے اور ان کی ہمت بندھا رہے تھے پیچھے رہ گئے۔ مشرکین مکہ کے پیچھے پہاڑ تھا جس پر وہ چڑھ نہیں سکتے تھے، سامنے مسلمان تھے جو بڑے حوصلے، بہادری اور بے جگری سے لڑ رہے تھے، اپنے بائیں جانب یعنی الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا کی طرف بھاگنا بالآخر موت یا گرفتاری کی دعوت دینا تھا، افراتفری میں بھاگنے کے لئے ان کے پاس صرف وہی راستہ تھا جدھر سے آگے بڑھے تھے، اسی راستے سے بیک وقت ساڑھے نو سو انسانوں، سو یا دو گھوڑ سواروں اور کئی سو اونٹوں کا نکلنا مشکل تھا، اس کے علاوہ کفار مکہ کی اکثریت زرہیں پہنے ہوئی تھے، زرہیں کے بوجھ سے تیزی سے فرار ہونا بھی مشکل تھا، اس کے برعکس مسلمانوں کی اکثریت ہلکی پھلکی تھی، کفار اپنے آپ کو ہلکا کرنے کے لئے اپنی زرہیں پھینک پھینک کر فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ یہیں پر ان بڑے بڑے نامور بہادر اور جانباز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے اور کفار اپنی افرادی قوت، وافر تعداد آلات حرب اور سامان رسد کی کثرت کے بل بوتے بازی نہ لے جا سکے۔

وَكَانَ مِنْ شَيَاطِينِ قُرَيْشٍ

نوفل بن خویلد جو قریش کا ایک رئیس اور قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھا۔ [2]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ، اكْفِنِي نَوْفَلَ بْنَ خُوَيْلِدٍ!

اس کے لئے غزوہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اے اللہ تو نوفل بن خویلد سے انتقام لے۔ [3]

---

[1]

[2] ابن ہشام ۱/۲۸۲، الروض الانف ۳/۱۴۱

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۹۴

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إنّ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمُ الْعَلَاءِ وَالرّفْعَةِ! فَلَمّا رَأَى قُرَيْشًا قَدْ انْكَسَرَتْ جَعَلَ يَصِيحُ بِالْأَنْصَارِ: مَا حَاجَتُكُمْ إلَى دِمَائِنَا؟ أَمَا تَرَوْنَ مَا تَقْتُلُونَ؟ أَمَا لَكُمْ فِي اللّبن ما حَاجَةٍ؟فَيَصْمُدُ لَهُ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ فَيَضْرِبُهُ، فَنَشِبَ سَيْفُ عَلِيّ فِي حَجَفَتِهِ سَاعَةً، ثُمّ نَزَعَهُ فَيَضْرِبُ سَاقَيْهِ، وَدِرْعُهُ مُشَمّرَةٌ، فَقَطَعَهُمَا، ثُمّ أَجْهَزَ عَلَيْهِ فَقَتَلَهُ

یہ چلا چلا کر اپنے ساتھیوں کی مختلف طریقوں سے ہمت افزائی کر رہا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ قریش اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلے ہیں اور وہ خود بھی بے بسی کے عالم میں ہے تو اپنی جان بچانے کے لئے انصار مدینہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اگر مال کی حاجت ہو تو مجھے اسیر کرلو، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس پر نگاہ پڑ گئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے اس پر شاہین کی طرح جھپٹ پڑے اور چشم زدن میں اسے قتل کر ڈالا۔ [1]

قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِى طَالب عَلَيْهِ السَّلَام يَوْمَ بَدْرٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن طالب نے ہی اس کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ [2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَهُ عِلْمٌ بِنَوْفَلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ؟فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا قَتَلْتُهُ، قَالَ: فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَجَابَ دَعْوَتِي فِيهِ

جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا کسی کو نوفل بن خویلد کا بھی حال معلوم ہے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر بلند کی، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں میری دعا قبول فرمائی۔ [3]

وَيُقَالُ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

لشکر کفار میں میں قریش کا ایک اور رئیس عاص بن سعید بھی تھا وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنے انجام کا پہنچا۔ [4]

وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَرِيشِ، وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَائِمٌ عَلَى بَابِ الْعَرِيشِ، الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ ، فِي نَفَرٍ مِنْ الْأَنْصَارِ يَحْرُسُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخَافُونَ عَلَيْهِ كَرَّةَ الْعَدُوِّ، وَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذُكِرَ لِي فِي وَجْهِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْكَرَاهِيَةَ لِمَا يَصْنَعُ النَّاس، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاَللَّهِ لَكَأَنَّكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمَ؟ قَالَ: أَجَلْ وَاَللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ، كَانَتْ أَوَّلَ وَقْعَةٍ أَوْقَعَهَا (الله) بِأَهْلِ الشِّرْكِ.فَكَانَ الْإِثْخَانُ فِي الْقَتْلِ بِأَهْلِ الشِّرْكِ أَحَبَّ إلَيَّ مِنْ اسْتِبْقَاءِ الرِّجَالِ

[1] مغازی واقدی ۹۱/۱

[2] ابن ہشام ۲۸۴/۱

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی ۸۴/۳،مغازی واقدی ۹۱/۱

[4] ابن ہشام ۶۴۴/۱

رسول اللہ ﷺ عریش کے باہر کھڑے ہو کر میدان کارزار کا معائنہ فرما رہے تھے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چند انصار کے ساتھ تلوار لے کر حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے تھے، اس خیال سے کہ کہیں دشمن آپ پر پلٹ نہ پڑیں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار اس درجہ نمایاں ہیں کہ گویا کراہت اور ناگواری کوئی محسوس چیز ہے جو سعد رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں رکھی ہوئی نظر آتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ! غالباً تجھ کو لوگوں کی کاروائی اچھی نہیں معلوم ہوتی؟ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ پہلا حادثہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا ہے، میرے نزدیک اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں کا قتل اور خونریزی ان کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ [1]

اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے طلوع آفتاب سے زوال آفتاب کے درمیان چند گھنٹوں میں مسلمانوں کو فتح مند فرمایا

فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ، وَأَسَرُوا سَبْعِينَ

کفار کے ستر آدمی جن میں بڑے بڑے سردار تھے نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اور ستر افراد گرفتار ہو گئے۔ [2]

چوبیس جہنم رسید ہونے والوں میں فرعون امت ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف جیسے سردار شامل تھے، جنگوں میں مقتولین کی نسبت زخمی تین یا چار گنا زیادہ ہوتے ہیں، ان بھاگنے والوں میں کتنے زخمی تھے اور مشرکین مکہ کے حلیف قبائل کے کتنے آدمی مارے یا زخمی ہوئے ان کی تفصیل کا علم نہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ اسلامی لشکر کے حملہ کی شدت کی تاب نہ لا کر حملے کے آغاز ہی میں راہ فرار اختیار کی ہو۔

ایک چھوٹے سے بے سروساماں لشکر نے اپنے سے تین گناہ کے لشکر کو جو اسلحہ سے لیس تھا شکست فاش دے دی تھی، اگر مجاہدین اس پر فخر کرتے تو حق بجانب تھے مگر یہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے یہ سپاہی فخر وغرور سے بہت بلند تھے، اس لیے حق وباطل کے اس پہلی عظیم الشان کامیابی پر ان کے سر رب ذوالجلال کے حضور عجز ونیاز اور حمد وستائش کے لئے جھک گئے جس نے انہیں فتح عظیم عطا فرمائی تھی۔

کیا رسول اللہ ﷺ قافلہ لوٹنے کے لئے نکلے تھے

○ رسول اللہ ﷺ کا بہترین خبر رسانی کا نظام تھا آپ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان بن حرب، بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس کی مالیت کا اندازہ تقریباً پانچ لاکھ درہم ہے شام سے لوٹ رہا ہے، اور اس قافلہ کے محافظ تیس یا چالیس آدمی ہیں، یہ خبر سن کر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا۔

[1] ابن ہشام ۶۲۸؍۱،الروض الانف۹۰؍۵، عیون الآثر۳۰۰؍۱،تاریخ طبری ۴۴۹؍۲،سیرۃ النبویۃلابن کثیر۴۳۶؍۲

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِعن عمر ۴۵۸۸،عیون الآثر۲۹۹؍۱،البدایۃ والنہایۃ۳۴۱؍۳،شرف المصطفی۱۳۰؍۴،دلائل النبوۃ لابن نعیم۴۷۴؍۱،دلائل النبوۃللبیہقی ۵۱؍۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴۲۶؍۲

هَذِهِ عِيرُ قُرَيْشٍ فِيهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللهَ يُنْفِلُكُمُوهَا. فَانْتَدَبَ النَّاسُ فَخَفَّ بَعْضُهُمْ وَثَقُلَ بَعْضُهُمْ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ لَمْ يَظُنُّوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يلقى خربا

یہ قریش کا قافلہ ہے جس میں ان کا قیمتی سامان ہے باہر نکلو اور شاید اللہ یہ تمہیں انعام کے طور پر عطا کر دے، لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا بعض نے خوشی سے اور بعض نے بے دلی سے، اس لئے کہ ان کو ہر گز یہ توقع نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کریں گے۔ (۱)

واقدی بھی یہی لکھتا ہے کہ وہ قافلہ لوٹنے کی غرض سے روانہ ہوئے تھے مگر کچھ صفحوں کے بعد لکھتا ہے کہ بدر جاتے ہوئے راستے میں جب خبیب بن یساف نے اسلامی لشکر میں شامل ہونے کی اجازت چاہی

فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجَن مَعَنَا رَجُلٌ لَيْسَ عَلَى دِينِنَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمارے دین میں شامل نہیں وہ ہمارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا۔ (۲)

یعنی ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی روانگی قافلہ کو لوٹنے کے لئے نہیں بلکہ جہاد کے لئے تھی، اسی طرح ابن اسحاق کے بیان کے آخری الفاظ کہ لوگوں کو ہر گز یہ توقع نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کریں گے، اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کے وقت اور راستہ میں لڑائی کے امکانات سے واقف تھے اور حالانکہ آپ ﷺ نے لڑائی کے امکانات کا ذکر فرمایا مگر لوگوں کو یہ توقع نہ تھی لہٰذا قافلہ لوٹنے کا ارادہ درست معلوم نہیں ہوتا۔

- اس کے علاوہ اگر قافلہ ہی لوٹنا تھا جس کے ہمراہ صرف تیس یا چالیس محافظ تھے تو پھر پہلے سرایات اور غزوات کے مطابق ساٹھ یا ستر مہاجرین کا ایک دستہ لے کر روانہ ہوتے آخر اب لشکر کی تعداد بڑھانے کے لئے انصار کو کیوں شامل کیا گیا۔
- بدر کا مقام مدینہ منورہ سے تقریباً بانوے میل یعنی چار منزلیں اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ایک سو ساٹھ میل یعنی دس منزلوں کے قریب ہے، اور بین الاقوامی شاہراہ بدر سے پندرہ سولہ میل کے قریب ہے یعنی بین الاقوامی شاہراہ مدینہ منورہ کے قریب تھی اور مکہ مکرمہ سے دور، اگر رسول اللہ ﷺ کو قافلہ لوٹنا ہوتا تو آپ مکی لشکر کے پہنچنے سے بہت پہلے تیز رفتار اور علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف دستہ کے ساتھ اس پر قبضہ کر چکے ہوتے، اور اگر ابو سفیان نے اپنے قافلہ کا راستہ بدل دیا تھا تو تب بھی قافلہ کو لوٹنا کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ قافلہ تیز رفتاری سے حرکت نہیں کر سکتا اور تیز رفتار لشکر کے لئے سست رفتار تجارتی قافلہ کا تعاقب مشکل نہیں ہوتا، اور رسول اللہ ﷺ کا تعاقب یا تعاقب کی خواہش کی کوئی روایت نہیں ملتی۔
- جب اتنے بڑے لشکر کی موجودگی میں قافلہ لوٹنے کے امکانات ضائع ہو چکے تھے بلکہ قافلہ ہاتھ سے نکل چکا تھا اور آپ دفاع مدینہ کی غرض سے اس غزوہ پر روانہ نہیں ہوئے تھے تو آپ مدینہ واپس کیوں نہ لوٹ گئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو علم تھا کہ اہل مکہ ایک منصوبے کے تحت لڑائی کی غرض سے آرہے ہیں اور اگر مسلمانوں نے ان کا سامنا مدینہ منورہ سے دور کسی مقام پر نہ کیا تو یہ لشکر مدینہ کے محاصرے کی

---

(۱) ابن ہشام ۶۰۶/۱، الروض الانف ۶۰/۵، تاریخ طبری ۴۲۷/۲

(۲) مغازی واقدی ۴۷/۱

غرض سے بڑھتا ہی چلا آئے گا۔

○ اہل مکہ کو جب ضمضم سے ڈرامائی خبر ملی تو اگر انہیں واقعۃً ہی اپنے قافلہ کا خوف ہوتا تو فوراً نکل کھڑے ہوتے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے تین چار دن مکہ میں تیاریوں میں گزارا، ظاہر ہے کہ ان کی روانگی کے وقت ان کے قافلے کو کسی طرح کا خطرہ درپیش نہ تھا بلکہ ان کی روانگی کسی ماقبل کے منصوبے کے تحت عمل میں آئی تھی۔

○ مکی لشکر میں ان کے حلیف بنوغطفان اور بنوسلیم کے دستے بھی موجود تھے، یہ دونوں قبیلے نجد کے رہنے والے تھے، یا تو یہ دونوں قبیلے قریش کے لشکر کے ساتھ آئے تھے یا انہوں نے مکی لشکر کے ساتھ بدر کے مقام سے جنوب کی جانب سے الحاق کیا تھا یعنی مکی لشکر نے ان ایام میں بدر پہنچنے کا منصوبہ بہت پہلے تیار کیا ہوگا، یہ فیصلہ یا منصوبہ ضمضم کے مکہ پہنچنے کے بعد کا نہیں ہوسکتا، اگر یہ منصوبہ ماقبل نہ ہوتا تو خیبر کے نزدیک کے نجدی قبائلی دستے بدر کی لڑائی میں مکی لشکر کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر لڑائی میں شرکت نہیں کر سکتے تھے۔

○ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے باہر نکل کر کم عمر جوانوں کو واپس فرمادیا اگر یہ سفر قافلہ لوٹنے کی غرض سے ہوتا تو جب کہ قافلے کے ساتھ صرف تیس یا چالیس محافظوں کی موجودگی بھی مسلم تھی تو پھر کم عمر جوانوں کو ساتھ لے چلنے پر آپ کو کسی طرح کا اعتراض نہ ہوتا۔

○ ہر متمدن دور میں پروپیگنڈے کے ذریعے یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ خود کو حق بجانب قرار دلوانے کے لئے اپنے حملوں کو دشمن کا حملہ ثابت کیا جائے، ہجرت کے بعد سے مکہ نے جو طریق کار اختیار کیا تھا اور اب تک وہ جو کاروائیاں کر چکے تھے اس کا چرچا یقیناً جزیرۃ العرب کے مختلف حصوں میں ہوا ہوگا، ملک میں امن وامان کا قیام ہر قبیلہ کے مفاد میں تھا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جو اختلافات پیدا ہو چکے تھے وہ بین الاقوامی شاہراہ کے دائیں بائیں اہم علاقہ پر ناخوشگوار اثر ڈال رہے تھے ممکن ہے کہ بعض قبائل نے مکہ کے مدینہ کے خلاف جارحانہ رویہ پر نکتہ چینی کی ہو، دوسری طرف مکہ کسی طور پر مدینہ کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا تھا اس مخمصے کا ایک ہی حل ہوسکتا تھا کہ مدینہ پر یکبارگی شدت سے حملہ کیا جائے اور اسے ابوسفیان کے بڑے تجارتی قافلہ کے دفاع سے تعبیر کیا جائے، اس طرح عظیم دشمن مدینہ کا خاتمہ بھی ہو سکے گا اور دنیا مکہ کی طرف انگشت نمائی بھی نہیں کر سکے گی، سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ مکہ کے قریب قیام پذیر بنی بکر اور اہل قریش میں اختلافات تھے، اگر پورا مکہ مدینہ کے خلاف روانہ ہوجاتا تو خدشہ تھا کہ بنی بکر ان کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر میں مکہ پر حملہ کر دیتے۔ (ابن اسحاق ۳۹۵) چنانچہ بنو بکر کو سمجھانے بجھانے کے لئے پہلے یہ ضروری تھا کہ یہ مشہور کر دیا جائے کہ مدینہ نے مکی قافلے کو لوٹنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس قافلے کی حفاظت کے لئے پورے مکی لشکر کو آگے بڑھ کر راستہ بھر حفاظت مہیا کرنی ہے، اس کے علاوہ اہل مکہ کو علم تھا کہ بنوضمرہ اور بنو مدلج مسلمانوں کے حلیف ہیں، ان کو بھی یہ باور کرانا تھا کہ مدینہ بین الاقوامی شاہراہ پر تجارتی قافلہ لوٹنے کی مجرمانہ کاروائی کر رہا ہے اس لئے مکہ اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے مدینہ کے خلاف لشکر کشی میں حق بجانب ہے، اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے اندر بھی ایسا عنصر موجود تھا جو مکی مدنی کشمکش کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا تھا، انہیں بھی خاموش کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مکہ کی لشکر کشی کو حفاظتی تدبیر بتایا جائے۔

○ اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ میں بروقت اطلاع مل چکی تھی کہ مکہ اپنے حلیفوں بنوغطفان وغیرہ کے ساتھ ایک

بڑا لشکر لے کر مدینہ کی طرف آ رہا ہے اور لڑائی کے امکانات روشن ہیں، یہ خبر تمام افراد کے علم میں تھی ورنہ بعض افراد کو لڑائی کے نام سے خطرہ محسوس نہ ہوتا اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ مقابلہ کے لئے انصار کو بھی لشکر میں شامل کیا جائے۔

○ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت مدینہ منورہ میں کی گئی مگر جب قافلہ لوٹنے کا ایک غلط مفروضہ تسلیم کر لیا گیا تو مفروضے کا سقم دور کرنے کے لئے اجتماع ملت کو بدر پہنچنے سے ایک منزل قبل ذفران کے مقام پر رکھا گیا، مگر یہ صحیح نہیں۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ مدینہ منورہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی لشکر کے روانگی کی خبر موصول ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجلاس علام طلب فرمایا جو مدنی زندگی میں نئی بات تھی کیونکہ اس سے قبل سرایا یا غزوات کے لئے اس طرح کے اجتماع کی ضرورت نہیں پڑی تھی، مکی دستوں کا مقصد شاہراہ شام کے اطراف مدینہ کے اثر ورسوخ کو کم کرنا اور اگر موقع ملے تو مدینہ پر چھاپہ مارنے کا ہوتا تھا اور ان کی تعداد کسی موقع پر تین سو سے زائد نہیں ہوئی تھی، مگر یہ دستے مدینہ کا وجود مٹانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے یا کم از کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ انہیں روکنے کے لئے پوری ملت کے وسائل یکجا کیے جائیں، مگر اس مرتبہ مکہ کے پیش نظر جو مقصد تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے جو طاقت وہ استعمال کر رہا تھا اس کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت کا علام اجلاس طلب کرنا مناسب خیال فرمایا تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موقع کی نزاکت کا احساس بھی ہو جائے اور وہ اس قدر خوفزدہ بھی نہ ہو جائیں کہ لشکر میں بے دلی کی فضا چھا جائے، دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن سے ہی توقع تھی کہ قریش اپنی طاقت جمع کر کے ایک نہ ایک دن مسلمانوں کر صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مدینہ کے خلاف یلغار کریں گے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میثاق مدینہ میں دفاع مدینہ کے متعلق دفعات ہرگز شامل نہ فرماتے، چنانچہ دشمن کو اپنے مقاصد بد سے روکنے کے لئے اب ضروری تھا کہ ایسے لوگوں کو ساتھ لے جایا جائے جو اخلاق و کردار میں بلند معیار کے حامل ہوں اور حق و باطل کے پہلے معرکہ میں میدان جنگ میں ثابت قدم رہ سکیں، کیونکہ چند لوگ ابھی موجود تھے جو خود کو دائرہ اسلام میں شمار کرتے تھے مگر ابھی ایمان کے اس درجہ پر نہیں پہنچے تھے جہاں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اپنے لئے سعادت اور بلند ترین مقام کا انعام سمجھتے، اس لئے ایسے لوگوں کو جو لڑائی کے امکانات کی خبر سنتے ہی خوفزدہ ہو گئے تھے انہیں مدینہ ہی میں چھوڑ دیا گیا تھا تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سے ڈرنے والے لشکر میں بے دلی پیدا کر دیں، جبکہ جو مدنی لشکر بدر کی جانب روانہ ہوا تھا اس نے میدان جنگ میں انتہائی صبر و ثبات کا ثبوت پیش کیا تھا، ان تین سو تیرہ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو لڑائی کی خبر سن کر ہی خوفزدہ ہو گئے۔

کفار کے مقتولین کی تدفین:

اس دن شدید گرمی تھی اس لئے لاشیں جلد ہی سڑنے لگیں،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى، قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ، وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں اس لئے اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے (بدر کے میدان میں) مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی

پائیں،اس دن بڑی گرمی تھی اور سورج نے ان کی لاشوں کو بدبودار کر دیا تھا۔ ⁽¹⁾

أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَتْلَى أَنْ يُطْرَحُوا فِي الْقَلِيبِ ، طُرِحُوا فِيهِ

چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم فرمایا کہ کفار (کے چوبیس سرداروں) کی لاشوں کو (ایک نہایت خبیث ناپاک اور گندے) کنوئیں میں ڈال دو،چنانچہ تمام سرداران مکہ کی لاشوں کو ایک ہی کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ ⁽²⁾

سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بتاتے جارہے تھے کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے،یہ فلاں ابن فلاں ہے

فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيمَا بَلَغَنِي فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ، فَإِذَا هُوَ كَئِيبٌ قَدْ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، فَقَالَ:يَا أَبَا حُذَيْفَةَ، لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَأْنِ أَبِيكَ شَيْءٌ؟ أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا شَكَكْتُ فِي أَبِي وَلَا فِي مَصْرَعِهِ،وَلَكِنَّنِي كُنْتُ أَعْرِفُ مِنْ أَبِي رَأْيًا وَحِلْمًا وَفَضْلًا، فَكُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَهْدِيَهُ ذَلِكَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ مَا أَصَابَهُ، وَذَكَرْتُ مَا مَاتَ عَلَيْهِ مِنَ الْكُفْرِ، بَعْدَ الَّذِي كُنْتُ أَرْجُو لَهُ، أَحْزَنَنِي ذَلِكَ،فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْرٍ، وَقَالَ لَهُ خَيْرًا

جب عتبہ بن ربیعہ کی لاش کو ٹانگ سے پکڑ اور گھسیٹ کر کنوئیں میں ڈالنے کے لئے لایا جارہا تھا تو اپنے والد کی یہ حالت دیکھ کر ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا چہرہ متغیر ہو گیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے چہرے پر رنج وغم کے آثار دیکھے تو فرمایا اے ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ! کیا اپنے والد کی یہ حالت دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزر رہا ہے،ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! واللہ کوئی خیال نہیں،بات صرف اتنی سی ہے کہ میرا والد صاحب الرائے،حلیم،بردبار اور صاحب فضل تھا،اس لئے اس کی فہم وفراست سے امید تھی کہ وہ اسے اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی،لیکن جب اسے کفر پر مرتے دیکھا تو رنج ہوا،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ ⁽³⁾

غَيْرَ أُمَيَّةَ، أَوْ أُبَيٍّ، فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبِئْرِ

مگر امیہ بن خلف کی لاش دوسرے مشرکین مکہ کے ساتھ کنوئیں میں نہ ڈالی جا سکی کیونکہ وہ بہت جسیم تھا،صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے اس کی لاش کو پکڑ کر گھسیٹا تو کنوئیں تک پہنچتے پہنچتے اس کے تمام جوڑ علیحدہ ہو گئے اس لئے وہیں مٹی میں دبا دی گئی۔ ⁽⁴⁾

باقی لوگوں کی لاشوں کو کسی اور جگہ ڈلوا دیا گیا

وَأَمَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ بِقَبْضِ الْغَنَائِمِ وَحَمْلِهَا

جب سورج غروب ہونے لگا میدان بدر سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مال غنیمت جمع کرنے

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ، وَعُتْبَةَ، وَالوَلِيدِ، وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَهَلاَكِهِمْ ۳۹۶۰، مسنداحمد ۳۷۷۵

(2) ابن ہشام۶۳۸/۱،الروض الانف۱۰۴/۵،عیون الآثر۳۰۶/۱

(3) ابن ہشام ۶۳۸/۱

(4) صحیح بخاری كِتَابُ الجِزْيَةِ والموادعه بَابُ طَرْحِ جِيَفِ المُشْرِكِينَ فِي البِئْرِ، وَلاَ يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ عن عبدالله۳۱۸۵

اور اونٹوں پر لادنے کا حکم فرمایا۔[1]

اس کے بعد مال غنیمت کو اکٹھا کیا گیا

وَيُقَالُ صَلّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْأُثَيْلِ

پھر سب مجاہدین، قیدیوں اور مال غنیمت کے ساتھ وادی بدر سے دو میل دور وادی اثیل میں جو مدینہ منورہ کے راستے میں ہے تشریف لائے اور نماز عصر ادا فرمائی اور وہیں شب بسر فرمائی۔

کفار کے اسیر: گرفتار ہونے والوں میں سے چند کے نام کچھ یوں ہیں۔

سائب بن عبید	حویرث بن عباد	سالم بن شداخ	ابوجہل کا بھائی خالد بن ہشام	نعمان بن عمرو	حارث بن ابی وحرہ
عتبہ بن عمرو	عقبہ بن عمرو	امیۃ بن ابی حذیفہ	ابوریشہ بن ابی عمر	عمرو بن ارزق	عقبہ بن عبد الحارث
عدی بن الخیار	عثمان بن عبد شمس	عبد الرحمٰن بن مشنوء	طفیل بن ابی قنیع	ابو العاص بن نوفل	ولید بن ولید بن مغیرہ
صیفی بن ابی رفاعہ	عمرو بن ابوسفیان	ربیعہ بن دراج	ابوعزہ عمرو بن عبد اللہ	فاکہ مولیٰ امیۃ بن خلف	ابوثور
عزیر بن عمیر عبدری	اسود بن عامر	ابو المنذر بن ابی رفاعہ	سروۃ بن قیس	حنظلۃ بن قبیصہ	

ابوعزیز بن عمیر بھی تھا جو کفار کا علم بردار تھا، وہب بن عمیر انہیں رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا۔

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد بن زمعہ (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

نسطاس مولیٰ امیہ بن خلف (غزوہ احد کے بعد مسلمان ہو گئے تھے)

قیس بن سائب مخزومی (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تجارت تھا اور بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

سہیل بن عمرو (بعد میں مسلمان ہوئے تھے)

عبد اللہ بن ابی بن خلف (فتح مکہ میں مسلمان ہوئے)

خالد بن اعلم، ابو دواعہ سہمی (فتح مکہ میں مسلمان ہوئے)

فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا کے بھائی سائب بن ابی جیش (فتح مکہ میں اسلام قبول کیا)

---

[1] مغازی واقدی ۱/۱۱۳

عبد اللہ بن ابی السائب (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

ابو عطاء مطلب بن حظب (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب جن کو کعب بن عمرو ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

وَكَانَ أَبُو الْيُسْرِ رَجُلا مَجْمُوعًا، وَكَانَ الْعَبَّاسُ رَجُلا جَسِيمًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ لأَبِي الْيُسْرِ: كَيْفَ أَسَرْتَ الْعَبَّاسَ يَا أَبَا الْيُسْرِ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ أَعَانَنِي عَلَيْهِ رَجُلٌ مَا رَأَيْتُهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَلا بَعْدَهُ، هَيْئَتُهُ كَذَا وَكَذَا،قَالَ رَسُولُ اللهِ : لَقَدْ أَعَانَكَ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَرِيمٌ

عباس قوی اور جسیم تھے، جبکہ ابو الیسر رضی اللہ عنہ نحیف الجسم اور ضعیف القوی اور قصیر القامت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الیسر سے فرمایا اے ابو الیسر رضی اللہ عنہ! تو نے عباس کو کیسے گرفتار کیا؟ ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص نے میری مدد کی جس کو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی وہ بعد میں دکھائی دیا اور اس کی ہیئت ایسی اور ایسی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ایک محترم فرشتے نے تیری مدد کی۔ [1]

عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

نوفل بن حارث جن کو عبید رضی اللہ عنہ بن اوس نے گرفتار کیا تھا (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

داماد رسول ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے)

آپ کے شدید دشمن نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط لَعَنَهُ اللهُ بھی تھے، اسی عقبہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھ لا کر رکھی تھی اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر اوجھ کو کمر سے ہٹایا تھا۔

ایک مرتبہ جب آپ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گھونٹنے لگا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر بچایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی۔

اللهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلأَ مِنْ قُرَيْشٍ، اللهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ، شَكَّ شُعْبَةُ۔ [2]

مَا أَنَا بِالَّذِي أَرْضَى عَنْكَ أَبَدًا حَتَّى تَأْتِيَهُ فَتَبْزُقَ فِي وَجْهِهِ وَتَطَأَ عَلَى عُنُقِهِ

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اسی بد بخت عقبہ نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر تھوکا تھا پیروں تلے ان کی گردن کو روند ڈالو۔ [3]

---

[1] تاریخ طبری ۲/۴۶۳

[2] دلائل النبوة للبیہقی ۲/۲۷۸

[3] دلائل النبوة لابی نعیم ۱/۴۷۰

اور اس نے منصب نبوت کی بار بار توہین کی تھی۔

شہدائے بدر:

مجاہدین اسلام سے چھ مہاجرین عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث، کم سن صحابی عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص جو سولہ سال کی عمر میں شہادت سے سرخ رو ہوئے، عاقل رضی اللہ عنہ بن البکیر چونتیس سال کی عمر میں شہادت سے سرخ رو ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ سابقون اولون میں سے تھے، یہ دار ارقم میں مشرف باسلام ہوئے تھے، پہلے ان کا نام غافل تھا رسول اللہ ﷺ نے غافل کے بجائے عاقل نام رکھا،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ , قَالَ: مِهْجَعٌ مَوْلَى عُمَرَ يَحْمِلُ وَيَقُولُ: أَنَا مِهْجَعٌ , وَإِلَى رَبِّي أَرْجِعُ

سعد بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مہجع بن صالح، قریش سے قتال کی وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے میں مہجع ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ (۱)

ذو الشمالین عمیر رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو، صفوان بن وہب یا صفوان بن بیضاء۔ دو انصار قبیلہ اوس سے مبشر رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر، سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ جنہوں نے عمرو بن عبدو یا طعیمہ بن عدی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا اور پانچ انصار قبیلہ خزرج سے معوذ رضی اللہ عنہ بن الحارث، عوف رضی اللہ عنہ بن الحارث جو ماں کے نام سے عوف رضی اللہ عنہ بن عفرا بھی کہلاتے تھے، عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام، یزید رضی اللہ عنہ بن حارث، رافع رضی اللہ عنہ بن معلیٰ اور حارثہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ شہید ہوئے، اس طرح کل چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا،

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلَى بَدْرٍ

جنگ کے بعد شہدائے بدر پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور ان کو ایک ہی جگہ دفن کر دیا گیا۔ (۲)

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ مَاعِصٍ جُرِحَ بِبَدْرٍ فَمَاتَ مِنْ جُرْحِهِ بِالْمَدِينَةِ

قبیلہ خزرج کے معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ جو غزوہ بدر میں بہت زخمی ہو گئے تھے واپس لوٹنے کے بعد مدینہ میں ان ہی زخموں کی وجہ سے انتقال ہوا۔ (۳)

مال غنیمت:

دور جاہلیت میں جنگ وجدل اور دشمن قبائل کی لوٹ مار عربوں کا دل پسند اور محبوب مشغلہ تھا اہل عرب کو اس خوفناک کام پر جو چیز ابھارتی تھی ان میں ایک مال غنیمت کا شوق تھا، ایک عرب جب ہتھیار اٹھاتا تھا تو اس کے دل میں پہلی تمنا یہ پیدا ہوتی تھی کہ جنگ میں اسے خوب مال غنیمت اور لونڈی غلام ہاتھ آئیں، تجارت یا محنت ومشقت سے حاصل کیا ہوا مال اس کی نگاہ میں ذلیل مال تھا، اصلی عزت اس کے نزدیک اس طیب مال کے حاصل کرنے میں تھی جسے وہ میدان جنگ سے لوٹ کر لائے، رات دن مختلف قبیلے ایک دوسرے پر اسی غرض کے لئے

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۶۹۹
(۲) ابن سعد ۲۰، ۲
(۳) ابن سعد ۴۴۶، ۳، مغازی واقدی ۱۴۷، ۱

چھاپے مارا کرتے تھے کہ بکریاں، اونٹ، لونڈی غلام اور مال ومتاع لوٹ لائیں اور یہی شوق ان کو زیادہ تر جنگ پر ابھارا کرتا تھا اس لئے یہ اکثر قبائل کا باقاعدہ پیشہ بن چکا تھا، جب کوئی فوج کسی قبیلے پر چھاپے کے لئے روانہ ہوتی تو ان کی عورتیں اپنے مردوں کو قسم دے دیا کرتی تھیں کہ بغیر مال غنیمت لئے واپس نہ آنا، چنانچہ اس فوج کے ساتھ بہت سے مال غنیمت کے بھوکے بھی محض لوٹ مار کے لئے اس کے ساتھ ہو جاتے تھے، یہ لوٹ مار اہل عرب کی جنگ کے اولین مقاصد میں سے تھی اور عقلائے عرب اس جنگ کو بیکار و بے نتیجہ سمجھتے تھے جس میں کچھ مال ہاتھ نہ آئے، اکثم بن صیفی جو اپنی قوم کا بڑا جہاندیدہ وفرزانہ شخص تھا کہا کرتا تھا کہ بہترین فتح وہ ہے جس میں بہت سے قیدی ہاتھ آئیں اور بہترین غنیمت وہ ہے جس میں اونٹ اور بکریاں ملیں، اس لوٹ مار میں جس کے ہاتھ جو لگ جاتا وہ اسی کی ملکیت شمار ہوتا تھا، مگر اسلام نے دنیاوی مال و دولت کے حصول کے بجائے جنگ کا مقصد حفاظت اسلام، حق اشاعت توحید، مظلوموں کی حمائت اور حفاظت خود اختیاری قرار دیا، معرکہ بدر میں شامل مٹھی بھر مجاہدین عرب کے بہترین لوگ تھے، ان میں زیادہ تر جوان لوگ تھے جو مسلمان ہونے سے پہلے بھی فسق وفجور، قتل وغارت، لوٹ مار سے اجتناب کرتے تھے، مگر جب اللہ کے فضل وکرم اور توفیق سے مسلمانوں فتح یاب ہوئے، دشمن کے نامور لوگوں کی لاشوں سے میدان پٹا پڑا تھا، دشمن کی باقی خوف زدہ اور منتشر طاقت کو ممکن حد تک کچل دینے کا یہ بہترین موقعہ تھا کیونکہ بھاگتے ہوئے دشمن کو جسے اپنی جان کا خوف ہو بہ آسانی شکار کیا جاسکتا ہے، مگر اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت میں ایک بڑا گروہ کے لئے شوق غنیمت کو ضبط کرنا مشکل ہوگیا جو صدیوں کی روایات سے طبیعتوں میں اس قدر راسخ ہوگیا تھا کہ وہ حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا انتظار کیے بغیر جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق مال غنیمت لوٹنے اور کفار کی طاقت کچل دینے کے بجائے ان کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں مصروف ہوگیا، اسی کے متعلق یہ ایت نازل ہوئی

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [1]

ترجمہ: اگر پہلے سے خدا کا نوشتہ نہ آچکا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

وَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذُكِرَ لِي- فِي وَجْهِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْكَرَاهِيَةَ لِمَا يَصْنَعُ النَّاسَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمَ؟ قَالَ: أَجَلْ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ، كَانَتْ أَوَّلَ وَقْعَةٍ أَوْقَعَهَا (اللهُ) بِأَهْلِ الشِّرْكِ.فَكَانَ الْإِثْخَانُ فِي الْقَتْلِ بِأَهْلِ الشِّرْكِ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ اسْتِبْقَاءِ الرِّجَالِ

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر کراہت کے آثار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ! معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی یہ کاروائی تمہیں پسند نہیں آرہی؟ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حق وباطل کا پہلا معرکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو شکست دلوائی ہے، اس موقع پر انہیں قیدی بنا کر ان کی جانیں بچالینے سے بہتر یہ تھا کہ ان کو خوب کچل ڈالا جاتا۔ [2]

[1] الانفال ٦٨
[2] ابن ہشام ١/٦٢٨

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ نَلْقَى الْعَدُوَّ، فَلَمَّا هَزَمَهُمُ اتَّبَعَهُمْ طَائِفَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، وَأَحْدَقَتْ طَائِفَةٌ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَوْلَتْ طَائِفَةٌ بِالْعَسْكَرِ، فَلَمَّا كَفَى اللهُ الْعَدُوَّ، وَرَجَعَ الَّذِينَ قَتَلُوهُمْ، قَالُوا: لَنَا النَّفَلُ نَحْنُ قَتَلْنَا الْعَدُوَّ، وَبِنَا نَفَاهُمُ اللهُ وَهَزَمَهُمْ، وَقَالَ الَّذِينَ كَانُوا أَحْدَقُوا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنْتُمْ بِأَحَقَّ بِهِ مِنَّا، هُوَ لَنَا نَحْنُ أَحْدَقْنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَالُ الْعَدُوُّ مِنْهُ غِرَّةً وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَوْلَوْا عَلَى الْعَسْكَرِ: وَاللهِ مَا أَنْتُمْ بِأَحَقَّ بِهِ مِنَّا نَحْنُ اسْتَوْلَيْنَا عَلَى الْعَسْكَرِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ، فَقَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ عَنْ فُوَاقٍ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور ہمارا سامنا دشمن سے ہوا جب انہیں شکست فاش ہوگئی تو مجاہدین کا ایک مختصر گروہ ان کے تعاقب میں گیا اور انہیں قتل کرتا رہا اور ایک گروہ اس افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے کھڑا رہا اور ایک گروہ دشمنوں سے لڑتا رہا جس کے جو ہاتھ لگا رواج کے مطابق وہ اس کو اپنی ملکیت سمجھ بیٹھا اور جو مختصر گروہ دشمنوں کا تعاقب کر رہا تھا، اور وہ گروہ جو اس افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہا تھا ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا، رات کو سب لوگ جمع ہوئے اور دونوں گروہ ان غنائم میں اپنا حصہ طلب کرنے لگے۔

ایک گروہ کا موقف یہ تھا کہ اگر ہم دشمن کا تعاقب کر کے دور تک نہ پہنچا دیتے تو وہ پلٹ کر وار کرتے اور ہماری جیت ہماری ہار میں بدل جاتی اس لئے ان غنائم میں ہم حصہ دار ہیں۔

دوسرا گروہ کہنے لگا اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ان کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ پچھلی جانب سے کفار آ پڑتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند پہنچتی تو فتح کیسے نصیب ہوتی اور مال غنیمت کیسے ہاتھ لگتا، بہترین کام ہم نے کیا ہے اس لئے ہمارا بھی حق بنتا ہے، یہ دلائل دے کر وہ مال غنیمت میں اپنے حق کے مدعی تھے۔

تیسرا گروہ جن کے پاس مال غنیمت تھا دونوں گروہوں کے دلائل سننے کو تیار نہ تھا ان کا کہنا تھا مال غنیمت ہمارا ہی سمیٹا ہوا ہے اور صدیوں کے رسم و رواج کے مطابق لوٹا ہوا مال ان کا ہے کوئی شخص ان پر دعوی دار نہیں ہو سکتا۔

کفر و اسلام کی یہ پہلی لڑائی تھی، مال غنیمت کے بارے میں کچھ ہدایات نازل نہیں ہوئی تھیں جس کی وجہ سے اس نزاع نے زبانوں میں تلخی پیدا کر دی اور دلوں میں بغض وغیرہ کے آثار نمایاں ہونے لگے، ابھی تک مال غنیمت کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر سب کا جمع کیا ہوا مال ایک جگہ اکھٹا کر کے رکھ دیا تا کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمائے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

ہر جنگ اپنے ساتھ بے شمار مسائل لے کر آتی ہے، بے شمار نئے تجربات ہوتے ہیں اور حکومتوں کو ان کی روشنی میں اپنی بعض پالیسیوں میں تبدیلیاں بھی کرنا پڑتی ہیں، بعض ایسے مسائل پیدا ہوتے ہیں جو اس سے پہلے موجود نہ تھے اس لئے ان کو سلجھانے اور ان سے نبرد آزما ہونے کے قوانین کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی، جنگ کے بعد نئے قوانین کی ضرورت پڑتی ہے اور انہیں بنایا اور رائج کیا جاتا ہے، مدینہ کی اسلامی

ریاست بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھی، اس پر پہلی بار حملہ ہوا تھا اور اس نے پہلی دفاعی جنگ لڑی تھی اس لئے اس کے لشکریوں نے ان روایات پر عمل کیا جو ان کے معاشرے کا صدیوں سے معمول چلی آرہی تھیں لیکن جو اسلام کے نئے ضابطہ اخلاق کے لئے قابل قبول نہ تھیں اس لئے نئی قانونی ضرورتیں پیدا ہوئیں اور یہ ضرورتیں پوری کی گئیں، چنانچہ غزوہ بدر کے بعد سورہ انفال نازل ہوئی جس میں مال غنیمت کے متعلق قطعی احکام بھی موجود تھے، اطاعت امیر کی مزید تاکید کی گئی اور جنگ میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی۔ [۱]

چند مسلمانوں کا قوم اور وطن کی حمایت:

غزوہ بدر میں کچھ مسلمان، مشرکین کی تعداد اور جماعت بڑھانے کے لئے کفار مکہ کے ساتھ نکلے تو میدان میں کوئی تیر آکر اس مسلمان کو لگتا اور اس سے وہ مارا جاتا اور کبھی تلوار کی ضرب سے وہ مارا جاتا، پس جو مسلمان بدر میں کافروں کے ساتھ آئے تھے وہ مارے گئے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی،

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ

جولوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟۔ [۲]

وہ چند لوگ حارث بن زمعہ بن الاسود، ابوقیس بن فاکہہ بن مغیرہ، ابوقیس بن ولید بن مغیرہ، علی بن امیہ بن خلف، عاص بن منبہ حجاج وغیرہ سات افراد ایسے تھے جو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بلا کسی مجبوری ومعذوری کے اپنی کافر قوم ہی کے درمیان مقیم تھے اور نیم مسلمانہ اور نیم کافرانہ زندگی بسر کرنے پر راضی تھے، درآنحالیکہ ایک دار الاسلام مہیا ہو چکا تھا جس کی طرف ہجرت کر کے اپنے دین واعتقاد کے مطابق پوری اسلامی زندگی بسر کرنا ان کے لئے ممکن ہو گیا تھا اور دار الاسلام کی طرف سے ان کو یہ دعوت بھی دی جا چکی تھی کہ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے وہ اس کی طرف ہجرت کر آئیں مگر انہوں نے ہجرت نہ کی، حالانکہ جو شخص اللہ کے دین پر ایمان لایا ہو اس کے لئے نظام کفر کے تحت زندگی بسر کرنا صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ وہ اسلام کو اس سرزمین میں غالب کرنے اور نظام کفر کو نظام اسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتا رہے، جس طرح انبیاء علیہ السلام اور ان کے ابتدائی پیروکرتے رہے ہیں، دوسرے یہ کہ وہ درحقیقت وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتا ہو اور سخت نفرت وبیزاری کے ساتھ وہاں مجبورانہ قیام رکھتا ہو مگر ان کے ساتھ ایسی صورت بھی نہ تھی اور پھر قریش مکہ کے دباؤ میں مشرکین کے ہمراہ وادی بدر میں پہنچ گئے اور قتل ہو گئے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ قَالُوۡا فِیۡمَ کُنۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُہَاجِرُوۡا فِیۡہَا ؕ فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا

[۱] شرف المصطفی۷۱/۳، الدرر في اختصار المغازي والسير۱۰۸/۱،السيرة النبوية لابن كثير۴۶۷/۲، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۵۸/۴

[۲] صحیح بخاری كتاب التفسيرسوره النساء بَابُ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ المَلاَئِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ، قَالُوا: فِيمَ كُنْتُمْ؟ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الأَرْضِ، قَالُوا: أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا۴۵۹۶

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے، فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے، ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے، جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لئے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لئے بڑی گنجائش پائے گا، اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر راستہ ہی میں اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا، اللہ بہت بخشش فرمانے والا اور رحیم ہے۔

وَمَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِقَامَةِ الْمُسْلِمِ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذَا قَدَرَ عَلَى الْهِجْرَةِ مِنْ بَيْنِهِمْ، وَقَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَلِمَ؟ قَالَ: لَا تَرَاءَى نَارَاهُمَا، وَقَالَ: مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ، وَقَالَ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَقَالَ: سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمْ أَرَضُوهُمْ، تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللهِ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے درمیان کسی مسلمان کی رہائش کو ممنوع قرار دیا ہے، اگر وہ وہاں سے ہجرت کر سکتا ہو اور فرمایا کہ میں ہر مسلمان سے بیزار ہوں جو کہ مشرکین کے درمیان رہائش پذیر ہو، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں؟ فرمایا کہ کیا تو انہیں دیکھ نہیں رہا یعنی اس کے دوزخی ہونے کو، پھر فرمایا کہ جو کوئی کسی کے ساتھ اکٹھا رہا وہ اسی طرح ہے، مزید فرمایا جب تک توبہ منقطع نہیں ہوتی اس وقت تک ہجرت منقطع نہ ہوگی اور جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلتا اس وقت تک توبہ منقطع نہ ہوگی، اور مزید فرمایا عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی، اس لئے زمین میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے مقام ہجرت سے پیوستہ رہیں اور زمین پر شریر لوگ باقی رہ جائیں گے اور وہ انہیں پھینک دے گی، اللہ تعالیٰ بندروں اور سوروں کے ساتھ ان کا حشر کرے گا۔ [۲]

غزوہ بدر میں شریک مجاہدین کی فضیلت:

بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا

[۱] النساء ۹۷ تا ۱۰۰

[۲] زاد المعاد ۱۱۲/۳

...رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ،قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ المُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا،قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ المَلاَئِكَةِ

معاذ بن رفاعہ بن رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ غزوہ بدر میں شریک تھے جنگ کے بعد جبرائیل علیہ السلام خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ مسلمانوں میں مجاہدین بدر کو کیا درجہ دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین تمام مسلمانوں سے افضل ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اسی طرح وہ فرشتے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ [۲]

ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے چچا کا بیٹا منافق ہو گیا ہے کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے جہاد کو ان کے گناہ کا کفارہ کر دے گا، ایک روایت میں ہے تمہیں کیا معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے اہل بدر کے انجام پر مطلع ہونے پر ہی یہ فرمایا ہے۔

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الجَنَّةُ

ترجمہ: اے اہل بدر تم جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی۔ [۳]

یا یہ فرمایا

أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

ترجمہ: میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ [۴]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر یا حدیبیہ میں شریک ہوا وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا۔ [۵]

عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ

---

۱. المائدة۱۱۹

۲. صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا۳۹۹۲

۳. فتح الباری۳۹۸۳،۲۸۶/۷،مسند احمد۶۰۰

۴. صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا۳۹۸۳

۵. مسند احمد۱۵۲۶۲

اور ام المومنینحفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر اور حدیبیہ میں شریک ہو اوہ ان شاء اللہ دوزخ میں داخل نہیں ہو گا۔ (۱)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ ہر گز جہنم میں نہ جائے گا۔ (۲)

رسول اللہ اہل بدر کا احترام کیا کرتے تھے اور انہیں دوسروں پر مقدم رکھا کرتے تھے۔

وخصّ أهل بدر من أصحابه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بأن يزادوا في الجنازة على أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ تميزا لهم لفضلهم.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل بدر کو یہ امتیاز و اعزاز بخشا تھا کہ ان کی افضلیت کی خصوصیت کے طور پر ان کی نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیریں کہی تھیں۔ (۳)

مگر اس کے باوجود صحابہ کرام روز حشر سے بے خوف نہیں ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی سے لرزاں رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے رہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ انہیں بغیر حساب کتاب ہی بخش دے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آپ کے جنتی ہونے کا ذکر فرمایا

ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قِيلَ: هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ هَؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ، ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُم، فَأَفَاضَ القَوْمُ، وَقَالُوا: نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلاَدُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الإِسْلاَمِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ،فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ، فَقَالَ:هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ،فَقَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ،فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟قَالَ:سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی جنت میں بلا حساب کتاب داخل ہوں گے، اس کے بعد آپ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی، لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ ہم ہی اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے، اس لئے ہم ہی (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے، یہ باتیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئیں تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، فال نہیں دیکھتے اور داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں بھی ان

(۱) مسند احمد ۲۶۴۴۰

(۲) فتح الباری ۳۰۵،۳۹۸۲،۷

(۳) السيرة الحلبية ۲،۲۸۰، أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب

میں سے ہوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تو انہی لوگوں میں سے ہے، اس پر ایک دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا عکاشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تم سے بازی لے گیا۔ (۱)

قاصد کو مدینہ منورہ روانہ کرنا

وادی اثیل پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز مغرب پڑھی۔

ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْفَتْحِ عَبْدَ اللهِ ابْنَ رَوَاحَةَ بَشِيرًا إِلَى أَهْلِ الْعَالِيَةِ، بِمَا فَتَحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبَعَثَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَى أَهْلِ السَّافِلَةِ

پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فتح ونصرت کی خوشخبری کے سنانے کے لئے عبداللہ بن رواحہ کو اہل عالیہ، اور زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اہل سافلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ (۲)

فَقَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ صَاحِبَاك؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا الَّذِي أَجَبْتُك اللَّيْلَةَ.قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَفِظَك اللهُ! فَكَانَ يَحْرُسُ الْمُسْلِمِينَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، حَتّى كَانَ آخِرَ اللّيْلِ، فَارْتَحَلَ

وادی اثیل میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پوچھا آج رات کیمپ کا پہرہ کون دے گا؟ ذکوان بن عبدقیس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آج رات میں کیمپ کا پہرہ دینا چاہتا ہوں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، انہوں مجاہدین نے رات کو آرام کیا اور رات کے آخری پہر وہاں سے روانہ ہوئے۔ (۳)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چند بے سروساماں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے ساتھ بدر روانگی اور پھر قریش کا پوری تیاریوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلنے کی خبریں یہود ومنافقین کے علم میں آچکی تھیں جس سے وہ بہت خوش تھے کہ قریش کے آزمودہ کار جنگجو ان چند مٹھی بھر مسلمانوں کا خاتمہ کردیں گے،

وكان اليهود والمنافقون قد أرجفوا في المدينة بإشاعة الدعايات الكاذبة، حتى أنهم أشاعوا خبر مقتل النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ولما رأى أحد المنافقين زيد بن حارثة راكبا القصواء ناقة رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: لقد قتل محمد، وهذه ناقته نعرفها، وهذا زيد لا يدري ما يقول من الرعب، وجاء فَلّا

چنانچہ انہوں نے جھوٹے پروپیگنڈے سے مدینہ منورہ میں موجود باقی مسلمانوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں، انہوں نے یہاں تک افواہ اڑا دی کہ مسلمانوں کا مکمل صفایا ہوگیا اور نعوذباللہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی قریش سے مقابلے میں مارے گئے ہیں، اس خبر کی تصدیق کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں بڑا اضطراب پیدا ہو چکا تھا، جب دونوں قاصد تیزی سے سفر کرتے ہوئے بروز اتوار مدینہ منورہ

(۱) صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ، وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ ۵۷۰۵

(۲) ابن ہشام ۶۴۲/۱، تاریخ طبری۴۵۸/۲

(۳) مغازی واقدی۱۱۳/۱

پہنچے تو ایک منافق نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواء پر سوار تیزی کے ساتھ مدینہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا لوگو! دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گئے تب ہی تو قریش کے بہادروں سے شکست کھا کر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کی اونٹنی پر سوار تیزی سے چلے آرہے ہیں۔ ⁽¹⁾

مسلمان گھبرا کر دھڑکتے دلوں سے تیز رفتار قاصدوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھنے لگے، جب وہ پہنچے تو مسلمانوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان سے جنگ کی تفصیلات معلوم کرنے لگے،

قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ:فَأَتَانَا الْخَبَرُ حِينَ سَوَّيْنَا التُّرَابَ عَلَى رُقَيَّةَ ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الَّتِي كَانَتْ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّفَنِي عَلَيْهَا مَعَ عُثْمَانَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ (قَدْ) قَدِمَ. قَالَ: فَجِئْتُهُ وَهُوَ وَاقِفٌ بِالْمُصَلَّى قَدْ غَشِيَهُ النَّاسُ، وَهُوَ يَقُولُ: قُتِلَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَأَبُو جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ، وَزَمَعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَأَبُو الْبَخْتَرِيِّ الْعَاصِ بْنُ هِشَامٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَنُبَيْهُ وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الالْحَجَّاجِ،قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتْ، أَحَقٌّ هَذَا؟ قَالَ:نَعَمْ، وَاللَّهِ يَا بُنَيَّ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح کی یہ خوشخبری ہمیں اس وقت پہنچی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے، میں نے دیکھا کہ لوگ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ زید مصلے پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے تھے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، امیہ بن خلف، نبیہ اور منبہ بن حجاج، ابوالبختری بن ہشام جنگ میں مارے گئے، میں نے کہا اے میرے والد! کیا یہ سچی خبر ہے، زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں واللہ بالکل حق ہے۔ ⁽²⁾

جب مسلمانوں کو حق کی سر بلندی کا یقین آ گیا تو مدینہ میں چاروں طرف خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں کی تکبیرات سے مدینہ منورہ کے در و بام گونج اٹھے، اور کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہنے کے لئے بدر کی جانب روانہ ہو گئے۔

رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں سے نرمی کا برتاؤ فرماتے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَمْسَى الْقَوْمُ مِنْ يَوْمِ بَدْرٍ، وَالْأُسَارَى مَحْبُوسُونَ بِالْوِثَاقِ، بَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاهِرًا أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ لَا تَنَامُ؟وَقَدْ أَسَرَ الْعَبَّاسَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَمِعْتُ أَنِينَ عَمِّي الْعَبَّاسِ فِي وِثَاقِهِ، فَأَطْلَقُوهُ، فَسَكَتَ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوہ بدر میں قوم نے اس حالت میں شام کی کہ قیدی بیڑیوں میں محبوس تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی شب بیداری میں گزاری، آپ کے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں؟ اور ایک انصاری

⁽¹⁾ الرحيق المختوم ۲۰۶/۱

⁽²⁾ ابن ہشام ۶۴۲/۱، الروض الانف ۱۱۴/۵، تاریخ طبری ۴۵۸/۲

نے عباس کو قیدی بنا رکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عباس رضی اللہ عنہ کی آہنی بیڑیاں پہنے ہوئے سنی، لوگ اٹھ کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں کھول دیا تو رسول اللہ ﷺ سوئے۔ (۱)

يَزِيدُ بْنُ الأَصَمّ قَالَ: لَمَّا كَانَتْ أُسَارَى بَدْرٍ كَانَ فِيهِمُ الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَهِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَهُ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: مَا أَسْهَرَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ؟ فَقَالَ: أَنِينُ الْعَبَّاسِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَأَرْخَى مِنْ وَثَاقِهِ فَقَالَ رَسُولُ الله: مَا لِي لا أَسْمَعُ أَنِينَ الْعَبَّاسِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي أَرْخَيْتُ مِنْ وَثَاقِهِ شيئا،قَالَ:فَافْعَلْ ذَلِكَ بِالْأُسَارَى كُلِّهِمْ

اور یزید بن الاصم سے مروی ہے غزوہ بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیدیوں کو بڑی سختی کے ساتھ باندھ رکھا تھا جس سے عباس سمیت تمام قیدی تکلیف سے کراہتے تھے ان کی تکلیف بھری آوازوں سے) رسول اللہ ﷺ رات میں جاگتے رہے، بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو اس طرح بے چین دیکھا تو جا کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا بات ہے جو آپ کو جگا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا عباس کی آہ، صحابہ کرام فوراً عباس کی طرف دوڑے اور ان کی بندشیں کچھ ڈھیلی کر دیں جس سے ان کی تکلیف کم ہوگئی، تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے کہ میں عباس کی آہ نہیں سن رہا ہوں؟ اسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کسی قدر ان کی بندشیں ڈھیلی کر دی ہیں، تو آپ نے فرمایا تمام قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا کنوئیں پر آنا:

وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ اليَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَالُوا: مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین دن میدان جنگ میں ٹھیرا کرتے تھے، اسی طرح فتح غزوہ بدر کے بعد بھی آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تین یوم میدان جنگ میں قیام فرمایا، تیسرے روز آپ ﷺ نے اپنی سواری کے تیار ہونے کا حکم فرمایا چنانچہ سواری پر کاٹھی ڈال دی گئی، مگر آپ نے اس پر سواری نہ کی بلکہ پیدال ہی (وادی بدر) کی طرف چل پڑے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ کسی خاص ضرورت سے کہیں تشریف لے جا رہے ہیں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑے، پیدل چلتے ہوئے آپ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کفار کے مقتولین کو ڈالا گیا تھا، وہاں پہنچ کر آپ کنوئیں کے کنارے کھڑے ہو گئے اور مقتولین

(۱) ابن سعد۹،۴

(۲) السيرة النبوية لابن كثير۴۶۲،۲،ابن سعد۹،۴،البداية والنهاية۳۶۵،۳،دلائل النبوة للبيهقى ۱۴۱،۳

کو ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام کہہ کہہ کر پکارا۔ (۱)

يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَيَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَيَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، وَيَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ- هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حقا

اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ، اے امیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام! کیا تم نے اس وعدے کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا بیشک میرے رب نے اس بارے میں مجھ سے جو سچا وعدہ فرمایا تھا وہ (حرف بحرف) پورا کر دیا۔ (۲)

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ، بِئْسَ عَشِيرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ، كَذَّبْتُمُونِي وَصَدَّقَنِي النَّاسُ، وَأَخْرَجْتُمُونِي وَآوَانِي النَّاسُ، وَقَاتَلْتُمُونِي وَنَصَرَنِي النَّاسُ، هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا.

ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے حق میں بہت برا قبیلہ تھے، تم نے مجھ کو جھٹلایا تو لوگوں نے میری تصدیق کی، تم نے مجھے نکالا تو لوگوں نے ٹھکانا دیا، تم نے مجھ سے قتال کیا اور لوگوں نے میری مدد کی، (اب بتاؤ) جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم نے اسے سچ پایا یا نہیں؟ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچ پایا۔ (۳)

فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لاَ أَرْوَاحَ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ

(آپ کی یہ گفتگو سن کر) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جو بے جان ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے تم ان (مردوں) سے زیادہ نہیں سن رہے ہو (یعنی یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے میری باتیں انہیں سنا دے) البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ (۴)

اس سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ مردے سنتے نہیں، دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب فرمایا "تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔" یہ بھی دلالت کرتا ہے کہ صرف اور صرف سماع انہی مردوں کے متعلق تھا نہ کہ عام کے لیے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہاں مردے بھی سنتے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ دلیل رد فرما دیتے اور فرماتے کہ اس آیت کا مطلب عدم سماع والا نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس استدلال کو رد نہیں فرمایا بلکہ جواب میں محض قلیب بدر والوں کے سماع کی وضاحت کر دی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ مخصوص اور استثنائی شکل کا حکم رکھتا ہے۔

فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ، فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهُمُ الآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الحَقُّ،

(۱) صحيح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۷۶
(۲) البداية والنهاية۲۹۲/۳
(۳) البداية والنهاية۱۵۱/۵،ابن ہشام ۶۳۹/۱،الروض الانف۱۰۶/۵،تاریخ طبری۴۵۷/۲،السيرة النبوية لابن كثير۴۵۰/۲
(۴) صحيح بخاری كتاب المغازی صحيح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۷۶ عن ابی طلحه ۳۹۷۶

ثُمَّ قَرَأَتْ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ حَتَّىٰ قَرَأَتِ الْآيَةَ

اس حدیث کا ذکر جب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے جان لیا ہو گا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق تھا، اس کے بعد انہوں نے آیت ''بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔'' پوری پڑھی۔ [1]

کیا مردے سنتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں کہیں نہیں فرمایا کہ مردے سنتے ہیں اور اللہ کے برگزیدہ بندے قبروں میں دفن ہونے کے بعد بندوں کی فریاد سنتے اور حاجات پوری کرتے ہیں، یہ سراسر باطل اور کافرانہ و مشرکانہ خیال ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیں اس کی کوئی تعلیم نہیں دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس عقیدے کے حامل نہیں تھے مگر دین سے لاعلمی کے باعث ایک کثیر خلقت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے برگزیدہ بندے قبروں میں سنتے ہیں اور پکارنے والے کی پکار سن کر اس کی دار رسی بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ بریلوی عوام کے امام مولوی احمد رضا خاں لکھتے ہیں بعد مرنے کے سمع اور ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے۔ [2]

جبکہ دیوبندی عالم سرفراز خاں لکھتے ہیں لیکن ادراک و شعور و سماع میں مردے اور زندہ برابر ہیں۔ [3]

یعنی بریلوی اور دیوبندی دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مردے قبروں میں سنتے ہیں مگر یہ عقیدہ سراسر قرآنی عقیدے کے خلاف ہے۔

○ جو لوگ اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ اپنے حق میں حدیث قلیب بدر کو پیش کرتے ہیں کہ اگر مردے نہیں سن سکتے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے مقتولین کو کنوئیں میں ڈال کر انہیں اللہ کے عذاب کا وعدہ کیوں یاد دلایا، حالانکہ مقتولین بدر کو سنانا وقتی طور پر خصوصیات رسالت میں سے تھا اس پر دوسرے مردوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لئے تمام اصحاب رسول اس واقعہ کو خصوصیات رسالت ہی تسلیم کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی توحید اور اطاعت رسول بے مثل تھی وہ قرآنی تعلیمات کے مطابق قبروں میں مردوں کے سننے کے قائل نہیں تھے جس میں کئی مقامات پر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ [4]

ترجمہ: تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔

ایک مقام پر فرمایا

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۸۱، ۳۹۸۰

[2] ملفوظات اعلی حضرت ۳۳۳

[3] سماع الموتٰی ۲۲۱

[4] النمل ۸۰

[5] فاطر ۲۲

ترجمہ: زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے، اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے مگر (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿۵۲﴾ [۱]

ترجمہ: (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) تم مردوں کو نہیں سکتے، نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہوں۔

دوسری دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بے شک میت ان دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے جب وہ واپس پلٹتے ہیں۔ [۲]

اس روایت میں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ مردے قبر پر موجود اصحاب کی گفتگو سنتے ہیں یا انہیں گفتگو سنائی جاتی ہے، یا مرنے والا آنے والوں کی آہٹ سنتا ہے بلکہ خاص اور استثنائی صورت میں فرمایا گیا کہ جب دفن کرنے والے پلٹتے ہیں تب (وقتی طور پر) ان کے جوتوں کی آواز سنتے ہیں تا کہ مرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ دنیا سے اس کا رابطہ منقطع ہو چکا ہے اور جن اہل وعیال، عزیز و اقارب اور رفیقوں کی محبت میں تو حلال و حرام، جائز و ناجائز کام کرتا رہا، جن کے لئے مال و دولت جمع کرتا رہا اور جن جتھوں کی طاقت پر تمہیں فخر و غرور تھا وہ تجھے اس اندھیری کوٹھری میں بے یار و مددگار چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں، اب تو اکیلا ہی منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دے گا۔

○ یہ لوگ قبرستان میں جا کر دعا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَكُمْ لَاحِقُونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قبرستان تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر قبرستان والوں کو سلام کرتے ہوئے فرمایا اے جماعت مومنین کے مکینو! تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے آ کر ملنے والے ہیں۔ [۳]

---

[۱] الروم ۵۲

[۲] صحیح ابن حبان ۳۱۱۳، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ۷۱۷، صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ ۱۳۷۴، سنن ابوداود کتاب الجنائز: بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ بَيْنَ الْقُبُورِ ۳۲۳۱، سنن نسائی کتاب الجنائز باب الْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ ۲۰۵۳، مسند احمد ۱۲۲۷

[۳] مسند احمد ۸۸۷۸

کہنے والی روایات سے بھی بڑے شد و مد سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ محض خطاب ہے جس سے مردوں کا سننا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ محض خطاب سے کسی کا سننا ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے بتوں کو توڑنے کے لئے ان کے مندر میں گھس گئے تو انہوں نے بتوں کو مخاطب ہو کر کہا

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ [۱]

ترجمہ: ان کے پیچھے وہ چپکے سے ان کے معبودوں کے مندر میں گھس گیا اور بولا آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں ہیں؟ کیا ہو گیا آپ لوگ بولتے بھی نہیں؟۔

کیا کوئی مسلمان یہ نظریہ رکھتا ہے کہ بت کھاتے یا سنتے ہیں۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس پہنچے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا مجھے علم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، تو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو ہرگز بوسہ نہ لیتا۔ [۲]

کیا کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حجر اسود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن رہا تھا۔

اسی طرح چاند دیکھنے کی دعا ہے

اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ

اے اللہ اس کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ [۳]

کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ چاند ہماری دعا کو سنتا ہے۔

دراصل قبرستان میں جا کر سلام کہنا سلام تحیتہ نہیں سلام دعا ہے اور دعا میں کسی کا سننا ضروری نہیں، اسی طرح ایک روایت ہے

قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم جا کر اہل بقیع کے لئے بخشش کی دعا کرو، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح دعا کروں؟ فرمایا جا کر کہنا اے مومنوں اور مسلمانوں کے

---

[۱] الصافات ۹۲،۹۱

[۲] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الحَجَرِ الأَسْوَدِ ۱۵۹۷

[۳] مسند احمد ۱۳۹۷

گھر والو! جو ہم سے پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں سب پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں۔ (۱)

الغرض یہ سلام بطور دعا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قبر میں مردے سنتے ہیں،

علامہ طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''السلام علیکم اے قبروں والو!۔'' میں دراصل میت کو خطاب نہیں ہوتا کیونکہ میت تو خطاب کی اہل ہی نہیں، آگے فرماتے ہیں اس سے مقصود دعا ہوتی ہے نہ کہ خطاب۔ (۲)

ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے

عَن النَّبِي مَا من رجل يمر بِقَبْر أَخِيه الْمُؤمن كَانَ يعرفهُ فَيسلم عَلَيْهِ إِلَّا عرفه ورد عَلَيْهِ السَّلَام

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا جب بھی وہ اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (۳)

الجامع الصغیر میں یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہے، اس سلسلے میں شیخ البانی کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند میں عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم متروک راوی ہے، دوسری سند جو اس کی متابعت میں پیش کی جاتی ہے اس میں تین عیب ہیں، یہ موقوف ہے، اس میں انقطاع ہے کیونکہ زید بن اسلم کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، اس کی سند میں محمد بن قدامہ الجوہری ضعیف راوی ہے، اس روایت کا شاہد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے جسے حافظ عبد البر نے شرح المؤطا میں بیان کیا ہے اس کی سند میں حافظ ابن عبد البر کا شیخ اور استاد عبد اللہ عبید بن محمد اور انہوں املا کروانے والی فاطمہ بنت الریان المخروی المستملی کو میں نہیں جانتا، میرے خیال میں ربیع بن سلمان سے بیان کرنے میں یہ خاتون متفرد ہی نہیں بلکہ شاذ ہیں کیونکہ ربیع بن سلمان کا دوسرا شاگرد ابو العاص الاصم جو کہ حافظ اور ثقہ ہے اس روایت کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بتاتا ہے، امام عقیلی رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی تخریج کی ہے

قَالَ أَبُو رزين يَا رَسُول الله إِن طريقي على الْمَوْتَى فَهَل من كَلَام أَتكَلّم بِهِ إِذا مَرَرْت عَلَيْهِم قَالَ قل السَّلَام عَلَيْكُم يَا أهل الْقُبُور من الْمُسلمين وَالْمُؤمنِينَ أَنْتُم لنا سلف وَنحن لكم تبع وَإِنَّا إِن شَاءَ الله بكم لاحقون ،قَالَ أَبُو رزين يَا رَسُول الله يسمعُونَ قَالَ يسمعُونَ وَلَكِن لَا يستطيعون أَن يجيبوا, قَالَ يَا أَبَا رزين أَلا ترْضى أَن يرد عَلَيْك بعددهم من الْمَلَائِكَة

ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا راستہ مردوں کے پاس سے گزرتا ہے پس کیا میں ان کے پاس سے گزرتے ہوئی کوئی کلام کیا کروں؟ فرمایا تم یہ کہو سلام ہو تم پر اے اہل قبور! جو مسلمان اور مومن ہو، تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں اور ہم

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا ۲۲۵۶، مسند احمد ۲۵۸۵۵

(۲) قبر پرستی اور سماع موتیٰ از خواجہ قاسم ص۷۹

(۳) کتاب الروح ۱/۱۲، الجامع الصغیر ۱۱۹۸۹

بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، ابو رزین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ سنتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سنتے ہیں مگر وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو رزین! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ جتنے مردوں کو سلام کہو اتنی ہی تعداد میں فرشتے تمہیں جواب دیں۔ (۱)

محمد بن أشعث عن أبي سلمة لا يعرف وعنه منجم بن بشير،قال العقيلي حديثه غير محفوظ

سرفراز خاں کہتے ہیں بعض حضرات نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند میں راوی محمد بن اشعث مجہول ہے، امام عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی حدیث محفوظ نہیں ہے (۲)

بجا ہے مگر دیگر صحیح روایات اور امت کا تعامل اس سے استدلال کا موید ہے۔ (۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

منكر .أخرجه العقيلي في الضعفاء ،محمد بن الأشعث مجهول،والنجم بن بشير أورده ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا

یہ منکر ہے عقیلی نے اس روایت کو ضعفاء میں شمار کیا ہے کیونکہ محمد بن اشعث مجہول ہے، اور نجم بن بشیر کا تذکرہ ابن ابی حاتم نے کیا ہے لیکن اس کے متعلق جرح وتعدیل کچھ بھی بیان نہیں کیا۔ (۴)

○ اس کے بارے ان کی ایک دلیل یہ ہے

ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا لَا يَزَالُ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ الْأَذَانَ مَا لَمْ يُطَيَّنْ قَبْرُهُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت اس وقت تک اذان سنتی رہتی ہے جب تک اس کی قبر کو لیپ نہ دیا جائے۔ (۵)

وَإِسْنَادُهُ بَاطِلٌ فَإِنَّهُ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الطَّايَكَانِيِّ وَقَدْ رَمَوْهُ بِالْوَضْعِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح نہیں، اس کی سند میں ایک راوی محمد بن القاسم طایکانی ہے جس پر حدیث گھڑنے کی تہمت ہے۔ (۶)

هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ محن.أما الْحَسَن فَإِنَّهُ لَمْ يسمع من ابْن مَسْعُود،وَأَمَّا

(۱) شرح الصدور ۱،۲۰۱

(۲) لسان الميزان ۵،۸۴

(۳) سماع موتی ۲۲۶

(۴) السلسلة الضعيفة ۱۱۴۷

(۵) التلخيص الحبير ۲،۳۰۶

(۶) التلخيص الحبير ۲،۳۰۶

كثير بْن شنظير فَقَالَ يَحْيَى: لَيْسَ بشئ،وَأَمَّا أَبُو مقَاتل فَقَالَ ابْن مهدى: وَالله مَا تحل الرِّوَايَة عَنْهُ، غَيْر أَن الْمُتَّهم بِوَضْع هَذَا الْحَدِيث مُحَمَّد بْن الْقَاسِم فَإِنَّهُ كَانَ علما فِي الْكَذَّابين الوضاعين، قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ الْحَاكِم: كَانَ يضع الحَدِيث

امام ابن جوزی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں یہ روایت موضوع ہے اس کی سند میں حسن کا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، نیز کثیر بن شنظیر کے متعلق یحییٰ کا قول ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں، ابو مقاتل کے بارے میں ابن مہدی فرماتے ہیں کہ اس سے روایت لینا حلال نہیں، اور محمد بن قاسم پر اس حدیث کو گھڑنے کی تہمت لگائی گئی ہے کیونکہ اسے جھوٹوں اور من گھڑت باتیں بنانے والوں میں ایک نشانی سمجھا جاتا تھا، ابو عبد اللہ حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔ [1]

حدیثیں گھڑنے والے راویوں کے علاوہ یہ روایت خود سماع موتیٰ کے خلاف ہے کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قبر پر لیپاپائی کر دی جائے تو میت کا سننا ختم ہو جاتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تعلیم فرمائی ہے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ [2]

ترجمہ: اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

چنانچہ فرمان الٰہی کے مطابق کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا چاہیے،

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلَّى عَلَيَّ ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام پڑھے تو میں اس سلام کو سن لیتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود بھیجے تو وہ مجھے کرا دیا جاتا ہے۔ [3]

مگر یہ موضوع روایت ہے، اس روایت کا راوی محمد بن مروان السدی کذاب اور وضاع ہے، جس کا کام ہی جھوٹی حدیثیں گھڑنا تھا۔

لا يكتب عنه بحال. ومحمد بن مروان السدي متروك الحديث، متهم بالكذب،

امام ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی حال میں اس کی حدیثیں نہیں لکھی جائیں گی اور محمد بن مروان السدی متروک الحدیث اور جھوٹ سے ساتھ بھی متہم ہے۔

وقال ابن حبان :لا يجوز الاحتجاج به بحال

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی حال میں بھی اس کی احادیث قابل احتجاج نہیں۔

---

[1] الموضوعات ۳/۲۳۸

[2] الاحزاب ۵۶

[3] مشکوٰۃ المصابیح باب الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وفضلها الْفَصْل الثَّالِث ۹۳۴، شعب الايمان ۳/۱۴۰،۱۴۸۱

وقال العقيلي: لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بمحفوظ

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اعمش سے ان کی احادیث کی کوئی اصل نہیں اور ان کی احادیث محفوظ ومصون بھی نہیں۔

روى الخطيب بإسناده عن عبد الله بن قتيبة قال :سألت ابن نمير عن هذا الحديث؟ فقال: دع ذا، محمد بن مروان ليس بشيء.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اس روایت کو اپنی سند سے عبد اللہ بن قتیبہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن نمیر سے اس روایت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس روایت کو چھوڑو (اس کے راوی) محمد بن مروان کی کوئی حیثیت نہیں۔

وقال شيخ الإسلام ابن تيمية حديث موضوع

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث بالاجماع من گھڑت ہے۔

موضوع

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے۔[۱]

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب الموضوعات میں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں

الحِديث. فِيهِ: مُحَمَّد بن مَرْوَان السّديّ - كَذَّاب

اس حدیث میں محمد بن مروان السدی ہے جو کذاب ہے۔[۲]

عَن أبي الدَّرْدَاء قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثرُوا الصَّلَاة عَليّ يَوْم الجُمُعَة فَإِنَّهُ يَوْم مشهود تشهده الْمَلَائِكَة وَإِن أحدا لَا يُصَلِّي عَليّ إِلَّا عرضت عَليّ صلَاته حَتَّى يفرغ مِنْهَا ،قَالَ قلت وَبعد الْمَوْت؟قَالَ إِن الله حرم على الأَرْض أَن تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء فنبي الله حَيّ يرْزق

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ والے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو یہ ایسا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی آدمی بھی جہاں کہیں بھی ہو جو مجھ پر درود پڑھتا ہے مجھ تک اس کی آواز پہنچ جاتی ہے، ہم نے کہا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے اوپر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انہیں رزق مہیا کیا جاتا ہے۔[۳]

لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے،

وقال العراقي إن إسناده لا يصح

---

[۱] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ فى الأمة ۳۶۶/۱

[۲] تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزي ۹۰/۱

[۳] جلاء الافهام ۸۶/۱

امام عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بلاشبہ اس کی سند صحیح نہیں۔ (۱)

اسنادی لحاظ سے یہ روایت دو وجوہ کی بنا پر درست نہیں،

۱۔سعید بن ابی مریم اور خالد بن یزید کے درمیان انقطاع ہے، یعنی سعید بن ابی مریم نے یہ حدیث خالد سے نہیں سنی کیونکہ خالد بن یزید ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے اور سعید بن ابی مریم ان کے پانچ سال بعد پیدا ہوا لہذا یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

۲۔ پھر سعید بن ابی ہلال اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھی انقطاع ہے، سعید بن ابی ہلال ستر ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے جبکہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں فوت ہو چکے تھے لہذا ستر ہجری میں پیدا ہونے والے آدمی کی ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیسے ہو سکتی ہے وہ تو ان کی پیدائش سے پہلے ہی رحلت فرما چکے تھے،

سعيد بن أبي هلال الليثي المصري عن جابر رضي الله عنه وهو مرسل

امام صلاح الدین العلائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سعید بن ابی ہلال کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے۔ (۲)

اور جابر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے تو جابر رضی اللہ عنہ سے پہلے وفات پانے والے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے لہذا یہ ضعیف روایت ہے۔

الغرض یہ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ قبر پر یا جہاں کہیں بھی کوئی درود و سلام پڑھتا ہے اس کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے یا آپ براہ راست اسے سنتے ہیں بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اختلافی مسئلہ کے حل کے لئے قیامت تک کے لئے تمام بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی والی کتاب قرآن مجید میں فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ (۴)

---

(۱) القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع ١٦٤/١

(۲) جامع التحصيل ١٨٥، ٢٤٥/١

(۳) النساء ٥٩

(۴) آل عمران ٣١

ترجمہ: اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کے رد میں کئی آیات نازل فرمائیں

... وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ... ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے مالک بھی نہیں ہیں، انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو اس کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔

اس آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تو بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے قبر میں مدفون بزرگوں کے بارے میں نہیں، مگر یہ کسی روایت میں نہیں لکھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت بتوں کو زندہ کر کے انہیں زبان عطا فرمائے گا اور وہ اپنی پرستش کرنے والوں کا انکار کریں گے، حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں انبیاء صالحین، فرشتوں اور کئی طرح کی مخلوقات کی عبادت کی جاتی ہے اس لئے وہی اپنے عبادت کرنے والوں کا انکار اور اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ [2]

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھیر جاؤ تم بھی اور تمہارے بنائے ہوئے شریک بھی، پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے تم ہمارے عبادت تو نہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

یعنی مشرکین کو ان کے معبود اور مشرکین اپنے معبودوں کو خوب پہچان لیں گے، لیکن قبروں میں مدفون انسان چاہے کتنا ہی نیک و عبادت گزار ہو مرنے کے بعد اس کا نامہ اعمال بند کر دیا جاتا ہے اور دنیا سے اس کا رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو جاتا ہے، اس لئے اندھی عقیدت میں کون اس کی عبادت کر رہا ہے، رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کون نذرونیاز پیش کر رہا ہے، کون جانور ذبح اور کون دیگیں چڑھا رہا ہے، کون دھوم دھام سے عرس منا رہا ہے اس سے بالکل بے خبر ہوتا ہے اس لئے روز قیامت وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی عبادت کرنے والوں کا انکار اور اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیں گے۔

---

[1] فاطر ۱۴،۱۳

[2] یونس ۲۹،۲۸

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: آخراس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

یعنی جن مدفون بزرگوں کو پکارا جارہا ہے وہ اللہ کے ہاں اس عالم میں ہیں کہ کوئی آواز براہ راست ان تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی کوئی فرشتہ اس تک آواز پہنچاتا ہے، اس طرح وہ مکمل طور پر اس پکار سے بے خبر ہیں اور اگر انہیں خبر ہو بھی جائے تو اس کا جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے اور جب قیامت کے روز سب انسان جمع کیے جائیں گے تو وہ بزرگ جن کی عبادت کی جارہی ہے ان کی عبادت کے منکر اور دشمن ہو جائیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۹۴ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۱۹۵ (۲)

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو، ان سے دعائیں مانگ دیکھو یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں، کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں کہ ان سے چلیں؟ کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ ان سے پکڑیں؟ کیا یہ آنکھیں رکھتے ہیں کہ ان سے دیکھیں؟ کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ ان سے سنیں؟ اے نبی! ان سے کہو کہ بلالو اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو پھر تم سب مل کر میرے خلاف تدبیریں کرو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔

یعنی جن انسانوں کو مرنے کے بعد پکارا جاتا ہے اس کی قبر کو کوئی بھی شکل دے دی جائے خواہ نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح بتوں میں ڈھال لیں، یا ڈھیری کی شکل دے دیں وہ نہ چل سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں اور نہ ہی جواب دے سکتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۷ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا... ۝۱۹۸ (۳)

ترجمہ: تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کرنے کے قابل ہیں بلکہ اگر تم انہیں سیدھی راہ پر آنے کے لئے کہو تو وہ تمہاری بات سن بھی نہیں سکتے۔

(۱) الاحقاف ٦،٥

(۲) الاعراف ۱۹۵، ۱۹۴

(۳) الاعراف ۱۹۸، ۱۹۷

یعنی جو نہ سن سکتا ہو اور اپنی مدد تک نہ کرسکتا ہو وہ تمہاری مشکل کشائی کیا کرے گا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ (۱)

ترجمہ: جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں، حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔

کیا اس آیت میں واضح بات بیان نہیں کی گئی کہ جن کو مشکل کشائی کے لئے پکارا جارہا ہے وہ محض مٹی پتھر کے بت نہیں بلکہ گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ مدفون انسان ہیں۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھایا جائے گا۔

کیا یہ الفاظ صاف طور پر نہیں بتلا رہے کہ جن کو پکارا جارہا ہے وہ وفات یافتہ انسان ہیں اور کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، اور جو کسی چیز کا مالک ہی نہ ہو تو وہ عطا کیا کرے گا، اللہ نے انہیں مردہ کہا ہے اور کیا مردے مشکل کشائی کرتے ہیں، ان مدفون مردوں کو تو خود نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ انہیں کب دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾ (۳)

ترجمہ: اسی کو پکارنا برحق ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے ، انہیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں، بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بے ہدف۔

یعنی حاجت روائی و مشکل کشائی کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور اسی سے ہی دعائیں مانگنا حق ہے، دوسری کوئی ہستی کچھ بھی نہیں کرسکتی، ایک مقام پر فرمایا

---

(۱) بنی اسرائیل ۵۷

(۲) النحل ۲۱،۲۰

(۳) الرعد ۱۴

اُحۡشُرُوا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ۝٢٢ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاهۡدُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡجَحِيۡمِ ۝٢٣ ⁽¹⁾

ترجمہ: (حکم ہوگا) گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے شرک کی تمام قسمیں یعنی شرک احتیاز (اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو بھی کسی چیز کا تنہا مالک سمجھنا) شرک شیاع (حصہ داری کا شرک) شرک اعانت (مدد کرنے میں اللہ کا شریک بنانا) اور شرک شفاعت (سفارش میں اللہ کا شریک ٹھیرانا) ان چاروں کی نفی کرتے ہوئے فرمایا

قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ۝٢٢ وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ... ۝٢٣ ⁽²⁾

ترجمہ: (اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنھیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

ایک جگہ معبودان باطلہ کی بے بسی و بے کسی یوں بیان فرمائی

وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا ۝٣ ⁽³⁾

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنالیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لئے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

اَمِ اتَّخَذُوۡۤا اٰلِهَةً مِّنَ الۡاَرۡضِ هُمۡ يُنۡشِرُوۡنَ ۝٢١ ⁽⁴⁾

ترجمہ: کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی الٰہ ایسے ہیں کہ (بے جان کو جان بخش کر) اٹھا کھڑا کرتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس نے پسند کیا کہ اللہ کے بجائے اس کی بندگی کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس کی بندگی کی، چنانچہ فرمایا

اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ۝٩٨ لَوۡ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوۡهَا ؕ

---

(1) الصافات ۲۲،۲۳

(2) سبا ۲۲، ۲۳

(3) الفرقان ۳

(4) الانبیاء ۲۱

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: بیشک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے، اگر یہ واقعہ الٰہ ہوتے تو وہاں نہ جاتے اب سب کو ہمیشہ اسی میں رہنا ہے۔

اور یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جن مدفون برگوں کی اندھی عقیدت میں عبادت کی جاتی ہے، انہیں صاحب تصرف جان کر اللہ کے بجائے پکار کو سننے والا، مشکلات کو دور کرنے والا، حاجتوں کو پوری کرنے والا، بگڑے کام سنوارنے والا، رزق اور اولاد دینے والا سمجھا جاتا ہے، یعنی شرک فی الدعاء کرتے ہیں مگر پہلے تو ہمیں یہ علم ہونا چاہیے کہ مرنے کے بعد اللہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا کیونکہ مرنے کے بعد قبر میں کسی کا کیا حشر ہوتا ہے یہ کسی کو معلوم نہیں ہے، عثمان بن مظعون جو سابقون اولون میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے دوبار اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ اور پھر تیسری بار مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہجرت گناہوں کو مٹا دیتی ہے، جنہوں نے مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لیا، جو حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور اس معرکے میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ... ﴿۱۱۹﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: وہ مجھ سے راضی ہو گئے اور میں ان سے راضی ہو گیا۔

قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غزوہ بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ ⁽³⁾

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الجَنَّةُ ، أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اے اہل بدر تم جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی، یا یہ فرمایا میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ ⁽⁴⁾

مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ مَرْفُوعًا لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غزوہ بدر میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔ ⁽⁵⁾

مگر جب عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔

فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَمَا

---

(1) الانبیاء ۹۸،۹۹

(2) المائدة ۱۱۹

(3) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا عن رفاعه ۳۹۹۲

(4) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا ۳۹۸۳

(5) فتح الباری ۳۰۵، ۳۹۸۲/۷

يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ؟ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللهُ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا هُوَ فَوَاللهِ لَقَدْ جَاءَهُ اليَقِينُ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ، وَوَاللهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي،فَقَالَتْ: وَاللهِ لاَ أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا

توابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام اعلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہاابوسائب تم پر اللہ کی رحمت ہو تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ اللہ نے تمہیں عزت بخشی ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے؟ام علاء نے کہامیرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ عزت والے نہ ہوں گے تو پھر اللہ کسے عزت دے گا؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز(موت)ان پر آچکی ہے اور اللہ کی قسم میں بھی ان کے لئے بھلائی کی امید رکھتاہوں اور اللہ کی قسم!میں رسول اللہ ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا،ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیااللہ کی قسم اب میں کسی کی برات بیان نہیں کروں گی۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حِينَ مَاتَ، فَانْكَبَّ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَأَنَّهُمْ رَأَوْا أَثَرَ الْبُكَاءِ فِي عَيْنِهِ،ثُمَّ حَنَى عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ، أَذْهِبْ عليك أَبَا السَّائِبِ، فقد حرجت مِنْهَا وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب عثمان بن مظعون کی وفات ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سر کے پاس کھڑے ہو گئے ،رنج وغم کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی پیشانی پر تین بار بوسہ دیااور گلوگیر ہوکر فرمایا ابوالسائب میں تم سے جداہوتاہوں تم دنیاسے اس طرح رخصت ہوئے کہ تمہارادامن ذرہ برابر اس سے آلودہ نہ ہونے پایا۔[2]

توبعد کے بزرگان دین چاہئے انہوں نے کتنے ہی نیک اعمال کیے ہوں،دین کی اشاعت کے لئے بہت زیادہ کام کیاہومگر وہ سب مل کربھی صحابی رسول کادرجہ تونہیں پاسکتے،جب اتنی فضیلت والے صحابی رسول کی برات نہیں کی جاسکتی تو دوسرے لوگوں کی برات کیسے کہی جاسکتی ہے؟دوسری بات یہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق منکر نکیر کے سوالات اور صالح انسانوں کے صحیح جوابات کے بعد فرشتےان کو جنت کالباس پہنا کر،جنت کابستر بچھاکر اور جنت کانظارہ کراکر قیامت تک کے لئے سلادیتے ہیں اب وہ روز قیامت ہی بیدار کیے جائیں گے، سرفرازعلی خاں لکھتے ہیں کہ نیند کی حالت میں ادراک وشعور ایک گونہ معطل ہوجاتاہے اور انسان بے بس اور بے اختیار ہوتاہے۔[3]

چنانچہ جب اللہ نےان صالح انسانوں کو خوب گہری،پرسکون نیند سلادیااور ان کی روحوں کو علیین میں پہنچادیا توپھر وہ پکارنے والوں کی پکار کیسے سن سکتےاور کیامشکل کشائی کرسکتے ہیں؟ مگرعلم سے بے بہرہ عوام نے یہود کی طرح ابن الوقت علماء کے مسلسل پروپیگنڈے سے متاثرہوکر ان قبروں والوں کوجن کااس دنیاسے ربطہ منقطع ہوچکاہے،ان کے جسم وروح میں جدائی ہوگئی ہے،جن کے اعضانے کام کرنا چھوڑدیاہے

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ ۷۰۰۳
[2] الاستیعاب في معرفة الأصحاب۱۰۵۵؍۳
[3] سماع موتی ۳۲۲،۳۲۱

بے شمار خدائی صفات کا حامل گر دانا شروع کر دیا اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذر ونیاز چڑھانے، منتیں ماننا، اپنی حاجات ومشکلات میں انہیں پکارنا اور سجدے کرنا شروع کر دیا۔

حق وصداقت کے راستے پر چلنے والے راسخ عقیدہ علماء کرام نے لوگوں کو اس شرک سے روکنے کی بھر پور کوشش کی مگر بعض لوگ یہ کہہ کر ایک طرف ہو گئے کہ چلو تم ادھر ہوا چلے جدھر کی یعنی ہم تو وہ کرتے ہیں جو اکثریت کرتی ہے۔قبر میں جب منکر نکیر سوال کریں گے اور وہ صحیح جواب نہیں دے سکے گا تو وہ یہی جواب دے گا۔

قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لاَ أَدْرِي،

میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا تھا تو میں نے بھی وہی بات کہہ دی (مزید) مجھے کچھ علم نہیں۔ [1]

حالانکہ اللہ کے ہاں حق وباطل کا معیار اکثریت نہیں دلائل وبراہین ہوتے ہیں، اور اللہ کے ہاں تو تقویٰ کی قدر وقیمت ہے چاہے وہ چند لوگ ہی کیوں نہ ہوں، اور اہل حق ہمیشہ کم ہی ہوتے ہیں جیسے فرمایا

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝١١٦ [2]

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے، وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں، درحقیقت تمہارا رب زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور کون سیدھی راہ پر ہے۔

بعض لوگوں نے مشرک قوموں کے قول کی طرح یہ کہا کہ ہم تو وہ کرتے ہیں جو ہمارے بزرگ صدیوں سے کرتے چلے آرہے ہیں اور کیا ہمارے بزرگ بہکے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝١٠٤ [3]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ پیغمبر کی طرف تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لئے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا یہ باپ دادا ہی کی تقلید کیے جائیں گے خواہ وہ کچھ نہ جانتے ہوں اور صحیح راستہ کی انہیں خبر ہی نہ ہو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا

---

(1) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ ١٠٧١

(2) الانعام ١١٦

(3) المائدة ١٠٤

وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ [۱]

ترجمہ: اُن سے جب کہاجاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں ان کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہِ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ انہیں کی پیروی کیے جائیں گے؟۔

مشرکین مکہ کی عورتیں اور مرد جب ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم نے اپنے آباؤاجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ... ﴿۲۸﴾ [۲]

ترجمہ: یہ لوگ جب کوئی شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ [۳]

ترجمہ: اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نذیر بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ... ﴿۴۳﴾ [۴]

ترجمہ: اِن لوگوں کو جب ہماری صاف صاف آیات سُنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ [۵]

ترجمہ: اور جب ان سے کہاجاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا یہ انہی کی پیروی کریں گے خواہ شیطان ان کو بھڑکتی ہوئی آگ ہی کی طرف کیوں نہ بلاتا رہا ہو۔

---

[۱] البقرة ۱۷۰

[۲] الاعراف ۲۸

[۳] الزخرف ۲۳

[۴] سبا ۴۳

[۵] لقمان ۲۱

بعض لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

یعنی ہم نے رکوع میں اللہ کی جو حمد و ثنا بیان کی اور اس کی بارگاہ میں جو دعائیں کی ہیں وہ اللہ وحدہ لاشریک نے سن لیں مگر اپنی تکالیف اور پریشانیوں میں اللہ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو بہت گنہگار ہیں اللہ کی بارگاہ بہت اونچی ہے، وہ ہماری پکار اور دعاؤں کو نہیں سنتا اور یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں اللہ ان کی سنتا ہے اس لئے ہم ان کو اپنی مشکلات و پریشانیوں میں انہیں پکارتے ہیں تاکہ یہ ہماری بات اللہ تک پہنچا دیں، کیا ایسے عقیدے کے حامل انسان کے ایمان کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، ایسے عقیدے کے حامل تو مشرکین بھی تھے، قرآن مجید نے مشرکین کے قول نقل کیے ہیں

...وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى... ۝۳ [1]

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

ایک مقام پر فرمایا

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ... ۝۱۸ [2]

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۸ [3]

ترجمہ: پھر کیوں نہ ان ہستیوں نے ان کی مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہوئے معبود بنا لیا تھا؟ بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے اور یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان بناوٹی عقیدوں کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی دعاؤں میں آپ ﷺ کو وسیلہ نہیں بناتے تھے کہ اے اللہ اپنے نبی کے واسطے، اپنے حبیب کے واسطے ہمارا یہ کام کر دے بلکہ آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو آگے بڑھاتے تھے،

[1] الزمر ۳

[2] یونس ۱۸

[3] الاحقاف ۲۸

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ:اللهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا،

عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب، عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو صلوٰۃ الاستسقاء کے لئے آگے بڑھاتے اور عرض کرتے اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کے لئے آگے بڑھاتے تھے پس تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا اب ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو تیری بارگاہ میں دعا کے لئے آگے بڑھا رہے ہیں ہمیں سیراب کر دے۔ [۱]

وَأَمَّا الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ قَالَ: اللهُمَّ إِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ مِنْ السَّمَاءِ إِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يَنْكَشِفْ إِلَّا بِتَوْبَةٍ، وَقَدْ تَوَجَّهَتْ بِي الْقَوْمُ إِلَيْك لِمَكَانِي مِنْ نَبِيِّك، وَهَذِهِ أَيْدِينَا إِلَيْك بِالذُّنُوبِ وَنَوَاصِينَا إِلَيْك بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ فَأَرْخَتْ السَّمَاءُ مِثْلَ الْجِبَالِ حَتَّى أَخْصَبَتْ الْأَرْضُ أَخرَجَهُ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ فِي الْأَنْسَابِ

سید نا عمر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں منبر پر تشریف لے گئے جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا پوری کر چکے تو عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا الٰہی: مصیبت اور بلائیں گناہوں کے سبب سے نازل ہوتی ہیں اور وہ توبہ کے بغیر دور نہیں ہوتیں اب لوگوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھنے اور آپ کا قریبی ہونے کی وجہ سے مجھے تیری جناب میں متوجہ کیا ہے یہ ہمارے ہاتھ تیرے حضور اٹھے ہوئے ہیں، گناہوں سے لبریز ہیں، ہم تیری جناب میں توبہ کے ذریعے سے فریاد رسی کے طلبگار ہیں، تیرے حضور سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں اور پیشانیاں تیرے آگے جھکی ہوئی ہیں لہذا ہمیں بارش سے سیراب فرما دے پس پھر کیا تھا کہ پہاڑوں کی مانند بادل اٹھے اور آسمان پر چھا گئے ،خوب بارش برسی، زمین سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگی اور لوگوں میں زندگی آ گئی، اس واقعے کو زبیر بن بکار نے اپنی کتاب الانساب میں ذکر کیا ہے۔ [۲]

بعض لوگوں نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی عباس رضی اللہ عنہ کو طلب بارش کے لیے وسیلہ بنایا اور اس کے توسل سے بارش کے لیے دعا مانگی حالانکہ یہ استدلال سراسر لغو اور مردود ہے اس لیے کہ یہ لوگ زندہ و مردہ اور حاضر و غائب کی ذات بلکہ ان کے ناموں کا بھی وسیلہ پکڑتے ہیں جبکہ اس حدیث سے تو صرف زندہ انسانوں کی دعا کو وسیلہ بنانا ثابت ہوتا ہے، ان کے ناموں کو وسیلہ بنانا ثابت نہیں ہوتا، اگر ان حضرات کی طرح کی شخصیت کا وسیلہ اور توسل پکڑنا جائز ہوتا تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جائز ہوتا کیونکہ آپ کی ذات اقدس جس طرح حالت زندگی میں محترم اور عزت والی تھی اسی طرح وفات کے بعد بھی محترم اور عزت والی ہے، جس طرح یہ لوگ فوت شدگان اولیاء کی ذات کو وسیلہ بناتے ہیں اس طرح سید نا عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بناتے حالانکہ اس طرح نہیں ہوا ہے، مزید یہ کہ اگر شخصیت کا وسیلہ جائز ہوتا تو سید نا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عباس رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو وسیلہ پکڑتے اور عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر کھلی جگہ جا کر استسقا کی شکل و صورت اختیار نہ کرتے، لہذا ثابت

---

[۱] صحیح بخاری کتاب استسقاء بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الإِمَامَ الِاسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا ۱۰۱۰

[۲] سبل السلام ۴۵۲/۱، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۱۹۲/۵

ہوا کہ سیدنا عمر نے عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ وذریعہ بنایا تھا، قرآن وسنت میں صرف تین قسم کا وسیلہ جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو واسطہ اور وسیلہ بنانا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ... ﴿۱۸۰﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو۔

جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ دعا پڑھنی مروی ہے

اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي

اے اللہ! میں تجھ سے باوسیلہ تیری رحمت کے جس نے تمام چیزوں کو گھیر رکھا ہے اپنے کل گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں۔ [۲]

اپنے نیک اعمال کو واسطہ بنانا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعا قرآن کریم میں ذکر فرمائی

... رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ [۳]

ترجمہ: مالک! ہم ایمان لائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتشِ دوزخ سے بچالے۔

اسی طرح غار میں بند ہونے والے تین نیک آدمیوں کا واقعہ ہے۔ [۴]

زندہ نیک وصالح آدمی کی دعا کو واسطہ اور وسیلہ بنانا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ذریعے سے بارش طلب کی جاتی تھی، ان کے علاوہ کسی قسم کا وسیلہ اور واسطہ جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور فرمایا ہے کہ میرے بندے کہیں مجھے دور سمجھ کر پریشان نہ ہو جانا میں ہر وقت تیرے ساتھ ہوں وہ ہر وقت اپنے بندوں کی پکار کو بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے براہ راست سنتا اور پکارنے والے کی پریشانی ومشکلات کو دور کرتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ [۵] ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی (براہ راست) پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں، لہذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں، (یہ بات تم انہیں سنادو) شاید کہ وہ راہ راست پالیں۔

ایک مقام پر فرمایا

---

[۱] الاعراف۱۸۰

[۲] سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابٌ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ۱۷۵۳

[۳] آل عمران۱۶

[۴] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ۵۹۷۴

[۵] البقرة۱۸۶

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ (۱)

ترجمہ: تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۷ (۲)

ترجمہ: تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۶ (۳)

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں، ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝۸۳ وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝۸۴ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝۸۵ (۴)

ترجمہ: اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اس خیال میں سچے ہو تو جب مرنے والے کی جان حق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے، اس وقت اس کی نکلتی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟ اس وقت تمہاری بہ نسبت ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے۔

چنانچہ اس کی مثال خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی ہے جن سے ان کے شوہر نے ظہار کیا تھا اور وہ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے آئی تھیں کہ اسلام میں اس کا کیا حکم ہے، اور انہوں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے سے حجرے میں اتنی آہستگی سے گفتگو کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود ہوتے بھی ان کا شکوہ نہ سن سکیں، مگر سمیع وبصیر رب نے جو بندوں کی شہ رگ کے بھی قریب ہے اور دل میں ابھرنے والے وسوسوں کو بھی جانتا ہے وہ ہر وقت اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے نے فوراً آیات نازل فرمائیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ڰ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۱ (۵)

ترجمہ: اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے، اللہ تم دونوں کی

---

(۱) المومن ۶۰

(۲) طه ۷

(۳) ق۱۶

(۴) الواقعة ۸۳تا۸۵

(۵) المجادلة۱

گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اور وہ کسی مانگنے والے کا ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے،

عَنْ سَلْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ، فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا، أَوْ قَالَ: خَائِبَتَيْنِ

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے، جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلم دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے، یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ بناتا ہے اور یا اس پر کوئی مصیبت یا برائی آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے۔ (۲)

قبروں کو اونچا اور پختہ بنانے کی ممانعت:

مگر بعض مسلمان اس آیت کو سن اور پڑھ کر بھی اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنا ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ اونچی اور پختہ قبروں والے ہماری بگڑی سنوارنے اور مشکل کشائی پر قادر ہیں اور ان کا ادراک و قوت زندوں سے بھی بڑھ جاتی ہے خواہ مردہ کافر ہی ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے یا زمین سے زیادہ بلند کرنے سے منع فرمایا ہے،

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا تَدَعَنَّ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ، وَلَا صُورَةً فِي بَيْتٍ إِلَّا طَمَسْتَهَا

ابو الہیاج اسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے ارشاد فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس کام پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ جاؤ کوئی بلند قبر ہو (خواہ اس کی پوجا ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو) تو اسے برابر کر دو اور کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر اس کو مٹا دو۔ (۳)

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ ۳۸۶۵

(۲) مسند احمد ۱۱۱۳۳

(۳) سنن نسائی کتاب الجنائز باب تَسْوِيَةُ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ ۲۰۳۳، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۳۲۱۸، مسند احمد ۱۰۶۴

أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ، حَدَّثَهُ قَالَ:كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ بِرُودِسَ، فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں ہم فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرزمین روم کے مقام رودس میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کی وفات ہو گئی تو فضالہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر زمین کے برابر کر دی جائے، پھر کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ حکم دیتے تھے کہ قبریں زمین کے برابر کر دی جائیں۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، أَنَّ عُثْمَانَ،أَنَّ عُثْمَانَ، خَرَجَ فَأَمَرَ بِتَسْوِيَةِ الْقُبُورِ، فَسُوِّيَتْ إِلَّا قَبْرَ أُمِّ عَمْرٍو، وَأَبِيهِ عُثْمَانَ فَقَالَ: مَا هَذَا الْقَبْرُ؟ فَقَالُوا: قَبْرُ أُمِّ عَمْرٍو، فَأَمَرَ بِهِ فَسُوِّيَ

عبداللہ بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا پس قبریں برابر کر دی گئیں سوائے آپ کی دختر ام عمرو کے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یہ قبر کیوں چھوڑ دی گئی؟ عرض کیا گیا کہ یہ قبر ام عمرو کی ہے، آپ نے اس کو بھی برابر کرنے کا حکم دیا پس وہ برابر کر دی گئی۔ (۲)

فَسُنَّتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْوِيَةُ هَذِهِ الْقُبُورِ الْمُشْرِفَةِ كُلِّهَا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ ہے کہ ان بلند و بالا تمام قبروں کو ہموار کر دیا جائے۔ (۳)

وَكَانَ هَدْيُهُ أَنْ لَا تُهَانَ الْقُبُورُ وَتُوطَأَ، وَأَلَّا يُجْلَسَ عَلَيْهَا، وَيُتَّكَأَ عَلَيْهَا، وَلَا تُعَظَّمَ بِحَيْثُ تُتَّخَذُ مَسَاجِدَ فَيُصَلَّى عِنْدَهَا وَإِلَيْهَا، وَتُتَّخَذَ أَعْيَادًا وَأَوْثَانًا

اور آپ کی سنت یہ تھی کہ قبروں کی توہین نہ کی جائے اور نہ انہیں روندا جائے اور نہ بیٹھک یا تکیہ لگایا جائے اور نہ (اس شدت) سے عزت کی جائے کہ انہیں سجدہ گاہیں بنا لیا جائے اور ان کے پاس یا ان کی طرف نماز پڑھی جانے لگے، میلے شروع ہو جائیں اور انہیں بت بنا لیں گو یا ان کی پوجا ہو رہی ہے۔ (۴)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر (بطور سوگ یا مجاور بن کر) بیٹھنے اور عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۵)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۲۲۴۲ ،سنن نسائی کتاب الجنائز باب تَسْوِيَةُ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ ۲۰۳۲

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱۷۹۵

(۳) زادالمعاد ۱٫۵۰۵

(۴) زادالمعاد ۱٫۵۰۳

(۵) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ ۲۲۴۵، سنن نسائی کتاب الجنائز باب الْبِنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ ۲۰۳۰، مسند احمد ۱۴۱۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱۷۶۴

عَنْ جَابِرٍ قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقَبْرِ، أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ، أَوْ يُجَصَّصَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے سے یا اس کو پکا کرنے یا اس پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ:الْحَدُوا لِي لَحْدًا، وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللبِنَ نَصْبًا، كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں فرمایا میرے لئے لحد بنانا اور اس پر کچی انٹیں لگانا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنائی گئی تھی۔ (۲)

وَكَانَتْ قُبُورُ أَصْحَابِهِ لَا مُشْرِفَةً، وَلَا لَاطِئَةً، وَهَكَذَا كَانَ قَبْرُهُ الْكَرِيمُ، وَقَبْرُ صَاحِبَيْهِ، فَقَبْرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں نہ ہی بلند و بالا تھیں اور نہ ہی بالکل ہموار تھیں، اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور آپ کے صاحبین رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں۔ (۳)

ائمہ کرام کا عقیدہ:

كانوا يكرهون الأجر على قبورهم

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ پکی قبروں کو ناپسند کرتے تھے۔ (۴)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قبر پر قبہ یا مکان بنانے کو حرام سمجھتے تھے،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صلّى اللهُ تعالى عليهِ وآله وسلم عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ بِنَاءٌ

جیسے جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکی قبر بنانے، قبر پر بیٹھنے اور اس پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ (۵)

لَا يُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ فَيَسْقُطَ وَلَا بَأْسَ بِوَضْعِ الْأَحْجَارِ لِتَكُونَ عَلَامَةً

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر کو نہ تو پختہ بنایا جائے، نہ مٹی سے لیپی جائے اور نہ ہی قبر پر کوئی عمارت تعمیر کی جائے البتہ نشانی کے طور پہ قبر پر پتھر رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۶)

---

(۱) سنن نسائی کتاب الجنائز باب الزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ ۲۰۲۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي اللحْدِ وَنَصْبِ اللبِنَ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۲۴۰

(۳) زاد المعاد ۱/۵۰۳

(۴) اغاثة اللهفان ۱/۱۹۶

(۵) صحیح مسلم كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ ۲۲۴۵، اغاثة اللهفان ۱/۱۹۶

(۶) تفسیر القرطبی ۱۰/۳۸۱

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں قبروں کو پختہ بنانے،ان پر عمارت تعمیر کرنے اور ان پر پتھر لگانے کو ناجائز سمجھتا ہوں۔ (۱)

وَأُحِبُّ أَنْ لَا يُبْنَى، وَلَا يُجَصَّصَ فَإِنَّ ذَلِكَ يُشْبِهُ الزِّينَةَ وَالْخُيَلَاءَ، وَلَيْسَ الْمَوْتُ مَوْضِعَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَلَمْ أَرَ قُبُورَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مُجَصَّصَةً عَنْ طَاوُسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبْنَى الْقُبُورُ أَوْ تُجَصَّصَ وَقَدْ رَأَيْت مِنْ الْوُلَاةِ مَنْ يَهْدِمَ بِمَكَّةَ مَا يُبْنَى فِيهَا فَلَمْ أَرَ الْفُقَهَاءَ يَعِيبُونَ ذَلِكَ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قبروں پر نہ تو عمارتیں بنائی جائیں اور نہ ان کو پکا کیا جائے کیونکہ یہ سب زینت اور بڑائی کے لئے ہوتا ہے اور موت کے لئے ان میں کوئی چیز روا نہیں،میں نے انصار اور مہاجرین کی قبروں کو دیکھا ہے وہ ہرگز پختہ نہ تھیں،طاوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے اور اس کو پکا کرنے سے منع فرمایا ہے اور میں نے حکام کو قبروں پر تعمیر شدہ عمارت گراتے ہوئے دیکھا ہے اور فقہا اسے برا نہیں سمجھتے تھے۔ (۲)

ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ:انْزِعْهُ يَا غُلَامُ، فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ دیکھا تو فرمایا اے لڑکے!اس کو الگ کر دے اس لئے کہ ان کا عمل ہی اس پر سایہ کرے گا۔ (۳)

اس کے علاوہ دور دراز کی مسافت طے کر کے قبروں کی زیارت کے لئے جانا بھی منع ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں مسجد حرام،مسجد بیت المقدس اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی)۔ 4

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،تابعین رحمہ اللہ اور ائمہ کبار رحمہ اللہ میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ مخصوص قبر اور انبیاء کے آثار وغیرہ کی زیارت کے لئے سفر حال حرام ہے،

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الطُّورِ، قَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ،قُلْتُ لَهُ: وَلِمَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

---

(۱) تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد

(۲) الام للشافعی ۱،۳۱۶

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الجَرِيدِ عَلَى القَبْرِ

(۴) مسنداحمد ۱۱۴۱۷،صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ المَقْدِسِ ۱۱۹۷

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری ملاقات بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ہوئی انہوں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ فرمایا کوہ طور سے، ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری ملاقات تمہارے کوہ طور جانے سے پہلے ہو جاتی تو میں تمہیں وہاں نہ جانے دیتا، میں نے انہیں پوچھا کیوں نہ جانے دیتے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ صرف تین مسجدوں کی طرف سواریوں کو ثواب کی نیت سے چلایا جائے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصٰی۔ (۱)

عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الطُّورِ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَدَعْ عَنْكَ الطُّورَ وَلَا تَأْتِهِ

مقزعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں کوہ طور پر جانا چاہتا ہوں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصٰی کے علاوہ کہیں بھی قصداً جانا منع ہے اس لئے تم کوہ طور پر جانے کا ارادہ ترک کر دو۔ (۲)

سهيل بن أبي سهيل قال: رآني الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب عند القبر، فناداني، وهو في بيت فاطمة يتعشى فقال: هلم إلى العشاء، فقلت: لا أريده، فقال: مالي رأيتك عند القبر؟ فقلت: سلمت على النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فقال: إذا دخلت المسجد فسلم ،ثم قال: إن رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ قال:لا تتخذوا بيتي عيداً، ولا تتخذوا بيوتكم مقابر، لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، وصلوا على فإن صلاتكم تبلغني حيثما كنتم ما أنتم ومن بالأندلس إلا سواء،

سہیل بن ابی سہیل کہتے ہیں مجھے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دیکھ کر بلایا اور وہ خود فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ کے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے مجھے کھانے کی دعوت دی، میں نے عرض کی کہ مجھے کھانے کی خواہش نہیں ہے، پھر فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس تم کیا کر رہے تھے؟ میں نے عرض کی کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھ رہا تھا، ارشاد فرمایا جب بھی مسجد میں داخل ہو سلام کہہ لیا کرو، پھر ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری قبر پر جمگھٹا نہ بنالینا اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بنانا، اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا، مجھ پر درود پڑھا کرو تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جائے گا تم خواہ اندلس میں ہو یا مدینے میں دونوں یکساں ہیں۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا

---

(۱) موطاامام مالک كتاب السهو باب مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ،سنن نسائی كتاب الجمعة باب ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۴۳۱

(۲) أخبار مكة للفاكهی ۱۱۹۳

(۳) إغاثة اللهفان ۱۹۱/۱

عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو تم میلے کی جگہ نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ (۱)

قبروں پر چادریں چڑھانا:

پس قبریں اس لئے نہیں ہیں کہ وہاں میلے لگائے جائیں، عرس کیا جائے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کے لئے عرس اور میلے کی نہی فرمادی ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اینٹ، پتھر اور گارے کی تعمیر شدہ چیزوں پر غلاف اور چادریں چڑھانے سے منع فرمایا ہے،

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ، وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ اللهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ. الْحِجَارَةَ وَاللبِنَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ (تبوک) پر تشریف لے گئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں) میں نے (حجرے کے) طاق پر ایک پردہ لٹکا دیا جس پر تصویریں بنیں ہوئی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے اور دروازے پر پردہ پڑا ہوا دیکھا تو چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا اور فرمایا اللہ نے ہمیں مٹی اور پتھروں کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا۔ (۲)

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَلْمَانُ:دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فِي ذُبَابٍ، وَدَخَلَ رَجُلٌ النَّارَ فِي ذُبَابٍ،قَالُوا: وَمَا الذُّبَابُ؟، فَرَأَى ذُبَابًا عَلَى ثَوْبِ إِنْسَانٍ، فَقَالَ: هَذَا الذُّبَابُ ، قَالُوا: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: مَرَّ رَجُلَانِ مُسْلِمَانِ عَلَى قَوْمٍ يَعْكِفُونَ عَلَى صَنَمٍ لَهُمْ، فَقَالُوا لَهُمَا: قَرِّبَا لِصَنَمِنَا قُرْبَانًا، قَالَا: لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا قَالُوا: قَرِّبَا مَا شِئْتُمَا وَلَوْ ذُبَابًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا تَرَى؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، فَقُتِلَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ،فَقَالَ الْآخَرُ: بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَأَخَذَ ذُبَابًا فَأَلْقَاهُ عَلَى الصَّنَمِ فَدَخَلَ النَّارَ

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا صحابہ کرام نے ایک آدمی کے کپڑوں پر بیٹھی مکھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کیا یہی مکھی اور مزید پوچھا وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مسلمانوں کا گزر مشرک بستی سے ہوا جن ایک بت تھا تو انہوں نے ان دونوں سے کہا کہ ہمارے بت کیلئے چڑھاوا چڑھاوے بغیر آپ کا راستہ مسدود ہے، اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتا، انہوں نے کہا کسی بھی چیز کا چڑھاوا چڑھادو چاہئے وہ ایک مکھی ہی کیوں نہ ہو، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں

---

(۱) سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۲۰۴۲

(۲) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ ۵۹۵۴ ،صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ باب تحریم تصویرصورة الحیوان ۵۵۲۰،سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي الصُّوَرِ ۴۱۵۳

ٹھیرا تاانہوں نے یہ سنتے ہی اس کو قتل کر دیا اور وہ سیدھا جنت میں چلا گیا، دوسرے نے ایک مکھی پکڑی اور اس بت پر بھینٹ کر دی وہ جہنم میں داخل ہو گیا۔ (۱)

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ جس شخص نے صنم اور قبر پر ایک مکھی کا چڑھاوا دیا تو وہ دوزخ کا ایندھن بنا تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو اونٹ ، گائے اور بکری وغیرہ کو اس نیت سے موٹا تازہ کر رہا ہے کہ ان کو غیر اللہ کے نام ذبح کر کے تقرب الی اللہ حاصل کرے گا، یہ غیر اللہ خواہ کوئی فوت شدہ ولی ہو یا دور دراز مقام پر کوئی بزرگ یا کوئی طاغوت اور مشہد ہو یا کوئی شجر وحجر وغیرہ ہو اس امت کے مشرکین اس قسم کے چڑھاووں کو قربانی سے بھی افضل خیال کرتے ہیں اور بعض غالی قسم کے لوگ تو غیر اللہ کے نام چڑھاوا دے کر اصل قربانی بھی نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کر دیا یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے ان غیر اللہ کو جن کی وہ عبادت کرتے ہیں ان کی اس قدر تعظیم اور ان کی طرف راغب ہوتے ہیں کہ جیسے دنیا و مافیہا کی نعمتیں حاصل کر لی ہوں، اس مصیبت اور شرک کا آج خوب دور دورہ ہے۔

قبروں کو چومنا چاٹنا:

ائمہ اربعہ اور تمام علمائے سلف وخلف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ چومنا چاٹنا چھونا صرف حجر اسود اور رکن یمانی کے لئے ہے،

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ البَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ اليَمَانِيَيْنِ

جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دونوں یمانی ارکان (حجر اسود اور رکن یمانی) کے بیت اللہ کی کسی اور چیز کو چھوتے ہوئے کبھی بھی نہیں دیکھا۔ (۲)

پس استلام صرف ان ہی دو کے لئے ہے ان کے علاوہ مساجد ہوں یا مقابر اولیاء وصلحاء ہوں یا حجرات ومغارات رسل ہوں یا اور تاریخی یادگاریں ہوں کسی کو چومنا چاٹنا یا چھونا ہرگز ہرگز جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا بدعت ہے اور بدعت کے بارے میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

مَنْ يهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصدَقَ الْحِدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

جسے اللہ راہ ہدایت نصیب فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ اپنی حکمت کے تحت گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور تمام کاموں میں سب سے برا کام دین میں نکلی

(۱) شعب الایمان ۶۹۶۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ اليَمَانِيَيْنِ ۱۶۰۹،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُونَ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ ۳۰۶۱،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ اسْتِلَامِ الْأَرْكَانِ ۱۸۷۴

ہوئی نئی بات ہے اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ (۱)

قبروں پر چراغ جلانا:

اس کے علاوہ قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں اور قبر پر آگ جلانا جاہلیت کی رسم ہے،

وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ، وَإِيقَادِ السُّرُجِ عَلَيْهَا، وَاشْتَدَّ نَهْيُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى لَعَنَ فَاعِلَهُ. وَنَهَى عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُورِ، وَنَهَى أُمَّتَهُ أَنْ يَتَّخِذُوا قَبْرَهُ عِيدًا وَلَعَنَ زُوَّرَاتِ الْقُبُورِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ جلانے کی ممانعت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سختی سے روکا ایسا کرنے والوں پر آپ نے لعنت کی ہے اور قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، نیز آپ نے اپنی امت کو اس بات سے بھی روکا ہے کہ وہ آپ کی قبر کو عید (میلہ عرس وغیرہ لگانے کا مرکز) بنالے اور قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةَ الجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک تین شخص نہایت ہی مبغوض ہیں کج روی کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے والا اور مسلمانوں کا خون ناحق طلب کرنے والا کہ اس کا خون بہائے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر زیارت کی غرض سے جاتی ہیں اور (ان لوگوں پر بھی) جو لوگ انہیں سجدہ گاہ بناتے ہیں اور وہاں چراغ جلاتے ہیں (یا چراغاں کرتے ہیں)۔ (۴)

حكم الألباني: ضعيف

قبروں پر جانور ذبح کرنا:

نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خاص ہے، دور جاہلیت میں مشرکین کے معبودوں کے نصب، تھان اور استھان چارسو پھیلے ہوئے تھے جس کی وہ بڑی تعظیم کرتے تھے اور وہاں وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے جانوروں کی قربانیاں کرتے

(۱) السنن الکبری للنسائی۱۷۹۹، صحیح ابن خزیمة۱۷۸۵، المعجم الکبیر للطبرانی۸۵۲۱

(۲) زادالمعاد۱؍۵۰۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ ۶۸۸۲

(۴) سنن ابوداودکتاب الجنائز: بَابٌ فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ۳۲۳۶

تھے، قرآن مجید نے غیر اللہ کی نذر کو حرام قرار دیا ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ... ③ (۱)

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ... ⑰③ (۲)

ترجمہ: اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ یہ جانور فلاں ولی یا فلاں بزرگ کے لئے ہے، پس جب ذہن میں غیر اللہ میں سے کوئی بھی مراد ہو تو خواہ اس کا نام لے یا نہ لے اسی کا تصور کیا جائے، وہ ذبیحہ جو عیسائی مسیح علیہ السلام کے نام پر ذبح کرتے ہیں خواہ وہ صرف گوشت کھانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو وہ اور اس مذکورہ ذبیحہ میں کوئی فرق نہیں، پس اگر کوئی عیسائی صرف کھانے کے لئے کسی جانور کو ذبح کرے یا مسیح اور زہرہ کے تقرب کے لئے کرے تو دونوں کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے، اسی طرح جو شخص اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر کسی ولی یا بزرگ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے جانور ذبح کاتا ہے تو وہ بھی حرام ہو گا اگرچہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے کیونکہ یہ غیر اللہ کی عبادت ہے، یہ عبادت غیر اللہ سے استعانت سے بڑھ کر کفر ہے جیسا کہ امت مسلمہ میں سے منافقین کا گروہ اس کے ارتکاب میں پیش پیش ہے، جو کواکب وغیرہ کے تقرب کے لئے ایسا کرتے ہیں یہ لوگ مرتدین کے حکم میں ہیں اور ان کا ذبیحہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں، جنات کے لئے جانور ذبح کرنا بھی اسی قبیل سے ہے،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے۔ (۳)

اور امام عبد الرزاق رحمہ اللہ عَقْرَ کی تشریح یوں کرتے ہیں

كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاةً

(۱) المائدۃ ۳

(۲) البقرۃ ۱۷۳

(۳) سنن ابوداودکتاب الجنائز: باب کراھیۃ الذبح عندالقبر ۳۲۲۲

وہ لوگ قبر کے نزدیک گائے یا بکری ذبح کیا کرتے تھے۔ [١]

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک باب باندھا ہے

بَابُ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى وَلَعْنِ فَاعِلِهِ

جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لئے جانور ذبح کرے وہ شخص ملعون اور ذبیحہ حرام ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَا يَنُحْنَ، فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَنُسْعِدُهُنَّ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا شِغَارَ، وَلَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا جَلَبَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا جَنَبَ، وَمَنْ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، اس پر عورتوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں کچھ عورتوں نے ہمیں پرسہ دیا تھا کیا ہم انہیں اسلام میں پرسہ دے سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں اس کی کوئی حیثیت نہیں، نیز اسلام میں وٹے سٹے کے نکاح کی جس میں مہر مقرر نہ کیا گیا ہو کوئی حیثیت نہیں ہے، اسلام میں فرضی محبوباؤں کے نام لے کر اشعار میں تشبیہات دینے کی کوئی حیثیت نہیں، اسلام میں کسی قبیلے کا حلیف بننے کی کوئی حیثیت نہیں، زکوۃ وصول کرنے والے کا اچھا مال چھانٹ لینا یا لوگوں کا زکوۃ سے بچنے کے حیلے اختیار کرنا بھی صحیح نہیں ہے، اور جو شخص لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [٢]

عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، قَالَ:كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ،قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا يَكْتُمُهُ النَّاسَ،غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِي بِكَلِمَاتٍ أَرْبَعٍ،قَالَ: فَقَالَ: مَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قَالَ:لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ،وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کچھ چیزیں خفیہ بتاتے تھے؟ یہ سنتے ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جو اوروں کو نہ بتائی ہو، ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں، اس نے پوچھا وہ کیا ہیں اے امیر المومنین؟ فرمایا جو شخص اپنے والدین پر لعنت کرے اللہ اس پر لعنت نازل کرے، اور جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لئے ذبح کرے اللہ اس پر لعنت کرے، اور اللہ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔

(مُحْدِثًا کے معنی ایسا عمل جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہ ہو یعنی بدعت، اور مُحْدَثًا کے معنی ایسے شخص کے ہیں جو مجرم کو پناہ دے یا اس کی حوصلہ افزائی اور اس کو بچانے کی کوشش کرے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ گناہ کبیرہ اپنے مراتب فعل کے لحاظ سے کبیرہ بھی ہو سکتا ہے اور صغیرہ

[١] سنن ابوداود کتاب الجنائز: بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ ٣٢٢٢

[٢] صحیح ابن حبان ٣١٤٦، مسند احمد ١٣٠٣٢

بھی، اگر عمل فی نفسہ بڑا ہو گا تو یہ کبیرہ کہلائے گا ورنہ صغیرہ ہو گا) وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ
اور جو شخص زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹائے۔

(یہ وہی نشانات وعلامات ہیں جو زمین یا گھروں کو آپس میں تقسیم کرتے وقت لگائے جاتے ہیں، تغیر نشان کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اور اپنے شریک کار کے حق میں جو علامت اور نشانی ہے اسے آگے یا پیچھے کر کے اس کا حق غصب کر لے، یہ بہت بڑا ظلم ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

جو شخص اپنے دوسرے بھائی کی ایک بالشت زمین ناحق لے لیتا ہے قیامت کے دن سات زمینیں بصورت طوق اس کی گردن میں ڈال دی جائیں گی۔

(زمین کے سات طبق کتاب وسنت سے ثابت ہیں، ان کا انکار کرنے والا قرآن وحدیث کا منکر ہے)

وَفِيهِ أَنَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعَ أَطْبَاقٌ كَالسَّمَوَاتِ، وَهُوَ ظَاهِرُ قَوْلِه تَعَالَى: وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ خِلَافًا لِمَنْ قَالَ: إِنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ: سَبْعُ أَرَضِينَ سَبْعَةُ أَقَالِيمَ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آسمانوں کی طرح زمین کے بھی سات طبق ہیں جیسا کہ آیت قرآنی " زمینیں بھی ان آسمانوں ہی کی مانند ہیں۔" میں مذکور ہے، اس میں ان کی بھی تردید ہے جو سات زمینوں سے ہفت اقلیم مراد لیتے ہیں جو صحیح نہیں۔[1]

اللہ اس پر لعنت فرمائے۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اپنے ہی ماں باپ کو گالی دے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی شخص اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (وہ اس طرح کہ) جب کوئی شخص کسی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی جواب میں اس کے والدین کو گالی دے گا (تو گویا پہلے شخص نے اپنے ہی والدین کو گالی دی)۔[3]

---

[1] مسند احمد ۲۶۲۲۴، صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الأَرْضِ ۲۴۵۳، صحیح مسلم کتاب المساقاة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا ۴۱۳۷

[2] صحیح مسلم کتاب الاضاحی بَابُ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى وَلَعْنِ فَاعِلِهِ ۵۱۲۴، سنن نسائی کتاب الضحایا باب من ذبح لغیراللہ عزوجل ۴۴۲۸

[3] مسند احمد ۶۵۲۹

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں قبر پر جانور ذبح کرنا منع ہے۔ (۱)

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے باوجود مزاروں پر جانوروں کی قربانیاں ہو رہی ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو اونٹوں پر لدوایا اور اسیران بدر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے

وَجَعَلَ عَلَى النَّفَلِ عَبْدِ اللهِ بْنُ كَعْبٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن کعب مازانی انصاری رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت کی نگرانی کے لئے مقرر فرمایا۔ (۲)

صالح شقران. غلام رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لعبد الرَّحْمَن بْن عوف فَأَعْجَبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ، وَكَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا , وَهُوَ صَالِحُ بْنُ عَدِيٍّ، شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ مَمْلُوكٌ فَاسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَسْرَى وَلَمْ يُسْهِمْ لَهُ، فَجَزَاهُ كُلُّ رَجُلٍ لَهُ أَسِيرٌ، فَأَصَابَ أَكْثَرَ مِمَّا أَصَابَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ مِنَ الْمُقَسَّمِ

صالح سقران جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے یہ عبد الرحمٰن ابن عوف کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قیمتاً لے لیا، وہ حبشی تھے ان کا نام صالح بن عدی تھا، بحالت غلامی غزوہ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قیدیوں پر عامل بنایا اور ان کے لیے حصہ مقرر نہیں تھا ہر شخص نے اپنے ہی مقررہ حصہ سے ان کو دیا تو اسی وجہ سے ان کا حصہ باقیوں کی نسبت زیادہ ہوا۔ (۳)

حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّفْرَاءِ قُتِلَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ، قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام صَفْرَاءِ پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے اکابرین میں ایک جنگی مجرم نضر بن حارث کو جس نے جنگ میں کفار کا پرچم اٹھا رکھا تھا کو قتل کا حکم فرمایا، حکم کی تعمیل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اس کی گردن اڑا دی۔ (۴)

عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَمَاتَ بِالصَّفْرَاءِ

اسی جگہ پر عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گئے۔ (۵)

فَدَفَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّفْرَاءِ

---

(۱) سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ ۳۲۲۲، مسند احمد ۱۳۰۳۲

(۲) ابن سعد۳۹۲/۳،ابن ہشام۶۴۳/۱ ،الروض الانف ۱۱۴/۵،تاریخ طبری ۴۵۸/۲،تاریخ ابن خلدون ۴۳۰/۲

(۳) ابن سعد۳۶/۳

(۴) ابن ہشام ۶۴۲/۱، تاریخ طبری ۴۵۹/۲،تاریخ ابن خلدون۳۹۱/۲

(۵) مغازی واقدی۱۴۵/۱،ابن ہشام۷۰۶/۱

اور نبی کریم ﷺ نے انہیں صَفرَاء میں ہی دفن کر دیا۔ (۱)

ویروی أن رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما نزل بأصحابه بالتاربين قَالَ لَهُ أصحابه: إنا نجد ريح المسك،قال: وما يمنعكم؟ وهاهنا قبر أَبِي مُعَاوِيَة

بعد میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مقام تاربین پر نزول فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کیا یہاں ابو معاویہ (عبیدہ بن الحارث کی کنیت تھی) کی قبر ہے۔ (۲)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قُتِلَ أَخِي عُمَيْرٌ، وَقَتَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَأَخَذْتُ سَيْفَهُ، وَكَانَ يُسَمَّى ذَا الْكَتِيفَةِ، فَأَتَيْتُ بِهِ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اذْهَبْ فَاطْرَحْهُ فِي الْقَبَضِ،قَالَ: فَرَجَعْتُ وَبِي مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلا اللهُ مِنْ قَتْلِ أَخِي، وَأَخْذِ سَلَبِي، قَالَ: فَمَا جَاوَزْتُ إِلا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ الْأَنْفَالِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اذْهَبْ فَخُذْ سَيْفَكَ

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے بدر والے دن جب میرے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار جسے ذَا الْكَتِيفَةِ کہا جاتا تھا لے لی، اور اسے لے کر اللہ کے نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اسے باقی مال کے ساتھ رکھ آؤ، میں نے تعمیل حکم تو کر لی لیکن اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس وقت میرے دل پر کیا گزری، ایک طرف بھائی کے قتل کا صدمہ دوسری طرف اپنا حاصل کردہ سامان واپس ہونے کا صدمہ، ابھی میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ سورہ انفال نازل ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور وہ تلوار جو تم ڈال آئے ہو لے لو۔ (۳)

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ شَفَانِي اللَّهُ الْيَوْمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَهَبْ لِي هَذَا السَّيْفُ. قَالَ: إِنَّ هَذَا السَّيْفَ لَيْسَ لَكَ وَلا لِي ضَعْهُ قَالَ: فَوَضَعْتُهُ. ثُمَّ رَجَعْتُ، قُلْتُ: عَسَى أَنْ يُعْطَى هَذَا السَّيْفُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبْلِ بَلائِي، قَالَ: إِذَا رَجُلٌ يَدْعُونِي مِنْ وَرَائِي قَالَ: قُلْتُ: قَدِ أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ؟ قَالَ:كُنْتَ سَأَلْتَنِي السَّيْفَ، وَلَيْسَ هُوَ لِي، وَإِنَّهُ قَدْ وُهِبَ لِي، فَهُوَ لَكَ قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ} (۴)

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں سے بچا لیا اب آپ یہ تلوار مجھے دے دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو یہ نہ تمہاری ہے اور نہ میری، اسے بیت المال میں جمع کر دو، میں نے تعمیل حکم میں وہ

(۱) ابن اسحاق ۳۰۸/۱

(۲) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۰۲۰/۳

(۳) مسند احمد ۱۵۵۶

(۴) الأنفال: 1

تلوار بیت المال میں جمع کرا دی، میرے دل میں خیال آیا کہ آج جس نے مجھ جیسی محنت نہیں کی اسے یہ تلوار انعام میں مل جائے گی، یہ خیال کر کے میں جا رہا تھا کہ کسی نے مجھے پیچھے سے پکارا میں لوٹا اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی اس وقت وہ میری نہ تھی، اب وہ مجھے دیدی گئی ہے اور میں تمہیں دے رہا ہوں، پس آیت نازل ہوئی ''تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ انفال تو اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔''(۱)

أَبَا أُسَيْدٍ مَالِكَ بْنَ رَبِيعَةَ يَقُولُ: أَصَبْتُ سَيْفَ ابْنِ عَائِذٍ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ السَّيْفُ يُدْعَى بِالْمَرْزُبَانِ، فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ أَنْ يَرُدُّوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ النَّفَلِ، أَقْبَلْتُ بِهِ فَأَلْقَيْتُهُ فِي النَّفَلِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا يُسْأَلُهُ، فَرَآهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُومِيُّ، فَسَأَلَهُ رَسُولَ اللهِ [صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

ابو اسید مالک رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کہتے ہیں مجھے ابن عائذ کی تلوار ملی جسے مَرْزُبَانِ کہا جاتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کسی کے پاس ہو وہ جمع کرا دے میں بھی گیا اور وہ تلوار رکھ آیا، رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ اگر کوئی آپ سے کچھ مانگتا تو آپ انکار نہ کرتے تھے، ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ نے اس تلوار کو دیکھ کر آپ سے اسی کا سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو عطا فرما دی۔(۲)

مضامین سورۃ الانفال: تاریخ اسلام میں ہونے والے غزوات کی بنیاد اور ابتدا غزوہ بدر میں مسلمانوں میں جو اخلاقی کمزوریاں اور خامیاں ظاہر ہوئیں ان کی نشان دہی اور ان کے ازالے کا ذکر کیا گیا، جنگ کے دوران جو مال غنیمت ہاتھ لگ جائے اس کے بارے میں وضاحت فرمائی گئی کہ یہ سب اموال اللہ اور اس کے رسول کے ہیں لہذا وہ جیسے چاہیں اسے تقسیم کریں اور جو مال وہ تمہیں دے دیں اسے اللہ کی عطا سمجھ کر بخوشی قبول کریں، اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو ذلت آمیز شکست اور تمہاری یہ عظیم فتح تمہاری مختصر جماعت کی محنت و کاوش کا ثمر نہیں بلکہ یہ فتح صرف اور صرف اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ کی مدد سے ہی ہے لہذا ہمیشہ اللہ پر توکل اور اس کے رسول کی اطاعت ہی کو اپنی دنیا و آخرت کی نجات کا ذریعہ سمجھیں، اور جس مقصد کی وجہ سے تمہیں فتح دی گئی ہے اسے اپنا مقصد حیات بنالیں، مشرکین، منافقین، یہود اور جنگی قیدیوں کو عبرت اموز خطاب کیا گیا اور مسلمانوں کو جنگ اور صلح کے اصول بتا کر تلقین کی گئی کہ تاریک دور کے طریقوں اور رسم و رواج سے مکمل طور پر اجتناب کریں تا کہ دوسری اقوام پر تمہارے اخلاق حسنہ کا بہترین اثر پڑے اور تمہارے مشن دعوت حقہ کو پھیلانے کی سچائی واضح ہو سکے، اور اس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کرسکو، پھر اسلامی ریاست کے دستوری قانون کی بعض دفعات اور جو غیر مسلم اسلامی ریاست میں قیام پذیر ہوں ان کی قانونی حیثیت متعین کر دی گئی۔

---

(۱) مسند احمد ۱۵۳۸

(۲) ابن ہشام ۶۴۲/۱، الروض الانف ۱۱۳/۵، تفسیر ابن کثیر ۷/۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ

یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں، سو تم اللہ سے ڈرو،

وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱﴾ (الانفال ۱)

اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

اے نبی ﷺ! مجاہدین تم سے غنیمتوں (وہ مال و اسباب جو جنگ میں دشمن پر فتح یا غلبہ حاصل ہونے کے بعد حاصل ہو اسے مال غنیمت کہتے ہیں اور وہ مال جو غیر مسلم چھوڑ کر چلے جائیں جیسے بنو نضیر بنو قینقاع اور بنو قریظہ وغیرہ مدینہ میں اپنے اموال و املاک چھوڑ کر خیبر چلے گئے تھے یا بغیر لڑائی یا جزیہ و خراج سے جو مال ملے اسے مال فے کہا جاتا ہے) کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ ان کو کیسے تقسیم کیا جائے اور کن لوگوں میں تقسیم کیا جائے، فرمایا آپ ان سے کہہ دیں کہ جنگ کے بعد جو مال و اسباب مجاہدین کے ہاتھ آتا ہے وہ ان کی ملکیت نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ملکیت ہے، اس لئے یہ تم پر منحصر نہیں کہ اپنی من مرضی کرو اور حاصل کردہ مال کو اپنی جانفشانی کا ثمرہ سمجھ کر مالک و مختیار بن بیٹھو اور جس طرح چاہو اسے تقسیم کر لو، بلکہ جس نے یہ غنائم بخشے ہیں اس کے حکم سے رسول اللہ ﷺ جہاں چاہیں گے خرچ کریں گے، چنانچہ تم پر فرض ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول جو فیصلہ فرما دیں اور جو مال عنایت کر دیں تو ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر ہنسی خوشی قبول کر لو اور اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کر کے اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو، آپس کے معاملات کی اصلاح میں حسن اخلاق اور برا سلوک کرنے والوں سے درگزر کا بہت دخل ہے، جس سے دلوں کا بغض و نفرت دور ہو جاتی ہے اس لئے فرمایا کہ آپس کے بغض و عناد، قطع تعلقی اور ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنے کے بجائے آپس کی مودت محبت اور میل جول کے ذریعے سے اصلاح کرو اس طرح تم میں اتفاق پیدا ہو گا اور قطع تعلق، مخاصمت اور آپس کے لڑائی جھگڑے کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے اس کا ازالہ ہو جائے گا، کیونکہ ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا تقاضا کرتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرتا وہ مومن نہیں، جس کی اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ناقص ہے اس کا ایمان بھی اتنا ہی ناقص ہے، اس لئے فرمایا اگر تم مومن ہونے کے دعوے دار ہو تو ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَ اِذَا تُلِیَتۡ

بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ کی

عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۖۚ ۝٢

آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں،

الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ

جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں، سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں

لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ مَغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۚ ۝٤ (الانفال ۲ تا ۴)

ان کے بڑے درجے ہیں، ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

اس حکم کے ساتھ ہی تسلی وتشفی کے لئے کامل اہل ایمان کی صفات بیان فرمائیں کہ مومن تو صرف وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ وحدہ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، آیات الٰہی کو حضور قلب کے ساتھ غور سے سنتے ہیں تا کہ وہ ان میں غور وفکر کریں اس طرح ان کے ایمان میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کی تصدیق میں آگے بڑھتے ہیں، اللہ کا ذکر سن کر ان کے دلوں میں نیکیوں میں رغبت پیدا ہوتی ہے، رب کے اکرام وتکریم کے حصول کا شوق پیدا ہوتا ہے،

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ۝١٢٤ [1]

ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو، تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں۔

دل میں عذاب سے خوف اور معاصی سے ڈر پیدا ہوتا ہے، اسی وجہ سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور نہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں، تمام فرائض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، توکل ہی انسانوں کو تمام اعمال پر امادہ کرتا ہے، توکل کے بغیر اعمال وجود میں آتے ہیں نہ تکمیل پا سکتے ہیں، اس لئے مومن کوئی بھی کام کرتا ہے اس کے اسباب سے اعراض وگریز نہیں کرتا مگر اس کا بھروسہ ظاہری اسباب یعنی اپنی محنت، تدبیر وغیرہ پر نہیں ہوتا بلکہ ان کو یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ اصل کارفرما مشیت الٰہی ہی ہے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت نہیں ہوگی یہ ظاہری اسباب کچھ نہیں کر سکیں گے اور اس یقین واعتماد کی بنیاد پر پھر وہ اللہ کی مدد واعانت حاصل کرنے سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے، اس لئے فرمایا وہ اپنے رب وحدہ لاشریک پر کامل اعتماد رکھتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ} [2] قَالَ: الْمُنَافِقُونَ لَا يَدْخُلُ قُلُوبَهُمْ

[1] التوبة ۱۲۴

[2] الأنفال: 2

شَيْءٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ عِنْدَ أَدَاءِ فَرَائِضِهِ، وَلَا يُؤْمِنُونَ بِشَيْءٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، وَلَا يَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ، وَلَا يُصَلُّونَ إِذَا غَابُوا، وَلَا يُؤَدُّونَ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ. فَأَخْبَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَنَّهُمْ لَيْسُوا بِمُؤْمِنِينَ، ثُمَّ وَصَفَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ}[1] فَأَدُّوا فَرَائِضَهُ، {وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا}[2] يَقُولُ: تَصْدِيقًا، {وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ}[3] يَقُولُ: لَا يَرْجُونَ غَيْرَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔“ کے بارے میں روایت ہے منافقوں کے دل فرائض ادا کرتے ہوئے اللہ کے ذکر سے خالی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ان کا ایمان نہیں ہوتا نہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت پر ان کا توکل ہوتا ہے، نہ وہ علیحدگی میں نماز ادا کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے کہ یہ مومن نہیں ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”سچے مومن تو صرف وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔“ اور وہ اس کے عائد کردہ فرائض کو ادا کرتے ہیں ”اور جب ان پر اس کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان اور بڑھا دیتی ہیں۔“ ان کی تصدیق میں اور اضافہ ہو جاتا ہے ”اور وہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“ اور اس کے سوا کسی اور سے امید نہیں رکھتے۔[4]

أَنْبَأَ سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ السُّدِّيَّ، يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ} قَالَ: هُوَ الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يَظْلِمَ، أَوْ قَالَ: يَهِمَّ بِمَعْصِيَةٍ فَيُقَالُ لَهُ: اتَّقِ اللهَ فَيَجِلَ قَلْبُهُ

سفیان ثوری فرماتے ہیں میں نے سدی کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ اس آیت کریمہ ”بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔“ کے بارے میں فرمارہے تھے مومن وہ شخص ہے کہ جب وہ کوئی ظلم یا معصیت کا ارادہ کرے اور اس سے یہ کہا جائے کہ اللہ سے ڈر جاؤ تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے دہل جائے۔[5]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فِي قَوْلِهِ: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ} قَالَ: الْوَجَلُ فِي الْقَلْبِ كَإِحْرَاقِ السَّعَفَةِ، أَمَا تَجِدُ لَهُ قَشْعَرِيرَةً؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: إِذَا وَجَدْتَ ذَلِكَ فِي الْقَلْبِ فَادْعُ اللَّهَ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ يَذْهَبُ بِذَلِكَ

ابو درداء رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ”بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دل کانپنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح کھجور کی شاخ جلتی ہے اس طرح اس کے تن بدن میں ایک سوزش سی پیدا ہو جاتی

---

[1] الأنفال: 2

[2] الأنفال: 2

[3] الأنفال: 2

[4] تفسیر طبری ۱۳/۲۸۵، تفسیر ابن ابی حاتم ۵/۱۶۵۵

[5] تفسیر ابن ابی حاتم ۵/۱۶۵۵، تفسیر طبری ۱۳/۳۸۷

ہے اور اس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، جب تیری یہ کیفیت ہو تو اس وقت اللہ سے دعا مانگ کیونکہ ایسے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱)

اور بشری تقاضے سے اگر ان سے کوئی برائی سرزد ہو جاتی ہے تو اس پر اصرار کرنے کے بجائے اللہ سے اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں، جو فرض اور نفل نماز جیسی اعلیٰ عبادت کو مقررہ اوقات پر حضور قلب کے ساتھ قائم کرتے ہیں،

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، قَوْلُهُ: {يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ} إِقَامَتُهَا: الْمُحَافَظَةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا، وَإِسْبَاغِ الطُّهُورِ فِيهَا، وَتَمَامُ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فِيهَا وَالتَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَذَا إِقَامَتُهَا

مقاتل بن حیان نے آیت "جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔" کے بارے میں کہا ہے کہ اقامت صلاۃ سے مراد یہ ہے کہ نماز کو اوقات کے مطابق ادا کیا جائے، طہارت کا خوب خوب اہتمام کیا جائے، رکوع و سجود صحیح طریقے سے ادا کیے جائیں، نماز میں قرآن مجید کی اچھی طرح تلاوت کی جائے، اور تشہد میں نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر درود شریف کا خاص اہتمام کیا جائے، یہ ہے اقامت صلاۃ کا مفہوم۔ (۲)

اور اللہ کے حق کی ادائیگی کے ساتھ وہ بندوں کے حقوق کو بھی نہیں بھولتے اس لئے اللہ نے اپنی رحمت سے جو مال ان کو عنایت فرمایا ہے اسے بیویوں، اولادوں، عزیز و اقارب، غلاموں، بیواؤں، یتیموں، محتاجوں اور بھلائی کے دوسرے کاموں پر خرچ کرتے ہیں، اس طرح بتدریج ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے اسلام اور ایمان، اعمال باطنہ و ظاہرہ، علم و عمل اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کو جمع کیا اس لئے وہی حقیقی مومن ہیں، ان کے اعمال کے مطابق ان کے درجات بلند ہوں گے،

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے یہاں بڑے مختلف درجوں کے ہیں، اور اللہ پوری طرح دیکھنے والا ہے ان تمام کاموں کو جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَاهُمْ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُمْ (كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اعلی درجے والے اپنے سے نچلے درجے والے لوگوں کو دیکھیں گے، جس طرح تم روشن ستارے کو آسمان کے کناروں میں دیکھتے ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو انبیائے کرام ہوں گے اور دوسرے لوگ ان کے درجات کو نہیں پا سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ تو وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تصدیق کی (۴)

(۱) تفسیر طبری ۳۸۷، ۱۳

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۷۶۵۱، ۵

(۳) آل عمران ۱۶۳

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۵۶، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا

خط کشیدہ الفاظ مسند احمد میں ہیں۔

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَرَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ، كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا

ایک اور روایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت علیین والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کنارے پر روشن تارے کو دیکھتے ہو بلاشبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی انہی بلند درجات والے لوگوں میں ہوں گے اور ان کے لیے یہ کیا خوب قسمت کی بات ہے۔ (۱)

ان کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور جنتوں کا بہترین رزق کو جسے نہ تو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کا وہم وخیال تک پہنچ سکتا ہے ہمیشہ کے لئے ان کے مقدر میں لکھ دیا جائے گا۔

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ:كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا،قَالَ:انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ، فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً، فَمَا حَقِيقَةُ إِيمَانِكَ؟فَقَالَ: عَزَفْت نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَافَأَسْهَرْتُ لَيْلِي، وَأَظْمَأْتُ نَهَارِي وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِيهَاوَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضاغَوْن فِيهَا،فَقَالَ:يَا حَارِثُ، عَرَفْتَ فَالْزَمْ ثَلَاثًا

حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے حارث رضی اللہ عنہ! تمہاری صبح کس حال میں ہوئی؟ میں نے عرض کیا میری سچے مومن ہونے کی حالت میں صبح ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھ لو کہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہر چیز کی حقیقت ہوا کرتی ہے، جانتے ہو ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی خواہشات دنیا سے الگ کر لیں، راتیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں جاگ کر اور دن اللہ کی راہ میں بھوکا پیاسا رہ کر گزارتا ہوں گویا میں اللہ کے عرش کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتا رہتا ہوں اور گویا کہ میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپس میں ہنسی خوشی ایک دوسرے سے مل جل رہے ہیں، اور گویا کہ میں اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دوزخ میں جل جھن رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارث! تو نے حقیقت جان لی پس اس حال پر ہمیشہ قائم رہنا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (۲)

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو

بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ، كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي السَّمَاءِ۷۱۴۴،مسند احمد۱۱۵۸۸

(۱) مسند احمد۱۱۵۸۸،سنن ابوداود كِتَاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ باب۳۹۸۷،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۶۵۸،سنن ابن ماجه كتاب افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم باب فَضْلُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۹۶

(۲) المعجم الكبير للطبرانی۳۳۶۷

لَكٰرِهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ

گراں سمجھتی تھی ،وہ اس حق کے بارے میں،اس کے بعد کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا آپ سے اس طرح جھگڑ رہے تھے

اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ؕ﴿۶﴾ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى

کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکنے کے لیے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں،اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو! جب کہ اللہ

الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ

تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح

تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ

جماعت تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور ان کافروں کی

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾ (الانفال ۵ تا ۸)

جڑ کاٹ دے، تا کہ حق کا حق اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ قافلہ تو بچ کر نکل چکا ہے اور اب لشکر قریش سے ہی آمنا سامنا نا گزیر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت فرمائی تو کچھ لوگ اپنی معاشی بے سروسامانی، قلت تعداد اور قلت اسلحہ کو دیکھ کر بحث کرنے لگے کہ ان حالات میں لشکر قریش سے جنگ نہیں کرنی چاہیے، ان حالات میں اگر ہم نے جنگی سروسامان سے آراستہ اتنے بڑے لشکر سے ٹکر لے لی تو یہ ہمارے حق میں نہایت نقصان دہ ثابت ہوگا اور کفر کا زور اور بڑھ جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس مال غنیمت کے معاملہ میں بھی ویسی ہی صورت پیش آرہی ہے جیسی اس وقت پیش آئی تھی جبکہ تیرا رب تجھے قریش کے لشکر سے فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لئے مدینہ منورہ سے نکال لایا تھا، اور مومنوں میں سے چند لوگ اپنی بے سروسامانی اور قلت تعداد کو دیکھ کر لشکر قریش سے لڑنا مناسب نہیں سمجھ رہا تھا اور اس سلسلہ میں تجھ سے بحث و تکرار کر رہا تھا، بالآخر اکثر مسلمانوں کی رائے سے یہ طے ہوا کہ نتیجہ خواہ کچھ بھی نکلے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لشکر قریش سے مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیے، چنانچہ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ معرکہ ہو کر رہے گا تو اس وقت جنگ سے گریز کرنے والوں کے دلوں کی کیفیت یہ تھی کہ گویا وہ آنکھوں دیکھتے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں، اے نبی ﷺ! وہ موقع یاد کرو جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ لشکر قریش یا قافلہ قریش میں سے ایک پر تمہیں فتح سے نوازے گا مگر تم لوگوں کی خواہش یہ تھی کہ قافلہ قریش تمہارے ہاتھ لگ جائے تا کہ بغیر جنگ و جدال کے وافر مال و اسباب مل جائے، مگر اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی کہ مسلمانوں کی اس وقت زیادہ تیاری اور اہتمام کے نہ ہونے کے باوجود شوکت و شان والی، قوت و گھمنڈ والی، جنگجو جماعت سے مڈ بھیڑ ہو جائے اور مسلمان کفار کی فوج جس کے اندر بڑے سردار اور بہادر شہسوار شامل تھے سے آمنا سامنا ہو جائے تا کہ تمہارا رب اپنے کلمات سے حق کو صداقت کے شواہد و براہین کے ساتھ ظاہر کر کے سچا ثابت کر دے اور باطل

کے بطلان پر دلائل اور شواہد قائم کر کے کافروں کی جڑ ہی کاٹ ڈالے تا کہ کفار کی ہمت ٹوٹ جائے اور دین حق نکھر کر سامنے آجائے، اور تمام دینوں پر اونچا ہو جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد

مُرْدِفِيْنَ ۝ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ج

دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تا کہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ع (الانفال ۱۰،۹)

اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔

چنانچہ دعوت اسلام اور اسلامی ریاست کو بچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ ۳۱۳ بے سروساماں اور نہتے مومنین کو ساتھ لے کر لشکر قریش سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان بدر میں آ گئے، مسلمانوں کے مدمقابل مشرکین مکہ کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا اور ان کے پاس اسلحہ اور خوراک کی بھی فراوانی تھی، اگر رسول اللہ ﷺ صرف دعاؤں پر ہی گزارا کرتے تو مدینہ منورہ میں بیٹھ کر دعائیں مانگی جاسکتی تھیں کہ اے اللہ! لشکر قریش کو راستے میں ہی موت سے ہمکنار فرمادے، لیکن یہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت نہیں، جو کچھ بھی ان کے پاس تھا خواہ وہ افرادی قوت تھی یا حربی قوت، سب کو میدان بدر میں صف آرا کر دیا گیا اور جو کچھ کیا جاسکتا تھا رسول اللہ ﷺ کر گزرے اور انتظام واہتمام کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ عریش (ہیڈ کوارٹر) میں نہایت الحاح وزاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا دیئے یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں سے اتر گئی، اس ساری تگ ودو اور بھاگ دوڑ کو دیکھ کر رحمت باری نے دعاؤں کو قبول فرمایا اور تمہاری پکار کے جواب میں بشارت سنائی کہ میں تمہاری مدد کے لئے ایک دوسرے کے پیچھے مسلسل لگاتار ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں جو تمہارے شانہ بشانہ جنگ میں عملاً حصہ لیں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَأَمَدَّ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَكَانَ جِبْرِيلُ فِي خَمْسِمِائَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُجَنِّبَة، وَمِيكَائِيلُ فِي خَمْسِمِائَةٍ مُجَنِّبَة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور مومنوں کی ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائی، جن میں پانچ سو فرشتوں کی قیادت جبریل علیہ السلام کر رہے تھے اور پانچ سو کی قیادت میکائیل علیہ السلام کے پاس تھی۔ [1]

تمہاری مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجنے کی بات اللہ نے تمہیں صرف اس لئے بتائی ہے تا کہ تمہیں فتح ونصرت کی خوشخبری ہو اور تمہارے دل

[1] تفسیر طبری ۱۳،۴۲۴، التفسير المظهري ۴،۲۸، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج ۹،۲۶۵، الأساس في التفسير ۴،۲۱۳۱

اس سے مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، فتح کثرت تعداد اور ساز و سامان سے حاصل نہیں ہوتی ،یقیناً اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لیے اور تم پر آسمان

مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ

سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعے سے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے

عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ (الانفال ۱۱)

اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔

اطمنان بخش غنودگی: یہ کفر و اسلام کی پہلی جنگ تھی، بیشک مجاہدین کے قلوب یقین محکم سے بھرے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ کی مدد ایک ہزار ملائکہ کی شکل میں شامل حال تھی مگر پھر بھی دلوں میں کچھ گھبراہٹ تھی کہ نتیجہ جانے کیا نکلتا ہے، کیا ہم جنگی سر و سامان سے آراستہ لشکر کفار کو جن کی پشت پر تمام قبائل عرب کھڑے ہیں شکست دے سکیں گے وغیرہ، اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک غنودگی بھیج دی جس سے مسلمانوں کے دلوں سے تمام گھبراہٹ اور وسوسے نکل گئے اور ان پر اطمینان وسکون کی ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: النُّعَاسُ فِي الْقِتَالِ مِنَ اللهِ، وَفِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میدان جنگ میں اونگھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی ہوتی ہے مگر نماز میں اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔[1]

غزوہ احد کے موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اطمینان بخش اونگھ ڈال دی تھی، جیسے فرمایا

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ... ﴿۱۵۴﴾[2]

ترجمہ: اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے۔

اور یہ بھی اللہ کا فضل و کرم اور اس کا لطف و رحم تھا کہ رات کو اس نے آسمان سے تمہارے اوپر پانی برسایا تاکہ تمہیں پاک کرے اور تمہارے دلوں میں شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسوں کو دور کرے اور تمہاری ہمت بندھائے، اور اس بارش کے ذریعہ سے غبار جم گیا، ریتلی زمین سخت ہوگئی جس سے تمہارے قدم اچھی طرح جم گئے اور تمہاری نقل و حرکت آسان ہوگئی اور مشرکین جو نشیب میں سخت زمین پر تھے ان کی

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۶۶۴/۵، تفسیر طبری ۴۱۹/۱۳

[2] آل عمران ۱۵۴

طرف پانی کھڑا ہو گیا جس سے کیچڑ اور پھسلن ہو گئی اور انہیں چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔

اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ

کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ ﴿ؕ۱۲﴾

میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو، یہ اس بات کی سزا ہے

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَهٗ ۚ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَاِنَّ اللّٰہَ

کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو بیشک اللہ تعالیٰ

شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِکُمۡ فَذُوۡقُوۡهُ وَ اَنَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ (الانفال ۱۲ تا ۱۴)

تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے، سو یہ سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لیے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے۔

اور وہ وقت جبکہ تمہارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میری مدد، نصرت اور تائید تمہارے ساتھ ہے، پس تم اہل ایمان کے دلوں کو دشمن کے مقابلے میں مضبوط کرو اور ان کے دلوں کو جرات سے لبریز کر دو اور انہیں جہاد کی ترغیب دو، میں بھی ان کافروں کے دلوں میں دہشت اور رعب ڈالے دیتا ہوں پس تم ان کی فخر و غرور سے تنی گردنوں اور سروں پر مارو، جیسے فرمایا

۔۔۔فَضَرۡبَ الرِّقَابِ۔۔۔ ﴿۴﴾ (۱)

ترجمہ: ان کی گردنیں مارو۔

اور ہاتھوں اور پیروں کے جوڑ جوڑ پر تاک تاک کر چوٹ لگاؤ تا کہ یہ معذور ہو جائیں، یہ سزا انہیں اس لئے دی جا رہی ہے کہ انہوں نے اپنے رب اللہ وحدہ لاشریک کے پسندیدہ دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے سچے رسول کی مخالفت کی ہے، اور یاد رکھو جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی مخالفت کرے گا تو اللہ اس کو دردناک عذاب دے گا، یہ ہے تم لوگوں کے اعمال کی سزا، اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والو! (اس دنیا کے) فوری عذاب کا مزا چکھ لو، اور اس کے بعد حق کی تکذیب کرنے والوں کے لیے دوزخ کا دردناک عذاب ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡهُمُ الۡاَدۡبَارَ ﴿ۚ۱۵﴾ وَ مَنۡ

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص

---

(۱) محمد ۴

يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ (الانفال۱۶،۱۵)

وہ مستثنیٰ ہے،باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا،اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا،اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو شجاعت ایمانی،اللہ کے معاملے میں قوت اور دلوں و جسموں کو مضبوط کرنے والے اسباب فراہم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اے مسلمانو ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا جب تمہارے پاس جدید اسلحہ اور تجربہ کار مستقل فوج بھی ہے تو جب دشمن کے مدمقابل صف آرا ہو جاؤ،فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہی ہوں،جنگجو ایک دوسرے کے قریب آچکے ہوں پھر چاہے کیسا ہی گھمسان کا رن پڑے جان بچانے کے لئے پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگنا بلکہ دشمنوں سے لڑنے کے لئے ثابت قدمی سے ڈٹ جانا اور ان کی قوت اور حملے کا صبر سے مقابلہ کرنا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت،اہل ایمان کے دلوں کی مضبوطی اور دشمنوں کو خوف زدہ کرنے کا باعث ہوگی،ہاں دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ایک یہ کہ لڑائی میں جنگی چال کے طور پر یا دشمن کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے کوئی گروہ لڑتا لڑتا ایک طرف پھر جائے جس سے دشمن یہ سمجھے کہ شاید یہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہا ہے لیکن وہ یک دم پینترا بدل کر اچانک دشمن پر حملہ کر دے،دوسرے یہ کہ دشمن کے شدید دباؤ پر کوئی مجاہد لڑتا لڑتا تنہا رہ جائے تو بہ لطائف الحیل میدان جنگ سے ایک طرف ہو جائے تا کہ اپنی جماعت کی طرف کمک حاصل کرے اور اس کی مدد سے دوبارہ حملہ کرے، جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ کسی عذر کے بغیر میدان جنگ سے فرار ہونا سب سے بڑا گناہ ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ:الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں بچتے رہو!صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !وہ کون سے گناہ ہیں؟فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور لڑائی میں سے بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔[1]

باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایابَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ اليَتَامَى ظُلْمًا، إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۲۷۶۶ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۲

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا، اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی،

وَ لِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾

اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے،

ذٰلِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾ (الانفال ۱۷،۱۸)

(ایک بات تو) یہ ہوئی اور (دوسری بات یہ ہے) اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنا تھا۔

جب غزوہ بدر میں مشرکین کو عبرتناک شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو چن چن کر قتل کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ضمن میں مسلمانوں کو خود فریبی سے نکالنے کے لئے فرمایا یہ نہ سمجھ لینا کہ مشرکین کے بڑے بڑے ستر سرداروں کو قتل کرنے کا کارنامہ تمہارا ہے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ اللہ کی غائبانہ مدد کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ طاقت حاصل ہوئی، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ... ﴿۱۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور اللہ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے صرف غزوہ بدر ہی میں نہیں بلکہ مختلف مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے، جیسے فرمایا

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے، ابھی غزوۂ حنین کے روز (اس کی دستگیری کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرتِ تعداد کا گھمنڈ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

ایک مقام پر فرمایا

... كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۲۴۹﴾ (۳)

ترجمہ: بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے، اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اور اے پیغمبر ﷺ! لڑنے والے مسلمان ہی تھے اور تلواریں اور نیزے بھی انہوں نے چلائے تھے لیکن یہ میں لڑ رہا تھا اور غصہ سے شَاهَتْ الْوُجُوهُ کہہ کر جو خاک کی مٹھی تم نے کفار کی طرف پھینکیں تھیں وہ تمہارے ہاتھ سے تمہارے بازو کے ذریعہ سے میں نے پھینکی

(۱) آل عمران ۱۲۳

(۲) التوبة ۲۵

(۳) البقرة ۲۴۹

تھیں جس سے ان کی طاقت ٹوٹ گئی، ان کے ہاتھ شل ہو گئے ان کے اندر کمزوری اور بزدلی ظاہر ہوئی جس سے وہ شکست کھا گئے کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، تم نے ممکن حد تک اسباب و وسائل اختیار کیے اور پھر ان مادی اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اسباب پیدا کرنے اور اس میں تاثیر رکھنے والی ذات پر کیا اس لئے یہ تائید و نصرت اللہ کا انعام ہے، اس لئے ہمیشہ یاد رکھو

... اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ... ﴿١٦٥﴾ (۱)

ترجمہ: ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آموجود ہوا اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے

وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَوْ كَثُرَتْ ۙ

اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی گو کتنی زیادہ ہو

وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾ (الانفال ۱۹)

اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

تمہارے خواہش کے مطابق حق و باطل کو واضح کر دیا گیا ہے، تم اپنی طاقت و جمعیت کے غرور میں سے حق کو مٹانے اور حزب اللہ کو فنا کرنے کے لیے نکلے تھے مگر خود ہی بے سروساماں مجاہدین کے ہاتھوں عبرت ناک شکست کھائی، یاد رکھو حق ہمیشہ ہی سر بلند رہا ہے اور ہمیشہ ہی سر بلند رہے گا،

... وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا .. (۲)

ترجمہ:۔ اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے۔

لہذا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اسلام کے خلاف معاندانہ کاروائیوں کے بجائے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ، دنیا و آخرت میں کامیاب رہو گے، اور اگر اپنے فخر و غرور میں دین باطل کو زندہ کرنے کی کوشش میں تم نے دوبارہ ایسی حماقت کی تو ہم بھی تمہیں اس سے زیادہ ذلیل و رسوا کریں گے جیسا اب تم ہو چکے ہو اور دنیا میں تمہارا کہیں ٹھکانہ نہ ہو گا، اللہ ہمیشہ سچ کے ساتھ ہوتا ہے، ابوجہل اور رؤسائے قریش نے مکہ سے روانگی کے وقت بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

(۱) البقرۃ ۱۶۵

(۲)۔ التوبۃ ۴۰

أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

اور روایت ہے کہ یہ بھی کہا:

اللهم أعن أَعَزَّ الْفِئَتَيْنِ

اے اللہ! ان دونوں گروہوں میں جو حق پر ہو اسے سر بلند فرما۔ [2]

اور غزوہ بدر کے دن ابوجہل نے کہا تھا

اللهمّ أَقْطَعَنَا لِلرَّحِمِ، وَآتَانَا بِمَا لَا يُعْرَفُ، فَأَحِنْهُ الْغَدَاةَ

اے اللہ! ہم میں سے جو رشتوں ناتوں کو توڑنے والا ہو اور غیر معروف چیز لے کر آیا ہو اسے ہلاک کر دے۔ [3]

پس اللہ تعالیٰ نے یہی کیا اور یہ اور اس کا لشکر شکست فاش سے دوچار ہوئے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ الْعُذْرِيُّ، قَالَ: كَانَ الْمُسْتَفْتِحَ أَبُو جَهْلٍ فَإِنَّهُ قَالَ حِينَ الْتَقَى الْقَوْمُ: اللَّهُمَّ أَيُّنَا كَانَ أَقْطَعَ لِلرَّحِمِ، وَآتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ، فَاحْنِهِ الْغَدَاةَ، فَكَانَ ذَلِكَ اسْتِفْتَاحَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ {إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ} [4] إِلَى قَوْلِهِ {وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ} [5]

عبد اللہ بن ثعلبہ سے مروی ہے ابوجہل نے کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر کہا اے اللہ! وہ قطعہ رحمی کرنے والا ہے اور اس چیز کی دعوت دیتا ہے جسے ہم نہیں جانتے، پس اللہ تعالیٰ نے یہی کیا اور یہ اور اس کا لشکر شکست فاش سے دوچار ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”(ان کافروں سے کہہ دو) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ہے۔“ نازل فرمائی۔ [6]

وَذَكَرَ الْأُمَوِيُّ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ نَحَرَ لَهُمْ حِينَ خَرَجُوا مِنْ مَكَّةَ أَبُو جَهْلٍ نَحَرَ لَهُمْ عَشْرًا

اور اموی بیان کرتے ہیں ابوجہل نے (حلیف قبائل پر مشتمل) لشکر کے مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے پہلے نیک فال کے طور پر دس اونٹ

---

[1] الانفال ۳۲

[2] البداية النهاية ۳٫۳۴۵

[3] ابن ہشام ۱٫۶۲۸، تاریخ طبری ۲٫۴۴۹، عیون الاثر ۱٫۳۰۰، البداية والنهاية ۳٫۲۸۴

[4] الأنفال: 19

[5] الأنفال: 19

[6] مستدرک حاکم ۳۲۶۴

ذبح کیے۔ [1]

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت سے ہمکنار کیا تو ان کی دعا کے جواب میں فرمایا تم حق اور باطل کے درمیان فیصلہ طلب کر رہے تھے تو تمہاری خواہش کے مطابق حق و باطل کو واضح کر دیا گیا ہے،

عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ حِينَ خَرَجُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ أَخَذُوا بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ وَاسْتَنْصَرُوا اللهَ، وَقَالُوا: اللهُمَّ انْصُرْ أَعَزَّ الْجُنْدَيْنِ وَأَكْرَمَ الْفِئَتَيْنِ وَخَيْرَ الْقَبِيلَتَيْنِ، فَقَالَ اللهُ: {إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ}يَقُولُ: نَصَرْتُ مَا قُلْتُمْ ،وَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں مشرکین جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو انہوں نے غلاف کعبہ کو پکڑلیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے لگے اور کہنے لگے اے اللہ! دونوں لشکروں میں سے اعلی، دونوں جماعتوں میں سے زیادہ معزز اور دونوں قبیلوں میں سے بہتر کو فتح ونصرت عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ہے۔‘‘ تم نے جو کہا اس کے مطابق میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ونصرت عطا فرمادی ہے۔ [2]

تم اپنی طاقت وجمعیت کو اکٹھا کر کے بڑے کر وفر سے دین حق اور اس کے ماننے والوں کو مٹانے نکلے تھے مگر خود ہی بے سروساماں مجاہدین کے ہاتھوں عبرت ناک شکست کھائی، یاد رکھو حق ہمیشہ ہی سر بلند رہا ہے اور ہمیشہ ہی سر بلند رہے گا لہذا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اسلام کے خلاف معاندانہ کاروائیوں کے بجائے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ دنیا و آخرت میں کامیاب رہو گے، اور اگر اپنے فخر وغرور میں دین باطل کو زندہ کرنے کی کوشش میں تم نے دوبارہ ایسی حماقت کی تو ہم بھی تمہیں اس سے زیادہ ذلیل ورسوا کریں گے جیسا اب تم ہو چکے ہو اور دنیا میں تمہارا کہیں ٹھکانہ نہ ہو گا، جیسے فرمایا

...وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا... ۸ [3]

ترجمہ: لیکن اگر تم نے پھر اپنی سابق روش کا اعادہ کیا تو ہم بھی پھر اپنی سزا کا اعادہ کریں گے۔

اللہ ہمیشہ سچ کے ساتھ ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰

اے ایمان والو! اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس (کا کہنا ماننے) سے روگردانی مت کرو سنتے جانتے ہوئے،

[1] البداية والنهاية ۳۱۷/۳

[2] تفسیرطبری ۴۵۳/۱۳

[3] بنی اسرائیل ۸

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتے (سناتے کچھ) نہیں،

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

بے شک بدترین خلائق اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ (ذرا) نہیں سمجھتے،

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ط وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتا اور اگر ان کو اب سنادے

لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ (الانفال ۲۰تا۲۳)

توضرور روگردانی کریں گے بے رخی کرتے ہوئے۔

اللہ کی نگاہ میں بدترین مخلوق: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اہل ایمان کے ساتھ ہے، اس لئے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں، چنانچہ فرمایا اے ایمان لانے والو! اپنے رب اللہ رب العالمین اور اس کے بھیجے ہوئے رسُول کی اطاعت کرو، وہ جس کام کا حکم دیں اسے خوش دلی سے بجالاؤ اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے اوامر، اس کی وصیتوں اور اس کی نصیحتوں کی جو تلاوت کی جاتی ہے اسے سننے کے بعد اس سے روگردانی نہ کرو، اور منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا کہ ہم نے دعوت حق کو سنا مگر احکام کی اطاعت سے منہ موڑ جاتے ہیں، یعنی مجرد خالی خولی دعووں پر اکتفانہ کرو جن کی کوئی حقیقت نہیں، کیونکہ ایمان محض تمناؤں اور دعووں سے مزین ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان وہ ہے جو دل میں جاگزیں ہو اور اعمال اس کی تصدیق کریں، یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو نہ حق سنتے ہیں نہ حق بولتے ہیں اور نہ کسی ایسی چیز کو سمجھ سکتے ہیں جو ان کو فائدہ دیتی ہے اور نہ اسے اس چیز پر ترجیح دے سکتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتی ہے، ایک مقام پر ایسے لوگوں کو جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے،

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ جنھوں نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے، یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

ایک مقام پر انہیں جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔

... لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ

[1] البقرة ۱۷۱

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹ [۱]

ترجمہ: ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

اگر اللہ کو معلوم ہوتا کہ ان میں حق پرستی اور حق کے لئے کام کرنے کا کچھ بھی جذبہ ہے تو وہ ضرور انہیں صحیح فہم عطا فرما دیتا جس سے وہ حق کو قبول کر لیتے اور اسے اپنا لیتے، لیکن خیر کی طلب کے بغیر اگر وہ ان کو سُنوا دے تو کسی طور بھی حق کی طرف التفات نہیں کریں گے اور نہ اپنی سرکشی اور بغاوت سے باز آئیں گے اور بے رُخی کے ساتھ منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں، اور

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ (الانفال ۲۴)

جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

دل رب کی انگلیوں میں ہے: اگر تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کامل یقین ہے تو پھر اس کے مبعوث کیے ہوئے پیغمبر سید الامم محمد ﷺ پر جان نثاری کرنا بھی سیکھو اور یاد رکھو تمہارا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے جو تمہاری خواہشیں، اغراض ومقاصد اور خیالات سے خوب باخبر ہے، اور ایک مقررہ دن تم سب اسی کے روبرو جمع کیے جاؤ گے جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں، جہاں وہ نیکو کاروں کو ان کی نیکی کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دے گا، اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی بات پر لبیک کہو، انہوں نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو اور اس کی تعمیل کے لئے سبقت کرو اور اس کی طرف لوگوں کو اچھے طور پر دعوت دو اور انہوں نے جس چیز سے روکا ہے اس سے باز رہو اور اس سے اجتناب کرو اسی میں تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک نہ کہنے پر ڈراتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ کا حکم پہلی بار تمہارے پاس آئے تو اس کو ٹھکرانے سے بچو کیونکہ پھر اگر اس کے بعد اس کا ارادہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور تمہارے درمیان حائل ہو جائے گا اور تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے جیسے چاہتا ہے اسے ادل بدل کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے اس میں تصرف کرتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ} قَالَ: يَحُولُ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكُفْرِ، وَبَيْنَ الْكَافِرِ وَالْإِيمَانِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ مومن اور کفر کے درمیان اور کافر اور ایمان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ [۲]

---

[۱] الاعراف ۱۷۹

[۲] تفسیر طبری ۴۶۸/۱۳

وَقَالَ السُّدِّيُّ: يَحُولُ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ، فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُؤْمِنَ وَلَا يَكْفُرَ إِلَّا بِإِذْنِهِ

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہ ایمان لا سکتا ہے اور نہ کفر اختیار کر سکتا ہے۔ (۱)

اور ایک مقررہ دن تم اسی کی سمیٹے جاؤ گے جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ:يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ، آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ، فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: فَقَالَ:نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا فرمایا کرتے تھے ''اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' تو ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر اور آپ پر نازل وحی پر ایمان لا چکے ہیں کیا پھر بھی آپ کو ہماری نسبت خطرہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان دل ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کا تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ (۲)

النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ يَقُولُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا وَهُوَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، إِنْ شَاءَ أَنْ يُقِيمَهُ أَقَامَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُزِيغَهُ أَزَاغَهُ ، وَكَانَ يَقُولُ:يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ، وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمَنِ يَخْفِضُهُ وَيَرْفَعُهُ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جتنے بھی دل ہیں وہ اللہ رب العالمین کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں اگر وہ کسی دل کو سیدھا رکھنا چاہے تو سیدھا رکھتا ہے اور اگر ٹیڑھا کرنا چاہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے، اور نبی کریم یہ دعاء فرماتے تھے اے دلوں کو پلٹنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدمی عطا فرما اور میزان عمل رب رحمان کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے جھکاتا اور اونچی کرتا ہے۔ (۳)

النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ، يَقُولُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمَنِ، يَرْفَعُ أَقْوَامًا وَيَخْفِضُ آخَرِينَ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ترازو رحمٰن کے ہاتھ میں ہے بلند کرتا ہے کتنی قوموں

---

(۱) تفسیر طبری ۱۷/۴/۱۳

(۲) جامع ترمذی ابواب القدر بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ القُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرَّحْمَنِ ۲۱۴۰ ،مسند احمد ۱۲۱۰۷

(۳) مسند احمد ۱۷۶۳۰

کو اور زیر کرتا ہے کتنی قوموں کو قیامت تک۔ (۱)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا دل پلٹ جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا،

أُمَّ سَلَمَةَ، تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْثِرُ فِي دُعَائِهِ أَنْ يَقُولَ:اللهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ ،قَالَتْ : قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَ إِنَّ الْقُلُوبَ لَتَتَقَلَّبُ؟ قَالَ:نَعَمْ، مَا مِنْ خَلْقِ اللهِ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ بَشَرٍ إِلَّا أَنَّ قَلْبَهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ، فَإِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقَامَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَزَاغَهُ، فَنَسْأَلُ اللهَ رَبَّنَا أَنْ لَا يُزِيغَ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا، وَنَسْأَلُهُ أَنْ يَهَبَ لَنَا مِنْ لَدُنْهُ رَحْمَةً، إِنَّهُ هُوَ الْوَهَّابُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعاؤں اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے " اے دلوں کو پھیرنے والے اللہ میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدمی عطاء فرما۔" میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا دلوں کو بھی پھیرا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اللہ نے جس انسان کو بھی پیدا فرمایا اس کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے پھر اگر اس کی مشیت ہوتی ہے تو وہ اسے سیدھا رکھتا ہے اور اگر اس کی مشیت ہوتی ہے تو اسے ٹیڑھا کر دیتا ہے، اس لئے ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ پروردگار ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجئے گا اور ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ اپنی جان سے ہمیں رحمت عطاء فرمایئے، بیشک وہ رحمت عطا فرمانیوالا ہے۔ (۲)

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُ كَيْفَ يَشَاءُ،ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ، اصْرِفْ قُلُوبَنَا إِلَى طَاعَتِكَ

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تمام انسانوں کے دل ایک ہی دل کی طرح اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہتا ہے انہیں الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی " اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر لے۔" (۳)

وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ

اور تم ایسے وبال سے بچو! کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ (الانفال ۲۵)

اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۱) صحیح ابن حبان ۹۴۳،سنن ابن ماجه المقدمه بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ۱۹۹ ،مستدرک حاکم ۱۹۲۶

(۲) مسنداحمد۲۶۵۷۶،جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعاءُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا۳۵۲۲

(۳) مسند احمد ۶۵۶۹،صحیح مسلم کتاب القدرباب تصریف الله تعالیٰ القلوب کیف یشاءُ۶۷۵۰

برائیوں سے نہ روکنا عذاب الٰہی کا سبب ہے:اور مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ تم خود بھی نیک عمل کیا کریں اور لوگوں کو بھی نیکی کی ترغیب دیتے رہیں کیونکہ بدکاری پھیلنے پر اللہ کا عذاب ظلم کرنے والوں اور خاموش رہنے والوں دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، پس تم خاموش نہ رہو اور اس عذاب سے جو بالخصوص تم میں سے ظلموں کو نہیں بلکہ خاموشی اختیار کرنے والے بھی آلودہ عذاب ہوں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ: أَمَرَ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ أَلَّا يُقِرُّوا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ إِلَيْهِمْ فَيَعُمَّهُمُ اللهُ بِالْعَذَابِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں برائی کو باقی نہ رہنے دیں ورنہ سب کو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔ [1]

جیسے اللہ تعالیٰ نے اصحاب سبت کے بارے میں فرمایا

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ [2]

ترجمہ:اور انہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تھا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم یہ سب کچھ تمہارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لیے کرتے ہیں اور اس اُمید پر کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں، آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو بُرائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔

اس لئے اس عذاب سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتا ہے اور اس کی رضا کو ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب دیتا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کرتے رہو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے کوئی عام عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اس سے دعائیں مانگو گے لیکن وہ قبول نہ فرمائے گا۔ [3]

---

[1] تفسیر طبری ۷/۴،۱۳

[2] الاعراف ۱۶۵،۱۶۴

[3] مسند احمد ۲۳۳۲۷، جامع ترمذی کتاب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَمْرِ بِالمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۲۱۶۹

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ القَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَافَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ،فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَافَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا، پس جو لوگ نیچے والے تھے انہیں (دریا سے) پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا، انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کر لیں تا کہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں، اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو کشتی والے تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔ (۱)

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، فَلَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا

جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو کوئی ایسی قوم میں ہو کہ ان میں اللہ کی نافرمانیاں کی جا رہی ہوں اور وہ لوگ ان کی اصلاح اور ان کے بدلنے پر قادر ہوں اس کے باوجود وہ ان کی اصلاح نہ کریں اور انہیں نہ بدلیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب دے گا۔ (۲)

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

اور اس حالت کو یاد کرو! جب کہ تم زمین میں قلیل تھے، کمزور شمار کئے جاتے تھے، اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ

فَاٰوٰىكُمْ وَ اَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ

نوچ کھسوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس چیزیں عطا فرمائیں

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا

تا کہ تم شکر کرو، اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت

اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ

چیزوں میں خیانت مت کرو، اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے،

(۱) صحیح بخاری كتاب الشركة بَابٌ هَلْ يُقْرَعُ فِي القِسْمَةِ وَالِاسْتِهَامِ فِيهِ ۲۴۹۳، مسند احمد ۱۸۳۷۹، صحیح ابن حبان ۲۹۸

(۲) سنن ابوداود كتاب الملاحم بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۳۹، مسند احمد ۱۹۲۳۰

وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۲۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

اور اس بات کو جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے، اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ

وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۲۹ (الانفال۲۶تا۲۹)

تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خصوصی انعامات اور ان کے حصول کا طریقہ بھی بیان فرمایا کہ دیکھو مکہ مکرمہ کی پرخطر زندگی میں تم محکوم ومجبور تھے اور ہر وقت ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ظالم مشرک لوگ تمہیں نوچ کھوسٹ نہ لیں تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہاں سے نکال کر مدینہ منورہ میں امن کی جگہ پر لے آیا، اپنی مدد سے تم کو تقویت دی اور فقر اور تنگ دستی کو ختم کر کے پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا فرمایا، تمہارے ہاتھوں سے تمہارے دشمن کو شکست فاش دی، تم نے ان سے مال غنیمت حاصل کیا جس کے ذریعے سے تم مالدار ہو گئے، اس لئے رب کی عظیم نعمت اور کامل احسان پر زبانی نوعیت کا نہیں بلکہ عملی طور پر احسان مانو، اور ہر حالت میں اللہ اور اس کے رسول کی اخلاص وجانثاری کے ساتھ اطاعت کرو اور تم پر جو ذمہ داریاں ڈالی جائیں اسے اخلاص نیت سے پورا کرو، پھر اس راہ میں جو بھی مصائب ومشکلات درپیش ہوں ان پر صبر کرو اور اللہ پر بھروسہ کر کے مردانہ وار مقابلہ کرو، وہی مسبب الاسباب تم پر مزید احسان کرے گا اور ان مشکلات میں ایسی ہی آسانیاں فراہم کرے گا جیسے پہلے کر چکا ہے، اور یاد رکھو دنیا کی یہ زندگی ہمیشہ نہیں رہنی، ہمارا عارضی طور پر عطا کردہ مال ودولت، اولاد اور مرتبہ وحیثیت محض تمہارے امتحانات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق متعین کر دیئے ہیں، اگر تم میں کوئی عقل اور رائے ہے تو ان کی محبت میں گرفتار ہو کر راہ راست سے تجاوز نہ کر جانا، اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کو چھوٹی سے فانی اور ختم ہو جانے والی لذت پر ترجیح نہ دینا، جیسے فرمایا

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۱۵ (۱)

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

...وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً... ۳۵ (۲)

ترجمہ: اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۹ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں

(۱) التغابن ۱۵

(۲) الانبیاء ۳۵

(۳) المنافقون ۹

رہنے والے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنۡ أَزۡوَٰجِكُمۡ وَأَوۡلَٰدِكُمۡ عَدُوّٗا لَّكُمۡ فَٱحۡذَرُوهُمۡ ... ⑭ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ الإِيمَانِ، أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا، اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت رکھے، تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔ [2]

وَفِي قَوْلِهِ حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ اسْتِعَارَةٌ تَخْيِيلِيَّةٌ شَبَّهَ رَغْبَةَ الْمُؤْمِنَ فِي الْإِيمَانِ بِشَيْءٍ حُلْوٍ وَأَثْبَتَ لَهُ لَازِمَ ذَلِكَ الشَّيْءِ وَأَضَافَهُ إِلَيْهِ وَفِيهِ تَلْمِيحٌ إِلَى قِصَّةِ الْمَرِيضِ وَالصَّحِيحِ لِأَنَّ الْمَرِيضَ الصَّفْرَاوِيَّ يَجِدُ طَعْمَ الْعَسَلِ مُرًّا وَالصَّحِيحُ يَذُوقُ حَلَاوَتَهُ عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَكُلَّمَا نَقَصَتِ الصِّحَّةُ شَيْئًا مَا نَقَصَ ذَوْقُهُ بِقَدْرِ ذَلِكَ فَكَانَتْ هَذِهِ الِاسْتِعَارَةُ مِنْ أَوْضَحِ مَا يُقَوِّي اسْتِدْلَالَ الْمُصَنِّفِ عَلَى الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصِ

علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایمان کی حلاوت کے لئے لفظ حلاوت بطور استعارہ استعمال فرما کر مومن کی ایمانی رغبت کو میٹھی چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور اس کے لازمہ کو ثابت کیا گیا ہے اور اسے اس کی طرف منسوب کیا، اس میں مریض اور تندرست کی تشبیہ پر بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ صفرادی مریض شہد کو بھی چکھے گا تو اسے کڑوا لگنے لگے گا اور تندرست اس کی مٹھاس کی لذت حاصل کرے گا، گویا جس طرح صحت خراب ہونے سے شہد کا مزہ خراب معلوم ہونے لگتا ہے اسی طرح معاصی کا صفرا جس کے مزاج پر غالب ہے اسے ایمان کی حلاوت نصیب نہ ہوگی، ایمان کی کمی یا زیادتی کو ثابت کرنے کے لیے مصنف کا یہ نہایت واضح اور قوی تر استدلال ہے۔ [3]

وَقَالَ الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّينِ هَذَا حَدِيثٌ عَظِيمٌ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِ الدِّينِ وَمَعْنَى حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ اسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ وَتَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِي الدِّينِ وَإِيثَارُ ذَلِكَ عَلَى أَعْرَاضِ الدُّنْيَا وَمَحَبَّةُ الْعَبْدِ لِلَّهِ تَحْصُلُ بِفِعْلِ طَاعَتِهِ وَتَرْكِ مُخَالَفَتِه

---

[1] التغابن ۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ حَلَاوَةِ الإِيمَانِ ۱۶، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ۱۶۵، مسند احمد ۱۲۰۰۲، صحیح ابن حبان ۲۳۷

[3] فتح الباری ۱/۶۰

شیخ محی الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دین کی ایک اصل عظیم ہے، اس میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قرار دی گئی ہے جس سے ایمانی محبت مراد ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کا مطلب یہ کہ توحید الوہیت میں اسے وحدہ لاشریک لہ یقین کر کے عبادت کی جملہ اقسام صرف اس اکیلے کے لیے عمل میں لائی جائیں اور کسی بھی (دیگر معبود) نبی، ولی، فرشتے، جن، بھوت، دیوی، دیوتا، انسان وغیرہ کو اس کی عبادت کے کلاموں میں شریک نہ کیا جائے، کیونکہ کلمہ توحید کا یہی تقاضا ہے۔ [۱]

وفی هذه الكمة نفی واثبات ،نفی الالوہیة عماسوی الله تعالیٰ من المرسلین حتیٰ محمد صلی الله علیه وسلم والملائکة حتیٰ جبرئیل فضلاعن غیرہم من الاولیاءٔ والصالحین واثباتهاله وحده لاحق فی ذٰلک لاحدمن المقربین اذافهمت ذٰلک فتامل هذه الالوهیة التی اثبتهاکلهالنفسه المقدسة ونفی عن محمد صلی الله علیه وسلم وجبرئیل وغیرهماان یکون لهم مثقال حبة من خردل منها

علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کلمہ طیبہ میں نفی اور اثبات ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے سوا ہر چیز کے لیے الوہیت کی نفی ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و جبرئیل علیہ السلام تک کے لیے بھی نفی ہے، پھر دیگر (معبود) اولیا و صلحا کا تو ذکر ہی کیا ہے، الوہیت خالص اللہ کے لیے ثابت ہے اور مقربین میں سے کسی کے لیے اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، جب تم نے یہ سمجھ لیا تو غور کرو کہ یہ الوہیت وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنی ہی ذات مقدسہ کے لیے ثابت کیا ہے اور اپنے ہر غیر حتیٰ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و جبرئیل علیہ السلام تک سے اس کی نفی کی ہے، ان کے لیے ایک رائی کے دانہ برابر بھی الوہیت کا کوئی حصہ حاصل نہیں ہے۔ [۲]

اس حدیث میں دوسری خصلت بھی بہت ہی اہم بیان کی گئی ہے کہ مومن کامل وہ ہے جس کی لوگوں سے محبت خالص اللہ کے لیے ہو اور دشمنی بھی خالص اللہ کے لیے ہو، اس میں نفسانی اغراض کا شائبہ بھی نہ ہو۔

تیسری خصلت اسلام و ایمان پر استقامت ہے، حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں ایک سچا مومن دولت ایمان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، اسلامی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ مخلص مسلمین نے جام شہادت نوش فرمایا مگر ارتداد کے لیے تیار نہ ہوئے۔

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کے رسول ان کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں، اور دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور تیسری بات یہ

[۱] فتح الباری ۶۱/۱

[۲] الدین الخالص ۱۸۲/۱

کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسا کہ آگ میں گر جانے کو برا سمجھتا ہے۔ (۱)

وهذاالحديث بمعنىٰ حديث ذق طعم الايمان من رضى بالله رباوبالاسلام ديناوبمحمدﷺرسولا،وذٰلک انه لايصح المحبة لله ورسوله حقيقة وحب الآدمى فى الله ورسوله وكراهة الرجوع الى الكفرلايكون الالمن قوى الايمان يقينه واطمانت به مفسه وانشرح له صدره وخالط لحمه ودمه وهذاهوالذى وجدحلاوته والحب فى الله من ثمرات حب الله

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ دوسری حدیث (ذق طعم الایمان) ہی کے معنی میں ہے جس میں وارد ہے کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھ لیا جو اللہ سے از روئے رب ہونے کے راضی ہو گیا اور جس نے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول کے مان لیا اس نے ایمان کا مزہ حاصل کر لیا، اور یہ نعمت اسی خوش نصیب انسان کو حاصل ہوتی ہے جس کے ایمان نے اس کے یقین کو طاقتور کر دیا ہو اور اس سے اس کا نفس مطمئن ہو گیا اور اس کا سینہ کھل گیا اور ایمان و یقین اس کے گوشت پوست اور خون میں داخل ہو گیا، یہی وہ خوش نصیب ہے جس نے ایمان کی حلاوت پائی اور اللہ کے لیے اس کے نیک بندوں کی محبت ہی کی محبت کا پھل ہے۔ (۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کیا جائے، خواہ تکلیف ہو یا راحت، خوشی ہو یا رنج ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اقتدائی کی جائے اور اپنے نفس کی خواہشوں اور تقاضوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترجیح دی جائے،

من احب سنتى فقداحبنى

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ (۳)

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لأَحَدٍ فَافْعَلْ ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بیٹے! اگر تم اس پر قادر ہو کہ اس حال میں صبح اور شام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کی خلاف کھوٹ نہ ہو تو ایسا کر لو، پھر فرمایا اے بیٹے! یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ حَلاَوَةِ الإِيمَانِ ١٦،صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

(۲) سراج الوهاج ٣٦

(۳) تهذیب تاریخ دمشق ٣/١٤٥

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْعِلْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ البِدَعِ ٢٦٧٨

عن عبداللہ بن عمر tیدیرناقته فی مکان فسئل فقال لاادری الانی رایت رسول اللهﷺ یفعله ففعلته

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مقام پر اونٹنی پرسوار ہو کر دائرہ بنا رہے تھے (یعنی گول چکر لگا رہے تھے) ان سے پوچھا گیا اس طرح گول چکر لگانے کی کیا حکمت ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے کچھ پتہ نہیں ہے، میں نے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کو چکر لگاتے دیکھا تھا اسی طرح چکر لگا رہا ہوں۔ (۱)

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ: لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَاقَالَ: وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ، قَالَ: رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا اليَمَانِيَّيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الهِلاَلَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ،

عبید بن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو عبدالرحمن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے دیکھا ہے جو آپ کے اصحاب میں سے اور کوئی نہیں کرتا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابن جریج رحمہ اللہ وہ کیا کام ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کعبہ کے چار کونوں میں سے صرف دو کونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو مس کرتے ہیں، اور میں نے آپ کو بغیر بالوں کے کھال کی جوتی پہنے ہوئے دیکھا ہے، اور میں نے آپ کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے، اور میں نے دیکھا کہ آپ مکہ میں تھے لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ نے یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے پہلے احرام نہیں باندھا،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَمَّا الأَرْكَانُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا اليَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الإِهْلاَلُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ارکان کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف دو رکنوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو مس کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور رہی بغیر بالوں کے کھال کی جوتی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس چمڑے کی جوتی پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور اسی میں وضو کرتے تھے تو میں بھی ایسے چمڑے کی جوتی پہننا پسند کرتا ہوں، اور رہا زرد رنگ کا خضاب تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے تو مجھے بھی زرد رنگ کا خضاب لگانے سے محبت ہے، اور رہا آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھنا تو میں نے آپ ﷺ کو اسی دن احرام باندھتے ہوئے دیکھا ہے جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر روانہ ہوتی۔ (۲)

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلاَةَ الْحَضَرِ وَصَلاَةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ

(۱) نسیم الریاض ۳۳۷/۳

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الوُضُوءِ بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ، وَلاَ يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ۱۶۶

صَلَاةَ السَّفَرِ؟فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

امیہ بن عبد اللہ بن خالد کہتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وطن میں اور حالت جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ تو قرآن میں مذکور ہے لیکن سفر میں نماز پڑھنے کا طریقہ (یعنی قصر کرنا) ہمیں قرآن میں نہیں ملا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث کیا، ہمیں کسی چیز کا علم نہیں ہم وہی کرتے ہیں جو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۱)

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ: أَمَا وَاللَّهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَهُ ،ثُمَّ قَالَ: فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ المُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے حجر اسود کو مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! مجھے یقیناً علم ہے تو محض ایک پتھر ہے، نفع دیتا ہے نہ نقصان! اور اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر فرمایا اب ہمیں رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو مشرکین کو (اپنی قوت) دکھانے کے لیے رمل کرتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ختم کر دیا ہے، پھر فرمایا رمل وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور جس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو ہم اس کو ترک کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ فِي الصَّحْفَةِ، يَعْنِي الدُّبَّاءَ، فَلاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں کدو تلاش کر رہے ہیں، میں اس وقت سے کدو سے محبت کرتا ہوں۔ (۳)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ (۴)، ثُمَّ قَالَ: الحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ. ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: إِنَّ رَبَّكَ

(۱) سنن ابن ماجه كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ۱۰۶۶، السنن الكبرى للنسائی۱۹۰۵،صحیح ابن خزیمة ۹۴۶،مستدرک حاکم ۹۴۶،مسنداحمد۵۳۳۳

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الحَجِّ بَابُ الرَّمَلِ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ۱۶۰۵

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ۱۸۵۰

(۴) الزخرف: 14

يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي

علی بن ربیعہ کہتے ہیں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ سوار ہونے کے لئے آپ کے سامنے سواری لائی گئی، آپ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو کہا بسم اللہ، پھر جب ٹھیک طرح سے اس پر بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ پھر کہا ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کیا اور ہم از خود اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔'' پھر کہا الحمد للہ تین بار، پھر کہا اللہ اکبر تین بار، پھر کہا ''اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ ہنسے، آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے (بھی) تھے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس بات پر ہنسے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے جب وہ کہتا ہے (الٰہی) میرے گناہ بخش دے، بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔ (۱)

قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَامَةُ حُبِّ اللَّهِ: حُبُّ الْقُرْآنِ.. وَعَلَامَةُ حُبِّ الْقُرْآنِ حُبُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. وَعَلَامَةُ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ السُّنَّةِ. وَعَلَامَةُ حُبِّ السُّنَّةِ حُبُّ الْآخِرَةِ.. وَعَلَامَةُ حُبِّ الْآخِرَةِ بُغْضُ الدُّنْيَا.. وَعَلَامَةُ بُغْضِ الدنيا ألا يدّخر منها إلا زادا

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ اللہ سے محبت کی علامت قرآن سے محبت کرنا ہے اور قرآن مجید سے محبت کی علامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت کرنا ہے اور سنت سے محبت کی علامت آخرت سے محبت کرنا ہے اور آخرت سے محبت کی علامت دنیا سے بغض رکھنا اور دنیا سے بغض رکھنے کی علامت یہ ہے کہ قدر ضرورت کے علاوہ دنیا کے مال کو ذخیرہ نہ کیا جائے، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص قرآن مجید سے محبت رکھتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔ (۳)

(۱) سنن ابوداودكِتَاب الْجِهَادِ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ۲۶۰۲

(۲) الشفا بتعريف حقوق المصطفى۲/۶۳

(۳) صحيح بخاری كتاب الايمان بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ۱۵،صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللهِ صلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، وَالْوَالِدِ والنَّاسِ أجْمَعِينَ، وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةَ ۱۶۸، سنن ابن جاجه كتاب السنة بَابٌ فِي الْإِيمَانِ ۶۷، مسنداحمد۱۲۸۱۴،سنن الدارمی ۲۷۸۳، صحيح ابن حبان۱۷۹، مستدرک حاکم ۳۸۰۵

عقل مند شخص تمام اشیاء کے درمیان موازنہ کرتا ہے اور بہترین چیز کو ترجیح دیتا ہے اور تقدیم کی مستحق چیز کو مقدم رکھتا ہے، اگر ایسا نہیں کرو گے تو یہی مال واولاد اور جاہ ومنصب عذاب الٰہی کا باعث بن جائیں گی، اگر اپنی خواہش نفس پر اللہ تعالیٰ کے فرمان کو اولیت دو گے تو اللہ بھی تمہیں بے پایاں ثواب دے گا، وہ تمہارے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو بخش دے گا اور تمہارے دلوں میں صحیح وغلط کی تمیز پیدا کر دے گا جو قدم قدم پر تمہارے لئے باعث بصیرت بن جائے گی، جس کی روشنی میں چلنے سے تم بے خوف وخطر منزل کی طرف گامزن رہو گے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ ۝۲۸ [۱]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہارے قصور معاف کر دے گا اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے! جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں، یا آپ کو قتل کر ڈالیں

اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ

یا آپ کو خارج وطن کر دیں، اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا

والا اللہ ہے، اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو اس کے برابر ہم

مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ (الانفال ۳۰،۳۱)

بھی کہہ دیں، یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں۔

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب منکرین حق (رؤسائے قریش) کو یقین ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں گے تو انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اپنے ساتھیوں میں پہنچ گئے تو وہ ایک قوت بن کر کھڑے ہو جائیں گے اور پھر اس خطرہ کو ٹالنا ہمارے قابو سے باہر ہو جائے گا، چنانچہ آپ کے معاملہ میں آخری فیصلہ کرنے کے لئے رؤسائے قریش اور ابلیس ملعون نجد کے ایک شیخ کی شکل میں حاضر ہو کر دار الندوہ میں بیٹھ کر باہم مشاورت کرنے لگے،

احْبِسُوهُ فِي وِثَاقٍ، ثُمَّ تَرَبَّصُوا بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ، حَتَّى يَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الشُّعَرَاءِ: زُهَيْرٌ وَالنَّابِغَةُ، إِنَّمَا

[۱] الحدید ۲۸

هُوَ كَأَحَدِهِمْ، قَالَ: فَصَرَخَ عَدُوُّ اللهِ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ فَقَالَ: وَاللهِ مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، وَاللهِ لَيُخْرِجَنَّهُ رَبُّهُ مِنْ مَحْبِسِهِ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَلَيُوشِكَنَّ أَنْ يَثِبُوا عَلَيْهِ حَتَّى يَأْخُذُوهُ مِنْ أَيْدِيكُمْ، فَيَمْنَعُوهُ مِنْكُمْ، فَمَا آمَنُ عَلَيْكُمْ أَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ بِلَادِكُمْ،قَالَ: فَانْظُرُوا فِي غَيْرِ هَذَا

ابوالبختری نے کہامیری رائے یہ ہم کہ اس شخص(صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کوہتھکڑیوں میں جکڑ کر کسی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں قید کر دو پھراس کی موت کاانتظار کرو جس طرح کہ اس سے پہلے کے شعراء زہیراور نابغہ پرموت آئی تھی کیونکہ یہ بھی انہی جیساایک شاعرہی تو ہے، یہ سن کر اللہ کا یہ دشمن شیخ نجدی(ابلیس)چیخا کہ نہیں،واللہ!تمہاری یہ رائے نہایت غیر موزوں ہے اللہ کی قسم!اس کا رب اسے قید سے نکال کر اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچادے گااور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے ساتھی تم پر حملہ کر کے اسے تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے اور اس کی حفاظت کریں گےاور مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ تمہیں تمہارے علاقے سے نکال دیں گے، قریشیوں نے کہاشیخ نے سچ کہاہے لہذااس کے علاوہ اور رائے سوچو،

أَخْرِجُوهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ تَسْتَرِيحُوا مِنْهُ ، فَإِنَّهُ إِذَا خَرَجَ لَنْ يَضُرَّكُمْ مَا صَنَعَ وَأَيْنَ وَقَعَ، إِذَا غَابَ عَنْكُمْ أَذَاهُ وَاسْتَرَحْتُمْ، وَكَانَ أَمْرُهُ فِي غَيْرِكُمْ،فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: وَاللهِ مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، أَلَمْ تَرَوْا حَلَاوَةَ [قَوْلِهِ] وَطَلَاوَةَ لِسَانِهِخوبی کلام وَأَخْذَ الْقُلُوبِ مَا تَسْمَعُ مِنْ حَدِيثِهِ؟ وَاللهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ، ثُمَّ اسْتَعْرَضَ الْعَرَبَ، لَيَجْتَمِعَنَّ عَلَيْكُمْ ثُمَّ لَيَأْتِيَنَّ إِلَيْكُمْ حَتَّى يُخْرِجَكُمْ مِنْ بِلَادِكُمْ، وَيَقْتُلَ أَشْرَافَكُمْ، قَالُوا: صَدَقَ وَاللهِ، فَانْظُرُوا بَابًا غَيْرَ هَذَا

پھر ہشام ابن عمرو نے یہ رائے دی اسے اپنے پاس سے نکال دو اس طرح تم اس سے آرام میں ہوجاؤ گے اور جب وہ نکل جائے گا تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا کہ وہ کیا کرتا ہے اور کہاں جابستاہے کیونکہ اس طرح اس کی ایذا تم سے ختم ہوجائے گی تم آرام پالوگے اور اس کا معاملہ اب دوسروں لوگوں سے ہوگا، یہ سن کر شیخ نجدی نے کہا،واللہ!تمہاری یہ رائے بھی نہایت غیر موزوں ہے کیا تم نے اس کی شیرینی گفتار اور اس کی بات کے دلوں پر اثر انداز ہونے کی کیفیت کو نہیں دیکھا؟واللہ!اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا تو وہ اس کی شیریں کلام کی وجہ سے اس کی پیروکار بن جائیں گے پھر وہ انہیں لے کر تم پر حملہ آور ہوگا اور تمہیں تمہارے علاقے سے نکال باہر کرے گا اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دے گا، قریشیوں نے کہا واللہ!شیخ نے سچ کہاہے لہذااس کے علاوہ اور رائے سوچو،

قَالَ: فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، لَعَنَهُ اللهُ، وَاللهِ لَأُشِيرَنَّ عَلَيْكُمْ بِرَأْيٍ مَا أَرَاكُمْ تَصْرِمُونَهُ بَعْدُ مَا أَرَى غَيْرَهُ، قَالُوا: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: نَأْخُذُ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ غُلَامًا شَابًّا وَسِيطًا نَهْدًا ثُمَّ يُعْطَى كُلُّ غُلَامٍ مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا ثُمَّ يَضْرِبُونَهُ ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَإِذَا قَتَلُوهُ تَفَرَّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ [كُلِّهَا] فَلَا أَظُنُّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ يَقْوَوْنَ عَلَى حَرْبِ قُرَيْشٍ كُلِّهَا فَإِنَّهُمْ إِذَا رَأَوْا ذَلِكَ قَبِلُوا الْعَقْلَ، وَاسْتَرَحْنَا وَقَطَعْنَا عَنَّا أَذَاهُ،قَالَ: فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: هَذَا وَاللهِ الرَّأْيُ ،الْقَوْلُ مَا قَالَ الْفَتَى لَا رَأْيَ غَيْرَهُ

چنانچہ ابوجہل لَعَنَهُ اللهُ نے کہا واللہ!میری رائے ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے اب تک اس رائے کا اظہار کیا ہو اور اس کے

سوا کوئی اور رائے ہو بھی نہیں سکتی، لوگوں نے پوچھا تمہارے کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جواں مرد، نوعمر، قوی، شریف النسب لے لیں، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ننگی تلوار دے دیں پھر یہ سب جواں مرد اس پر اس طرح یک بارگی حملہ کریں گویا یہ ایک ہی شخص کا وار ہو اور اس طرح جب یہ اسے قتل کر دیں گے تو اس طرح اس کا خون تمام قبیلوں اور خاندانوں میں پھیل جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ خاندان بنو ہاشم سارے قریش سے جنگ نہ کر سکے گا اور وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائے گا اس طرح ہم اس سے آرام پا لیں گے اور اس کی مصیبت ختم ہو جائے گی، شیخ نجدی نے کہا واللہ! یہ رائے نہایت مناسب ہے اس جوان نے بالکل صحیح رائے دی ہے، میرے نزدیک بھی اس کے سوا کوئی اور رائے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ (۱)

چنانچہ اس سلسلہ میں نوجوان بھی نامزد ہو گئے اور طے پایا کہ آج رات بھر محمد (ﷺ) کے گھر کا محاصرہ رکھا جائے اور صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر کے قصہ تمام کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تمہارے خلاف اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ قادر مطلق ان کے مقابلے میں اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر اور مضبوط و مستحکم تدبیر کرنے والا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان خونخوار درندوں کے چنگل سے بچا کر بحفاظت مدینہ منورہ لے آیا اور مشرکین اپنا منہ ہی پیٹتے رہ گئے، جب ان کو ہماری آیات سنائی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ ہاں ہم نے سُن لیا ہے اور ہٹ دھرمی سے کہتے تھے اگر ہم چاہیں تو ایسا کلام ہم بھی تصنیف کر سکتے ہیں، یہ تو وہی پرانے وقتوں کی دقیانوسی، بے سند اور بے سروپا کہانیاں ہیں جو پہلے سے لوگ کہتے چلے آ رہے ہیں اور محمد ﷺ انہی کو پڑھ کر لوگوں کو سناتے رہتے ہیں،

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ (۲)

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں، اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو کہ اسے نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے میں فرمایا کہ اپنے تمام معبودوں، علماء اور شعراء سمیت سب مل کر اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ تو سب عاجز و لاچار ہو گئے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۳ (۳)

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

(۱) تفسیر طبری ۴۹۵/۱۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۶۸۷/۵

(۲) الفرقان ۵،۶

(۳) ہود ۱۳

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ (۱)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اُتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنالاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلالو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس کی چاہو مدد لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ (۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے؟ کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۃ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لیے بلا لو۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ

اور جب کہ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہم پر

أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ

کوئی دردناک عذاب واقع کر دے، اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے،

وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ (الانفال ۳۲،۳۳)

اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

مشرکین کی جہالت کو بیان فرمایا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے اللہ! سید الامم محمد ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہیں اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے نازل ہوا ہے تو ہمیں اس کی ہدایت دے اور اس کی اتباع کی توفیق نصیب فرما، لیکن کیونکہ وہ اس دعوت کو بری طرح جھٹلا چکے تھے اور اس کے نتیجے میں ابھی تک امن وامان میں تھے اس لئے سمجھتے تھے کہ محمد ﷺ جو دین پیش کر رہے ہیں وہ سچا دین نہیں ہے، اگر یہ دعوت سچی ہوتی تو یقیناً ہم پر کوئی عذاب نازل ہو گیا ہوتا اس لئے چیلنج کے انداز میں کہتے تھے کہ اے اللہ! محمد ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہیں اگر یہ واقعی تیری طرف سے نازل ہوئی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل فرما دے۔

جیسے قوم شعیب نے کہا تھا

فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ (۳)

(۱) البقرۃ ۲۳

(۲) یونس ۳۸

(۳) الشعراء ۱۸۷

ترجمہ: اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔

ابوجہل جو ایک آزمودہ کار جنگجو تھا کی دعا قبول ہوئی اور وہ غزوہ بدر میں دو بچوں کے ہاتھوں ذلت کی موت مرا، نصر بن حارث بن کلدہ نے بھی یہی دعا کی تھی

سَأَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ [1]

ترجمہ: مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے۔

ایک مقام پر انہی کے بارے میں فرمایا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ [2]

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا حصہّ ہمیں جلدی سے دے دے۔

عمرو بن عاص غزوہ احد میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! اگر محمد ﷺ کا لایا ہوا دین حق ہے تو مجھے میرے گھوڑے سمیت زمین میں دھنسا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک کسی بستی میں پیغمبر موجود ہوتا ہے اس وقت تک بستی والوں کی مہلت ہوتی ہے، یعنی پیغمبر کا وجود تو حفظ وامان کی ضمانت ہوتا ہے، اس لئے جب آپ ان کے درمیان موجود تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل نہیں کیا اور آپ کی ہجرت کے بعد ضعیف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے جو اپنے رب سے استغفار کرتے رہتے تھے، چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ لوگ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دے دے، بلکہ اللہ کا قاعدہ تو یہ ہے کہ جب لوگ اس کی بارگاہ میں استغفار کرتے ہیں تو وہ ان پر رحم اور بخشش فرماتا ہے،

قَالَ أَبُو جَهْلٍ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ،فَنَزَلَتْ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ،وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوجہل نے کہا تھا " اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی دردناک عذاب لے آ۔" تو اس پر آیت " حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہیں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔" نازل ہوئی۔ [3]

ایک روایت میں ہے ابوجہل نے کہا تھا

---

[1] المعارج ۱

[2] ص ۱۶

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۴۶۴۸

اللهُمَّ إِنْ كانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ أَيْ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ فَأَمْطِرْ عَلَيْنا حِجارَةً مِنَ السَّماءِ كَمَا أَمْطَرْتَها عَلَى قَوْمِ لُوطٍ، أَوِ ائْتِنا بِعَذابٍ أَلِيمٍ، أَيْ بَعْضِ مَا عَذَّبْتُ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا

اے اللہ !اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے جو محمد ﷺ پیش کر رہے ہیں تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسادے جیسے قوم لوط پر برسائے تھے یا پھر کوئی اور ہی دردناک عذاب لے آ، یا بعض کے بقول جیسے پچھلی اقوام پر عذاب نازل کیا تھا۔ (۱)

ولم يقولوا: إن كان هذا هو الحق من عندك فأهدنا إليه

اس نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ !اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہمیں اس کی طرف ہدایت عطا فرما۔ (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ: بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ،فَقَالَ لَهُ اللهُ: فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَبْرَحُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي

استغفار کی فضیلت میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ابلیس نے کہا اے اللہ ! مجھے تیری عزت وجلال کی قسم !جب تک تیرے بندوں کے جسم میں روح ہے میں انہیں بہکاتا رہوں گا،اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے بھی میری جلالت اور میری بزرگی کی قسم !جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں بھی انہیں بخشتا رہوں گا۔ (۳)

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:الْعَبْدُ آمِنٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ، مَا اسْتَغْفَرَ اللهَ

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندہ اللہ کے عذابوں سے امن میں رہتا ہے جب تک وہ اللہ عزوجل سے استغفار کرتا رہے۔ (۴)

وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْۤا

اور ان میں کیا بات ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں جب کہ وہ لوگ اس مسجد کے

اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

متولی نہیں،اس کے متولی تو سوا متقیوں کے اور اشخاص نہیں، لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے، اور ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا، سو اپنے کفر کے سبب اس عذاب کا مزہ چکھو،

(۱) ابن ہشام ۱/۶۷۰،الروض الانف ۵/۱۵۵

(۲) نور اليقين في سيرة سيد المرسلين ۱/۵۰

(۳) مسند احمد ۱۱۲۴۴،مستدرک حاکم ۷۶۷۲

(۴) مسند احمد ۲۳۹۵۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

بلاشک یہ کافرلوگ اپنے مالوں کواس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ

ہی رہیں گے، پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے، پھر مغلوب ہو جائیں گے اور کافرلوگوں کو دوزخ کی

يُحْشَرُوْنَ ۙ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ

طرف جمع کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملا دے

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الانفال ۳۶تا۳۷)

پس ان سب کو اکٹھا ڈھیر کر دے، پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دے، ایسے لوگ پورے خسارے میں ہیں۔

پھر مشرکین مکہ کو جھنجوڑا گیا کہ اب تک تم صرف اللہ کے رسول کی وجہ سے بچے ہوئے تھے مگر اب جبکہ تم میں رسول موجود نہیں اور تم محض زبردستی بیت اللہ کے متولی بن بیٹھے ہو تو اب کیوں نہ تم پر عذاب نازل کیا جائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام اس لئے بنائی ہے کہ اس میں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو قائم کیا جائے اور اس میں خالص اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے، پس بیت اللہ کے مجاور و متولی ہونے کا مستحق تو صرف اللہ کا تقویٰ رکھنے والے، پرہیزگار اور وہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا ہے جن کا تم لوگ راستہ روکے بیٹھے ہو، ایک مقام پر فرمایا

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درآنحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں، ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مسجد حرام پر قدرت عطا فرمائی تو فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ... ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

اس طرح تم بیت اللہ کے متولی نہیں بلکہ تم لوگوں نے خود کو بیت اللہ کا مالک و مختیار سمجھ لیا ہے کہ جس کو چاہو اس میں آنے دو اور جس کو چاہو اس میں آنے سے روک دو، جس کو چاہو طواف کی اجازت دو اور جس کو چاہو اجازت نہ دو، اور تمہاری نماز جو کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت

(۱) التوبۃ۱۷

(۲) التوبۃ۲۸

ہے بیت اللہ کے طواف کے دوران میں سیٹیاں بجانے، تالیاں پیٹنے اور ایک بے معنی شور وغل اور لہو ولعب کے سوا کچھ نہیں جو کہ جہلا اور کم عقل لوگوں کا فعل ہے، جب تمہاری نماز کا یہ حال ہے تو بقیہ عبادات کا کیا حال ہوگا؟ بتاؤ ان میں سے کون سی چیز ایسی ہے جس کی بنا پر تم اپنے آپ کو مومنوں سے زیادہ بیت اللہ کا مستحق سمجھتے ہو، اللہ کے مومن بندے تو وہ ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں،

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں۔

اور ان میں وہ تمام اوصاف حمیدہ اور افعال پسندیدہ موجود ہیں جو ان کے رب نے بیان فرمائے ہیں، تمہیں طرح طرح کے دلائل اور مثالوں سے سمجھایا گیا، رسول نے دعوت حق پہنچا کر تم پر اتمام حجت کر دیا مگر تم نے کفر وشرک کا راستہ چھوڑ کر راہ راست پر چلنا پسند نہ کیا بلکہ دعوت حق کو دبانے کے لئے اہل تقویٰ پر چڑھ دوڑے تو اب غزوہ بدر میں تمہاری عبرتناک شکست سے عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے تو کیا تم اس سے سبق حاصل نہیں کرتے مگر اس سے نصیحت لینے کے بجائے تم لوگ ہمارا ہی عطا کیا ہوا مال و دولت، طاقت و قابلیت ہماری طرف آنے والے راستہ کو روکنے کے لئے خرچ کرتے ہو، مگر یاد رکھو سوائے حسرت اور مغلوبیت کے سوا تمہارے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا اور روز جزا تمہاری یہ ساری کاوشیں تمہارے لئے باعث پچھتاوا بن جائیں گی جہاں تم جہنم کے گہرے گڑھوں میں گرا دیئے جاؤ گے، اے لوگو! ابھی زندگی کی مہلت باقی ہے، اللہ جو غفور رحیم ہے اور معاف کر دینے کو پسند کرتا ہے اس سے بخشش چاہو ورنہ تمہارا انجام گزشتہ قوموں سے مختلف نہیں ہوگا۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ

آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے! کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے

وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (الانفال ۳۸)

جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کی اس غلط فہمی کو بھی دور فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ان کے اصحاب پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، انہیں ہجرت پر مجبور کیا، اور اب غزوہ بدر میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مقابل بھی ہو چکے ہیں، اتنے بڑے گناہوں کے بعد اب ہمارے لئے اور کوئی چارہ نہیں کہ اپنی پرانی ڈگر پر ہی قائم رہیں کیونکہ اللہ اب ہمیں کیوں معاف فرمائے گا تو فرمایا اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان کافروں سے کہو ابھی وقت ہے اگر تم کفر کی روش سے باز آجاؤ اور اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اور اعمال صالحہ اختیار کر لو تو ہماری رحمت کے دروزے کھلے ہوئے ہیں، جن جرائم کا تم ارتکاب کر چکے ہو ہم انہیں معاف فرما دیں گے،

[1] المومنون ۳،۲

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ:مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلاَمِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلاَمِ أُخِذَ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کیئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہو گا۔ [1]

لیکن اگر تم اپنے فخر وغرور اور تعصّبات میں مبتلا ہو کر اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ہو گے تو ہم پھر تمہارا حال پچھلی قوموں جیسا کر دیں گے، جب ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو ان کے باطل معبودان کے کچھ کام نہ آئے اور ان کا نام ونشان مٹ گیا، اسی طرح تمہیں بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور تمہارا کوئی نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا، یہی لوگ اصلی دیوالیے ہیں۔

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے، پھر اگر یہ باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان

بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ

کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے، اور اگر روگردانی کریں تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ (الانفال ۴۰،۳۹)

،وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار۔

کفر وشرک فتنے کے اختتام تک جہاد جاری رکھو: اور فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! دشمنان دین سے اس وقت تک جنگ کرو یہاں تک کہ کفر وشرک کا فتنہ باقی نہ رہے اور کفار اسلام کے احکام کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائیں، جیسے فرمایا

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ [2]

ترجمہ: تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے پھر اگر وہ باز آ جائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب استتابة المرتدين باب قَالَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۶۹۲۱،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ؟۳۱۸،مسنداحمد۳۸۸۶،سنن الدارمی ا

[2] البقرة ۱۹۳

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ کلمہ لاالٰہ الااللہ وان محمد رسول اللہ کہہ دیں اور جب وہ یہ کلمہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اموال بچالیں گے مگر جو ان کا حق ہوا پھر ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔ (۱)

پھر اگر وہ کفروشرک سے باز آجائیں تو بے شک اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اور اللہ سے ان کی کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی، وہ تو دلوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے،

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ:اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اور اگر وہ اطاعت سے منہ موڑ کر کفروسرکشی میں سرگرم ہوجائیں تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہترین حامی ومددگار ہے۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى

جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا

وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا، اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ (الانفال۴۱)

اس دن اتارا جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں، اللہ ہر چیز پر قادر ہے

مال غنیمت کی تقسیم کا قانون: سابقہ تمام امتوں میں مال غنیمت حرام رہا ہے اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد کفار سے حاصل کردہ سارا مال ایک جگہ ڈھیر کردیا جاتا تھا، پھر آسمان سے آگ آتی اور اس سارے مال کو جلا کر راکھ کردیتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے امت محمدیہ کے لئے اسے حلال فرمادیا، اس کی تقسیم کی تفصیل بیان فرمائی کہ کفار کا جو مال واسباب تم فتح یاب ہوکر حق کے ساتھ حاصل کرو خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، قیمتی ہو یا معمولی کچھ خیانت کیے بغیر رسول اللہ ﷺ (یا امیر) کے سامنے لاکر رکھ دو، پھر اس سارے مال کے

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابٌ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۲۵،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ۱۲۸،عن جابر ،مسنداحمد۱۴۲۰۹

(۲) المومن۱۹

پانچ حصے کرو، چار حصے ان سب لوگوں میں تقسیم کر دیے جائیں جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا ہو، ان میں پیادہ کو ایک حصہ ملے گا اور سوار کو تین حصے ملیں گے، ایک سوار کا اور دو حصے گھوڑے کے لیے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال غنیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔ [1]

اس کے بعد ہر معرکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمادیا کرتے تھے

فَقَالَ:إِنَّ هَذِهِ مِنْ غَنَائِمِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي فِيهَا إِلَّا نَصِيبِي مَعَكُمْ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمَخِيطَ وَأَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ وَأَصْغَرَ وَلَا تَغُلُّوا فَإِنَّ الْغُلُولَ نَارٌ وَعَارٌ

یہ غنائم تمہارے ہی لئے ہیں اور میری اپنی ذات کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہے بجز خمس کے، اور وہ خمس بھی تمہارے ہی اجتماعی مصالح پر صرف کر دیا جاتا ہے لہٰذا اگر کسی کے پاس سوئی دھاگہ بھی ہو تو وہ لے آئے یا اس سے بڑی اور چھوٹی چیز ہو تو وہ بھی واپس کر دے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرو کیونکہ خیانت دنیا و آخرت میں خائن کے لئے آگ اور شرمندگی کا سبب ہو گی۔ [2]

جیسے فرمایا

...وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ [3]

ترجمہ: اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا پھر ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ , عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْقَيْنِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِوَادِي الْقُرَى وَهُوَ يَعْرِضُ فَرَسًافَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا تَقُولُ فِي الْغَنِيمَةِ؟ قَالَ: لِلَّهِ خُمُسُهَا وَأَرْبَعَةُ أَخْمَاسٍ لِلْجَيْشِ، قُلْتُ: فَمَا أَحَدٌ أَوْلَى بِهِ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: لَا , وَلَا السَّهْمُ تَسْتَخْرِجُهُ مِنْ جَنْبِكَ،لَيْسَ أَنْتَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ

عبداللہ بن شقیق نے بلقین کے ایک شخص سے روایت کیا ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !مال غنیمت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور باقی چار حصے لشکر کے لیے ہیں، میں نے عرض کی ان میں سے کوئی کسی دوسرے کی نسبت

[1] صحیح بخاری کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّیَرِبَابُ سِهَامِ الفَرَسِ ۲۸۶۳

[2] مسند احمد ۲۲۶۹۹

[3] آل عمران ۱۶۱

زیادہ حق دار نہیں؟ فرمایا نہیں حتی کہ وہ تیر بھی جسے تم اپنے پہلو سے نکالو، اپنے مسلمان بھائی کی نسبت تم اس کے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ [١]

عَمْرِو بْنَ عَبَسَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ المَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ:وَلَا يَحِلُّ لِي مِنْ غَنَائِمِكُمْ مِثْلُ هَذَا إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مال غنیمت کے ایک اونٹ کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد اونٹ کے پہلو سے اون لی اور فرمایا تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لئے اس کے برابر بھی جائز نہیں مگر خمس، اور وہ بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ [٢]

باقی ایک حصہ جسے خمس کہتے ہیں کے پھر پانچ حصے کیے جائیں گے ان میں سے ایک حصہ رسول کا ہوگا (یعنی بیت المال کی ملکیت ہے) جو کسی تعین کے بغیر عام مسلمانوں کے مصالح پر خرچ کیا جائے گا، خمس کا دوسرا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار یعنی بنو ہاشم اور بنو عبالمطلب جن میں ان کے مال دار اور محتاج مرد و عورتیں سب شامل ہیں۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سارا وقت تبلیغ دین کے لئے صرف کرتے تھے اس لئے معاشی ضروریات کے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی معاشی ضروریات کے لئے خمس کے ایک حصہ کا بندوبست فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک تو آپ کے اہل وعیال اور وہ رشتہ دار جن کی کفالت آپ کے ذمہ تھی، ان کی ضروریات خمس سے پوری ہوتی تھیں لیکن آپ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کے دور خلافت میں یہ حصہ خاندان نبوت کے فقراء میں تقسیم کر دیا جاتا تھا) خمس کا تیسرا حصہ یتیموں کے لئے مختص کیا گیا جو کم سن ہوں اور خود اپنے مصالح کی دیکھ بھال کرنے سے عاجز ہوں اور وہ کسی ایسی ہستی سے محروم ہوں جو ان کے مصالح کا انتظام کرے، خمس کا چوتھا حصہ محتاجوں اور تنگ دستوں کے لئے ہے، اور خمس کا آخری حصہ مسافروں کی بہبود کے لئے ہے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس تائید ونصرت پر ایمان رکھتے ہو جس کی بدولت تمہیں یوم الفرقان (غزوہ بدر) میں فتح نصیب ہوئی، جس میں مسلمانوں اور کافروں کے لشکر بھڑ گئے تھے اور مسلمانوں کو فتح وغلبہ عطا فرما کر فیصلہ کر دیا گیا کہ اسلام ہی حق ہے اور کفر وشرک باطل تو اللہ کے اس حصہ کو بخوشی ادا کرو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {يَوْمَ الْفُرْقَانِ}يَعْنِي بِالْفُرْقَانِ يَوْمَ بَدْرٍ، فَرَّقَ اللهُ فِيهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا۔" سے مراد بدر کا دن ہے کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حق وباطل میں فرق کر دیا تھا۔ [٣]

اور یاد رکھو اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، جو کوئی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی غالب آتا ہے۔

[١] السنن الکبری للبیہقی ١٢٨٦٢

[٢] صحیح ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي الْإِمَامِ يَسْتَأْثِرُ بِشَيْءٍ مِنَ الفَيْءِ لِنَفْسِهِ٢٧٥٥

[٣] تفسیر طبری ١٣،٥٦١

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡیَا وَ هُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰی وَ الرَّکۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ

جب کہ تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دور والے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے تھا،

ؕ وَ لَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِی الۡمِیۡعٰدِ ۙ وَ لٰکِنۡ لِّیَقۡضِیَ اللّٰهُ اَمۡرًا

اگر تم آپس میں وعدے کرتے تو یقیناً تم وقت معین پر پہنچنے میں مختلف ہو جاتے، لیکن اللہ کو تو ایک کام کر ہی ڈالنا تھا

کَانَ مَفۡعُوۡلًا ۬ۙ لِّیَهۡلِکَ مَنۡ هَلَکَ عَنۡۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ

جو مقرر ہو چکا تھا تا کہ جو ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (یعنی حق جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے

عَنۡۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿ۙ۴۲﴾ (الانفال ۴۲)

وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے، بیشک اللہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

یاد کرو وہ وقت جبکہ تم وادی کے اس جانب پڑاؤ کیے ہوئے تھے جو اَلْعُدْوَةِ الدُّنْیَا کہلاتا تھا اور مدینہ منورہ سے قریب تھا اور مشرکین کا لشکر پوری تیاریوں کے ساتھ دوسری جانب پڑاؤ ہوئے کیے ہوئے تھے جو اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی کہلاتا تھا اور مدینہ سے نسبتاً دور تھا اور ابوسفیان کا تجارتی قافلہ یہاں سے دور مغرب کی جانب نشیب (ساحل) کی طرف تھا، اگر کہیں پہلے سے تمہارے اور ان کے درمیان باقاعدہ جنگ کا اعلان ہو چکا ہوتا تو بہت ممکن تھا کہ دشمن کی کثرت تعداد و کثرت اسباب اور اپنی قلیل تعداد اور بے سروسامانی کو دیکھ کر تمہارے ارادے پست ہو جاتے اور تم لڑائی کے بغیر ہی پسپائی اختیار کر لیتے لیکن چونکہ اس جنگ کا برپا ہونا اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی مقدر کر دیا تھا اس لیے ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے کہ دونوں فریق مقام بدر پر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو جائیں تا کہ اسلام اور مسلمانوں کو عزت اور بلندی حاصل ہو اور مشرکوں کو پستی و ذلت ملے اور تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور اس پر واضح ہو چکا ہو کہ مشرکین کا راستہ گمراہی اور باطل کا راستہ ہے اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے اور اسے یقین کامل ہو کہ اسلام حق ہے ،یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے، اس کی سلطنت میں اندھا دھند کام نہیں ہو رہا ہے۔

اِذۡ یُرِیۡکَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ مَنَامِکَ قَلِیۡلًا ؕ وَ لَوۡ اَرٰىکَهُمۡ کَثِیۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ

جب کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی، اگر ان کی زیادتی دکھاتا تو تم بزدل ہو جاتے

وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾

اور اس کام کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا، وہ دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے، جب

وَ اِذۡ یُرِیۡکُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِکُمۡ قَلِیۡلًا وَّ یُقَلِّلُکُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِهِمۡ لِیَقۡضِیَ اللّٰهُ

کہ اس نے بوقت ملاقات انہیں تمہاری نگاہوں میں بہت کم دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں کم دکھائے تا کہ اللہ تعالیٰ

اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾ (الانفال ۴۳ تا ۴۴)

اس کام کو انجام تک پہنچادے جو کر نا ہی تھا اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

سترہ رمضان المبارک بروز جمعہ دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہو گئے، ایک لشکر اللہ وحدہ لاشریک کا نام سربلند کرنے کے لئے آیا تھا اور ایک لشکر طاغوتی نظام کی حفاظت کے لئے کمر بستہ تھا اور پورے کروفر کے ساتھ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) کو مٹانے آیا تھا، اور یاد کرو وہ وقت جبکہ اے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے تمہیں خواب میں لشکر قریش کو ایک ہزار ہونے کے باوجود تھوڑا دکھایا تھا، جیسے فرمایا

قَدۡ كَانَ لَكُمۡ اٰيَةٌ فِىۡ فِئَتَيۡنِ الۡتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَاُخۡرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوۡنَهُمۡ مِّثۡلَيۡهِمۡ رَاۡىَ الۡعَيۡنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى الۡاَبۡصَارِ ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: تمہارے لیے ان دو گروہوں میں ایک نشان عبرت تھا، جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے، ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا، دیکھنے والے بچشمِ سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دوچند ہے مگر (نتیجے نے ثابت کر دیا کہ) اللہ اپنی فتح ونصرت سے جس کی چاہتا ہے مدد کر دیتا ہے، دیدۂ بینا رکھنے والوں کے لیے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَقَدْ قُلِّلُوا فِي أَعْيُنِنَا يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قُلْتُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِي: تَرَاهُمْ سَبْعِينَ؟ قَالَ أُرَاهُمْ مِائَةً ، قَالَ: فَأَسَرْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْنَا: كَمْ هُمْ؟ قَالَ: كُنَّا أَلْفًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن کافر ہماری آنکھوں میں اس قدر تھوڑی تعداد میں دکھائے گئے کہ میں نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے یہ پوچھ رہا تھا کہ کافروں کی تعداد ستر ہو گی؟ اس نے کہا نہیں ایک سو کی تعداد میں ہوں گے، حتی کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر پوچھا کہ تمہاری تعداد کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا ہم ایک ہزار ہیں۔ [2]

اس بنا پر آپ نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دی جس سے وہ مطمئن اور ان کے دل مضبوط ہو گئے، اگر کہیں وہ تمہیں اسلحہ سے لیس لشکر قریش کی تعداد زیادہ دکھا دیتا اور پھر آپ اس خبر کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دے دیتے تو ضرور تم لوگوں کے ارادے پست ہو جاتے اور لڑائی کے معاملہ میں باہمی اختلاف کھڑا ہو جاتا اور یہ اختلاف تمہاری کمزوری کا باعث بن جاتا لیکن اللہ نے اپنے لطف وکرم سے تمہیں پست ہمتی اور اختلاف سے بچا یا، یقیناً وہ سینوں کے چھپے ہوئے بھید تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾ [3]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اور یاد کرو جب کہ مقابلے کے وقت اللہ نے مجاہدین کی نگاہوں میں دشمنوں کو تھوڑا دکھایا اور دشمنوں کی نگاہوں میں تمہیں کم کر کے پیش

---

[1] آل عمران ۱۳

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱۷۰۹/۵، تفسیرطبری ۵۷۲/۱۳

[3] المومن ۱۹

کیا تا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کو کم سمجھ کر لڑائی کے لئے میدان میں کود پڑیں اور خوب جم کر لڑیں تا کہ اللہ تعالیٰ جس امر کا فیصلہ کر چکا تھا پورا کر دکھائے یعنی مشرکین کی طاقت وقوت کو پاش پاش کر دے،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: {لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا} أَيْ لِيُؤَلِّفَ بَيْنَهُمْ عَلَى الْحَرْبِ لِلنِّقْمَةِ مِمَّنْ أَرَادَ الِانْتِقَامَ، مِنْهُ وَالْإِنْعَامَ عَلَى مَنْ أَرَادَ إِتْمَامَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ وِلَايَتِهِ

محمد بن اسحاق نے آیت کریمہ ''تا کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو انجام تک پہنچا دے جو کرنا ہی تھا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں جنگ کو برپا کر دیا تا کہ جس سے وہ انتقام لینا چاہیے اس سے انتقام لے لے اور جن دوستوں کو وہ انعام واکرام سے نوازنا چاہیے نواز دے۔[1]

اور آخر کار مخلوق کے تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۟ۚ ﴿۴۵﴾

اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کی یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو،

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ

اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری

رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۟ۚ ﴿۴۶﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا

ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر وسہار رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے

مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اور لوگوں میں خود نمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے، جو کچھ وہ کر رہے ہیں

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ (الانفال ۴۵ تا ۴۷)

اللہ اسے گھیر لینے والا ہے۔

آداب جہاد وقتال: اسلام نے جہاد کو فرض قرار دیا ہے مگر یہ عام جنگوں کی طرح علاقے فتح کرنے کے لئے نہیں ہے جس میں بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں اور عبادت گاہوں میں رہنے والوں کا قتل وغارت کیا جاتا ہے، عزت داروں کو ذلیل کیا جاتا ہے، عورتوں کی عزتیں پامال کی جاتی ہیں، ہرے بھرے درختوں کو کاٹا اور تیار کھیتوں کو آگ لگائی جاتی ہے، گھروں میں لوٹ مار کی جاتی ہے، ہنستے بستے شہروں کو جلا کر نیست ونابود کر دیا جاتا ہے بلکہ اس کے برعکس جہاد ایک عبادت ہے اور دوسری عبادات کی طرح اس کو ادا کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ

[1] تفسیر طبری ۱۳/۵۷۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۵/۱۷۱۰، ابن ہشام ۱/۶۷۳

نے مسلمانوں کو جنگ کے آداب اور دشمنوں سے مقابلے کے وقت شجاعت و بہادری کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا اے مسلمانو! جب جہاد کے لئے نکلو تو کفار کی طرح غرور و تکبر، اپنی طاقت و شوکت، کثرت تعداد اور سر و سامان کا رعب جمانے کے لئے نہیں کہ ہمارے مقابلہ میں کون کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ انتہائی تواضع، اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب اور اس کے دین کو پھیلانے کی پاکیزہ نیت رکھتے ہوئے روانہ ہونا چاہیے، کیونکہ جہاد دنیوی منفعت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں ہوتا ہے جس کا مقصد انسانوں کو ظلم و استبداد کے پنجے سے چھڑانا ہوتا ہے، اس لئے جب جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلو تو کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے چلو تاکہ اگر مسلمان تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے تمہاری طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کثرت کی وجہ سے ان کے اندر عجب اور غرور پیدا نہ ہو بلکہ اصل توجہ اللہ کی امداد پر ہی رہے، اور اپنے تمام احوال میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے قدم بڑھانا ہے تاکہ تھوڑی سی نافرمانی اللہ کی مدد سے محرومی کا باعث نہ بن جائے، آپس میں تنازع اور اختلاف نہ کرو جس سے تمہارے دل تشتت اور افراق کا شکار ہو جائیں، پھر تم بزدل بن جاوگے، تمہارے عزائم کمزور ہو جائیں گے، تمہاری طاقت منتشر، بکھر جائے گی اور تم سے فتح و نصرت کا وہ وعدہ اٹھا لیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مشروط ہے بلکہ اتحاد و اتفاق کو ہر حالت میں برقرار رکھو تاکہ تمہاری طاقت متحد رہے اور دشمن خائف رہے ورنہ دشمن تمہاری اس کمزوری کا فائدہ اٹھائے گا، پھر جب فوجیں صف آرا ہو جائیں اور گھمسان کی جنگ شروع ہو جائے اور کتنے ہی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ کریں کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں ٹھیرنا ممکن ہی نہیں،

عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ

سالم ابو النضر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگا کرو تاہم جب کبھی دشمن سے لڑائی کا موقعہ پیدا ہو جائے تو صبر کرو (یعنی جم کر لڑو) اور یقین جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ [1]

اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے یعنی اس دوران اپنے اعصاب کو مضبوط رکھتے ہوئے اپنے جذبات و خواہشات کو قابو میں رکھو، جلد بازی، گھبراہٹ اور ہراس طمع اور نامناسب جوش سے بچو، ٹھنڈے دل اور جچی تلی قوت فیصلہ کے ساتھ کام کرو، خطرات اور مشکلات سامنے ہوں تو تمہارے قدموں میں لغزش نہ آنے پائے، اشتعال انگیز مواقع پیش آئیں تو غیظ و غضب کا ہیجان تم سے کوئی بے محل حرکت سرزد نہ کرانے پائے، مصائب کا حملہ ہو اور حالات بگڑتے نظر آ رہے ہوں تو اضطراب میں تمہارے حواس پراگندہ نہ ہو جائیں، حصول مقصد کے شوق

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ القِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ ٢٩٦٦، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَالْأَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ اللِّقَاءِ ٤٥٤٢، سنن ابوداود کتاب الجهاد بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ ٢٦٣١، مسند احمد ١٩١١٤

سے بیقرار ہوکر یا کسی نیم پختہ تدبیر کو سراسری نظر میں کارگر دیکھ کر تمہارے ارادے شتاب کاری سے مغلوب نہ ہوں اور اگر کبھی دنیاوی فوائد و منافع اور لذت نفس کی ترغیبات تمہیں اپنی طرف لبھا رہی ہوں تو ان کے مقابلے میں تمہارا نفس اس درجہ کمزور نہ ہو کہ بے اختیار اس کی طرف کھنچ جاؤ، جو لوگ ان تمام حیثیات سے صابر ہوں میری تائید انہی کو حاصل ہے، اور ان لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرو جو گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، یعنی دوران جنگ بھی اسلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی قدم نہیں بڑھانا،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتْ قُرَيْشٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى بَدْرٍ، خَرَجُوا بِالْقِيَانِ وَالدُّفُوفِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: {وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا} الْآيَة

محمد بن کعب کہتے ہیں جب قریش مکہ سے میدان بدر کی طرف روانہ ہوئے تو وہ گانے بجانے والی عورتوں اور موسیقی کے آلات کے ساتھ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے اور لوگوں میں خودنمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے۔" نازل فرمائی تھی۔ [1]

وَخَرَجَ النِّسَاءُ مَعَهُنَّ الدّفوف، يحرّضن الرجال ويذكّرنهم قتلى بدر فى كُلّ مَنْزِلٍ

اور عورتیں بھی دف لیے ہوئے ان کے ساتھ روانہ ہوئیں اور ہر منزل پر لوگوں کو غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے بھڑکاتی رہیں۔ [2]

اور اللہ ان کے عملوں کو احاطے میں لئے ہوئے ہے

وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

جبکہ ان کے اعمال کو شیطان انہیں زینت دار دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آ سکتا

وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں، لیکن جب دونوں جماعتیں نمودار ہوئیں تو اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا میں

مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ (الانفال ۴۸)

تم سے بری ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

ذرا اس وقت کا خیال کرو جب کہ شیطان بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی شکل میں نمودار ہوا اور اس نے سرداران قریش کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور انہیں فتح و غلبہ کی بشارت دیتے ہوئے کہا تھا کہ تم تعداد، جنگی ساز و سامان اور ہیئت کے اعتبار سے اتنے طاقتور ہو کہ محمد (ﷺ) اور ان کے رفقاء تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے اور انہیں اپنی حمایت کا یقین بھی دلایا، مگر جب میدان

---

[1] تفسیر طبری ۱۳/۵۸۱، الدر المنثور ۴/۷۷

[2] مغازی واقدی ۱/۱۹۹

بدر میں دونوں گروہ مدمقابل ہوئے اور اس نے لشکر قریش کے مدمقابل جبرائیل علیہ السلام کو ایک ہزار ملائکہ کی صف آرا ہوتے دیکھا تو اس نے سمجھ لیا کہ آج مشرکین کی خیر نہیں تو وہ اُلٹے پاؤں یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا، میں تمہارے مدمقابل اللہ کی وہ مخلوق دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، یعنی میں ان فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جن کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے اس دنیا ہی میں عذاب نہ دے دے اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے، جیسے فرمایا

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کُفر کر! اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے، پھر دونوں کا انجام یہ ہونا ہے کہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَرِيزٍ؛أَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ مَا رؤي الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ، وَلاَ أَدْحَرُ، وَلاَ أَحْقَرُ، وَلاَ أَغْيَظُ مِنْهُ يَوْمِ عَرَفَةَ ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا يرى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ، وَتَجَاوُزِ اللهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ، إِلَّا مَا رِأَىَ من يَوْمَ بَدْرٍ، فَقِيلَ: وَمَا رَأَى من يَوْمَ بَدْرٍ؟ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ عليه السلام وهو يَزَعُ الْمَلاَئِكَةَ

طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قدر ابلیس عرفہ کے دن حقیر وذلیل ورسوا اور درماندہ ہوتا ہے اتنا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عام معافی اور عام رحمت نازل ہوتی ہے، ہر ایک کے گناہ عموماً معاف ہوجاتے ہیں، ہاں غزوہ بدر کے دن اس کی ذلت ورسوائی کا کچھ مت پوچھو، لوگوں نے کہا غزوہ بدر میں کیا دیکھا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ!؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب اس نے دیکھا کہ فرشتوں کی فوجیں جبرائیل علیہ السلام کی ماتحتی میں آرہی ہیں۔ [2]

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ

جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ بھی جن کے دلوں میں روگ تھا کہ انہیں تو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے،

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ

جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ بلاشک وشبہ غلبے والا اور حکمت والا ہے، کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو،

[1] الحشر ۱۶،۱۷

[2] موطاامام مالک کتاب الحج باب جَامِعُ الْحَجِّ ۲۸۳

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ (الانفال ۴۹تا۵۱)

یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے، بیشک اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

جب کہ منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں کو روگ لگا ہوا ہے کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں کی تعداد اور ان کی جنگی ساز و سامان تو دیکھو لیکن پھر بھی لشکر قریش کے ساتھ مقابلہ کرنے چلے ہیں جو تعداد میں ان سے کہیں زیادہ ہیں اور سامان حرب و وسائل سے بھی بڑھ کر ہیں، معلوم ہوتا ہے ان کے دین نے ان کو دھوکے اور فریب میں ڈال دیا ہے، اس لئے یہ موٹی سی بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ} إِلَى قَوْلِهِ: {فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ} وَذُكِرَ لَنَا أَنَّ أَبَا جَهْلٍ عَدُوَّ اللّٰهِ لَمَّا أَشْرَفَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ ، قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَعْبُدُ اللّٰهَ بَعْدَ الْيَوْمِ، قَسْوَةً وَعُتُوًّا

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ "جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ بھی جن کے دلوں میں روگ تھا کہ انہیں تو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ بلاشک وشبہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔" کے بارے میں کہا ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے اللہ کے دشمن ابوجہل نے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو قساوت و سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا واللہ! یہ لوگ آج کے بعد اللہ کی عبادت نہیں کر سکیں گے۔ [1]

عَنْ عَامِرٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ: إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ، قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ تَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ، فَخَرَجُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمَّا رَأَوْا قِلَّةَ الْمُسْلِمِينَ، قَالُوا: غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ

اور عامر شعبی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ "جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ بھی جن کے دلوں میں روگ تھا کہ انہیں تو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔" کے بارے میں کہتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے اسلام کے بارے میں گفتگو کی اور بدر کے دن وہ مشرکوں کے ساتھ نکلے اور جب انہوں نے مسلمانوں کی قلت تعداد کو دیکھا تو کہا ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا حالانکہ اگر کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو یقیناً اللہ غالب ہے کوئی طاقت اس کی طاقت پر غالب نہیں آسکتی اور وہ اپنی قضاو قدر میں حکمت والا ہے، کاش! تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے تھے، اس وقت وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر بری طرح ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لو اب جلنے کی سزا بھگتو، یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک ہے، ایک مقام پر فرمایا

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

[1] تفسیر طبری ۱۳/۱۳

[2] تفسیر طبری ۱۳/۱۳

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ [1]

ترجمہ: کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ [2]

ترجمہ: پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب فرشتے اِن کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائینگے؟ یہ اسی لیے تو ہو گا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا اسی بنا پر اس نے اِن کے سب اعمال ضائع کر دیے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ،فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ وہ تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہینثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کافر شخص دنیا سے رخصتی اور سفر آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اتر کر آتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں اے نفس خبیثہ! اللہ کی ناراضگی اور غصے کی طرف چل، یہ سن کر اس کی روح جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور ملک الموت اسے جسم سے اس طرح کھینچتے ہیں جیسے گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتے ہیں فرشتے ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اسے ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے اور اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے مردار کی بدبو جیسا ایک ناخوشگوار اور بدبودار جھونکا آتا ہے۔ [3]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا،يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ

[1] الانعام ۹۳

[2] محمد ۲۸،۲۷

[3] مسند احمد ۱۸۵۳۴

خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو، اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو میں نے شمار کر رکھے ہیں پس جو اپنے اعمال میں بھلائی پائے اس پر اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے برعکس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ (۱)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

مثل فرعونیوں کے حال کے اور ان سے اگلوں کے، کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا پس اللہ نے ان کے

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۵۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

گناہوں کے باعث انہیں پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ یقیناً قوت والا اور سخت عذاب والا ہے، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی

لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی،

وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳ (الانفال ۵۲، ۵۳)

اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

کفار اللہ کے ازلی دشمن ہیں: یہ معاملہ ان کے ساتھ اُسی طرح پیش آیا جس طرح آلِ فرعون اور ان سے پہلی اقوام کے ساتھ پیش آتا رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ نے ان کی سرکشی اور بغاوت کے سبب ان پر عذاب نازل کر دیا، اللہ قوت رکھتا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے، اور ایک بنیادی قاعدہ بیان فرمایا کہ جب تک کوئی قوم کفران نعمت کا راستہ اختیار کر کے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی سے اعراض کر کے اپنے احوال و اخلاق کو نہیں بدل لیتی اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دین و دنیا کی نعمتوں کا دروازہ بند نہیں فرماتا، ایک مقام پر فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱ (۲)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب فرما لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کیا جائے، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۷۵۲، صحیح ابن حبان ۶۱۹

(۲) الرعد ۱۱

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

مثل حالت فرعونیوں کے اور ان سے پہلے کے لوگوں کے کہ انہوں نے اپنے رب کی باتیں جھٹلائیں، پس ان کے گناہوں

وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۵۴ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

کے باعث ہم نے انہیں برباد کیا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا، یہ سارے ظالم تھے، تمام جانداروں سے بدتر اللہ کے نزدیک

كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۵ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

وہ ہیں جو کفر کریں، پھر وہ ایمان نہ لائیں، جن سے تم نے عہد پیمان کر لیا پھر بھی وہ اپنے عہد و پیمان کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں

مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝۵۶ (الانفال ۵۴ تا ۵۶)

اور بالکل پرہیز نہیں کرتے۔

زمین کی بدترین مخلوق: آلِ فرعون اور ان سے پہلی اقوام کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا وہ اسی ضابطہ کے مطابق تھا جو بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ان میں پیغمبر مبعوث فرمائے جنہوں نے رسالت کا حق ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت عطا فرمائی مگر انہوں نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور دین حق کی تکذیب اور پیغمبروں کا مذاق ہی اڑاتے رہے، آخر ایک وقت مقررہ پر ہم نے ان کے کفر و شرک اور دعوت حق کی تکذیب کی پاداش میں انہیں مختلف قسم کے عذاب نازل کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور ان اقوام کے آثار و کھنڈرات تم اپنے چاروں طرف دیکھتے ہو، اور آل فرعون کو بنی اسرائیل کے سامنے ان کے کفر و شرک اور تکذیب حق کے سبب سمندر میں غرق کر دیا اور فرعون کی لاش کو رہتی دنیا تک کے لئے عبرت کا نشانہ بنا دیا اور نہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا،

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۴۶ [1]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۸۲ [2]

ترجمہ: یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [3]

ترجمہ: یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

---

(۱) حم السجدة ۴۶

(۲) آل عمران ۱۸۲

(۳) الحج ۱۰

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۲۹ [۱]

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

یقیناً اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدترین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دعوت حق کو ماننے سے انکار کر دیا پھر کسی طرح وہ اسے قبول کرنے پر تیار نہیں (خصوصاً) یہودی جن کے ساتھ تونے باہمی تعاون و مددگاری کا معاہدہ کیا تھا مگر وہ اس معاہدہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے بلکہ ہر موقع پر اس کو توڑتے ہیں اور ذرا اللہ کا خوف نہیں کرتے۔

یعنی یہودیوں میں تین خصلتیں جمع ہیں، کفر، عدم ایمان اور خیانت۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ

پس جب کبھی تو لڑائی میں ان پر غالب آجائے انہیں ایسی مار مار کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

عبرت حاصل کریں، اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۸ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ بھاگ نکلے،

اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝۵۹ (الانفال ۵۷ تا ۵۹)

یقیناً وہ عاجز نہیں کر سکتے۔

پس اگر یہ لوگ تمہیں لڑائی میں مل جائیں اور تمہارے اور ان کے درمیان عہد و میثاق نہ ہو تو ان کی ایسی خبر لو کہ ان کے بعد جو دُوسرے لوگ ایسی روش اختیار کرنے والے ہوں ان کے حواس باختہ ہو جائیں، توقع ہے کہ بدعہدوں کے اس انجام سے وہ سبق لیں گے،

عَنِ السُّدِّيِّ: {فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ} [۲] يَقُولُ: نَكِّلْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ مَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعَدُوِّ، لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ أَنْ يَنْكُثُوا فَيُصْنَعَ بِهِمْ مِثْلُ ذَلِكَ

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس آیت "پس جب کبھی تو لڑائی میں ان پر غالب آجائے انہیں ایسی مار مار کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں۔" کے معنی یہ ہیں کہ شاید وہ اس خوف کی وجہ سے عہد شکنی نہ کریں کہ کہیں ان کے ساتھ بھی اسی طرح نہ کیا جائے جیسے ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ [۳]

اور اگر کبھی تمہیں کسی قوم سے بدعہدی اور وعدہ خلافی کا خطرہ ہو تو مخالفانہ کاروائی کرنے سے پہلے انہیں باقاعدہ مطلع کر دو کہ آئندہ ہمارے

[۱] ق ۲۹

[۲] الأنفال: 57

[۳] تفسیر طبری ۲۳/ ۱۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۰/ ۵

اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں تا کہ دونوں فریق اپنے اپنے طور پر اپنی حفاظت کے ذمہ دار ہوں اور کوئی فریق علمی اور مغالطے میں نہ مارا جائے، یقیناً اللہ نقص عہد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّومِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيرُ فِي بِلَادِهِمْ، حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى فَرَسٍ، وَهُوَ يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ ، فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا، وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ، قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ

سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا جب اس کی مدت ختم ہونے کو ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم کی سرزمین کے قریب اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کر دیں تا کہ معاہدے کی مدت ختم ہوتے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا جائے، ناگہاں ایک مرد آیا اور اس نے کہا اللہ اکبر! تم کو وفا کرنی چاہیے نہ کہ عہد شکنی، دیکھا تو وہ صحابی رسول عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جس کسی کا کسی قوم کے درمیان عہد ہو تو وہ اس عہد کو نہ توڑے اور نہ شدت کرے یعنی اس میں کچھ تغییر نہ کرے یہاں تک کہ عہد کی مدت گزر جائے یا وہ عہد اس کی طرف برابر پھینک دے یعنی ان کو آگاہ کر دے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں تا کہ علم وصلح میں دونوں برابر ہو جائیں، جس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ (1)

اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والے اور اس کی آیات کو جھٹلانے والے اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ بازی لے جائیں گے اور ہم پر قدرت حاصل کر لیں گے، جیسے فرمایا

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ④ (2)

ترجمہ: اور کیا وہ لوگ جو بری حرکتیں کر رہے ہیں یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے؟ بڑا غلط حکم ہے جو وہ لگا رہے ہیں۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾ (3)

ترجمہ: جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔

یقیناً وہ اللہ کی جماعت کو شکست نہیں دے سکتے، جیسے فرمایا

(1) جامع ترمذی أَبْوَابُ السِّيَرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَدْرِ ١٥٨٠، مسند ابوداود طیالسی ١٢٥١، سنن ابوداود كتاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ، وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيَسِيرُ إِلَيْهِ ٢٧٥٩، السنن الکبری للنسائی ٨٦٧٩، صحیح ابن حبان ٤٨٧١، مسند احمد ١٩٤٣٦

(2) العنکبوت ٤

(3) النور ٥٧

...فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ (۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کی جماعت ہی سدا غالب رہنے والی ہے۔

اور اللہ کا کلمہ ہمیشہ بلند رہنے والا ہے،

... وَكَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا .. (۲)

ترجمہ: اور بلند وعزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ

تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کر و اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو

وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ

خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں خوب جان رہا ہے،

وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ (الانفال ۶۰)

جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

طاقت کا حصول: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا کہ تمہارے دشمن بہت زیادہ ہیں، وہ تمہیں اور تمہارے دین کو ختم کرنے کے لئے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے، اس لئے اپنی آزادی اور ملکی سالمتی واستحکام کیلئے جنگی استعداد بڑھاؤ اور ہمہ وقت تمہارے پاس مختلف انواع کا اسلحہ میزائیل، ٹینک، ہر طرح کی توپیں، مشین گنیں، بندوقیں، ایٹم بم، ہوائی و بحری جنگی جہاز، آبدوزیں، دفاعی قلعہ بندیاں، مورچے، نقل وحمل کی گاڑیاں، دیگر دفاعی آلات حرب اور ایک تجربہ کار مستقل فوج تیار رکھو تا کہ دشمن پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور وہ تمہاری طرف ٹیڑھی، میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے، اور اگر دشمن کوئی کاروائی کرنا چاہے تو فوراً جنگی کاروائی کی جاسکے، یہ نہ ہو کہ خطرہ سر پر آنے کے بعد گھبراہٹ میں جلدی جلدی رضا کار اور اسلحہ اور سامان رسد جمع کرنے کی کوشش کرو اور اس اثنا میں کہ یہ تیاری مکمل ہو دشمن اپنا کام کر جائے،

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: {وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ} أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ

عقبہ بن عامر سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ منبر پر فرما رہے تھے خبر دار! قوت سے مراد تیر اندازی ہے، خبر دار! قوت

(۱) المائدۃ ۵۶

(۲) التوبۃ ۴۰

سے مراد تیراندازی ہے، خبردار! قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الخَيْلُ لِثَلاَثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ: فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي المَرْجِ وَالرَّوْضَةِ، كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا، وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلاَ ظُهُورِهَا، فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً، فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الحُمُرِ، قَالَ: مَا أُنْزِلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الآيَةَ الفَاذَّةَ الجَامِعَةَ: {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} [2]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے پاس ہوسکتا ہے، ایک شخص کیلئے باعث اجر ہے اور ایک شخص جس کے لئے باعث ستر ہے، اور ایک شخص کیلئے جرم کا سبب ہے، باعث ثواب ہے اس شخص کے لیے ہے جو اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے پالے اور کسی چراگاہ یا باغ میں (چرنے کے لیے) اس کو لمبی رسی میں باندھ دے تو اس پر چراگاہ یا باغ کا جو حصہ اس رسی کے اندر جو بھی کھایا اتنے ہی تنکوں کے برابر نیکیاں اس کے مالک کو ملیں گی، اور اگر اتفاق سے وہ اپنی رسی توڑ ڈالے اور ایک ٹیلہ یا دو ٹیلہ پھاند جائے تو اس قدموں کے نشانات اور اس کی لید وغیرہ بھی اس کے لیے نیکیاں بن جائیں گی، اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے پانی پی لے اگرچہ مالک نے اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تب بھی اسے نیکیاں ملیں گی، الغرض یہ گھوڑا اس شخص کے لیے باعث اجر ہے، اور وہ شخص جس نے گھوڑے کو غنا اور عفت کے حصول کی غرض سے باندھا اور اس کی گردن اور پشت کے بارے میں وہ اللہ کے حق کو نہ بھولا تو یہ اس کے لیے ستر پوشی کا موجب ہوگا، اور جس شخص نے اسے فخر، ریا کاری اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھا تو یہ اس کے لیے باعث گناہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کی بابت پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر صرف یہ ایک جامع اور منفرد آیت نازل فرمائی ہے "جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔" [3]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ، فَفَرَسٌ لِلرَّحْمَنِ، وَفَرَسٌ لِلْإِنْسَانِ، وَفَرَسٌ لِلشَّيْطَانِ، فَأَمَّا فَرَسُ الرَّحْمَنِ: فَالَّذِي يُرْبَطُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَعَلَفُهُ وَرَوْثُهُ وَبَوْلُهُ، وَذَكَرَ مَا شَاءَ اللَّهُ، وَأَمَّا فَرَسُ

---

[1] مسند احمد ۱۷۴۳۲، تفسیر طبری ۳۲/۱۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۷۲۲/۵

[2] الزلزلة: 8

[3] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۴۹۶۲، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۲، موطا امام مالک كِتَابُ الْجِهَادِ باب التَّرْغِيبُ فِي الْجِهَادِ

الشَّيْطَانِ: فَالَّذِي يُقَامَرُ أَوْ يُرَاهَنُ عَلَيْهِ، وَأَمَّا فَرَسُ الْإِنْسَانِ: فَالْفَرَسُ يَرْتَبِطُهَا الْإِنْسَانُ يَلْتَمِسُ بَطْنَهَا، فَهِيَ تَسْتُرُ مِنْ فَقْرٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض گھوڑے تو رحمان کے اور بعض انسان کے لیے اور بعض شیطان کے لیے ہوتے ہیں، رحمان کا گھوڑا تو وہ ہوتا ہے جسے اللہ کے راستہ میں باندھا جائے اس کا چارہ، اس کی لید اور اس کا پیشاب اور کچھ دوسری چیزوں کا بھی ذکر فرمایا (قیامت کے دن ترازو میں نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا) اور شیطان کا گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے جوئے اور گھڑ سواری کے طور پر رکھا جائے، اور انسان کا گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے انسان اپنا پیٹ بھرنے کے لئے روزی کی تلاش میں باندھتا ہے اور وہ اسے فقر و فاقہ سے بچاتا ہے۔ [1]

پھر لڑائی کے لئے اٹھنے والے ہاتھ کو اپنی قوت بازو سے توڑ کر پھینک دو تا کہ آئندہ کوئی دشمن تمہیں نرم چارہ سمجھنے کی غلطی نہ کرے، تمہاری مضبوط طاقت کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ اللہ کی زمین پر امن قائم رہے گا اور تم آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کے قوانین کو نافذ کر سکو گے، اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا یعنی قیامت کے روز اس کا اجر کئی گنا کر کے ادا کیا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیے گئے مال کا ثواب سات سو گنا تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہو گا یعنی تمہارے کئے اس کے اجر و ثواب میں کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی، جیسے فرمایا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱ [2]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانا بویا جائے اور اس کے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، افزونی عطا فرماتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو بھی صلح کی طرف جھک جا، اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناً وہ سننے جاننے والا ہے

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ

اگر وہ تجھ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے،

وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے، زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے

[1] مسند احمد ۳۷۵۶

[2] البقرۃ ۲۶۱

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (الانفال ۶۱ تا ۶۳)

دل آپس میں نہ ملا سکتا، یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے۔

اور اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی صلح کی خواہش ظاہر کرے تو بہادرانہ اور دلرانہ طور پر اس کے لئے تیار ہو جاؤ، اس طرح تمہیں اخلاقی برتری حاصل ہو گی کیونکہ نیتوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے اس لئے شک وشبہ میں مت پڑو کہ دشمن کی نیت ٹھیک نہیں اور اس شبہ میں خونریزی کو طویل کرو،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اخْتِلَافٌ، أَوْ أَمْرٌ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ السِّلْمَ، فَافْعَلْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد بہت اختلاف وغیرہ رونما ہو گا لہذا اگر تم صلح کی کوشش کر سکو تو ضرور کرو۔ [1]

اگر دشمن کا واقعی ہی کوئی غلط ارادہ ہے اور وہ مہلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ پر بھروسہ کرو وہی تمہیں دشمن کے مکر وفریب سے محفوظ رکھے گا اور اس مکر وفریب کا ضرر انہی کی طرف لوٹائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان یاد دلایا کہ وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی، اور مومنوں کے دلوں میں صدیوں سے جو پرانی جو عداوتیں تھیں اسے محبت والفت میں تبدیل فرما دیا، پہلے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے وہ ایک دوسرے کا جانثار مضبوط جتھا بن گئے، یہ اللہ کی قدرت اور مشیت تھی ورنہ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے، یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے، جیسے فرمایا

... وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ... ﴿۱۰۳﴾ [2]

ترجمہ: اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي، كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ، قَالَ: لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ، لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا

[1] مسند احمد ۶۹۵

[2] آل عمران ۱۰۳

لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا اس بات پر انصار کو ملال ہوا کہ وہ مال جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں نہیں دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نااتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت و محبت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ نے میرے ذریعہ غنی کیا، آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا، لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابرہ، تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔ [1]

یقیناً وہ بڑا زبردست اور اپنے تمام افعال اور احکام میں حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ

اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں، اے نبی!

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ، اگر تم میں بیس بھی صبر والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے،

وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

اور اگر تم ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے اس واسطے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں،

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

اچھا اب اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ناتوانی ہے پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ فی شوال سنة ثمان ٤٣٣٠، صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ٢٤٣٦، مسند احمد ١٦٤٧٠

يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ ۚ وَ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ اَلۡفٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَيۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ

گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے،

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۶۶﴾ (الانفال ۶۴تا۶۶)

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک مجاہد دس کفار پر بھاری: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی اور فرمایا اے نبی ﷺ! تمہارے لیے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے، یعنی وہ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے، اے نبی ﷺ! مومنوں کو جہاد کے لئے خوب ترغیب دو، تا کہ ان کے عزائم مضبوط ہوں اور ان کے ارادوں میں نشاط پیدا ہو اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدمی سے لڑنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ثابت قدمی سے لڑنے والے ہوں گے تو منکرین حق کے ہزار آدمیوں پر غالب ہوں گے چاہے وہ افرادی قوت اور ساز و سامان سے زیادہ ہوں یعنی ایک اور دس کا تناسب ہو گا کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو یہ شعور نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے مجاہدین کے لئے کیا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ صف بندی کے وقت اور مقابلے کے وقت مجاہدین کا دل بڑھاتے رہتے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ، قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِلَّا رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ:فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا، فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے روز فرمایا اٹھو جنت میں جانے کے لئے جس کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے کہا واہ سبحان اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کیوں کہتا ہے؟ وہ بولے کچھ نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس امید سے کہا کہ میں بھی جنت کے لوگوں میں سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو جنت والوں میں سے ہے، یہ سن کر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور اس کو کھانے لگے، پھر کہنے لگے اگر میں اپنی کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ بڑی زندگی ہو گی، چنانچہ جتنی کھجوریں باقی تھیں وہ پھینک دیں اور کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ [1]

[1] صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ۴۹۱۵، مسنداحمد ۱۲۳۹۸، مستدرک حاکم ۵۷۹۸،السنن الکبری للبیهقی ۱۷۹۱۵

مگر یہ حکم مسلمانوں پر گراں گزرا کیوں کہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں تخفیف کر دی اور فرمایا کہ تمہارے اور کفار کے درمیان ایک اور دس کی نسبت تو برقرار ہے مگر کیونکہ ابھی تم لوگوں کی اخلاقی تربیت مکمل نہیں ہوئی ہے اور ابھی تک تمہارا شعور اور تمہاری سمجھ بوجھ کا پیمانہ بلوغ کی حد کو نہیں پہنچا ہے اس لئے سردست اگر تم میں سے سو آدمی صبر و ثبات سے لڑنے والے ہوں گے تو وہ دو سو دشمنوں پر اور ہزار آدمی ثابت قدمی سے لڑنے والے ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے یعنی اپنے سے دوگنی طاقت سے ٹکرانے میں تو تمہیں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:فَلَمَّا خَفَّفَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ العِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تعداد کی اس کمی سے اتنی ہی مسلمانوں کے صبر میں کمی ہوگئی۔[1]

اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید صبر کرنے والے لوگوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ

نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں جب تک کہ ملک میں اچھی خون ریزی کی جنگ نہ ہو جائے، تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو

وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ

اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے، اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی

فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸

تو جو کچھ تم نے لے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی، پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ (الانفال ۶۷تا۶۹)

خوب کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ غفور و رحیم ہے۔

غزوہ بدر سے پہلے سورہ محمد میں جنگ کے متعلق ابتدائی ہدایات دی گئی تھیں،

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۝۴ [2]

ترجمہ: پس جب اِن کافروں سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو تو پہلا کام گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب تم ان کو اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الانفال باب قوله الآنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضُعْفًا ۴۶۵۳ ، سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي التَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ ۲۶۴۶

[2] محمد ۴

باندھو،اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) احسان کرو یا فدیے کا معاملہ کرلو تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے، یہ ہے تمہارے کرنے کا کام۔
اس آیت میں میں جنگی قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی اجازت تو دے دی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ یہ شرط لگائی گئی تھی کہ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے پھر قیدی پکڑنے کی فکر کی جائے، اس فرمان کی رو سے مسلمانوں نے غزوہ بدر میں جو قیدی گرفتار کیے اور اس کے بعد ان سے جو فدیہ وصول کیا وہ تھا تو اجازت کے مطابق مگر غلطی یہ ہوئی کہ دشمن کی طاقت کو کچل دینے کی جو شرط مقدم رکھی گئی تھی اسے پورا کرنے سے پہلے ہی مسلمان دشمنوں کو قید کرنے اور مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے، اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا کیونکہ اگر اس موقعہ پر ستر کفار کو اسیر نہ کیا جاتا بلکہ مجاہدین میدان چھوڑ کر بھاگنے والے کفار کا تعاقب کرتے تو اسی موقع پر قریش کی طاقت ٹوٹ جاتی اور بعد کے حالات مسلمانوں کے حق میں کافی بہتر ہوتے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ شایاں نہیں ہے کہ اللہ کی زمین میں کفار کی طاقت کو جو اللہ کی روشنی کو بجھانا اور اس کے پسندیدہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں اچھی طرح کچل دینے سے پہلے انہیں اسیر کرے، مگر دشمن کی قوت وشوکت کو مکمل طور پر کچل دینے کے بجائے تم پر بار بار دنیا کے مال ومتاع کا لالچ غالب آجاتا ہے، پہلے دشمن کے لشکر سے مدمقابل ہونے کے بجائے مال سے لدے ہوئے قافلے پر حملہ کرنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ومشیت سے تمہیں لشکر قریش کے مدمقابل لا کھڑا کیا، ایک ہزار ملائکہ سے تمہیں مدد بہم پہنچائی اور تمہیں فتح ونصرت سے ہمکنار کیا مگر جب اللہ نے تمہیں دشمن کا سر کچل دینے کا سنہری موقعہ دیا تو اللہ کے دشمنوں کے سر گردنوں سے اتارنے کے بجائے تم لوگوں کی ایک بڑی تعداد مال غنیمت لوٹنے اور فدیہ کی خاطر قیدیوں کو پکڑنے میں مشغول ہو گئی مگر کئی ایسے بھی تھے جو اس فعل کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ رہے تھے،

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَرِيشِ، وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَائِمٌ عَلَى بَابِ الْعَرِيشِ، الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ، فِي نَفَرٍ مِنْ الْأَنْصَارِ يَحْرُسُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخَافُونَ عَلَيْهِ كَرَّةَ الْعَدُوِّ، وَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيمَا ذُكِرَ لِي- فِي وَجْهِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْكَرَاهِيَةَ لِمَا يَصْنَعُ النَّاسَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمَ،قَالَ: أَجَلْ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ، كَانَتْ أَوَّلَ وَقْعَةٍ أَوْقَعَهَا (اللهُ) بِأَهْلِ الشِّرْكِ.فَكَانَ الْإِثْخَانُ فِي الْقَتْلِ بِأَهْلِ الشِّرْكِ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ اسْتِبْقَاءِ الرِّجَالِ

مروی ہے جب مسلمان کفار کو گرفتار کرنے لگے تو اس وقت اس خیال سے کہ کہیں دشمن آپ پر پلٹ نہ پڑیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چند انصار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے عریش کے پاس کھڑے تھے لوگوں کی یہ کاروائی دیکھ کر ان کا چہرہ متغیر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ! شاید لوگوں کی کاروائی تم کو اچھی نہیں معلوم ہوئی، سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پہلا موقعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا ہے میرے نزدیک ان کے قید کرنے سے قتل کرنا بہتر تھا۔[1]

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مال غنیمت پر جھگڑا شروع کر دیا اگر اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر مقرر نہ ہو چکی ہوتی اور تمہارے لئے غنائم

[1] ابن ہشام ۶۲۸/۱

کا حلال نہ کر دیا گیا ہوتا (جو پچھلی امتوں میں حرام تھا) اور اے امت مسلمہ! تم سے عذاب کو نہ اٹھالیا گیا ہوتا تو اس پر تمہیں سخت سزا دیتے مگر اللہ نے اپنی رحمت سے تمہاری اس دنیا طلبی کی غلطی کو معاف فرما دیا

فَقَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ كَادَ لَيَمَسُّنَا فِي خِلَافِ ابْنِ الْخَطَّابِ عَذَابٌ عَظِيمٌ، وَلَوْ نَزَلَ الْعَذَابُ مَا أَفْلَتَ إِلَّا عُمَرُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر غزوہ بدر کے روز (قیدیوں کے فدیہ کے معاملے میں) عذاب نازل ہوتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ بچتا۔[۱]

لہذا اب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان غنائم کو حلال کر دیا ہے لہذا ان غنائم کو جو حلال اور پاکیزہ ہیں کھاؤ اور اپنے تمام معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہو، بیشک جو کوئی خلوص نیت سے توبہ کر کے اس کی بارگاہ میں سر جھکاتا ہے تو رحیم و کریم رب اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ،وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں، ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، اور تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے، اور میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لئے بھی حلال نہ تھا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لئے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔[۲]

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

اے نبی! اپنے ہاتھ تلے کے قیدیوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا

خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰

ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا اور پھر گناہ معاف فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

---

[۱] تفسير الدر المنثور ۱۰۸/۴، تفسير المنار ۷۸/۱۰،تفسير المراغي۳۷/۱۰،التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج۶۸/۱۰

[۲] صحیح بخاری کتاب التیمم باب ا،ح۳۳۵، صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِباب المساجدومواضع الصلاة ۱۱۶۳، سنن الدارمی ۱۴۲۹

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ

اور اگر وہ تجھ سے خیانت کا خیال کریں گے تو یہ اس سے پہلے خود اللہ کی خیانت کر چکے ہیں، آخر اس نے انہیں گرفتار کرا دیا،

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ (الانفال ۷۱،۷۰)

اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

اے نبی ﷺ! تم لوگوں کے قبضہ میں جو قیدی ہیں ان سے کہو اگر اللہ کو معلوم ہوا کہ تمہارے دلوں میں ایمان واسلام لانے کی نیت اور اسے قبول کرنے کا جذبہ ہے تو جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس سے بڑھ چڑھ کر تمہیں اسلام قبول کرنے کے بعد عطا فرمائے گا اور تمہاری خطائیں معاف فرمادے گا اور تمہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعَ مِائَةٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو مقرر فرمایا تھا۔[1]

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوی مال ودولت سے بھی خوب نوازا،

عَنْ أَنَسٍ،أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ:انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ،فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطِنِي إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا قَالَ:خُذْ،فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَالَ: اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ، قَالَ:لاَ،قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ،قَالَ: لاَ،فَنَثَرَ مِنْهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ ، فَقَالَ: فَمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ، قَالَ:لاَ،قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لاَ، فَنَثَرَ مِنْهُ ،ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا، عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ ، فَمَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کے یہاں بحرین سے خراج کا روپیہ آیا (جو ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو، بحرین کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک رسول اللہ ﷺ کے یہاں آ چکے تھے،اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بھی عنایت فرمایئے (میں زیر بار ہوں) کیونکہ میں نے (غزوہ بدر کے موقع پر) اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیل رضی اللہ عنہ کا بھی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا لے لیجیے، چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں روپیہ بھر لیا (لیکن اٹھ نہ سکا) تو اس میں سے کم کرنے لگے لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ اٹھ سکا تو عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا، انہوں نے کہا پھر آپ خود ہی اٹھوا دیں، فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا، پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کیا لیکن اسے بھی نہ اٹھا سکے تو کہا کہ کسی کو حکم دیجئے کہ وہ

[1] سنن ابوداودكِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ ۲۶۹۱

اٹھادے، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا، انہوں نے کہا پھر آپ ہی اٹھادیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا، آخر اس میں سے انہیں پھر کم کرنا پڑا اور تب کہیں جاکے اسے اپنے کندھے پر اٹھا سکے، اور لے کر جانے لگے، رسول اللہ ﷺ اس وقت تک انہیں برابر دیکھتے رہے جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے، ان کے حرص پر آپ نے تعجب فرمایا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا۔ (١)

آپ ﷺ نے اس مال میں سے اپنی اہل کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دی، پھر نماز کے لئے آگے بڑھے اور نماز پڑھائی، اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، لیکن اگر وہ تمہیں دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں یعنی صرف زبانی کلامی اسلام قبول کرکے دھوکہ دینے کی نیت رکھتے ہوں تو اس سے پہلے انہوں نے کفر و شرک کا ارتکاب کرکے کیا حاصل کیا ہے، چنانچہ اسی کی سزا اللہ نے انہیں دی کہ وہ تیرے قابو میں آ گئے، اور اگر آئندہ بھی کفر و شرک کے راستے بھی گامزن رہے تو انہیں مزید ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، اللہ اپنے ازلی ابدی علم سے سب کچھ جانتا اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے

اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا

ان کو پناہ دی اور مدد کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے فریق ہیں، اور جو ایمان تو لائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

تمہارے لیے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں، ہاں اگر وہ دین کے بارے میں مدد طلب کریں

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے سوائے ان لوگوں کے کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے،

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ

کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست

وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا

فساد ہو جائے گا، جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی

---

(١) صحیح بخاری کتاب الجزیہ والموادعہ بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ البَحْرَيْنِ، وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ البَحْرَيْنِ وَالجِزْيَةِ، وَلِمَنْ يُقْسَمُ الفَيْءُ وَالجِزْيَةُ ٣١٦٥، وكِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ القِسْمَةِ، وَتَعْلِيقِ القِنْوِ فِي المَسْجِدِ ٤٢١، السنن الکبری للبیہقی ١٣٠٢٨

وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَ الَّذِيْنَ

اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ، اور جو لوگ

اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں اور رشتے ناطے

اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ (الانفال ۷۲ تا ۷۵)

والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

جن لوگوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے اپنے گھر بار، عزیز و اقارب چھوڑ کر ہجرت کی اور دین کی سر بلندی کے لئے فی سبیل اللہ اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال کھپائے اور مدینہ منورہ میں جن لوگوں (انصار) نے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کو اپنے دلوں اور گھروں میں جگہ دی اور اپنی ضرورت پر ان کی حاجت کو مقدم رکھا وہی در اصل ایک دوسرے کے حمایتی اور مدد گار ہیں،

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

جریر بن عبد اللہ بجلی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے رفیق ہیں، طلقاء (فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے والے جن سے کوئی تعرض نہ کیا گیا) قریش سے اور عتقاء (آزاد کردہ) ثقیف سے، یہ سب لوگ قیامت تک ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر مہاجرین و انصار کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی،

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ [2]

ترجمہ: وہ مہاجر و انصار جنھوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیّا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ... ﴿۱۱۷﴾ [3]

---

[1] مسند احمد ۱۹۲۱۵

[2] التوبة ۱۰۰

[3] التوبة ۱۱۷

ترجمہ: اللہ نے معاف کر دیا نبی کو اور ان مہاجرین وانصار کو جنھوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ﴿۹﴾ [1]

ترجمہ: نیز وہ مال ان غریب مہاجرین کے لیئے ہے جو اپنے گھروں اور جائدادوں سے نکال باہر کیے گے ہیں، یہ لوگ اللہ کا فضل اور کی خشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی حمایت پر کمر بستہ رہتے ہیں، یہی راستباز لوگ ہیں، (اور وہ ان لوگوں کے لیئے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر دار الہجرت میں مقیم تھے، یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

رہے وہ لوگ جنھوں نے دعوت حق کو قبول تو کیا مگر ہجرت کر کے (دار الاسلام) میں آنہیں گئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ نہ آجائیں اور عملی طور پر جہاد میں حصہ نہ لیں،

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: وَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْمُشْرِكِينَ

جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی ایسے مسلمان کی حمایت وحفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔ [2]

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَمَّرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ، أَوْ خِلَالٍ، فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ إِلَيْهِ فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو لشکر یا سریہ پر امیر مقرر کرتے تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور بھلائی کا حکم فرماتے، پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جہاد کرو، اللہ کے راستے میں ان سے لڑو جنھوں نے اللہ کو نہیں مانا اور لوٹ کے مال میں چوری نہ کرو اور اقرار نہ توڑو اور مثلہ نہ کرو اور بچوں کو قتل نہ کرو اور جب اپنے دشمن سے ملو تو انہیں تین باتوں کی طرف بلاؤ، پھر ان

[1] الحشر ۸،۹

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲۶۴

تین باتوں میں سے جو مان لیں تو بھی اسے قبول کر اور (ان کو مارنے اور لوٹنے سے) ان سے باز رہو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اگر وہ اس دعوت کو مان لیں تو اسے تسلیم کرلو اور (ان کو مارنے اور لوٹنے سے) ان سے باز رہو۔

ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ،

پھر اور انہیں دار الکفر سے دار اسلام کی طرف آنے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ہجرت کرلیں تو جو حقوق مہاجرین کے ہیں وہی حقوق ان کے بھی ہوں گے اور نفع اور نقصان دونوں میں مہاجرین کے مثل ہوں گے اور اگر دار الکفر سے نکلنا منظور نہ کریں اور اپنے گھروں ہی میں رہنا پسند کریں تو ان سے کہہ دو کہ ان کی حیثیت مسلمان اعراب کی سی ہوگی اور جو حکم مسلمانوں پر نافذ ہے ان پر بھی نافذ ہوگا مگر ان کو لوٹ اور صلح کے مال سے کچھ حصہ نہیں ملے گا ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کسی فوج میں شرکت کریں اور کوئی معرکہ سر کریں

فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَلَكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَمَ أَصْحَابِكَ؛

اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ مانگ، اگر وہ جزیہ دینا قبول کرلیں تو تم بھی اسے تسلیم کرلو اور ان سے جنگ کرنے سے باز رہو اور اگر وہ جزیہ بھی نہ دیں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑو اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے اور وہ تجھ سے اللہ یا اس کے رسول کی پناہ مانگیں تو انہیں اللہ اور رسول کی پناہ نہ دے لیکن اپنی اور اپنے والد اور اصحاب کی پناہ دے

فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ؛ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْ لَا

اس لیے کہ اگر تم سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی پناہ ٹوٹ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے، اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے اور وہ تجھ سے یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ان کو باہر نکالے تو ان کو اللہ کے حکم پر مت نکال، اس لئے کہ تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تجھ سے ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ [1]

ہاں اگر کوئی قوم ان کے خلاف لڑائی کرے اور یہ اس لڑائی میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے، لیکن اگر کسی قوم سے تمہارا صلح اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو تو مسلمانوں کی حمایت کے مقابلے میں معاہدے کی پاسداری زیادہ ضروری ہے، اللہ تمہارے احوال اور رویوں

[1] مسند احمد ۲۳۰۳۰، صحيح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ تَأْمِيرِ الْإِمَامِ الْأُمَرَاءَ عَلَى الْبُعُوثِ، وَوَصِيَّتِهِ إِيَّاهُمْ بِآدَابِ الْغَزْوِ وَغَيْرِهَا ۴۵۲۲

کو جانتا ہے، جو لوگ منکرِ حق ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، ایک دوسرے کی جائز و ناجائز حمایت کرتے ہیں، چنانچہ اگر تم نے ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت اور کافروں سے عدم موالات نہ کی تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا، یا یہ کہ اگر تم وراثت میں کفر و ایمان کو نظر انداز کر کے محض قرابت کو مدنظر رکھو گے تو اس سے بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہوگا، یا یہ کہ اگر تم نے مشرکوں سے علیحدگی اختیار نہ کی اور ایمان داروں سے دوستیاں نہ رکھیں تو ایک فتنہ برپا ہو جائے گا، یہ اختلاط برے نتیجے دکھائے گا، لوگوں میں زبردست فساد برپا ہوگا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ (۱)

ایک روایت میں ہے جو کسی جماعت سے محبت رکھے وہ ان میں سے ہی ہے،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہو سکا ہے یعنی اس قوم کے سے عمل نہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ (۲)

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي الْجَنَّةِ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا إِلَّا حُشِرَ مَعَهُمْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہو اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔ (۳)

انہی مہاجرین اور انصار کی فضیلت اور ان کے ایمان کی گارنٹی میں فرمایا جو لوگ دعوت حق پر ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور دین کی سربلندی کے لئے جدوجہد کی اور جنہوں نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی ہر ممکن مدد کی وہی سچے مومن ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے بخشش و مغفرت ہے اور اللہ کی تیار کردہ جنتوں میں بہترین رزق ہے، اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آ گئے اور تمہارے ساتھ مل کر دین اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرنے لگے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں، مگر اللہ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ فِي مِيرَاثِ يَهُودِيٍّ وَلَهُ وَارِثٌ مُسْلِمٌ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دو مختلف مذاہب والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے نہ مسلمان کافر کا وارث اور نہ کافر

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۶۱۶۸، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ۶۷۱۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۶۱۶۹

(۳) المعجم الاصغیر للطبرانی ۸۷۴

مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔ [1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان کسی نصاریٰ کا وارث نہیں ہو سکتا۔ [2]

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الكَافِرَ وَلاَ الكَافِرُ المُسْلِمَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا الایہ کہ اس کا غلام یا لونڈی ہو۔ [3]

وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا، لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

چنانچہ اسی فرمان کی روشنی میں جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو عقیل ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیونکہ مسلمان تھے اس لئے انہوں نے ابوطالب کا کچھ ترکہ نہیں پایا، یقیناً اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم

حَتَّى إِذَا خَرَجَ مِنْ مَضِيقِ الصَّفْرَاءِ نَزَلَ عَلَى كَثِيبٍ بَيْنَ الْمَضِيقِ وَبَيْنَ النَّازِيَةِ يُقَالُ لَهُ: سَيْرٌ إلَى سَرْحَةٍ بِهِ.فَقَسَمَ هُنَالِكَ النَّفَلَ الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ عَلَى السَّوَاءِ

یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام مضیق صفراء کی تنگ وادی سے نکل کر توصفراء کی گھاٹی اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ریت کے ایک سرخ ٹیلے پر ایک بڑے درخت کے پاس ٹھیرے یہیں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ [4]

مال غنیمت میں ڈیڑھ سو اونٹ، دس گھوڑے، بہت سا استعمالی سامان، ہتھیار، چمڑے کے بستر، کپڑے، دباغت شدہ کھالیں ہاتھ آئیں، چونکہ اس معرکہ میں دو یا تین گھوڑے بھی شامل تھے ان کا حصہ بھی لگایا گیا یعنی گھوڑے کا حصہ پیدل کا دوگنا،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ

[1] مستدرک حاکم ۸۰۰۶

[2] مستدرک حاکم ۸۰۰۷

[3] صحیح بخاری کتاب الفرائض بَابٌ لاَ يَرِثُ المُسْلِمُ الكَافِرَ وَلاَ الكَافِرُ المُسْلِمَ ۶۷۶۴، صحیح مسلم كِتَابُ الْفَرَائِضِ بَابٌ لاَ يَرِثُ المُسْلِمُ الكَافِرَ ۴۱۴۰، سنن ابوداودکتاب الفرائض بَابُ هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ؟ ۲۹۰۹، سنن ابن ماجه کتاب الفرائض بَابُ مِيرَاثِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ ۲۷۳۱، جامع ترمذی ابواب الفرائض بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ الْمِيرَاثِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالكَافِرِ ۲۱۰۸، مسنداحمد ۲۱۷۴۷، سنن الدارمی ۳۰۴۱، مستدرک حاکم ۸۰۰۸

[4] ابن ہشام ۶۴۲/۱، الروض الانف ۱۱۴/۵

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لئے تین حصے مقرر فرمائے تھے، ایک حصہ مجاہد کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے (اس طرح ہر سوار کو پیدل سپاہی کے مقابلے میں تین گنا زیادہ مال دیا گیا)۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذاالفقار يَوْمَ بَدْرٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے (نبیہ بن حجاج) کی تلوار ذوالفقار لے لی۔ (۲)

وَتَنَفَّلَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفًا ذَا الْفَقَّارِ وَكَانَ لِمُنَبِّهِ بْنِ الْحَجَّاجِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصوں سے زیادہ لے لی جو منبہ بن الحجاج کی تھی۔ (۳)

وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم سَهْمَهُ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَفِيهِ جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا جس میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا۔ (۴)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق ابوجہل کا سامان معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ، معاذ بن عمرو بن الجموع کو دلوایا گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ

اور سنن ابوداود میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (غزوہ) بدر کے دن ابوجہل کی تلوار کا عطیہ دیا اس لئے کہ میں نے ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ (۵)

یہ منقطع روایت ہے، اس حدیث کی سند میں ابوعبیدہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (۶)

حکم الألباني: ضعيف

جنگ سے غائب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مال غنیمت میں حصہ

اور میدان جنگ میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں تین مہاجرین اور پانچ انصار تھے۔

مہاجرین میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی اور ان کی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری اور دوسرے کاموں کی غرض سے رہنے دیا تھا چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کی خبر گیری کرتے رہے حتیٰ کہ وہ اسی مرض میں انتقال فرما گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہے۔ دوسرے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے، ان دونوں

---

(۱) سنن ابوداود كتاب الجهادبَابٌ فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ ۲۷۳۳

(۲) جامع ترمذى ابواب السير بَابٌ فِي النَّفَلِ ۱۵۶۱، تفسيرابن كثير۶۰/ ۴

(۳) ابن سعد۱۳/ ۲

(۴) ابن سعد۱۳/ ۲

(۵) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابُ مَنْ أَجَازَ عَلَى جَرِيحٍ مُثْخَنٍ يُنَفَّلُ مِنْ سَلَبِهِ۲۷۲۲، مشكوٰة المصابيح ۴۰۰۴

(۶) ضعيف ابوداود۲۷۲۲

کو آپ نے قریش کے قافلہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا چنانچہ وہ شام کے راستے پر چلے گئے اور جب واپس مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ ابو امامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ انصاری بدر کی طرف روانگی کے لئے تیار ہو کر آئے تھے لیکن ان کی والدہ بیمار تھیں اس لئے آپ ﷺ نے انہیں اپنی والدہ کے پاس ٹھیرنے کا حکم دیا تھا۔

پانچ انصاریوں میں ابو لبابہ بن عبد المنذر اوسی رضی اللہ عنہ تھے انہیں آپ ﷺ نے مدینہ میں اپنا جانشین بنایا تھا۔

عاصم بن عدی عجلانی رضی اللہ عنہ انہیں اہل عالیہ (مدینہ کے مضافاتی دیہات) پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

حارث بن حاطب عمری انہیں اثناء سفر میں مقام روحاء سے بنو عمرو بن عوف کی طرف واپس فرمادیا کیونکہ آپ کو ان کی طرف سے کچھ مشکوک خبر معلوم ہوئی تھی۔

حارث بن صمہ اور خورت بن جبیر جو راہ میں کچھ مضمحل اور پست ہو گئے تھے۔

ثُمَّ بعرقِ الظُّبْيَةِ قَتَلَ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، فَقَالَ حِينَ قَتَلَهُ: مَنْ لِلصَّبِيَّةِ يَا مُحَمَّد؟قَالَ:النَّارُ

جب آپ مقام بعرقِ الظُّبْيَةِ پر پہنچے تو ایک جنگی مجرم عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم فرمایا وہ اپنے بچوں کا حوالہ دے کر کہنے لگا اے محمد (ﷺ) بچوں کے لئے کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آگ۔ [1]

فَقَتَلَهُ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ أَبِي الْأَقْلَحِ الْأَنْصَارِيُّ،وَيُقَالُ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

حکم کی تعمیل میں اسی جگہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اس کی گردن اڑا دی۔ [2]

یہ دونوں آپ ﷺ کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے،انہوں نے اپنے قول وفعل سے آپ کی تذلیل وتوہین، سب وشتم اور استہزاوتمسخر اور ہاتھوں وزبان سے ایذارسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھار کھا تھا اس لئے تمام قیدیوں میں صرف ان دونوں کی گردن مار دینے کا حکم فرمایا۔

ثُمَّ ارْتَحَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَهُ الْمُسْلِمُونَ يُهَنِّئُونَهُ بِمَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ مَا الَّذِي تهنئوننا بِهِ؟ فو الله إنْ لَقِينَاإِلَّا عَجَائِزَ صُلْعًا كَالْبُدْنِ الْمُعَقَّلَةِ، فَنَحَرْنَاهَا، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: أَيْ ابْنَ أَخِي، أُولَئِكَ الْمَلَأُ. لْأَشْرَافُ وَالرُّؤَسَاءُ

پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور جب آپ مقام رَّوْحَاءِ پر پہنچے تو وہاں آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو فتح کی مبارک باد دی،اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے جو نوجوان تھے ان لوگوں سے کہا کہ ہمیں کس چیز کی مبارک باد دیتے ہو اللہ کی قسم! ہمیں بڑھوں سے واسطہ پڑا ہم نے انہیں رسی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ذبح کر ڈالا،ان کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے

---

[1] سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا ۲۶۸۶

[2] ابن ہشام ۶۴۴/۱،تاریخ طبری ۴۵۹/۲،الروض الانف ۱۱۵/۵،عیون الآثر ۳۰۹/۱،البدایة والنهایة ۳۷۲/۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۳۳۴/۲

اور فرمایا یہی تو مکہ مکرمہ کے اشراف وسادات تھے۔ [۱]

ایک روایت ہے کہ یہ سن کر کا چہرہ سرخ ہوگیا گویا کہ انار کے دانے چھوڑ دیئے گئے ہیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا

لا تَقُل كَذا أولئك الملأ، لو رأيتهم لهبتهم

ایسا نہ کہو (یہ تو اللہ کی طرف سے تھا کہ اس نے تمہیں اس طرح کاد کھایا تا کہ تمہاری ہمتیں بڑھ جائیں ورنہ) یہ سرداران قریش وہ تھے کہ اگر تم انہیں ان کی جگہ دیکھ لو تو دہشت زدہ ہو جاؤ۔ [۲]

عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ ایک مدت کے بعد میں مکہ مکرمہ گیا اور وہاں بیت اللہ میں قریش کو بیٹھا دیکھا تو واللہ! ان کی ہیبت کے مارے میں انہیں سلام بھی نہ کر سکا اس وقت مجھے نبی ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔

فَلَمّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أُسَيْدُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الّذِي سَرّك وَأَظْهَرَك عَلَى عَدُوّك! وَالّذِي بَعَثَك بِالْحَقّ، مَا تَخَلّفْت عَنْك رَغْبَةً بِنَفْسِي عَنْ نَفْسِك، وَلَا ظَنَنْت أَنّك تُلَاقِي عَدُوّا، وَلَا ظَنَنْت إلّا أَنّهَا الْعِيرُ ، فَقَالَ له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقْت! وَكَانَتْ أَوّلَ غَزْوَةٍ أَعَزّ اللهُ فِيهَا الْإِسْلَامَ، وَأَذَلّ فِيهَا أَهْلَ الشّرْكِ

جب رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آے ت تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو شاندار کامیابی سے ہمکنار کیا اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب فرمائی، اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس لئے جنگ بدر سے پیچھے نہیں رہا تھا کہ آپ کا ٹکراو ایک طاقتوار دشمن سے ہوگا بلکہ اس لئے پیچھے رہا کہ بس قافلہ کا ہی معاملہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے سچ کہا! یہ پہلا غزوہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی ہے اور اہل شرک کو ذلیل ورسوا کیا گیا ہے۔ [۳]

الغرض منزل بہ منزل فاصلہ طے فرماتے ہوئے آپ اسیران کے ہمراہ مدینہ منورہ میں مظفر ومنصور داخل ہوئے اور ہر طرف مسلمانوں کا رعب چھا گیا اور دشمن ڈرنے لگے۔

مال غنیمت کے مسائل

جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں فرمادیا

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ... ﴿۴۱﴾ [۴]

[۱] ابن ہشام ۶۴۳/۱، البداية والنهاية ۳/۳۰۷، الروض الانف ۱۱۴/۵، تاریخ طبری ۴۵۹/۲، السيرة النبوية لابن كثير ۴۷۲/۲

[۲] سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۶۴/۴، إمتاع الأسماع ۲۰۲/۲، المغازي واقدى ۱۱۶/۱

[۳] المغازى واقدى ۱۲۱/۱

[۴] الانفال ۴۱

ترجمہ:اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

يقول بعض العلماء: تقسم الغنيمة على ستة أسهم، منها سهم الكعبة

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مال غنیمت چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور چھٹا حصہ کعبہ کا ہو گا لیکن برحق بات وہی ہے جو پیچھے بیان کر دی گئی ہے۔[1]

مال غنیمت کا خمس تقسیم کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے

إِنَّهُ يُقَسَّمُ الْخُمُسُ عَلَى ثَلَاثَةٍ: الْيَتَامَى، وَالْمَسَاكِينُ، وَابْنُ السَّبِيلِ، وَقَدِ ارْتَفَعَ حُكْمُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ كَمَا ارْتَفَعَ حُكْمُ سَهْمِهِ

احناف کے بقول یہ خمس تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پہلا یتیموں کے لئے، دوسرا مساکین کے لئے اور تیسرا مسافروں کے لئے اور آپ کے قرابت دار آپ کی زندگی میں نصرت و حمایت کی وجہ سے حصہ دار ہونے کے مستحق تھے،

إِنَّ الْخُمُسَ يُقَسَّمُ عَلَى خَمْسَةٍ، وَإِنَّ سَهْمَ اللهِ، وَسَهْمَ رَسُولِهِ وَاحِدٌ يُصْرَفُ فِي مَصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْأَرْبَعَةُ الْأَخْمَاسُ عَلَى الْأَرْبَعَةِ الْأَصْنَافِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْآيَةِ

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پہلا جہاں مصلحت ہو (یعنی اللہ اور رسول کا حصہ) باقی چار حصے آیت میں مذکور ہیں۔

إِنَّهُ مَوْكُولٌ إِلَى نَظَرِ الْإِمَامِ وَاجْتِهَادِهِ، فَيَأْخُذُ مِنْهُ بِغَيْرِ تَقْدِيرٍ

امام مالک رحمہ اللہ کا خیال ہے تقسیم کا معاملہ کلی طور پر حاکم کی رائے پر موقوف ہے جیسے وہ مناسب سمجھے ویسے ہی اس کا استعمال کرے۔

وَبِهِ قَالَ الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ وَبِهِ عَمِلُوا

راجح یہ ہے کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کی موافقت کرتے ہوئے فرمایا چاروں خلفاء راشدین کا اسی پر عمل تھا اور ادلہ بھی اس قول کی تائید میں موجود ہیں[2]

○ سوار مال غنیمت سے تین حصے اور پیدل ایک حصہ لے گا۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَسْهَمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے خیبر کے روز گھڑ سوار کو تین حصے دیے، ایک دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ

---

[1] الفقہ الاسلامی وادلتہ ٥٩٠٠/٨

[2] تفسیرفتح القدیر ٣٥٣/٢

پیدل کو دیا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل مرد مجاہد کے لئے ایک حصہ اور گھڑ سوار کے لئے تین حصے مقرر فرمائے، دو حصے اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کا اپنا۔ (۲)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ، امام حسن رحمہ اللہ، امام ابن سیرین رحمہ اللہ، امام حسین بن ثابت رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، اہل مدینہ امام ثوری رحمہ اللہ، اہل عراق امام لیث بن سعد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام ابو ثور رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن ان سب کا یہی موقف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ گھڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ملے گا، ان کی دلیل مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے

عَنْ عَمِّهِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ،فَقُسِّمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ، فَقَسَّمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ،وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے غنائم اہل حدیبیہ پر تقسیم فرمائے، آپ نے ان کے اٹھارہ حصے بنائے اور لشکر والوں کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔ (۳)

وَأَرَى الْوَهْمَ فِي حَدِيثِ مُجَمِّعٍ أَنَّهُ قَالَ:ثَلَاثَ مِائَةِ فَارِسٍ . وَكَانُوا مِائَتَيْ فَارِسٍ

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجمع رضی اللہ عنہ کی روایت میں وہم ہے کہ یہ گھوڑے سوار تین سو بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو سو تھے۔ (۴)

وهذا الحديث في إسناده ضعف

شیخ محمد صبحی حسن حلاق کہتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہے۔ (۵)

حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ أَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الجهادبَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ ٢٨٥٤

(۲) صحيح بخارى كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ سِهَامِ الفَرَسِ ٢٨٦٣،صحيح مسلم كتاب الجهادبَابُ كَيْفِيَّةِ قِسْمَةِ الْغَنِيمَةِ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ ١٧٦٢،جامع ترمذى ابواب السيربَابٌ فِي سَهْمِ الْخَيْلِ ١٥٥٤،سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ ٢٧٣٣، مسنداحمد٥٥١٨، سنن الدارقطنى ٤١٩٣، سنن الكبرى للبيهقى ١٢٨٦٣

(۳) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِيمَنْ أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا٢٧٣٦

(۴) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِيمَنْ أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا٢٧٣٦

(۵) الروضة الندية ٢/٣٤٢

اور ابو معاویہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔

أَنَّهُ يُسْهَمُ لِكُلِّ فَرَسٍ سَهْمَانِ بَالِغًا مَا بلغت ولصاحبه سَهما أَيْ غَيْرَ سَهْمَيِ الْفَرَسِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں (ان کے لئے) کوئی حجت نہیں ہے کیونکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ گھڑسوار کو اپنے گھوڑے کی وجہ سے دو حصے ملے اور یہ حصے اس کے اپنے مختص حصے کے علاوہ ہیں۔ (۱)

وحديث بن عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ) وَأَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَلَهُ أَلْفَاظٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِ قَوْلُهُ (قَالُوا لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمَانِ لِفَرَسِهِ

صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث میں ثابت ہونے والا موقف ہی زیادہ راجح ہے۔ (۲)

إِذَا حَضَرَ بِفَرَسَيْنِ فَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا يُسْهَمُ إِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ وَلَا يُسْهَمُ لَهَا إِلَّا إِذَا حَضَرَ بِهَا الْقِتَالَ

اگر ایک مجاہد گھڑسوار دو گھوڑوں کے ساتھ آئے تو جمہور اہل علم کے نزدیک اسے ایک گھوڑے کا ہی حصہ دیا جائے گا اور وہ بھی اس وقت جب وہ گھوڑا لڑائی میں اس کے پاس موجود ہو۔ (۳)

○ میدان جنگ میں طاقت ور اور کمزور، لڑنے والا اور نہ لڑنے والا سب مال غنیمت میں برابر ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَلَهُ مِنَ النَّفَلِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: فَتَقَدَّمَ الْفِتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشْيَخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَالَ الْمَشْيَخَةُ: كُنَّا رِدْءًا لَكُمْ لَوِ انْهَزَمْتُمْ لَفِئْتُمْ إِلَيْنَا، فَلَا تَذْهَبُوا بِالْمَغْنَمِ وَنَبْقَى، فَأَبَى الْفِتْيَانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ}

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسی ایسی کارگزاریاں بتائے گا اسے ایسا ایسا انعام ملے گا، اب نوجوان تو اپنی کارگزاریاں بتانے میں لگ گئے اور بوڑھوں نے مورچے اور جھنڈے سنبھال لیے، اور جب مال غنیمت آیا تو جس کے لئے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ لینے کے لئے آیا، بوڑھوں نے کہا تم کو ہم پر ترجیح نہیں ہو سکتی ہم تمہارے پشت پناہ بنے ہوئے تھے اگر تمہیں ہزیمت وشکست ہوتی تو ہمارے پاس ہی تمہیں پناہ ملتی، ادھر نوجوانوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے تو آیت ”تم سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ نازل ہوئی۔ (۴)

---

(۱) فتح الباری ۶٫۶۸

(۲) تحفة الاحوذی ۵٫۱۳۷،سبل السلام ۲٫۴۸۴،الروضة الندية ۲٫۳۴۲،الفقه الاسلامی وادلته ۸٫۵۹۰۳،بدائع الصنائع ۷٫۱۲۶،فتح القدير ۵٫۴۹۶

(۳) سبل السلام ۲٫۴۸۴

(۴) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِي النَّفَلِ ۲۷۳۷

فَقَسَّمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّوَاءِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سب (خواہ کسی نے لڑائی کی ہو یا نہ کی ہو) کے درمیان مال غنیمت برابر تقسیم فرمادیا۔ (۱)

فَقَسَّمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَوَاقٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے اور اس میں یہ لفظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان برابر برابر تقسیم فرمادیا۔ (۲)

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلُ يَكُونُ حَامِيَةَ الْقَوْمِ، أَيَكُونُ سَهْمُهُ وَسَهْمُ غَيْرِهِ سَوَاءً؟قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ أُمِّ سَعْدٍ، وَهَلْ تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ إِلا بِضُعَفَائِكُمْ

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا آدمی جو اپنی قوم کی حفاظت کرنے والا ہے، اس کا حصہ اور اس کے علاوہ کسی اور کا حصہ برابر ہوسکتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے اے ام سعد کے بیٹے! تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہی رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے (۳)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ انہیں باقی ساتھیوں پر تفوق وامتیاز اور فضیلت وبرتری حاصل ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا صرف تمہارے کمزور افراد کی وجہ سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (۴)

أَبَا الدَّرْدَاءِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے، میرے لیے ضعفاء اور کمزور لوگوں کو تلاش کرو تم لوگ اپنے کمزور لوگوں ہی کے ذریعے سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔ (۵)

الْمُرَادَ مِنْ الْحَدِيثِ وَلَفْظُهَا: قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَصْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِضُعَفَائِهَا؛ بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ

حدیث کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ کمزور لوگ دعا والتجا میں زیادہ پرخلوص ہوتے ہیں اور عبادت

(۱) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي النَّفَلِ ۲۷۳۹

(۲) مسند احمد ۲۲۷۶۲

(۳)۔ مسند احمد ۱۴۹۳

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الحَرْبِ ۲۸۹۶

(۵) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي الِانْتِصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعَفَةِ ۲۵۹۴، مسنداحمد۲۱۷۳۱، صحیح ابن حبان ۴۷۶۷، مستدرک حاکم ۲۵۰۹

میں زیادہ خشوع وخضوع کرتے ہیں کیونکہ ان کے دل دنیاوی آرائش وزیبائش کے تعلق سے خالی ہوتے ہیں۔[1]

○حکمران کے لئے لشکر کے کچھ حصے کو زائد حصہ عطا کر دینا بھی جائز ہے۔

حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:فَإِذَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمْسِ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سو میں سے مجھے سوار اور پیدل دونوں کا حصہ عطا کیا اور ان دونوں کو میرے لئے جمع کر دیا۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے غنائم میں سے سعد بن ابی وقاص کو ایک تلوار اضافی حصے کے طور پر عطا کی،

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّكَ سَأَلْتَنِي هَذَا السَّيْفَ، وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ، وَإِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی حالانکہ یہ نہ میری ہے نہ تیری اور (اب) اللہ عزوجل نے اسے مجھے دے دیا ہے سو (اب) یہ تیری ہے۔[3]

عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَفَّلَ فِي الْبَدْأَةِ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ، وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں پہلی مرتبہ سریہ میں گیا تو آپ نے چوتھا حصہ زائد عطا فرمایا اور دوبارہ گیا تو تیسرا حصہ دیا۔[4]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً، فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا اس میں میں بھی موجود تھا بہت سے اونٹ مال غنیمت میں حاصل ہوئے، ان میں سے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ مال غنیمت کے طور پر آئے اور پھر انہیں ایک ایک

---

[1] نیل الاوطار۳۱۹/۷

[2] سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ ۲۷۵۲

[3] سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي النَّفَلِ ۲۷۴۰،مسند احمد۱۵۳۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْفَالِ ۳۰۷۹

[4] صحیح ابن حبان ۴۸۳۵،سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِيمَنْ قَالَ الْخُمُسُ قَبْلَ النَّفْلِ ۲۷۴۸،ابن الجارود۱۰۷۹،مسنداحمد۱۷۴۶۵

اونٹ زائد دیا گیا۔ ①

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً، سِوَى قِسْمِ عَامَّةِ الجَيْشِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دستوں کو خاص طور پر غنیمت کے حصے کے علاوہ کچھ مزید دیا کرتے تھے، یہ عام فوجی کی تقسیم میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ ②

○ نفلی طور پر مال دینے سے پہلے خمس نکال لینا ضروری ہے۔

عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ الجَرْمِيِّ، قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَانِيرُ فِي إِمْرَةِ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيد ،فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ مَا أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ،ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا نَفْلَ إِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ لَأَعْطَيْتُكَ،ثُمَّ أَخَذَ يَعْرِضُ عَلَيَّ مِنْ نَصِيبِهِ فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْكَ

ابو جویریہ جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مجھے رومی علاقے میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا اس میں دینار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بنی سلیم کے ایک فرد معن بن یزید رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے، وہ گھڑا میں ان کے پاس لے آیا پس انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا کہ دوسروں میں سے ہر ایک کو دیا پھر کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ اضافی انعام (نفل) خمس (پانچواں حصہ) نکالنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے تو میں تمہیں بھی دیتا، پھر وہ اپنا حصہ مجھے دینے کی کوشش کرتے رہے مگر میں نے انکار کر دیا۔ ③

عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَفِّلُ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس نکالنے کے بعد ثلث اضافی طور پر دیا کرتے تھے۔ ④

---

① صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ۳۱۳۴،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ الْأَنْفَالِ ۴۵۵۸،موطاامام مالک کتاب الجهاد جَامِعُ النَّفْلِ فِي الْغَزْوِ ۱۵ ،سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي نَفْلِ السَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ ۲۷۴۴

② صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ۳۱۳۵،صحیح مسلم صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ الْأَنْفَالِ ۴۵۶۵،سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي نَفْلِ السَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ ۲۷۴۶،مسنداحمد۶۲۵۰

③ سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمٍ ۲۷۵۳، مسند احمد ۱۵۸۶۲،شرح معانی الاثار ۵۲۲۵،السنن الکبری للبیھقی ۱۲۸۰۹

④ سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِيمَنْ قَالَ الْخُمُسُ قَبْلَ النَّفْلِ ۲۷۴۸،سنن ابن ماجه کتاب الجهادبَابُ النَّفْلِ ۲۸۵۳،مسنداحمد۱۷۴۶۲،مصنف عبدالرزاق ۹۳۳۳،صحیح ابن حبان ۴۸۳۵،المعجم الکبیرللطبرانی ۳۵۱۹، مستدرک حاکم ۲۵۹۹، السنن الکبری للبیھقی ۱۲۸۰۷،شرح معانی الاثار ۵۲۱۸

○حاکم کے لئے ایک خصوصی حصہ بھی ہے لیکن اس کا عام حصہ لشکر کے عام آدمی کے برابر ہے۔

یزید بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم مربد (بصرہ کا ایک محلہ) میں تھے کہ ایک آدمی چمڑے کا ایک ٹکڑا لیکر ہمارے پاس آیا جب ہم نے اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى بَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ

إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَآتَيْتُمُ ا لزَّكَاةَ، وَأَدَّيْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ، وَسَهْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفِيَّ ، أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ وَرَسُولِهِ فَقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هَذَا الْكِتَابَ، قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ (مکتوب) محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنوزہیر بن اقیش کی طرف ہے

اگر تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرتے ہو، زکوۃ ادا کرتے ہو اور مال غنیمت سے خمس اور نبی ﷺ کا حصہ اور ایک مخصوص حصہ ادا کرتے ہو تو پھر تم اللہ اور اس کے رسول کی امان کے ساتھ ایمان رکھنے والے ہو، ہم نے پوچھا یہ تمہیں کس نے لکھ کر دیا ہے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصَّفِيِّ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا خاص حصے میں سے تھیں۔ [2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، جُمِعَ السَّبْيُ يَعْنِي بِخَيْبَرَ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ،قَالَ:اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ،فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ، قَالَ يَعْقُوبُ: صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ، وَالنَّضِيرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ،قَالَ:ادْعُوهُ بِهَافَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ:خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب خیبر کی قیدی عورتیں جمع کی گئیں تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول! مجھے قیدی عورتوں میں سے کوئی لونڈی عطا فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ کوئی ایک لونڈی لے لو تو انہوں نے صفیہ بنت حیی کو چن لیا، اس پر ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے صفیہ بنت حیی کو دحیہ کے حوالے کر دیا ہے، یعقوب نے بیان کیا وہ بنونضیر اور بنوقریظہ (یہودی قبیلوں) کی سردار ہے (سردار کی بیٹی ہے) حالانکہ وہ تو آپ کے علاوہ کسی کے لئے زیبا نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ، پھر جب نبی کریم ﷺ نے اس (صفیہ بنت حیی) کی طرف دیکھا تو دحیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ قیدیوں

[1] سنن ابوداودکِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِبَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۹،سنن نسائی كِتَابُ قَسْمِ الْفَيْءِ۴۱۵۱، ،مسنداحمد۲۰۷۴۰

[2] سنن ابوداودکِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۴

میں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو، پھر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: وَقَعَ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَصْنَعُهَا، وَتُهَيِّئُهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دحیہ کلبی کے حصے میں ایک بہت خوبصورت لونڈی آئی تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو (صفیہ رضی اللہ عنہا کو دحیہ رضی اللہ عنہ سے) سات غلام دے کر کے خرید لیا پھر اسے ام سلیم کی طرف بھیجا کہ وہ اسے بنا سنوار کر تیار کر دیں (۲)

وَالْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَخْتَصَّ مِنْ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ لَا يُشَارِكُهُ فِيهِ غَيْرُهُ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لئے غنیمت سے کوئی چیز خاص کر لینا کہ جس میں کوئی اور شریک نہ ہو جائز ہے۔ (۳)

○ غنائم کی تقسیم کے وقت حاضر شخص کو حاکم ویسے ہی کچھ عطا کر سکتا ہے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ؟ قَالَ: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ:قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا، وَقَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُنَّ

یزید بن ہرمز نے بیان کیا نجدہ حروری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا آپ انہیں غنیمت میں سے کوئی حصہ عنایت فرماتے تھے؟ یزید بن ہرمز کہتے ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب نجدہ کی طرف میں نے تحریر کیا تھا کہ عورتیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتی تھیں اور زخمیوں کی دوا کرتی تھیں، یہ کہ انہیں غنیمت میں کوئی حصہ دیا جائے یہ نہیں ہوتا تھا تاہم انہیں (غنیمت کے مال سے) عطیہ و انعام ضرور دیا جاتا تھا۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الفَخِذِ ۳۷۱،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا۳۴۹۷،سنن ابوداودکِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۸،سنن نسائی کتاب النکاح باب الْبِنَاءُ فِي السَّفَرِ۳۳۸۲، مسند احمد۱۱۹۹۲

(۲) سنن ابوداودکِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ ۲۹۹۷،سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب الحيوان بالحيوان متفاضلا يدابيد ۲۲۷۲

(۳) نیل الاوطار۷/۳۲۷

(۴) مسنداحمد۳۲۹۹،صحيح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ النِّسَاءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ، وَالنَّهْيِ عَنْ قَتْلِ صِبْيَانِ أَهْلِ الْحَرْبِ۴۶۸۴،جامع ترمذی ابواب السيربَابُ مَنْ يُعْطَى الفَيْءَ ۱۵۵۶،سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ۲۷۲۸

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ، عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ، هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا؟وَإِنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا

یزید بن ہرمز نے بیان کیا نجدہ حروری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتوں اور غلام کے لئے کوئی مقرر حصہ ہے جب یہ لوگوں (مجاہدین) میں موجود ہوں تو انہوں نے جواب دیا ان کے لئے کوئی مقرر حصہ تو نہیں ہے لیکن انہیں مال غنیمت سے کچھ عطیہ دیا جاسکتا ہے۔ (۱)

عُمَيْرٌ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ، قَالَ:شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِي، فَكَلَّمُوا فِيَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِي فَقُلِّدْتُ سَيْفًا، فَإِذَا أَنَا أَجُرُّهُ، فَأُخْبِرَ أَنِّي مَمْلُوكٌ، فَأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ

عمیر رضی اللہ عنہ جو آبی اللحم کے غلام تھے بیان کرتے ہیں میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوہ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے میرے متعلق حکم دیا، میری گردن میں ایک تلوار لٹکادی گئی میں اسے گھسیٹنے لگا پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ غلام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق فرمایا اور مجھے گھر کے اسباب میں سے کچھ بطور انعام دیا گیا۔ (۲)

حَدَّثَنِي حَشْرَجُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ جَدَّتِه، حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كَمَا أَسْهَمَ لِلرِّجَالِ

حشرج بن زیاد اپنی دادی سے یہ روایت کرتے ہیں حتی کہ جب اللہ نے آپ کے لیے خیبر فتح کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسا کہ مردوں کو دیا تھا۔ (۳)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لَهُنَّ كَمَا أَسْهَمَ لِلرِّجَالِ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيُّ فِي حَدِيثٍ وَحَشْرَجٌ مَجْهُولٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسا کہ مردوں کو دیا تھا، جیسا کہ سنن ابوداود اور سنن نسائی میں ہے اس کی سند میں حشرج راوی مجہول ہے۔ (۴)

واسناده ضعيف لا تقوم الحجة بمثله

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے لہذا اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ (۵)

لا يعرف حشرج بن زياد

امام ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حشرج بن زیاد غیر معروف ہے۔ (۶)

(۱) صحيح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ النِّسَاءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ، وَالنَّهْيِ عَنْ قَتْلِ صِبْيَانِ أَهْلِ الْحَرْبِ ۴۶۸۴

(۲) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ ۲۷۳۰

(۳) سنن ابوداودكتاب الجهادبَابٌ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ ۲۷۲۹،مسنداحمد۲۲۳۳۲،السنن الكبرى للنسائى ۸۸۲۸

(۴) تلخيص الحبير۲۲۴ء۳

(۵) معالم السنن ۲،۳۰۷

(۶) ميزان الاعتدال ۱،۵۵۱

حديث حشرج بن زياد عن جدته: أن النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أسهم لهن يوم خيبر رواه أحمد وأبو داود. ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حدیث حشرج بن زیاد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسا کہ مردوں کو دیا تھا، امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد کے مطابق یہ ضعیف روایت ہے۔ (۱)

وَيُرْضَخُ لِلْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِوَلَا تَقْدِيرَ لِمَا يُعْطُونَهُ،بَلْ ذَلِكَ إلَى اجْتِهَادِ الْإِمَامِ، وَهَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَمَالِكٌ، وَالثَّوْرِيُّ، وَاللَّيْثُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ،وَقَالَ أَبُو ثَوْرٍ: يُسْهَمُ لِلْعَبْدِوَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَالْحَسَنِ، وَالنَّخَعِيِّ، وَحُكِيَ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ: لَيْسَ لِلْعَبِيدِ سَهْمٌ وَلَا رَضْخٌ، إلَّا أَنْ يَجِيئُوا بِغَنِيمَةٍ

ابن قدامہ رحمہ اللہ کے بقول عورت اور غلام کو کچھ عطا کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ یہ امام پر موقوف ہے اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے جن میں سعید بن مسیب، امام مالک رحمہ اللہ، امام ثوری رحمہ اللہ، امام لیث رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں، ابو ثور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلام کے لئے حصہ نکالا جائے گا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ، امام حسن رحمہ اللہ اور امام نخعی رحمہ اللہ سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ غلام کا نہ تو کوئی حصہ مقرر ہے اور نہ ہی ویسے کوئی عطیہ اسے دیا جائے گا الا کہ وہ مال غنیمت لے کر آئے۔ (۲)

راجح یہ ہے کہ غلام اور لونڈی کو کچھ عطا کیا جا سکتا ہے لیکن مکمل حصہ نہیں دیا جائے گا (اور یہی بات اقرب الی الحدیث ہے)

○امیر اگر بہتر سمجھے تو نو مسلموں کی تالیف قلب کے لئے انہیں ترجیح دے۔

أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَأَعْطَى قُرَيْشًا: وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ العَجَبُ، إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ،فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا الأَنْصَارَ، قَالَ: فَقَالَ:مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ، وَكَانُوا لاَ يَكْذِبُونَ، فَقَالُوا: هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ، قَالَ:أَوَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکہ فتح کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم) یہ تو انتہائی تعجب والی بات ہے کہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے، اس کی خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے، انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک تاریخی

---

(۱) ارواء الغلیل ۱۲۳۸،۵/۷

(۲) المغنی لابن قدامة ۹/۲۵۴

جملہ) فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ تو دنیا (کا سامان) لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ، انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو کچھ نو مسلموں میں الفت و محبت ڈالنے کے لئے انہیں دے رہا ہوں، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ (دنیاوی) اموال لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم نبی ﷺ کو لے کر۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لِأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ

ایک اور روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریش کو میں تالیف قلب کے لئے غنائم دیتا ہوں کیونکہ ان کی جاہلیت (کفر) کا زمانہ ابھی تازہ گزرا ہے۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي القِسْمَةِ، فَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ العَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي القِسْمَةِ،قَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ إِنَّ هَذِهِ القِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ،فَقُلْتُ: وَاللهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حنین کی لڑائی کے بعد نبی کریم ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا جیسے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے، اتنے ہی اونٹ عیینہ بن حصین کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا، تو ایک آدمی نے کہا اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس میں اللہ کی رضا مقصود ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں ضرور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دوں گا پھر میں نے آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے تو کون عدل کرے گا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھ اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ ۳۷۷۸، وکتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۳۶، مسند احمد ۱۲۷۳۰

[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۵۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ ۲۴۴۷، نیل الاوطار ۳۳۹۴

وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ، وَكَانُوا أَشْرَافًا مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، يَتَأَلَّفُهُمْ وَيَتَأَلَّفُ بِهِمْ قَوْمَهُمْ

جن عرب و قریش کو اس دن تالیف قلب کے لئے ترجیح دی گئی تھی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ ابْن حَرْب مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى ابْنه مُعَاوِيَة مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى حَكِيمَ بن حزَام مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى الْحَارِثَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ كَلَدَةَ، أَخَا بَنِي عبد الدَّار مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى الْحَارِثَ بن هِشَام مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى سُهَيْلَ بن عَمْرو مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ أَبِي قيس مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى الْعَلَاءَ بْنَ جَارِيَةَ الثَّقَفِيَّ، حَلِيفَ بنى زهرَة مائَة بَعِيرٍ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بن بدر مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِس التَّمِيمِي مائَة بَعِيرٍ، وَأَعْطَى مَالِكَ ابْن عَوْف النّصرىّ مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى صَفْوَانَ بن أميّة مائَة بَعِيرٍ،وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً،وَأَعْطَى الْعَبَّاسَ بْنَ مرداوس دُونَ الْمِائَةِ

ابوسفیان ابن حرب کو سواونٹ عطافرمائے۔اور ابوسفیان کے بیٹے معاویہ کو سواونٹ عطافرمائے۔اور حکیم بن حزام کو سواونٹ عنایت فرمائے۔اور حارث بن حارث بن کلدہ جو بنی عبدالدار کے حلیف تھے سواونٹ عطافرمائے۔اور حارث بن ہشام کو ایک سواونٹ عطافرمائے۔اور سہیل بن عمرو کو ایک سواونٹ عنایت فرمائے۔اور حویطب بن عبدالعزی بن ابوقیس کو ایک سواونٹ عطافرمائے۔اور علاء بن جاریۃ الثقفی جو بنی زہرہ کا حلیف تھا ایک سواونٹ عنایت فرمائے۔اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو ایک سواونٹ عطافرمائے۔اور اقرع بن حابس تمیمی کو ایک سواونٹ عطافرمائے۔اور مالک بن عوف النصری کو ایک سواونٹ عنایت فرمائے۔اور صفوان بن امیہ کو ایک سواونٹ عنایت فرمائے علقمہ بن علاثہ کو سواونٹ عنایت فرمائے۔عباس بن مرداس کو سواونٹ عنایت فرمائے۔

فَهَؤُلَاءِ أَصْحَابُ الْمِئِينَ وَأَعْطَى دون الْمِائَة رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ

باقی قریش میں سے جن لوگوں کو سواونٹوں سے کم عنایت کیے ان کے بعض لوگ یہ ہیں۔

مِنْهُمْ مَخْرَمَةُ بْنُ نَوْفَلٍ الزُّهْرِيُّ، وَعُمَيْرُ ابْن وَهْبٍ الْجُمَحِيُّ، وَهِشَامُ بْنُ عَمْرٍو أَخُو بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، لَا أَحْفَظُ مَا أَعْطَاهُمْ، وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّهَا دون الْمِائَة،وَأَعْطَى سَعِيدَ بْنَ يَرْبُوع بن عنكشة بْنَ عَامِرِ بْنِ مَخْزُومٍ خَمْسِينَ مِنْ الْإِبِلِ،وَأَعْطَى السَّهْمِيَّ خَمْسِينَ مِنْ الْإِبِلِ.قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَاسْمُهُ عَدِيُّ بْنُ قَيْسٍ،وَأَعْطَى قَيْسَ بْنَ عَدِيّ مِائَةً من الإبل،وأعطى عثمان ابن وَهْبٍ خَمْسِينَ مِنْ الْإِبِلِ

مخزمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب الجمحی اور ہشام بن عمرو جو بنی عامر بن لوئی کے بھائی تھے ،یہ مجھ کو یاد نہیں کہ آپ نے ان کو کیا کیا عطافرمایا مگر یہ ضرور ہے کہ سواونٹوں سے کم کم دیئے تھے۔سعید بن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم کو پچاس اونٹ عطافرمائے۔اور سہی کو پچاس پچاس اونٹ عطافرمائے،ابن ہشام کہتے ہیں سہی کا نام عدی بن قیس ہے۔اور قیس بن عدی کو سواونٹ عطافرمائے۔اور عثمان

ابن وہب کو پچاس اونٹ عطا فرمائے۔ (۱)

○ کفار کا مسلمانوں سے چھینا ہوا مال اگر واپس مل جائے تو وہ اس کے اصلی مالک کا ہی ہو گا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قَالَ: فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ، قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا، وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ (قَالَ أَبُو دَاوُدَ:وَالْمَرْأَةُ هَذِهِ امْرَأَةُ أَبِي ذَرٍّ)فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِيحُونَ إِبِلَهُمْ فِي أَفْنِيَتِهِمْ، فَنُوِّمُوا لَيْلَةً، وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ تَضَعُ يَدَهَا عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتْ عَلَى الْعَضْبَاءِ، قَالَ: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ، قَالَ: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لِلَّهِ عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللهُ لَتَنْحَرَنَّهَا، فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ،فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِنَذْرِهَا فَقَالَ:بِئْسَ مَا جَزَيْتِيهَا أَوْ جَزَتْهَاإِنِ اللهُ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَالَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے روک لیا، راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر چرتے جانوروں پر ڈاکا ڈالا اور عضباء اونٹنی کو بھی لے گئے، جب وہ اسے لے گئے تھے تو مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قید کر کے لے گئے (امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ خاتون ابو ذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی) وہ لوگ رات کے وقت اپنے اونٹوں کو اپنے باڑوں میں چھوڑ دیتے تھے، ایک رات ان پر نیند طاری کر دی گئی تو وہ عورت اٹھی (کہ فرار ہو جائے) تو جس اونٹ پر بھی وہ ہاتھ رکھتی وہ بلبلانے لگتا حتی کہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی تو گویا ایک نرم خو اور سفر کی عادی اونٹنی کے پاس آ گئی (اور وہ بلبلائی نہیں) تو وہ اس پر سوار ہو گئی، پھر اس نے اپنے لیے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دی تو وہ اس اونٹنی کو بالضرور ذبح کر دے گی، چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا، اسے لایا گیا اور اس کی نذر کے متعلق بتایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اسے بہت برا بدلہ دیا یا فرمایا تو نے اسے بہت برا بدلہ دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ذریعے سے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے، جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو یا ایسی چیز جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ، فَأَخَذَهُ العَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ المُسْلِمُونَ، فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ،وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ المُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱) ابن ہشام ۲/۴۹۳،مغازی واقدی ۵/۹۴۶،نیل الاوطار ۴/۱۹۸، فتح الباری ۸/۵۵

(۲) مسنداحمد ۱۹۸۶۳،صحیح مسلم کتاب النذر بَابُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ ۴۲۴۵،سنن ابوداودكِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِبَابٌ فِي النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ۳۳۱۶،السنن الكبرى للبيهقى ۱۸۲۵۴

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تھا اور دشمنوں نے اس کو پکڑ لیا تھا پھر مسلمانوں کو ان پر غلبہ ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا، یہ واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ہے، اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم کے علاقے میں پناہ حاصل کر لی تھی پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر بھی غلبہ حاصل ہوا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا غلام واپس لوٹا دیا، یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ہے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ غُلَامًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ إِلَى الْعَدُوِّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ،فَرَدَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَقْسِمْ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کا ایک غلام بھاگ کر دشمنوں کے پاس چلا گیا پھر مسلمان ان لوگوں پر غالب آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ غلام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا دیا اور (بطور غنیمت) تقسیم نہیں فرمایا۔ (۲)

اس مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ جب وہی چیز مل جائے تو اصلی مالک ہی اس کا زیادہ مستحق ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، امام زہری رحمہ اللہ، عمرو بن دینار رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ دشمن سے ملی ہوئی ہر چیز مال غنیمت کے طور پر تقسیم کی جائے گی اصلی مالک کو نہیں لوٹائی جائے گی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سلیمان بن ربیعہ، عطا رحمہ اللہ، امام لیث رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد اور فقہائے سبعہ سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ اگر معینہ چیز کا مالک اسے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے پالے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے لیکن اگر وہ اسے تقسیم کے بعد پائے تو اسے قیمتاً ہی لے سکتا ہے، ان کی دلیل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اسی معنی میں مرفوع روایت ہے لیکن وہ ضعیف ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ:فِيمَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ فَاسْتَنْقَذَهُ الْمُسْلِمُونَ مِنْهُمْ , أَوْ أَخَذَهُ صَاحِبُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ فَهُوَ أَحَقُّ فَإِنْ وَجَدَهُ وَقَدْ قُسِمَ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهُ بِالثَّمَنِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر معینہ چیز کا مالک اسے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے پالے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے لیکن اگر وہ اسے تقسیم کے بعد پائے تو اسے قیمتاً ہی لے سکتا ہے۔ (۳)

الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ مَتْرُوكٌ

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود فرمایا ہے اس میں حسن بن عمارۃ راوی متروک ہے۔ (۴)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف امام مالک رحمہ اللہ کے ہم معنی ہے لیکن بھاگے ہوئے غلام کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ الْمَالُ لِلسَّيِّدِ وہ ہر صورت

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ ۳۰۶۷،سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ يُدْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ۲۶۹۹

(۲) سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ يُدْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ ۲۶۹۸

(۳) سنن الدارقطنی۴۲۰۱

(۴) سنن الدارقطنی۴۲۰۱

میں صرف مالک ہی کا حق ہے۔ (۱)

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف حدیث کے زیادہ قریب ہے اس لئے یہی راجح ہے۔

○خوراک اور گھاس کے سوا تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی کسی بھی چیز سے نفع اٹھانا حرام ہے۔

عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ

رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے روا نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر سواری کرتا ہے حتی کہ جب اسے لاغر کر ڈالے تو اسے غنیمت میں واپس کر دے اور جس کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے جائز نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت سے کپڑا پہنے اور جب اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے بیت المال میں جمع کرا دے۔ (۲)

وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَاالعَسَلَ وَالعِنَبَ، فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں غزوات میں شہد اور انگور وغیرہ ہاتھ لگتے تو ہم انہیں کھا پی لیتے لیکن اٹھا کر نہ لے جاتے تھے۔ (۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لشکر کو غلہ اور شہد بطور غنیمت ملا تو اس میں سے خمس نہیں لیا گیا۔ (۵)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُونَ يَعْنِي الطَّعَامَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ خَيْبَرَ، فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا يَكْفِيهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ

محمد بن ابی مجالد نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کھانے پینے کی اشیا میں سے خمس نکالا کرتے

---

(۱) بداية المجتهد ۱۵۵،۴

(۲) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الغَنِيمَةِ بِالشَّيْءِ۲۷۰۸،مسنداحمد۱۶۹۹۰،سنن الدارمی۲۵۳۱،صحیح ابن حبان ۴۸۵۰،المعجم الكبير للطبرانی ۴۴۸۲

(۳)فتح الباری۲۵۶،۶

(۴) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الحَرْبِ ۳۱۵۴،السنن الكبرى للبيهقى ۱۷۹۹۳

(۵) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي إِبَاحَةِ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ ۲۷۰۱،صحیح ابن حبان ۴۸۲۵

تھے؟انہوں نے کہا ہمیں خیبر کے روز غلا ملا تو ضرورت مند آتا اور جس قدر اسے ضرورت ہوتی لے کر چلا جاتا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ،فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خیبر کے روز ہم خیبر کے قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ مجھے چربی کی ایک تھیلی ملی، میں نے اسے اٹھا کر کہا کہ میں آج اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا، میں نے پھر اچانک دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں لہٰذا مجھے شرم آ گئی۔ (۲)

ذَهَبَ الْجُمْهُورُ سَوَاءٌ أَذِنَ الْإِمَامُ أَوْ لَمْ يَأْذَنْ.وَالْعِلَّةُ فِي ذَلِكَ أَنَّ الطَّعَامَ يَقِلُّ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَكَذَلِكَ الْعَلَفُ فَأُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ. وَالْجُمْهُورُ أَيْضًا عَلَى جَوَازِ الْأَخْذِ وَلَوْ لَمْ تَكُنْ ضَرُورَة،وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَأْخُذْ شَيْئًا مِنَ الطَّعَامِ وَلَا غَيْرِهِ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ،وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ: يَجُوزُ ذَبْحُ الْأَنْعَامِ لِلْأَكْلِ كَمَا يَجُوزُ أَخْذُ الطَّعَامِ، وَلَكِنْ قَيَّدَهُ الشَّافِعِيُّ بِالضَّرُورَةِ إِلَى الْأَكْلِ حَيْثُ لَا طَعَامَ

جمہور کا موقف ہے کہ حکمران اجازت دے یا نہ دے دوران جنگ کھانے پینے کی اشیاء وہیں کھا لینا اور انہیں اٹھا کر نہ لے جانا جائز ہے، چارے کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا، نیز بہت زیادہ ضرورت نہ بھی ہو پھر بھی کھایا جا سکتا ہے اور غلول وخیانت سے ممانعت کی احادیث سے یہ خاص ہے اور جمہور کا بھی یہی موقف ہے کہ بلاضرورت کھانے پینے کی چیزیں لے لینا جائز نہیں۔ امام زہری رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ کھانے کی کوئی چیز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور حکمران کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جانوروں کو کھانے کے لئے ذبح کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کھانا جائز ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے جانور ذبح کرنے کے لئے ضرورت کی قید لگائی ہے۔ (۳)

رُكُوبِ دَوَابِّهِمْ وَلُبْسِ ثِيَابِهِمْ وَاسْتِعْمَالِ سِلَاحِهِمْ فِي حَالِ الْحَرْبِ وَرَدِّ ذَلِكَ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ

ابن حجر رحمہ اللہ کا موقف ہے دوران جنگ دشمنوں کے جانوروں پر سواری، ان کے کپڑے اور اسلحے کا استعمال بالاتفاق جائز ہے لیکن جنگ کے خاتمے پر انہیں لوٹا دیا جائے گا۔ (۴)

(۱) سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ ۲۷۰۴، مستدرک حاکم ۲۵۷۸

(۲) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الحَرْبِ ۳۱۵۳،وكِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الكِتَابِ وَشُحُومِهَا، مِنْ أَهْلِ الحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ ۵۵۰۸،صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیربَابُ جَوَازِ الْأَكْلِ مِنْ طَعَامِ الْغَنِيمَةِ فِي دَارِ الْحَرْبِ ۴۶۰۵،مسنداحمد۱۶۷۹،سنن الدارمی ۲۵۴۲، سنن ابوداود کتاب الجهادبَابٌ فِي إِبَاحَةِ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ ۲۷۰۲،سنن نسائی کتاب الضحایابَابُ ذَبَائِحِ الْيَهُودِ۴۴۴۰

(۳) المغنی لابن قدامة۹٫۲۷۸، نیل الاوطار ۷٫۳۴۴

(۴) فتح الباری ۶٫۲۵۵

○خیانت کرنا حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

... وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ... ﴿۱۶۱﴾ [1]

ترجمہ: ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔

مال غنیمت میں خیانت سے آپ ﷺ انتہائی سختی سے ممانعت کرتے اور فرماتے تھے یہ قیامت کے دن اس کے مرتکب پر باعث عار، باعث آگ اور باعث رسوائی ہو گی۔

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور خیانت کا ذکر فرمایا اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمایئے، لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں تو (اللہ کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا، اور اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا ہو اور چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمایئے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، میں تو اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا، یا (وہ اس حال میں آئے کہ) وہ اپنی گردن پر سونا، چاندی، اسباب لادے ہوئے ہو اور مجھ سے کہے اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمایئے لیکن میں اس سے کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا، یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے ہوا سے حرکت کر رہے ہوں اور وہ کہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں تو (اللہ کا پیغام) پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔ [2]

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ، وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلاَ فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا البَقَرَ وَالإِبِلَ وَالمَتَاعَ وَالحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي القُرَى، وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ، حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ العَبْدَ،

[1] آل عمران ۱۶۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر بَابُ الغُلُولِ ۳۰۷۳، وکتاب الزکوٰۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۱۴۰۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ ۴۷۳۴

فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَلْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ المَغَانِمِ، لَمْ تُصِبْهَا المَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا، فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ، فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر اس کو لگا، بعض صحابہ نے کہا کہ اسے شہادت مبارک ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خیبر کے دن غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو چادر اس نے چرائی تھی وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہی ہے، یہ سن کر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا دو تسمے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔[1]

اس سے ثابت ہوا کہ تھوڑے سے مال کی خیانت بھی انسان کے لئے باعث ہلاکت ہو سکتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ، فَمَات، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُوَ فِي النَّارِفَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی نگہبانی پر ایک آدمی تھا جس کا نام کرکرہ تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس کے متعلق فرمایا وہ جہنم میں ہے، لوگ اس کو دیکھنے گئے اور انہوں نے دیکھا کہ اس نے مال غنیمت سے ایک عبا چرا رکھی تھی۔[2]

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ، أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: فُلَانٌ شَهِيدٌ، فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ، فَقَالُوا: فُلَانٌ شَهِيدٌفَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَلَّا، إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا - أَوْ عَبَاءَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ، أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ: أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک کہ ایک شخص کے متعلق کہا کہ وہ بھی شہید ہے، تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے ایک عباء یا چادر چرائی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! اٹھ اور لوگوں میں جا کر اعلان کر دو کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۳۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ۳۱۰،سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ۲۷۱۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير بَابُ القَلِيلِ مِنَ الغُلُولِ ۳۰۷۴،مسند احمد۶۴۹۳

جنت میں صرف مومنین ہی داخل ہوں گے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں گیا اور لوگوں میں جا کر اعلان کر دیا کہ خبردار ہو جاؤ، جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں۔ (1)

چنانچہ جب مال غنیمت حاصل ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے تھے کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ اپنا اپنا مال غنیمت لے کر حاضر ہوں تو آپ خمس نکالنے کے بعد اسے تقسیم فرما دیتے تھے۔

جن روایات میں خائن کے مال کو جلانے کا حکم ہے وہ ضعیف ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ فَيَجِيئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيَخْمُسُهُ وَيُقَسِّمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا فِيمَا كُنَّا أَصَبْنَاهُ مِنَ الغَنِيمَةِ، فَقَالَ:أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي ثَلَاثًا؟قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيءَ بِهِ؟فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ،فَقَالَ:كُنْ أَنْتَ تَجِيءُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال کو حکم دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آئے، پھر آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے، ایک بار ایک آدمی اس اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام لے آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں غنیمت میں ملی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو نے بلال رضی اللہ عنہ کو منادی کرتے سنا تھا؟ آپ نے تین بار پوچھا تو اس نے کہا سنی تھی، آپ نے فرمایا تو (اس وقت) تجھے یہ لے آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟ اس نے معذرت چاہی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اسے اپنے پاس رکھو قیامت کے دن لے آنا میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔ (2)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حَرَّقُوا مَتَاعَ الْغَالِّ وَضَرَبُوهُ

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال جلایا اور اسے مارا پیٹا بھی گیا۔ (3)

وفي إسناده زهير بن محمد الخراساني التميمي، وزعم أنه مجهول

حسن بن علی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی سند میں زہیر بن محمد الخراسانی التمیمی جو مجہول ہے۔ (4)

---

(1) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ٣٠٩ ،جامع ترمذى ابواب السيربَابُ مَا جَاءَ فِي الغُلُولِ ١٥٧٤

(2) سنن ابوداود كتاب الجهادبَابٌ فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ ٢٧١٢، مسنداحمد٦٩٩٦

(3) سنن ابوداودكتاب الجهاد بَابٌ فِي عُقُوبَةِ الْغَالِّ٢٧١٥،مستدرک حاکم ٢٥٩١،السنن الكبرى للبيهقى ١٨٢١١

(4) الروضة الندية٢/٣٤٧

إِنَّ زُهَيْرًا هَذَا مَجْهُولٌ

امام بیہقی فرماتے ہیں اس روایت میں زہیر ہے اور وہ مجہول ہے۔

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

عَنْ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَجَدْتُمُوهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ فَاحْرِقُوا مَتَاعَهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کسی خائن کو دیکھو تو اس کا مال جلادو۔ (۱)

إِنَّمَا رَوَى هَذَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ، وَهُوَ أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الحَدِيثِ،قال البخاري: منكر الحديث، قال الدارقطني: ضعيف،قال أحمد: ما أرى به بأسا، قال النسائي: ليس بالقوي،قال ابن عدي: هو من الضعفاء ويكتب حديثه

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند میں صالح بن محمد بن زائدہ ابو واقد لیثی راوی ہے اور وہ منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ منکر الحدیث ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں، امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا وہ قوی نہیں، ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ ضعفاء میں سے ہے اس کی حدیثوں کو لکھا جائے گا۔ (۲)

قیدیوں کی پیشی:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَقْبَلَ بِالْأُسَارَى فَرَّقَهُمْ بَيْنَ أَصْحَابِهِ،وَقَالَ: اسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد تمام قیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے، اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کپڑے دلوائے اور دو دو چار چار قیدی صحابہ میں تقسیم کیے اور ارشاد فرمایا کہ قیدیوں کو آرام سے رکھیں۔ (۳)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى، وَأُتِيَ بِالعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ،(وَكَانَ الْعَبَّاسُ ضَخْمًا طَوِيلًا)فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے ان کی حالت یہ تھی کہ تن پر قمیص بھی نہ تھی (غالباً باندھنے میں پھٹ گیا ہوگا) انہیں اس حالت میں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قمیص تلاش کی (اور عباس لمبے قد کے تھے) اس لیے عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آسکی، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْحُدُودِبَابُ مَا جَاءَ فِي الغَالِّ مَا يُصْنَعُ بِهِ ۱۴۶۱،مستدرک حاکم ۲۵۸۴،السنن الکبری للبیہقی ۱۸۲۱۳

(۲) میزان الاعتدال ۲/۳۰۰

(۳) ابن ہشام ۱/۶۴۵،الروض الانف ۵/۱۱۸،تاریخ طبری ۲/۴۶۰،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴/۶۶،تاریخ الخمیس ۱/۳۸۷،السيرة النبوية والدعوة في العهد المدني ۱/۲۸۱

نے عبد اللہ بن ابی سے قمیص لیکر عباس رضی اللہ عنہ کو پہنادی۔ (۱)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عبد اللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی، ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس کا احسان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیدیوں سے سلوک کرتے کہ ان کو روٹی کھلاتے اور خود کھجوریں کھا کر رہ جاتے۔

وَكَانَ أَبُو عَزِيزِ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمٍ أَخُو مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ فِي الْأُسَارَى، قَالَ أَبُو عَزِيزٍ: مرَّ بِي أَخِي مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْسِرُنِي فَقَالَ: شُدَّ يَدَيْكَ بِهِ فَإِنَّ أُمَّهُ ذَاتُ مَتَاعٍ لَعَلَّهَا تَفْدِيهِ مِنْكَ،قَالَ أَبُو عَزِيزٍ فَكُنْتُ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حِينَ أَقْبَلُوا بِي مِنْ بَدْرٍ، فَكَانُوا إِذَا قَدَّمُوا غَدَاءَهُمْ وَعَشَاءَهُمْ خَصُّونِي بِالْخُبْزِ وَأَكَلُوا التَّمْرَ لِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ بِنَا، مَا تَقَعُ فِي يَدِ رَجُلٍ مِنْهُمْ كسرة خبزة إِلَّا نَفَحَنِي بِهَا فَأَسْتَحِي فَأَرُدُّهَا فَيَرُدُّهَا عَلَيَّ مَا يَمَسُّهَا

ان قیدیوں میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بھی تھے، ابو عزیر کہتے ہیں میرے بھائی مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور انصار میں سے ایک شخص مجھے گرفتار کرنے آئے، میرے بھائی مصعب رضی اللہ عنہ نے اس انصاری سے کہا تم اس کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھو اس کی ماں مال دار عورت ہے شاید تم سے فدیہ دے کر چھڑا لے، ابو عزیز کہتا ہے میں نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا بھائی یہی ہے؟ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ میرا بھائی یہ انصاری ہے اور یہ انصاری ابو الیسر تھے، ابو عزیز کا بیان ہے کہ جب بدر سے قیدیوں کو لے کر چلے تو میں انصار کے چند لوگوں میں مقید تھا اور وہ جب کھانے کا وقت ہوتا تو مجھے روٹی کھلاتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے، ان میں سے جس کے ہاتھ کوئی روٹی کا ٹکڑا بھی لگتا وہ مجھ کو دے دیتے، مجھے روٹی کھاتے ہوئے شرم آتی تھی اور میں روٹی ان کو دے دینا چاہتا تھا مگر وہ اس کو ہاتھ تک نہ لگاتے آخر مجھی کو کھانی پڑتی۔ (۳)

قیدیوں کے بارے میں مشاورت:

قیدیوں سے عرب میں مختلف قسم کا سلوک کیا جاتا تھا، وہ وحشیانہ انداز میں قتل بھی کر دیئے جاتے تھے اور غلام بھی بنا لئے جاتے تھے خاص طور پر عورتیں اور بچے، مالی فدیہ کا بھی رواج تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب تقاضائے مصلحت جنگی قیدیوں میں سے بعض کو از راہ احسان رہا فرما دیا کرتے تھے بعض کو قتل کر وا دیتے اور بعض کو مسلمان قیدیوں کے عوض میں رہا کر دیتے تھے۔

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الكِسْوَةِ لِلْأُسَارَى۳۰۰۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الكِسْوَةِ لِلْأُسَارَى۳۰۰۸

(۳) ابن ہشام ۶۴۵؍۱،الروض الانف ۱۱۸؍۵،عیون الآثر۳۰۹؍۱،تاریخ طبری۴۶۰؍۲،البدایۃ والنہایۃ۳۷۳؍۳

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کی رائے دریافت فرمائی اور ابتدا خود یہ ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَمْكَنَكُمْ مِنْهُمْ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةُ، أَرَى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً، فَتَكُونَ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا تَرَى يَا بْنَ الْخَطَّابِ؟قُلْتُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَرَى الَّذِي رَأَى أَبُو بَكْرٍ، وَلَكِنِّي أرى أن تمكنا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، فَتُمَكِّنُ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيُضْرَبُ عنقه، وتمكني مِنْ فُلَانٍ (نَسِيبًا لِعُمَرَ) فَأَضْرِبُ عُنُقَهُ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَاوَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ:انْظُرْ وَادِيًا كَثِيرَ الْحَطَبِ فَأَضْرِمْهُ عَلَيْهِمْ

اے لوگو! تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہمارے چچا کی اولاد اور ہمارے خاندان ہی کے افراد ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں فدیہ کے عوض رہا فرمادیں تا کہ اس مال سے کفار سے مقابلہ کرنے کے لئے سامان حرب جمع کیا جائے اور شاید کہ کل اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہو جائے اور انہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری وہ رائے نہیں ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دی ہے میری رائے تو یہ ہے کہ آپ حکم دیجئے کہ ان سب کی گردن اڑا دی جائے، مسلمان خود اپنے قریبی عزیزوں کو قتل کریں مثلاً عقیل کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا جائے مجھے میرا فلاں عزیز دے دیا جائے کیونکہ یہ کفر کے سردار اور مہرے ہیں، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسی ہی تھی عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس میدان میں بکثرت درخت ہیں ان میں آگ لگوا دیں اور انہیں جلوا دیں۔[1]

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو ناپسند فرمایا

فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَيُلِينُ قُلُوبَ رِجَالٍ فِيهِ، حَتَّى تَكُونَ ألين من اللين، وَإِنَّ اللهَ لَيَشُدُّ قُلُوبَ رِجَالٍ فِيهِ حَتَّى تَكُونَ أَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ، وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا أبا بكر كمثل إبراهيم قَالَ:فَمَن تَبِعَنِى فَإِنَّهُۥ مِنِّى وَمَنْ عَصَانِى فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ،وَمَثَلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ عِيسَى قَالَ:إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ،وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ نُوحٍ قَالَ:رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا

اور فرمایا بعض دل نرم ہوتے ہوتے دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض دل سخت ہوتے ہوتے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اور اے ابوبکر! تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے کہ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ " میرے تابعدار تو میرے ہیں ہی لیکن مخالف بھی تیری معافی اور بخشش کے ماتحت ہیں۔" اور تمہاری مثال عیسی علیہ السلام جیسی ہے جو کہیں گے " اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے

[1] البداية والنهاية ۳٫۳۶۲،تاریخ طبری ۲٫۴۷۶، السنن الكبرى للبيهقى ۱۲۸۴۴، تفسيرالقرطبی ۸٫۵۲ ،تفسیرابن کثیر۴٫۷۷

ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو عزیز وحکیم ہے۔'' اور اے عمر! تمہاری مثال نوح علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے اپنی قوم پر بد دعا کی'' یا اللہ زمین پر کسی کافر کو بستا ہوا باقی نہ رکھ۔''[۱]

لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا، ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلاَءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا (یہ وہی شخص ہے جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف سے واپسی کے بعد اپنی حمایت میں لے کر مکہ میں داخل ہوا تھا مگر یہ غزوہ بدر سے سات ماہ پہلے مر چکا تھا) اور وہ مجھ سے ان قیدیوں کے بارے میں سوال کرتا تو میں اس کی خاطر سب قیدیوں کو رہا کر دیتا (تا کہ اس کا احسان کا بدلہ پورا ہو جاتا)۔[۲]

عَنْ عَامِرٍ قَالَ:وَكَانَ يُفَادِي بِهِمْ عَلَى قَدْرِ أَمْوَالِهِمْ

جب قیدیوں سے فدیہ لینے کا تصفیہ کر لیا گیا تو عامر کہتے ہیں اس کا انحصار قیدیوں کی مالی حالت کے مطابق رکھا گیا۔[۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعَ مِائَةٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرک قیدیوں) کا فدیہ چار سو (درہم فی کس) مقرر کیا تھا۔[۴]

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ فِدَاءُ أُسَارَى بَدْرٍ أَرْبَعَةَ آلافٍ إِلَى مَا دُونَ ذَلِكَ. فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ أُمِرَ أَنْ يُعَلِّمَ غِلْمَانَ الأَنْصَارِ الْكِتَابَةَ

الشعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے غزوہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے کم تھا جس کے پاس نہ تھا اسے حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھوانا سکھا دے۔[۵]

فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِدَاءٌ دَفَعَ إِلَيْهِ عَشَرَةَ غِلْمَانٍ مِنْ غِلْمَانِ الْمَدِينَةِ فَعَلَّمَهُمْ. فَإِذَا حَذَقُوا فَهُوَ فِدَاؤُهُ

چنانچہ جس کے پاس فدیہ نہ تھا مدینہ کے بچوں میں سے دس بچے اس کے سپرد کئے گئے اس نے انہیں لکھنا سکھایا جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔[۶]

<u>اور جو صاحب ثروت تھے ان سے اس سے بھی زیادہ رقم وصول کی گئی۔</u>

[۱] البداية والنهاية۳۶۲٫۳،تاریخ طبری ۴۷۶٫۲، تفسیر القرطبی ۵۱۶٫۲

[۲] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ عن جبير ۳۱۳۹،السنن الصغیر للبیہقی ۲۸۱۹

[۳] ابن سعد۱۶٫۲

[۴] سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ۲۶۹۱

[۵] ابن سعد۱۶٫۲

[۶] ابن سعد۱۶٫۲، عہدنبوی کے میدان جنگ ۲۴

مطلب بن حنطب اور صیفی بن ابی رفاعہ جو نادار تھے انہیں بلا زرفدیہ ادا کیے رہا کر دیا گیا۔

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: وَكَانَ مِمَّنْ تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُسَارَى بَدْرٍ بِغَيْرِ فِدَاءٍ الْمُطَّلِبُ بْنُ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيُّ، وَكَانَ مُحْتَاجًا، فَلَمْ يُفَادَ، فَمَنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَيْفِيُّ بْنُ عَابِدٍ الْمَخْزُومِيُّ، أَخَذَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِ

ابن اسحاق کہتے ہیں مطلب بن حنطب اور صیفی بن ابی رفاعہ جو نادار تھے اور فدیہ ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے وہ بلا زرفدیہ ادا کیے رہا کر دیئے گئے۔ [1]

بغیر فدیہ ادا کیے رہائی پانے والا ابوعزہ بھی تھا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ أَبُو عَزَّةَ الْجُمَحِيُّ أُسِرَ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي ذُو بَنَاتٍ وَحَاجَةٍ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ أَحَدٌ يَفْدِينِي، وَقَدْ عَرَفْتَ حَاجَتِي، فَحَقَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهُ وَأَعْتَقَهُ , وَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَعَاهَدَهُ أَنْ لَا يُعِينَ عَلَيْهِ بِيَدٍ وَلَا لِسَانٍ , وَامْتَدَحَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَفَا عَنْهُ. فَذَكَرَ الشِّعْرَ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهُ مَعَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ الْجُمَحِيِّ، وَإِشَارَةَ صَفْوَانَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ مَعَهُ فِي حَرْبِ أُحُدٍ وَتَكَفُّلَهُ بَنَاتِهِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَطَاعَهُ، فَخَرَجَ فِي الْأَحَابِيشِ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ، قَالَ: فَأُسِرَ أَبُو عَزَّةَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمَّا أُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْعِمْ عَلَيَّ , خَلِّ سَبِيلِي،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَحَدَّثُ أَهْلُ مَكَّةَ أَنَّكَ لَعِبْتَ بِمُحَمَّدٍ مَرَّتَيْنِ ، فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ

ابن اسحاق کہتے ہیں اسیران میں ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بھی فدیہ کی استطاعت نہ تھی اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ میں نادار اور عیال دار ہوں مجھ پر احسان فرمائیں، آپ نے اس کی درخواست قبول کر کے اسے بلافدیہ لئے رہا کر دیا مگر یہ شرط فرمائی کہ ہمارے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرنا ابوعزہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور آپ کی شان میں کچھ مدحیہ اشعار بھی کہے مگر اسلام قبول نہ کیا، جب وہ مکہ مکرمہ پہنچا تو ساتھیوں سے کہنے لگا میں نے محمد (ﷺ) پر جادو کر دیا اور حسب سابق اپنے اشعار سے آپ کو قلبی اذیت پہنچانے لگا، جب معرکہ احد برپا ہوا تو یہ مشرکوں کے ساتھ ہو کر میدان جنگ میں آیا اور اپنے اشعار سے کفار کو مسلمانوں کے قتل پر بھڑکانے لگا اسی جنگ میں وہ گرفتار ہو کر پیش خدمت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم فرمایا، اس نے کہا مجھے آزاد کر دیں اور چھوڑ دیجیۓ میں پھر توبہ کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اہل مکہ کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتا کہ ہم نے محمد کو دو مرتبہ دھوکا دیا اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ [2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَا تَمْسَحْ عَارِضَيْكَ بِمَكَّةَ بَعْدَهَا وَتَقُولُ: خَدَعْتُ مُحَمَّدًا مَرَّتَيْنِ

[1] السنن الکبری للبیہقی ۱۲۸۴۰

[2] السنن الکبری للبیہقی ۱۲۸۴۱

،اضْرِبْ عُنُقَهُ يَا زُبَيْرُ. فَضَرَبَ عُنُقَهُ،فَضَرَبَ عُنُقَهُ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اب ایسا نہیں ہو گا کہ اہل مکہ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد ﷺ کو دو مرتبہ دھوکا دیا اے زبیر رضی اللہ عنہ! اس کی گردن مار دو زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کی گردن مار دی۔

قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُلْدَغُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ،اضْرِبْ عُنُقَهُ يَا عَاصِمُ ابْنَ ثَابِتٍ ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا اے عاصم اس کی گردن مار دو انہوں نے اس کی گردن مار دی۔[1]

أَنَّ رِجَالًا مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: ائْذَنْ لَنَا، فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ،فَقَالَ:لاَ تَدَعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا

جب قیدیوں سے فدیہ لیا جا رہا تھا تو انصار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! عباس بن عبد المطلب ہمارے بھانجے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں لیکن آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ ان سے (فدیہ میں سے) ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے۔[2]

فَافْدِ نَفْسَكَ وَابْنَيْ أَخَوَيْكَ نَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَحَلِيفَكَ عُتْبَةَ بْنَ عَمْرٍو ،وَقَالَ: مَا ذَاكَ عِنْدِي يَا رَسُولَ اللهِ ،قَالَ:فَأَيْنَ الْمَالُ الَّذِي دَفَنْتَهُ أَنْتَ وَأُمُّ الْفَضْلِ فَقُلْتَ لَهَا إِنْ أُصِبْتُ فِي سَفَرِي هَذَا فَهَذَا الْمَالُ لِبَنِي الْفَضْلِ وَعَبْدِ اللهِ وَقُثَمٍ،فَقَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ إن هذا شئ مَا عَلِمَهُ إِلَّا أَنَا وَأُمُّ الْفَضْلِ، فَفَدَى الْعَبَّاسُ نَفْسَهُ وَابْنَيْ أَخِيهِ وَحَلِيفَهُ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنا، اپنے بھتیجے عقیل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ بھی ادا کرو، عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی ناداری کا عذر پیش کیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس مال کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام فضل نے مل کر دفن کیا تھا اور ام فضل سے کہا تھا کہ اگر میں اپنے اس سفر میں کامیاب رہا تو یہ مال بنو الفضل اور عبد اللہ اور قثم کا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر عرض کیا اللہ کی قسم! اس رقم کا حال میرے اور ام فضل کے سوا کوئی اور نہیں جانتا پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دے کر رہائی حاصل کی۔[3]

فَافْتَدَى نَفْسَهُ بِمِائَةِ أُوقِيَّةٍ مِنْ ذَهَبٍ،وَكَلَّفَهُ أَنْ يَفْدِيَ ابْنَيْ أَخويه عقيل بن أبي طالب ونوفل ابن الْحَارِثِ فَأَدَّى

---

[1] ابن ہشام ۲/۱۰۴

[2] صحيح بخارى كِتَاب العِتْقِ بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ، أَوْ عَمُّهُ، هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا عن انس ۲۵۳۷

[3] تفسير القرطبى ۸/۵۲،البداية والنهاية ۳/۳۶۵،تاريخ طبرى ۲/۴۶۱،السنن الكبرى للبيهقى ۱۲۸۴۹

عَنْهُمَا ثَمَانِينَ أُوقِيَّةً

رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ پر سو اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور عقیل بن ابی طالب پر اسی اسی اوقیہ فدیہ لگایا تمام قیدیوں میں سب سے زیادہ فدیہ عباس رضی اللہ عنہ ہی کا تھا، عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا قرابت کی وجہ سے آپ نے میرا فدیہ اس قدر زائد تجویز کیا ہے ؟اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ (۱)

ترجمہ:اے نبی!تم لوگوں کے قبضہ میں جو قیدی ہیں ان سے کہو اگر اللہ کو معلوم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ خیر ہے تو وہ تمہیں اس سے بڑھ چڑھ کر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہاری خطائیں معاف کرے گا،اللہ درگزر کرنے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔

فَأَعْطَانِي اللهُ مَكَانَ الْعِشْرِينَ الْأُوقِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ عِشْرِينَ عَبْدًا، كُلُّهُمْ فِي يَدِهِ مَالٌ يَضْرِبُ بِهِ، مَعَ مَا أَرْجُو مِنْ مَغْفِرَةِ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ

عباس رضی اللہ عنہ بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش اس وقت مجھ سے بڑھ چڑھ کر فدیہ لیا جاتا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جتنا لیا اس سے زائد اور بہتر مجھے عطا فرمایا، بیس اوقیہ سونے کے بدلے میں بیس غلام عطا فرمائے، یہ وعدہ اللہ نے دنیا میں ہی پورا فرما دیا اور دوسرا وعدہ مغفرت کا تھا میں روز قیامت اللہ سے مغفرت کا امیدوار ہوں۔ان شائ اللہ۔ (۲)

نوفل بن حارث اگرچہ عہد رسالت کے مکہ دور میں قبول اسلام کی سعادت حاصل نہ کر سکے لیکن ان کے دل میں ہمیشہ سرور عالم ﷺ کی محبت موجزن رہی،انہوں نے نہ کبھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور نہ کبھی رسول اللہ ﷺ کو ستایا تا آنکہ آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے،

لَمَّا أَخْرَجَ الْمُشْرِكُونَ مَنْ كَانَ بِمَكَّةَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ إِلَى بَدْرٍ كُرْهًا قَالَ فِيهِمْ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ فأنشأ يقول:

غزوہ بدر میں لشکر کفار میں شامل ہونا انہیں سخت ناپسند تھا لیکن مشرکین نے انہیں اتنا مجبور کیا کہ وہ بادل ناخواستہ ان کے ساتھ ہو لیے،اس وقت بھی ان کی زبان پر اس قسم کے شعر جاری تھے۔

حرام علي حرب أحمد إني	أرى أحمد مني قريبا أواصره
میرے لیے احمد ﷺ سے جنگ کرنا حرام ہے	کیونکہ احمد ﷺ میرے قریبی عزیز ہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: لَمَّا أُسِرَ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ بِبَدْرٍ،(وَكَانَ أَسَنَّ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ) قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:افْدِ نَفْسَكَ يَا نَوْفَلُ: افْدِ نَفْسَكَ يَا نَوْفَلُ، قَالَ: مَا لِي شَيْءٌ أَفْدِي بِهِ نَفْسِي يَا رَسُولَ

(۱) الانفال ۷۰

(۲) تفسیرابن کثیر ۸۸؍۴

اللهِ، قَالَ: افْدِ نَفْسَكَ بِرِمَاحِكَ الَّتِي بِجَدَةَ ،قَالَ: وَاللهِ مَا عَلِمَ أَحَدٌ أَنَّ لِي بِجُدَّةَ رِمَاحًا بَعْدَ اللهِ غَيْرِي، أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، فَفَدَى نَفْسَهُ بِهَا، وَكَانَتْ أَلْفَ رُمْحٍ

عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت ہے جب نوفل بن حارث کو (جو بنی ہاشم میں اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے نوفل! فدیہ ادا کر کے رہائی حاصل کرلو، نوفل نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس فدیہ کے لائق کوئی چیز نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جدہ والے نیزے مجھے فدیہ میں دے دو، نوفل نے کہا اللہ کی قسم! میرے علاوہ ان کے مطالق کوئی نہیں جانتا تھا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس طرح نوفل بن حارث نے ایک ہزار نیزے فدیہ میں پیش کئے۔ [1]

وَقَالَ أَيْضًا نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ لَمَّا أَسْلَمَ:

جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو اپنے اخلاص فی الدین کا اظہار ان اشعار میں کیا۔

إِلَيْكُمْ إِلَيْكُمْ إِنَّنِي لَسْتُ مِنْكُمُ — تَبَرَّأْتُ مِنْ دِينِ الشُّيُوخِ الأَكَابِرِ

دور ہو دور ہو میں تمہاری جماعت میں داخل نہیں — میں قریش کے شیوخ اور اکابر کے دین سے بیزار ہوں

شَهِدْتُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا — أَتَى بِالْهُدَى مِنْ رَبِّهِ وَالْبَصَائِرِ

میں نے شہادت دی ہے کہ محمد ﷺ نبی ہیں — اور اللہ کی طرف سے ہدایت اور بصیرت لائے ہیں

وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ يَدْعُو إِلَى التُّقَى — وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ لَيْسَ بِشَاعِرِ

اور رسول اللہ ﷺ پرہیز گاری کی برف بلاتے ہیں — اور اللہ کے رسول شاعر نہیں ہیں

عَلَى ذَاكَ أَحْيَا ثُمَّ أُبْعَثُ مُوقِنًا — وَأُثْوِي عَلَيْهِ مَيِّتًا فِي الْمَقَابِرِ

میں اسلام پر ہی زندہ رہوں گا اور اسی پر قبر کے اندر موت کی حالت میں سوؤں گا اور پھر اسی پر قیامت کے دن اٹھوں گا۔ [2]

وَشَهِدَ نَوْفَلٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتْحَ مَكَّةَ وَحُنَيْنًا وَالطَّائِفَ،وَثَبَتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر نوفل رضی اللہ عنہ فتح مکہ، حنین اور طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے، یہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ [3]

أَنَّهُ اسْتَعَانَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّزْوِيجِ فَأَنْكَحَهُ امْرَأَةً، فَالْتَمَسَ شَيْئًا فَلَمْ يَجِدْهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ

---

[1] ابن سعد ۴/۳۴،تاریخ طبری ۱۱/۵۰۲

[2] ابن سعد ۴/۳۴

[3] مستدرک حاکم ۵۰۷۴

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا رَافِعٍ وَأَبَا أَيُّوبَ بِدِرْعِهِ فَرَهَنَاهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَدَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ

نوفل رضی اللہ عنہ کی معاشی حالت کمزور تھی اس لئے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم بسااوقات ان کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے،ان کو نکاح کی خواہش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے شادی کرادی،ایک دفعہ تنگدستی اتنی غالب ہوئی کہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی بھی چیز نہیں تھی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع رضی اللہ عنہ اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھوائی اور اس کے عوض' تیس صاع جو لے کر نوفل رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔[1]

قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھا،یہ فصیح اللسان شاعر اور خطیب تھا اور عام مجمعوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تقریریں کرتا تھا

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ , دَعْنِي أَنْزِعُ ثَنِيَّةَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو فَلَا يَقُومُ خَطِيبًا فِي قَوْمِهِ أَبَدًا، فَقَالَ:دَعْهَا، فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسُرَّكَ يَوْمًا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!سہل بن عمرو کے نچلے دو دانت نکلوا دیجئے تا کہ یہ پھر کبھی اپنی قوم میں خطبات نہ کر سکے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ!جانے دو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے کوئی خوشی دکھلائے۔[2]

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أُمَثِّلُ بِهِ فَيُمَثِّلَ اللهُ بِي وَإِنْ كُنْت نَبِيًّا

اور ایک روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس کا عضو بگاڑ دوں تو گو میں نبی ہوں لیکن اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ میرے بھی اعضاء بگاڑ دے گا۔[3]

چنانچہ صلح حدیبیہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا انہیں کی کوششوں سے ہوئی اور یہ فتح مکہ کے روز مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔

لَمْ يَزَلِ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِنِ الْمُغِيرَةِ عَلَى دِيْنِ قَوْمِهِ وَخَرَجَ مَعَهُمْ إِلَى بَدْرٍ فَأُسِرَ يَوْمَئِذٍ.أَسَرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ، فَقَدِمَ فِي فِدَائِهِ أَخَوَاهُ خَالِدٌ وَهِشَامٌ ابْنَا الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَتَمَنَّعَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ حَتَّى افْتَكَّاهُ بِأَرْبَعَةِ آلافٍ، فَجَعَلَ خَالِدٌ يُرِيدُ أَلا يَبْلُغَ ذَلِكَ فَقَالَ هِشَامٌ لِخَالِدٍ: إِنَّهُ لَيْسَ بِابْنِ أُمِّكَ. وَاللهِ لَوْ أَبَى فِيهِ إِلا كَذَا وَكَذَا لَفَعَلْتُ،وَكَانَتِ الشِّكَّةُ دِرْعًا فَضْفَاضَةً وَسَيْفًا وَبَيْضَةً. فَأُقِيمَ ذَلِكَ مِائَةَ دِينَارٍ وَطَاعَا بِهِ وَسَلَّمَاهُ. فَلَمَّا قُبِضَ ذَلِكَ، خَرَجَا بِالْوَلِيدِ حَتَّى بَلَغَا بِهِ ذَا الْحُلَيْفَةِ فَأَفْلَتَ مِنْهُمَا فَأَتَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ

ولید بن ولید اپنی قوم ہی کے دین پر رہے،ان کے ساتھ بدر گئے اور اسی روز عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تھے،فدیے کے لیے ان کے دو بھائی خالد وہشام فرزندان ولید ابن المغیرہ آئے مگر عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تاوقتیکہ وہ چار ہزار درہم ادا نہ

[1] مستدرک حاکم ۳/۵۰۷

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۶۷

[3] مغازی واقدی ۱/۱۰۷،ابن ہشام ۱/۶۴۹

کر دیں، خالد کو اتنی بڑی رقم دینے میں تردد ہوا تو ہشام نے خالد سے کہا کہ ولید تمہاری ماں کا بیٹا نہیں (یعنی تمہارا علاتی بھائی ہے اس لیے پہلو تہی کرتے ہو) اللہ کی قسم! اگر عبد اللہ بغیر اتنی اتنی رقم کے (ان کے رہا کرنے سے) انکار کر دیں تو ضرور مہیا کر دونگا، رسول اکرم ﷺ نے رہائی کے سلسلہ میں ولید بن المغیرہ کے اسلحہ کے بغیر جو ایک کشادہ تلوار اور خود پر مشتمل تھا فدیہ لینے سے انکار کر دیا اور اسے سو دینار کا قرار دیا گیا، دونوں راضی ہو گئے اور رقم ادا کر دی، ولید اپنے بھائیوں کے ساتھ گھر روانہ ہوئے لیکن ذوالحلیفہ پہنچ کر پھر مدینہ بھاگ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا اور پھر بھائیوں کے پاس پہنچ گئے،

فَقَالَ لَهُ خَالِدٌ: هَلا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَفْتَدِيَ وَتُخْرِجَ مَأْثُرَةَ أَبِينَا مِنْ أَيْدِينَا فَاتَّبَعْتَ مُحَمَّدًا إِذْ كَانَ هَذَا رَأْيَكَ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لأُسْلِمَ حَتَّى أَفْتَدِيَ بِمِثْلِ مَا افْتَدَى بِهِ قَوْمِي وَلا تَقُولُ قُرَيْشٌ إِنَّمَا اتَّبَعَ مُحَمَّدًا فِرَارًا مِنَ الْفِدَى، ثُمَّ خَرَجَا بِهِ إِلَى مَكَّةَ وَهُوَ آمِنٌ لَهُمَا فَحَبَسَاهُ بِمَكَّةَ مَعَ نَفَرٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ كَانُوا أَقْدَمَ إِسْلامًا مِنْهُ: عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ هِشَامٍ. وَكَانَا مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ. فَدَعَا لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ بَدْرٍ وَدَعَا بَعْدَ بَدْرٍ لِلْوَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ مَعَهُمَا، فَدَعَا ثَلاثَ سِنِينَ لِهَؤُلاءِ الثَّلاثَةِ جَمِيعًا،قَالَ: ثُمَّ أَفْلَتَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنَ الْوَثَاقِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ

خالد نے کہا کہ اگر تم نے اسلام ہی قبول کرنا تھا تو فدیہ دینے سے قبل کیوں مسلمان نہیں ہو گئے، تم نے فدیہ ادا کرایا اور والد کی نشانیاں ہمارے ہاتھ سے نکلوا دیں، ولید نے جواب دیا کہ میں اس وقت اس لئے مسلمان نہیں ہوا کہ میں بھی اپنے قبیلے کے دیگر افراد کی طرح فدیہ ادا کر کے رہائی چاہتا تھا تا کہ قریش کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ ولید فدیہ کے خوف سے مسلمان ہو گیا، بھائیوں نے راستہ میں انہیں کچھ نہ کہا مگر مکہ پہنچتے ہی ان کو بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ قید کر دیا جو پہلے اسلام لائے تھے، ان میں عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام مہاجرین حبشہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے پہلے ان کے لیے دعا فرمائی اور غزوہ بدر کے بعد ان کے ساتھ ولید بن الولید کو بھی دعا میں شریک فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان کی اور چند دیگر افراد کی رہائی کے لئے تقریباً تین سال تک قنوت نازلہ میں دعا فرماتے رہے، پھر کسی طرح ولید بن الولید بیڑیوں سے نکل کر مدینہ منورہ آ گئے۔[1]

كَانَ عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْب مِنْ أَسْرَى بَدْرٍقَالَ: فَقِيلَ لأَبِي سُفْيَانَ: افْدِ عَمْرًا ابْنَكَ،قَالَ: أَيُجْمَعُ عَلَيَّ دَمِي وَمَالِي! قَتَلُوا حَنْظَلَةَ، وَأَفْدِي عَمْرًا! دَعُوهُ فِي أَيْدِيهِمْ يُمْسِكُوهُ مَا بَدَا لَهُمْ،قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ، مَحْبُوسٌ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ أَكَّالٍ، أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي مُعَاوِيَةَ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ مُرَيَّةٌ لَهُ، وَكَانَ شَيْخًا مُسْلِمًا، فِي غَنَمٍ لَهُ بِالنَّقِيعِ ، فخرج من هُنَالك مُعْتَمِرًا، وَلَا يَخْشَى الَّذِي صُنِعَ بِهِ، لَمْ يَظُنَّ أَنَّهُ يُحْبَسُ بِمَكَّةَ، إِنَّمَا جَاءَ مُعْتَمِرًا. وَقَدْ كَانَ عَهِدَ قُرَيْشًا لَا يَعْرِضُونَ لِأَحَدٍ جَاءَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا إِلَّا بِخَيْرٍ، فَعَدَا عَلَيْهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ بِمَكَّةَ فَحَبَسَهُ بِابْنِهِ عَمْرٍو،وَمَشَى بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ خَبَرَهُ وَسَأَلُوهُ أَنْ يُعْطِيَهُمْ عَمْرَو بْنَ أَبِي سُفْيَانَ فَيَفُكُّوا بِهِ صَاحِبَهُمْ، فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

[1] ابن سعد ۹۷/۴

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَبَعَثُوا بِهِ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ، فَخَلَّى سَبِيلَ سَعْدٍ

قیدیوں میں عمرو بن ابوسفیان بھی تھا قریش نے ابوسفیان سے کہا تو بھی اپنے بیٹے عمرو کو فدیہ بھیج کر رہا کروالے، ابوسفیان نے کہا اس کے آنے سے کیا میرا مال اور جو لوگ قتل ہوئے ہیں سب آجائیں گے، جہاں حنظلہ قتل ہوا وہاں عمرو کو بھی جانے دو جب تک اس کو چاہیں قید میں رکھیں، عمرو بن ابی سفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قید ہی تھا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ بن اکال انصاری جو بنی معاویہ میں سے تھے عمرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ گئے، عمر رسیدہ مسلمان تھا اور مقان نقیع سے ہی عمرہ کی نیت سے نکل پڑا اور انہیں اطمینان تھا کہ مکہ میں ان سے کسی طرح کی بدسلوکی نہیں کی جائے گی کیونکہ قریش کا تمام عرب سے معاہدہ تھا کہ اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کو آئے تو اس سے بدسلوکی نہیں کی جائے گی، جب سعد بن نعمان مکہ مکرمہ پہنچے تو ابوسفیان نے اپنے بیٹے عمرو کے معاوضہ میں ان کو گرفتار کر لیا جب یہ خبر سعد بن نعمان کی قوم بنی عمرو بن عوف کو پہنچی تو وہ فریاد لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ عمرو بن ابی سفیان کو رہا کر دیں تو ہمارا آدمی سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ رہا ہو جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور عمرو بن ابوسفیان کو ان کے حوالے کر دیا، ان لوگوں نے عمرو بن ابوسفیان کو ان کے حوالے کر کے سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ اور ان کے لڑکے کو رہا کروالیا۔ [1]

داماد رسول ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ بن عبدشمس کا تعلق بنوامیہ سے تھا، ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، اس طرح آپ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے بھانجے تھے، قریش کے دوسرے افراد کی طرح تجارت پیشہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ بڑے سخی، امانت دار اور شجاع تھے، قریش مکہ کے بڑے لوگوں میں تھے اور ان کا شمار گنے چنے لوگوں میں ہوتا تھا، ان خصائل کی بنا پر ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہت محبوب تھے اور وہ انہیں اپنے بیٹے جیسا ہی سمجھتی تھیں آپ ﷺ کی بڑی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا جو اپنے حسب ونسب میں ممتاز تھیں اور ان کی تربیت بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبری اور رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ ہوئی تھی، حسن وجمال کے ساتھ مال و دولت بھی تھی اس لئے وہ بھی اپنے فضائل میں یکتا تھیں، سرداران مکہ کی خواہش تھی کہ یہ گوہر نایاب ان کے بیٹوں کے نصیب میں آجائے مگر ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بڑی بیٹی زینب کا نکاح اپنے بھانجے ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور شادی کے تحفہ کے طور پر اپنی بیٹی کو ایک بیش قیمت ہار عطا کیا، دونوں میاں بیوی میں شدید محبت کا رشتہ استوار تھا، چونکہ ابوالعاص ایک متمول شخص تھے اس لیے دنیوی لحاظ سے بھی دونوں نہایت خوش حالی کی زندگی بسر کرتے تھے،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بار میں نے زینب بنت رسول اللہ ﷺ پر ایک دھاری دار قمیص جو ریشم کی بنی ہوئی تھی دیکھی، وہ اس کو زیب تن کیے ہوئے تھیں۔ [2]

[1] ابن ہشام ۱/۶۵۰، تاریخ طبری ۲/۴۶۶

[2] السنن الکبری للنسائی ۹۵۰۳

اس باہمی محبت والفت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد صالحہ عطا فرمائی تھی، ان میں آپ کا ایک صاحبزادہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس تھا، اس علی رضی اللہ عنہ کو ماں کی نسبت سے علی الزینبی رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے،

وكان عليّ مسترضعا في بني غاضرة،فضمه رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إليه،ولما دخل رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مكَّة يَوْم الفتح أردف عليًا خلفه،وقال ابن عساكر: ذكر بعض أهل العلم بالنسب أنه قتل يوم اليرموك

عرب کے رسم و رواج کے مطابق انہیں دودھ پلانے کے لیے قبیلہ بنی غاضرہ میں بھیجا گیا تھا، شیر خوارگی سے فراغت کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا تھا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نواسہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی پرورش پاتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ان کی تعلیم و تربیت فرمائی تھی، فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا ہوا تھا، ابن عساکر کہتے ہیں نسب کے اہل علم کہتے ہیں یہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ [1]

اور ایک صاحب زادی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی ولادت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہوئی اور ان کی پرورش بھی سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس نواسی سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے،

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور ابو امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو جو ابو العاص کی بیٹی تھی اٹھائے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے اور پھر جب سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر بیٹھا دیتے۔ [2]

اپنی نواسی امامہ کو اٹھانے کے واقعات احادیث میں متعدد بار مذکور ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے انتہائی محبت تھی، اسی محبت و شفقت کے سلسلہ میں محدثین نے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِلَادَةٌ مِنْ جَزْعٍ مُلَمَّعَةٌ بِالذَّهَبِ ،وَنِسَاؤُهُ مُجْتَمِعَاتٌ فِي بَيْتٍ كُلُّهُنَّ ، وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ جَارِيَةٌ تَلْعَبُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ بِالتُّرَابِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَرَيْنَ هَذِهِ؟ فَنَظَرْنَا إِلَيْهَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا رَأَيْنَا أَحْسَنَ مِنْ هَذِهِ قَطُّ، وَلَا أَعْجَبَ،فَقَالَ: ارْدُدْنَهَا إِلَيَّ . فَلَمَّا أَخَذَهَا قَالَ: وَاللهِ لَأَضَعَنَّهَا فِي رَقَبَةِ أَحَبِّ أَهْلِ الْبَيْتِ إِلَيَّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَظْلَمَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَضَعَهَا فِي رَقَبَةِ غَيْرِي مِنْهُنَّ، وَلَا أَرَاهُنَّ إِلَّا أَصَابَهُنَّ مِثْلَ الَّذِي أَصَابَنِي، وَوَجَمْنَا جَمِيعًا سُكُوتًا، فَأَقْبَلَ بِهَا حَتَّى وَضَعَهَا فِي رَقَبَةِ أُمَامَةَ بِنْتِ أَبِي الْعَبَّاسِ، فَسُرِّيَ عَنَّا

[1] اسد الغابة ۱۱۸/۴،الإصابة في تمييز الصحابة ۴۶۹/۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ ۵۱۶،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۲،سنن ابوداودكِتاب الصَّلَاةِ بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ ۹۱۷،صحیح ابن حبان ۱۱۰۹

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک نہایت قیمتی ہار آیا اتفاق سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی وہاں موجود تھیں، اور امامہ رضی اللہ عنہا بھی اسی گھر میں ایک طرف کھیل کود میں مصروف تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہار کس طرح کا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ ایک نہایت عمدہ، بہترین اور قیمتی قسم کا ہار ہے اس جیسا ہار ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو پکڑ کر فرمایا میں اپنے اہل بیت میں سے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اس کے گلے میں اسے ڈالوں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان مبارک سے یہ الفاظ سن کر ہر زوجہ محترمہ انتظار بھری نظروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگی کہ معلوم نہیں آج کس محبوب شخصیت کے گلے میں یہ ہار پڑتا ہے اور کون پاکیزہ شخصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ محبت کا ہدف ٹھیرتی ہے، اتنے میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی کو بلایا اور اپنے ہاتھوں سے اس کے گلے میں وہ ہار ڈال دیا اور تمام دیکھنے والوں نے یہ دیکھا اور محسوس کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس نواسی سے کس قدر محبت ہے۔ (1)

وتوفي أبو العاص سنة اثنتي عشرة

ابو العاص بارہ ہجری میں انتقال فرما گئے۔ (2)

وَأَوْصَى أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ بِابْنَتِهِ أُمَامَةَ إِلَى الزُّبَيْرِ وَبِتَرِكَتِهِ

اپنی وفات سے قبل انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اپنی اس صاحب زادی کی کفالت و نگرانی کی وصیت فرمائی تھی۔ (3)

آٹھ ہجری میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر آپ میری وفات کے بعد شادی کرنا چاہیں تو میری ہمشیرہ کی صاحب زادی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنا چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی فرمائی، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، ان دونوں کے علاوہ کتابوں میں ایک اور بچے کا ذکر ملتا ہے جو صغیر سنی ہی میں انتقال کر گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو اور صاحبزادیوں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے دو لڑکوں سے بھی طے پا چکا تھا

وكانت رقية عند عتبة بن أبي لهب، وكانت أم كلثوم عند أبي عتيبة ابن أبي لهب

رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہو چکا تھا۔ (4)

وَكَانَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ ،وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُتَيْبَةَ بْنُ أَبِي لَهَبٍ

رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہو چکا تھا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے

---

(1) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد١٥٣٩١،أسد الغابة في معرفة الصحابة٢٠،٧،الإصابة في تمييز الصحابة٢٥،٨

(2) اسد الغابة١٨٢،٦

(3) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد١٥٣٩٢

(4) نسب قريش٢٢،١

طے پا چکا تھا۔[1]

مگر رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی، اسی طرح چند سال بیت گئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت سے پوری دنیا میں ظلمتوں میں ڈوبے لوگوں کو وہاں سے نکالنے اور ان کی رہنمائی کے لئے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ کی دعوت اسلام پر آپ ﷺ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بیٹیوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت حاصل کر لی۔

وَثَبَتَ أَبُو الْعَاصِ عَلَى شِرْكِهِ

مگر زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ اپنے شرکیہ آبائی دین پر ہی قائم رہے۔

بعد میں سلیم الفطرت لوگوں کی ایک قلیل تعداد بھی ان پاکیزہ نفوس کے ہمراہ کھڑی ہوگئی، آپ ﷺ کے اعلان نبوت اور نعرہ حق کے ساتھ ہی حق وباطل کی کشمکش شروع ہوگئی اور قریش مکہ چھچھوری حرکتوں پر اتر آئے،

قال لهما أبوهما أبو لهب، وأمهما أم جميل بنت حرب بن أمية حمالة الحطب: فارقا ابنتي محمد،ففارقاهما قبل أن يدخلا بهما

سب سے پہلے آپ کے حقیقی چچا ابولہب اور ام جمیل بنت حرب بن امیہ حمالة الحطب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں، انہوں نے باپ کی آواز پر لبیک کہا اور رخصتی سے پہلے طلاق دے دی۔[2]

وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ قَالَ:تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ،وَكَانَتْ رُقَيَّةُ عِنْدَ أَخِيهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ، فَلَمْ يَبْنِ بِهَا حَتَّى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ} قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِابْنَيْهِ: عُتْبَةَ، وَعُتَيْبَةَ: رَأْسِي فِي رُءُوسِكُمَا حَرَامٌ، إِنْ لَمْ تُطَلِّقَا ابْنَتَيْ مُحَمَّدٍ، وَقَالَتْ أُمُّهُمَا بِنْتُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ وَهِيَ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ: طَلِّقَاهُمَا يَا بَنِيَّ، فَإِنَّهُمَا صَبَأَتَا فَطَلَّقَاهُمَا

اور قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے اور رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ کا نکاح عتبہ سے طے پا چکا تھا، جب نبی کریم ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور سورۃ المسد نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو دھمکی دی کہ اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میں تمہارا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گا، اور ان کی ماں بنت حرب بن امیہ جو حَمَّالَةُ الْحَطَبِ ہے نے کہا اے میرے بیٹو! محمد کی بیٹیاں صابی ہوگئی ہیں اس لیے تم انہیں طلاق دے دو چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی۔[3]

فِيمَا بَلَغَنِي. ثُمَّ مَشَوْا إِلَى عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ، فَقَالُوا لَهُ: طَلِّقْ بِنْتَ مُحَمَّدٍ وَنَحْنُ نُنْكِحُكَ أَيَّ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ شِئْتَ،

(1) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد٢١٧/٩

(2) اسد الغابة ١١٤/٧

(3) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد٢١٨/٦

فَقَالَ: إِنْ زَوَّجْتُمُونِي بِنْتَ أَبَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَوْ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ فَارَقْتُهَا فَزَوَّجُوهُ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَفَارَقَهَا، وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا،فَمَشَوْا إِلَى أَبِي الْعَاصِ فَقَالُوا لَهُ: فَارِقْ صَاحِبَتَكَ وَنَحْنُ نُزَوِّجُكَ أَيَّ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ شِئْتَ، قَالَ:لَا وَاللَّهِ، إِنِّي لَا أُفَارِقُ صَاحِبَتِي، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِامْرَأَتِي امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ

ایک میں روایت ہے قریش کے لوگ ابولہب کے بیٹے عتبہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم محمد ﷺ کی بیٹی کو چھوڑ دو تم قریش کی جس عورت سے چاہو گے ہم تیری شادی اس سے کرا دیں گے،عتبہ نے کہا کہ اگر تم مجھے سعید بن عاص یا اس کے بیٹے ابان کی لڑکی دلوا دو تو میں تمہاری بات مان کر محمد (ﷺ) کی لڑکی کو چھوڑ دوں گا،چنانچہ قریش نے اس کی مرضی کی لڑکی اسے دلوا دی اور اس نے حسب وعدہ رخصتی ہونے سے قبل طلاق دے دی اور اپنے فخر وغرور وہٹ دھرمی کی بنا پر گھر آئی بیش قیمت دولت کو ٹھکرا دیا،قریش مکہ نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر بھی دباؤ ڈالا کہ وہ بھی اپنی اہلیہ کو طلاق دے کر محمد (ﷺ) کو اپنے آبائی دین سے انحراف کے جرم کا مزہ چکھا دیں پھر قریش کی جس عورت سے وہ جس سے چاہیں گے اس سے ان کی شادی کر دی جائے گی، مگر اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اپنی چہیتی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا اور کہا اللہ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کروں گا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی عورت سے شادی کروں۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی بھی یہی خواہش تھی کہ ان کی چہیتی مسلمان بیٹی ایک مشرک کے گھر نہ رہے مگر کیونکہ نکاح کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے خاموش رہے،اس طرح یہ قریش مکہ کی پہلی شکست تھی، حق وباطل کی خوفناک کشمکش میں تیرہ برس بیت گئے اور آخر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان پر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی،جس طرح مشرکین مکہ نے حبشہ تک مسلمانوں کا تعاقب کیا تھا اسی طرح انہیں یہاں پر بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور سازشیں کرنے لگے،جس کے نتیجے میں سترہ رمضان المبارک دو ہجری کو غزوہ بدر برپا ہوا،اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے سامان جنگ سے لیس مشرکین مکہ کو ذلت آمیز شکست سے ہمکنار کیا اور بے سروساماں قلیل مسلمانوں کو فتح عظیم سے نوازا، کفار کے ستر نامی جنگجو مارے گئے، کچھ فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور بہت سے گرفتار ہوئے جس میں داماد رسول ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی قید ہو کر مسجد نبوی میں لائے گئے،رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ فرمایا اور آخر یہ طے پایا کہ ان قیدیوں سے ایک ہزار سے چار ہزار درہم تک فدیہ وصول کیا جائے،

لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أُسَرَائِهِمْ، بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ خَدِيجَةُ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنَى عَلَيْهَاقَالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَالَهَا، فَافْعَلُوافَقَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَطْلَقُوهُ، وَرَدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا،وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَخَذَ عَلَيْهِ، أَوْ وَعَدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ، أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ، أَوْ كَانَ فِيمَا شَرَطَ عَلَيْهِ فِي إِطْلَاقِهِ، وَلَمْ يَظْهَرْ ذَلِكَ مِنْهُ وَلَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْلَمَ مَا هُوَ، إِلَّا أَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ أَبُو الْعَاصِ

[1] تاریخ طبری ۲٫۶۶۷ ، ابن ہشام ۶۵۱٫۱،البدایة والنهایة ۳٫۳۷۹

إلَى مَكَّةَ وَخُلِّيَ سَبِيلُه

جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو آپ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا جو مکہ مکرمہ میں اپنے خاوند کے گھر پر تھیں اپنے شوہر کی رہائی کے لئے اپنا وہ ہار جو ان کی والدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے انہیں تحفہ کے طور پر دیا تھا مدینہ منورہ روانہ کر دیا، جب وہ ہار رسول اللہ ﷺ کی نظروں کے سامنے آیا (تو آپ ﷺ کو اپنی محبوب بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہ یاد آ گئیں جس نے اپنا سب کچھ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے قربان کر دیا تھا، واقعات کی رفتار نے ایک عجیب رقت انگیز صورت پیدا کر دی تھی، وہ حق پرست خاتون جس نے اپنی ساری دولت، محبت اور توانائیاں دعوت دین کی تائید میں صرف کر دی تھیں آج جب نخل اسلام پروان چڑھا اور اس کی سب سے پہلی فتح پر اس باوفا، جانثار اور آپ ﷺ کے رنج وغم میں دلداری کرنے والی خاتون کا ہار جو اس نے نہایت محبت وشفقت سے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو دیا تھا ایک قیدی کے فدیہ میں پیش ہو رہا ہے) جس سے آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی، سید الامم ﷺ اس موقع پر ام المومنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی وفاداری، خلوص اور جانثاری کی بنا پر خود اپنی رائے سے بھی یہ ہار واپس کر سکتے تھے اور ابو العاص کو کسی فدیہ کے بغیر رہائی دلوا سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس معاملہ کا تعلق آپ ﷺ کی ذات سے تھا، آپ ﷺ کی بیٹی اور داماد کا معاملہ تھا لہذا ضابطہ اور قاعدہ کی پابندی اور آ ک کل کی اصطلاح میں جمہوری تقاضے کو پیش نظر رکھا اور معاملہ مسلمانوں کے سامنے رکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کے قیدی کو بغیر فدیہ ہی رہا کر دو اور اس کا مال واپس کر دو، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! سر تسلیم خم ہے، انہوں نے ابو العاص کو مع اس ہار کے رخصت کیا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی رہائی سے قبل ایک شرط لگائی کہ وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر ان کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں ان کے پاس روانہ کر دیں گے جسے انہوں نے تسلیم کر لیا

عَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ مَكَانَهُ، فَقَالَ: كُونَا بِبَطْنِ يَأْجَجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ، فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَانِي بِهَا. فَخَرَجَا مَكَانَهُمَا، وَذَلِكَ بَعْدَ بَدْرٍ بِشَهْرٍ أَوْ شَيْعِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ أَبُو الْعَاصِ مَكَّةَ أَمَرَهَا بِاللُّحُوقِ بِأَبِيهَا، فَخَرَجَتْ تَجَهَّزَ، قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا أَتَجَهَّزُ بِمَكَّةَ لِلُّحُوقِ بِأَبِي لَقِيَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَقَالَتْ: يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ، أَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّكَ تُرِيدِينَ اللُّحُوقَ بِأَبِيكَ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا أَرَدْتُ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: أَيْ ابْنَةَ عَمِّي، لَا تَفْعَلِي، إِنْ كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ بِمَتَاعٍ مِمَّا يَرْفُقُ بِكَ فِي سَفَرِكَ أَوْ بِمَالٍ تَتَبَلَّغِينَ بِهِ إِلَى أَبِيكَ، فَإِنَّ عِنْدِي حَاجَتَكَ، فَلَا تَضْطَنِي مِنِّي، فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ بَيْنَ النِّسَاءِ مَا بَيْنَ الرِّجَالِ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا اور انصار میں سے ایک شخص کو ابو العاص کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ تم مقام بطن یاجج میں ٹھیر جانا اور جب زینب رضی اللہ عنہا تمہارے پاس آئیں تو انہیں یہاں لے آنا چنانچہ یہ دونوں اشخاص روانہ ہوئے یہ غزوہ بدر سے ایک مہینہ بعد کا واقعہ ہے، جب ابو العاص مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے ان کو طلب فرمانے کا ذکر کیا اور وہ سامان سفر کی تیاری میں مصروف ہو گئیں، زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لیے سامان سفر تیار کر رہی تھی تو ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد کی بیٹی! میں نے سنا ہے کہ تم اپنے والد کے پاس جانا چاہتی ہو؟ میں نے

کہامیرا تو کوئی ارادہ نہیں ہے، ہندہ نے کہا اے میرے چچا کی بیٹی! مجھ سے کیوں چھپاتی ہو میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر سامان سفر میں سے کسی چیز کی تم کو ضرورت ہو تو میرے پاس آجانا میں تمہیں دے دوں گی، مردوں کے معاملات عورتوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی مردوں میں جو جنگ ہوئی اس سے یہ لازم نہیں کہ ہم عورتیں بھی آپس میں رنج کریں۔

قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا أَرَاهَا قَالَتْ ذَلِكَ إِلَّا لِتَفْعَلَ، قَالَتْ: وَلَكِنِّي خِفْتُهَا، فَأَنْكَرْتُ أَنْ أَكُونَ أُرِيدُ ذَلِكَ، وَتَجَهَّزْتُ

زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری رائے میں جیسا ہند نے کہا تھا ویسا ہی کرتی مگر پھر بھی مجھ کو اس سے اندیشہ ہوا اور میں نے اس سے صاف انکار کر دیا کہ میرا سفر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے،

فَلَمَّا فَرَغَتْ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَهَازِهَا قَدَّمَ لَهَا حَمُوهَا كِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيعِ أَخُو زَوْجِهَا بَعِيرًا، فَرَكِبَتْهُ، وَأَخَذَ قَوْسَهُ وَكِنَانَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ بِهَا نَهَارًا يَقُودُ بِهَا، وَهِيَ فِي هَوْدَجٍ لَهَا، وَتَحَدَّثَ بِذَلِكَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَخَرَجُوا فِي طَلَبِهَا حَتَّى أَدْرَكُوهَا بِذِي طُوًى، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، وَالْفِهْرِيُّ،فَرَوَّعَهَا هَبَّارٌ بِالرُّمْحِ وَهِيَ فِي هَوْدَجِهَا، وَكَانَتْ الْمَرْأَةُ حَامِلًا- فِيمَا يَزْعُمُونَ- فَلَمَّا رِيعَتْ طَرَحَتْ ذَا بَطْنِهَا

جب زینب رضی اللہ عنہا سفر کی تیاری سے فارغ ہوئیں تو ان کے جیٹھ کنانہ جو ابو العاص کے بھائی تھے سواری کا اونٹ لائے اور زینب رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہوئیں، کنانہ (جو بہت اچھے تیر انداز تھے) نے تیر و کمان اپنے ساتھ لیا اور اونٹ کو ہنکاتے ہوئے دو پہر میں روانہ ہوئے (کیونکہ دو پہر کے وقت زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے عرب لوگ کم سفر کرتے تھے، اس وقت سفر کرنے سے شاید ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں کو زینب رضی اللہ عنہا کے مدینہ منورہ جانے کا علم نہ ہو) جبکہ زینب ہودج میں تھی، قریش کے لوگ ان کی تلاش میں دوڑے یہاں تک کہ مقام ذی طویٰ میں ان کو جالیا، اور پہلا شخص جو کنانہ کے قریب پہنچا وہ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ فہری تھا اس نے اپنے نیزے سے زینب رضی اللہ عنہا کو جو اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں ڈرایا، زینب رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اس کے خوف سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔

وَبَرَكَ حَمُوهَا كِنَانَةُ، وَنَثَرَ كِنَانَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَا يَدْنُو مِنِّي رَجُلٌ إِلَّا وَضَعْتُ فِيهِ سَهْمًا،فَتَكَرْكَرَ النَّاسُ عَنْهُ، وَأَتَى أَبُو سُفْيَانَ فِي جُلَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ، كُفَّ عَنَّا نَبْلَكَ حَتَّى نُكَلِّمَكَ، فكف،فَأَقْبَلَ أَبُو سُفْيَانَ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَمْ تُصِبْ، خَرَجْتَ بِالْمَرْأَةِ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ عَلَانِيَةً، وَقَدْ عَرَفْتَ مُصِيبَتَنَا وَنَكْبَتَنَا، وَمَا دَخَلَ عَلَيْنَا مِنْ مُحَمَّدٍ،فَيَظُنُّ النَّاسُ إِذَا خَرَجْتَ بِابْنَتِهِ إِلَيْهِ عَلَانِيَةً عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، أَنَّ ذَلِكَ عَنْ ذُلٍّ أَصَابَنَا عَنْ مُصِيبَتِنَا الَّتِي كَانَتْ، وَأَنَّ ذَلِكَ مِنَّا ضَعْفٌ وَوَهْنٌ، وَلَعَمْرِي مَا لَنَا بِحَبْسِهَا عَنْ أَبِيهَا مِنْ حَاجَةٍ، وَمَا لَنَا فِي ذَلِكَ مِنْ ثُؤْرَةٍ ، وَلَكِنْ ارْجِعْ بِالْمَرْأَةِ،حَتَّى إِذَا هَدَأَتْ الْأَصْوَاتُ، وَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنْ قَدْ رَدَدْنَاهَا، فَسُلَّهَا سِرًّا، وَأَلْحِقْهَا بِأَبِيهَا،قَالَ:فَفَعَلَ. فَأَقَامَتْ لَيَالِيَ، حَتَّى إِذَا هَدَأَتْ الْأَصْوَاتُ خَرَجَ بِهَا لَيْلًا حَتَّى أَسْلَمَهَا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

وَصَاحِبِهِ، فَقَدِمَا بِهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کنانہ نے یہ دیکھ کر مارے غصہ کے کمان میں تیر رکھا اور کہا جو شخص آگے بڑھے گا میں اس تیر سے اس کا کام تمام کر دوں گا، قریش تیر کو دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئے اور ابوسفیان چند بزرگان قریش کو لے کر کنانہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص تو اپنے تیر کو اپنے پاس رکھ اور ہماری ایک بات سن لے، کنانہ نے کہا کہہ کیا کہتا ہے؟ ابوسفیان کنانہ کے قریب آئے کہا یہ تو نے اچھا کام نہیں کیا کہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی کو اعلانیہ سب کے سامنے لے جا رہا ہے، محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جو رنج و غم ہمیں پہنچا ہے اس کو تو خوب جانتا ہے، اگر تو اس کو اعلانیہ لے جائے گا تو قریش یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی ہمیں ایک اور ذلت اور ندامت پہنچی کہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی ہم میں سے چلی گئی اور ہم اس کو روک نہ سکے، اس سے ہمارا ضعف ثابت ہوتا ہے، اور قسم ہے مجھ کو اپنی جان کی کہ اس عورت کے روکنے سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہم اس سے کوئی بدلہ نکالنا چاہتے ہیں، فقط اتنا مطلب ہے کہ تو اس کو اس وقت لے کر اپنے گھر واپس چلا، دو چار دن کے بعد جب یہ شور و غوغا ذرا کم ہو جائے گا اس وقت چپکے سے (تا کہ قریش کو بزدلی کا طعنہ نہ ملے) اس کو اس کے باپ تک پہنچا دینا، کنانہ ذہین آدمی تھے، موقع کی نزاکت کو سمجھ گئے اس لیے ابوسفیان کی اس بات کو قبول کر لیا (کنانہ بن الربیع نے ابوسفیان کا بتلایا ہوا طریقہ استعمال کیا) اور پھر دو چار روز کے بعد جب شور و شغف میں کمی ہو گئی تو رات کے وقت زینب رضی اللہ عنہا کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا۔

جب زینب رضی اللہ عنہا اونٹ سے گر پڑیں اور ہند بنت عتبہ نے جب یہ واقعہ سنا تو جلدی سے دوڑتی ہوئی آئیں اور قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگیں تمہیں عورتوں سے لڑتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

این کانت شجاعتکم یوم بدر؟

جنگ بدر میں تمہاری شجاعت کہاں گئی تھی؟

پھر وہ زینب رضی اللہ عنہا اور لوگوں کے درمیان حائل ہو گئیں، مجھے گلے لگایا اور میرے ہاتھ پاؤں دبانے لگی، میرا خون وغیرہ پونچھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں اباجان محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچنے کے معاملہ کو امن و امان سے مرتب کیا۔

کنانہ بن ربیع نے اس واقعہ کے متعلق شعر کہے۔

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَأَوْبَاشِ قَوْمِهِ　　يُرِيدُونَ إِخْفَارِي بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوموں کے اوباشوں سے تعجب کرتا ہوں　　کہ محمد کی صاحبزادی کے متعلق میرے عہد کو توڑنا چاہتے ہیں

وَلَسْتُ أُبَالِي مَا حَيِيتُ عَدِيدَهُمْ　　وَمَا اسْتَجْمَعْتُ قَبْضًا يَدِي بِالْمُهَنَّدِ

میں جب تک زندہ رہوں ان کی دھمکیوں کو کچھ خاطر میں نہیں لاتا جب تک میں اپنے ہاتھ میں شمشیر ہندی کو قبضہ کیے ہوئے ہوں

اور زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی ان کو لے کر بخیر و عافیت رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زینب رضی اللہ عنہا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رہنے لگیں۔[1]

---

[1] تاریخ طبری ۲/۴۶۷، ابن ہشام ۱/۶۵۳، البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۱۲

فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ

رسول اللہ ﷺ نے ان کی منقبت میں فرمایا یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لیے اسے تکلیف پہنچی۔ (۱)

فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هِيَ خَيْرُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میری بیٹیوں میں سب سے اچھی بیٹی ہے میرے لیے اسے تکلیف پہنچی۔ (۲)

اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے داماد ابو العاص کی بہت تعریف و تحسین فرمایا کرتے تھے،

وَقَالَ المِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ، فَأَحْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي

مسور سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے اپنے داماد کا ذکر فرمایا اور (حقوق) دامادی (کی ادائیگی میں) ان کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جب بھی کوئی بات کہی تو سچ کہی اور وعدہ کیا تو اس میں پورے نکلے۔ (۳)

سید الامم ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ ایک بہت بڑی اہمیت اور فضیلت کے حامل ہیں اور ابو العاص کے عمدہ کردار کی ترجمانی کرتے ہیں۔

عمیر بن وہب جو شیاطین قریش میں سے بڑا شیطان اور اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں شمار ہوتا تھا جس نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو ایذائیں پہنچائی تھیں اس کا بیٹا بھی قیدیوں میں شامل تھا وہ اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لئے مدینہ نہیں آیا تھا، مکہ مکرمہ میں مقام حجر میں صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب نے اس دوران ایک سازش کی

فَقَالَ صَفْوَانُ: وَاللَّهِ إِنْ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ خَيْرٌ ،قَالَ لَهُ عُمَيْرٌ: صَدَقْتَ وَاللَّهِ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ لَيْسَ لَهُ عِنْدِي قَضَاءٌ وَعِيَالٌ أَخْشَى عَلَيْهِمْ الضَّيْعَةَ بَعْدِي، لَرَكِبْتُ إِلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَإِنَّ لِي قِبَلَهُمْ عِلَّةً: ابْنِي أَسِيرٌ فِي أَيْدِيهِمْ،قَالَ: فَاغْتَنَمَهَا صَفْوَانُ وَقَالَ: عَلَيَّ دَيْنُكَ، أَنَا أَقْضِيهِ عَنْكَ، وَعِيَالُكَ مَعَ عِيَالِي أُوَاسِيهِمْ مَا بَقُوا، لَا يَسَعُنِي شَيْءٌ وَيَعْجِزُ عَنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ عُمَيْرٌ: فَاكْتُمْ شَأْنِي وَشَأْنَكَ، قَالَ: أَفْعَلُ،قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ عُمَيْرٌ بِسَيْفِهِ، فَشُحِذَ لَهُ وَسُمَّ، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ

صفوان نے عمیر سے کہا اکابر قریش جو بدر میں مقتول ہو چکے ہیں کے بعد زندگی میں کوئی خوبی باقی نہیں رہی ہے، عمیر نے بھی اس کی تائید کی اور کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے اہل و عیال کی کثرت نہ ہوتی تو میں ابھی سوار ہو کر مدینہ منورہ جاتا اور محمد (ﷺ) کو قتل کر دیتا کیونکہ میرا بیٹا بھی اس کے پاس قید ہے، صفوان نے اس کی اس بات کو غنیمت سمجھا اور فوراً کہا میں تیرے قرض کا ذمہ لیتا ہوں اور تیرے اہل و عیال کے

---

(۱) دلائل النبوة للبیہقی۱۵۶/۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۱۸/۴، البداية والنهاية۴۰۰/۳، مستدرک حاکم ۶۸۳۶،۲۸۱۲،السيرة النبوية لابن كثير۵۱۸/۲

(۲) معرفة الصحابة لابی نعیم۷۳۴۸،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۲۱۳/۹

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الشُّرُوطِ بَابُ الشُّرُوطِ فِي المَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

اخراجات بھی میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ برداشت کروں گا تو جا اور رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے، عمیر نے بھی اس پیشکش کو قبول کر لیا، عمیر نے کہا تو اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا، صفوان نے کہا میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا، اس کے بعد عمیر نے اپنی تلوار کو تیز کروا کر زہر میں بجھوائی اور تیار ہو کر مدینہ روانہ ہو گیا

فَبَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي نَفَرٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ يَوْمِ بَدْرٍ، وَيَذْكُرُونَ مَا أَكْرَمَهُمْ اللهُ بِهِ، وَمَا أَرَاهُمْ مِنْ عَدُوِّهِم،إِذْ نَظَرَ عُمَرُ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ وَهْبٍ حِينَ أَنَاخَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ مُتَوَشِّحًا السَّيْفَ، فَقَالَ: هَذَا الْكَلْبُ عَدُوُّ اللهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ، وَاللَّهِ مَا جَاءَ إِلَّا لِشَرٍّوَهُوَ الَّذِي حَرَّشَ بَيْنَنَا، وَحَزَرَنَا لِلْقَوْمِ يَوْمَ بَدْرٍ،ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، هَذَا عَدُوّ اللهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ قَدْ جَاءَ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ، قَالَ: فَأَدْخَلهُ عَلَيَّ

جب وہ مدینہ پہنچا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں غزوہ بدر ہی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کیسے رحمت و کرم کیا اور دشمنوں کو کیسے نیست و نابود کیا، اچانک انہوں نے دیکھا کہ عمیر اپنا اونٹ مسجد کے سامنے بٹھائے اور تلوار حمائل کئے ہوئے ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ واللہ! یہ کتا اللہ کا دشمن ہے اور ضرور کسی بدنیتی ہی سے آیا ہے، یہ وہی شخص ہے جو روز بدر ہماری تعداد کا تخمینہ دشمنوں کو بتلا رہا تھا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب آیا ہے اور اس کے ساتھ تلوار ہے، رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا اس کو سامنے پیش کرو،

فَأَقْبَلَ عُمَرُ حَتَّى أَخَذَ بِحِمَالَةِ سَيْفِهِ فِي عُنُقِهِ فَلَبَّبَهُ بِهَا، وَقَالَ لِرِجَالٍ مِمَّنْ كَانُوا مَعَهُ مِنْ الْأَنْصَارِ: أُدْخُلُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْلِسُوا عِنْدَهُ، وَاحْذَرُوا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الْخَبِيثِ، فَإِنَّهُ غَيْرُ مَأْمُونٍ،ثُمَّ دَخَلَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعُمَرُ آخِذٌ بِحِمَالَةِ سَيْفِهِ فِي عُنُقِهِ، قَالَ: أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، أُدْنُ يَا عُمَيْرُ،فَدَنَا ثُمَّ قَالَ: انْعَمُوا صَبَاحًا، وَكَانَتْ تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْنَهُمْ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَكْرَمَنَا اللهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ، بِالسَّلَامِ: تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ يَا مُحَمَّدُ إِنْ كُنْتُ بِهَا لَحَدِيثُ عَهْدٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر کی گردن میں پڑی تلوار کے تسمہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو انصار ساتھ تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، مگر ہوشیار رہنا یہ نہایت مکار شخص ہے اس کا بھروسہ نہیں، یہ انتہا درجہ کا خبیث ہے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عمیر کو اسی ہیئت سے پکڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کو چھوڑ دو اور اے عمیر تو میرے قریب آجا، عمیر رسول اللہ ﷺ کے قریب آیا اور کہا تم لوگوں نے اچھی صبح کی، یہ دعائیہ کلمہ جاہلیت کی رسم سے تھا جب ایک دوسرے سے ملتے تو یہی کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمیر! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی دعا (سلام) کی عزت سے نوازا ہے جو تمہاری دعا (سلام) سے بہتر ہے، اور جو اہل جنت کی دعا ہے، عمیر نے کہا واللہ! اے محمد (ﷺ) یہ تمہاری نئی باتیں ہیں،

قَالَ: فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ؟ قَالَ: جِئْتُ لِهَذَا الْأَسِيرِ الَّذِي فِي أَيْدِيكُمْ فَأَحْسِنُوا فِيهِ،قَالَ: فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِي عُنُقِكَ؟ قَالَ: قَبَّحَهَا اللهُ مِنْ سُيُوفٍ، وَهَلْ أَغْنَتْ عَنَّا شَيْئًا؟قَالَ: أُصْدُقْنِي، مَا الَّذِي جِئْتَ لَهُ؟قَالَ:مَا جِئْتُ إِلَّا لِذَلِكَ،قَالَ: بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِفَذَكَرْتُمَا أَصْحَابَ الْقَلِيبِ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ قُلْتُ: لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى أَقْتُلَ مُحَمَّدًا، فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ، عَلَى أَنْ تَقْتُلَنِي لَهُ، وَاللَّهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَلِك

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا اے عمیر! تم کس لیے یہاں آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اس قیدی کے لئے آیا ہوں جو آپ کے پاس قید ہے آپ اس کے تعلق سے احسان فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارے گلے میں تلوار کیوں حائل ہے؟ عمیر نے کہا اللہ ان تلواروں کو برباد کرے کہ یہ کچھ کام نہ آسکیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ سچ کہہ دو کہ کس ارادے سے آئے ہو؟ عمیر نے کہا سوائے قیدی کے کسی اور ارادے سے نہیں آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اور صفوان نے حجر اسود کے پاس بیٹھ کر صلاح نہیں کی تھی، تو نے بدر کے مقتولوں کا ذکر نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ اگر میرے اوپر اس قدر قرض نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کرسکتا اور اہل وعیال کی کثرت نہ ہوتی تو میں جاکر محمد ﷺ کو قتل کردیتا، صفوان نے تیرا قرض اپنے ذمہ لے لیا اور تیرے اہل وعیال کے خرچ کا بھی متکفل ہوا ہے، تاکہ تو مجھے قتل کردے اور اللہ تمہاری اس گفتگو کا شاہد ہے،

قَالَ عُمَيْرٌ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، قَدْ كُنَّا يَا رَسُولَ اللهِ نُكَذِّبُكَ بِمَا كُنْتَ تَأْتِينَا بِهِ مِنْ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَمَا يَنْزِلُ عَلَيْكَ مِنْ الْوَحْيِ، وَهَذَا أَمْرٌ لَمْ يَحْضُرْهُ إِلَّا أَنَا وَصَفوَان، فو الله إِنِّي لَأَعْلَمُ مَا أَتَاكَ بِهِ إِلَّا اللهُ، فَالْحَمْدُ لله الَّذِي هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ، وَسَاقَنِي هَذَا الْمَسَاقَ، ثُمَّ شَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقِّهُوا أَخَاكُمْ فِي دِينِهِ. وَأَقْرِئُوهُ الْقُرْآنَ، وَأَطْلِقُوا لَهُ أَسِيرَهُ، فَفَعَلُوا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي كُنْتُ جَاهِدًا عَلَى إِطْفَاءِ نُورِ اللهِ، شَدِيدَ الْأَذَى لِمَنْ كَانَ عَلَى دِينِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَأْذَنَ لِي، فَأَقْدَمَ مَكَّةَ، فَأَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ تَعَالَى، وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَى الْإِسْلَامِ، لَعَلَّ اللهَ يَهْدِيهِمْ وَإِلَّا آذَيْتُهُمْ فِي دِينِهِمْ كَمَا كُنْتُ أُوذِي أَصْحَابَكَ فِي دِينِهِمْ؟قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَحِقَ بِمَكَّةَ

عمیر نے یہ سنتے ہی کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ جو آسمانی خبریں بیان فرماتے تھے ہم ان کو جھٹلایا کرتے تھے لیکن یہ بات تو ایسی ہے کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی اور موجود ہی نہ تھا، اللہ کی قسم! اب میں جان گیا ہوں کہ یہ خبر آپ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور ذریعہ سے نہیں ملی، اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور اس پاکیزہ راستہ پر مجھے چلایا، پھر عمیر نے حق کی گواہی دی اور صدق دل سے مسلمان ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کو دین کی تعلیم دو، قرآن پڑھاؤ اور اس کی خاطر اس کا قیدی بھی رہا کردو، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمیر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی تعلیم دی، پھر عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اللہ کے نور کو بجھانے کی بہت کوششیں کیں اور اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح

سے ستایا اب مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ مکہ مکرمہ جاکر لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دوں شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اللہ کے دشمنوں کو اس طرح ستاؤں جس طرح اسلام قبول کرنے سے قبل میں مسلمانوں کو ستاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی اور وہ مکہ واپس چلے گئے۔

وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ حِينَ خَرَجَ عُمَيْرُ ابْنِ وَهْبٍ، يَقُولُ: أَبْشِرُوا بِوَقْعَةٍ تَأْتِيكُمْ الْآنَ فِي أَيَّامٍ، تُنْسِيكُمْ وَقْعَةَ بَدْرٍ وَكَانَ صَفْوَانُ يَسْأَلُ عَنْهُ الرُّكْبَانَ، حَتَّى قَدِمَ رَاكِبٌ فَأَخْبَرَهُ عَنْ إِسْلَامِهِ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يُكَلِّمَهُ أَبَدًا، وَلَا يَنْفَعَهُ بِنَفْعٍ أَبَدًا، فَلَمَّا قَدِمَ عُمَيْرٌ مَكَّةَ، أَقَامَ بِهَا يَدْعُو إِلَى الْإِسْلَامِ، وَيُؤْذِي مَنْ خَالَفَهُ أَذًى شَدِيدًا، فَأَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ نَاسٌ كَثِيرٌ

جب عمیر بن وہب ارادہ بدلیکر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو صفوان بن امیہ کو مکہ میں عمیر رضی اللہ عنہ کا بڑا انتظار تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں لوگوں سے کہتا پھرتا تھا اے لوگوں چند دنوں بعد میں تم کو ایسی بشارت سناؤں گا جو تم کو بدر کا صدمہ بھلا دے گی، اور صفوان بن امیہ مدینہ منورہ سے ہر ایک آنے والے سے عمیر رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کرتا یہاں تک کہ جب اس کو عمیر بن وہب کے اسلام قبول کرنے کی خبر ہوئی تو آگ بگولہ ہوگیا اور قسم کھائی کہ میں زندگی بھر نہ تو عمیر سے بات چیت کروں گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع پہنچاؤں گا، اس کے بعد اس کی اور صفوان کی بات چیت بند ہوگئی، جب عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور انہوں نے اسلام دشمن لوگوں کو خوب ستایا اور بہت سے لوگ ان کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔ [1]

فَلَمَّا كَانَ الغد قال عمر: غدوت الى النبي وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ، وَإِذَا هُمَا يَبْكِيَانِ،قَالَ:قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا يُبْكِيكَ أَنْتَ وَصَاحِبُكَ؟ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ، وَإِنْ لَمْ أَجِدْ تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا،فَقَالَ رَسُولُ الله لِلَّذِي عَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابُكَ مِنَ الْفِدَاءِ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُكُمْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ لِشَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ اور پھر قیدیوں کی رہائی کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (مگر یہ دیکھ کر حیران ہوئے) کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ دونوں کس بات پر رو رہے ہیں؟ اگر کوئی رونے کی بات ہے تو میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں صاحبان کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنالوں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ پیش آیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت (جو آپ کے قریب ہی تھا) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا میرے سامنے ان لوگوں کا عذاب لایا گیا (جنہوں نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا) وہ عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔ [2]

---

[1] ابن ہشام ۶۶۳/۱، تاریخ طبری ۴۶/۲ تا ۴۷، البدایۃ والنہایۃ ۳۱۳/۳

[2] تاریخ طبری ۴۷/۲

مکہ معظّمہ میں شکست کی خبر

میدان جنگ سے جان بچا کر فرار ہونے والے لوگوں کا مذمت سے سر جھکا ہوا تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں شکست خودہ داخل ہونے سے پہلو تہی کر رہے تھے

وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ مَكَّةَ (بمصاب) قُرَيْش الجيسمان بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ فَقَالُوا: مَا وَرَاءَكَ؟قَالَ: قُتِلَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَأَبُو الْحَكَمِ بْنُ هِشَامٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَزَمَعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَنُبَيْهٌ وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الْحَجَّاجِ، وَأَبُو الْبَخْتَرِيِّ بْنُ هِشَامٍ، فَلَمَّا جعَلَ يُعَدِّدُ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ،قَالَ: وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ جَالِسٌ يَقُولُ: لَا يَعْقِلُ هَذَا شَيْئًا مِمَّا يَتَكَلَّمُ بِهِ، سَلُوهُ عَنِّي ! فَقَالُوا: صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، لَكَ بِهِ عِلْمٌ؟فَقَالَ: هُوَ ذَاكَ جَالِسًا فِي الْحِجْرِ، وَقَدْ رَأَيْتُ أَبَاهُ وَأَخَاهُ حِينَ قُتِلَا

مگر کب تک باہر رہ سکتے تھے آخر ہمت کر کے سب سے پہلے مکہ میں جنگ بدر سے جان بچا کر جیسمان بن عبد اللہ خزاعی پہنچا، مشرکین مسلمانوں کے خلاف ایک اچھی خبر کے بے چینی سے منتظر تھے اس لئے فوراً جیسمان خزاعی کو گھیر لیا اور بڑی بیتابی سے پوچھا بتلاؤ کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا قتل ہو گئے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ، ابو الحکم بن ہشام (ابوجہل) امیہ بن خلف، زمعہ بن الاسود، الحجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابو البختری بن ہشام غرضیکہ تمام اشراف قریش کے نام لئے، صفوان بن امیہ اس وقت حجر اسود کے پاس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا توقع کے برخلاف یہ مایوس کن خبر سنکر بولا اس شخص کی بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی شاید یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے، پھر دوسرے لوگوں کو اشارہ کر کے کہنے لگا بطور امتحان کے اس سے دریافت تو کرو کہ صفوان بن امیہ اس وقت کہاں ہے؟ جیسمان خزاعی نے کہا حجر کے سامنے مجلس میں بیٹھا ہوا شخص ہی تو صفوان بن امیہ ہے، میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔[1]

وَقَدْ سَرَّنَا مَا جَاءَنَا مِنَ الْخَبَرِ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو لَهَبٍ يَجُرُّ رِجْلَيْهِ بِشَرٍّ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى طُنُبِ الْحُجْرَةِ ، فَكَانَ ظَهْرُهُ إِلَى ظَهْرِي، فَبَيْنَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ قَدِمَ أَبُو سُفْيَانَ بن الحرث، فَقَالَ: أَبُو لَهَبٍ هَلُمَّ إِلَيَّ، فَعِنْدَكَ الْخَبَرُ فَقَالَ: وَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ لَقِينَا القوم فمنحناهم أكتافنا يقتلوننا كيف شاءوا، ويأسرونا كَيْفَ شَاءُوا، وَايْمُ اللهِ مَعَ ذَلِكَ مَا لمت الناس، لقينا رجالا بِيضٌ عَلَى خَيْلٍ بُلْقٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، والله ماتَلِيقُ شَيْئًا ولا يَقُومُ لَهَا شَيْءٌ

اتنے میں ابولہب بھی بری طرح پاؤں گھسیٹتا ہوا آیا اور حجرہ کی ایک جانب میں آ کر بیٹھ گیا اور اس کی پشت میری پشت کی طرف تھی، وہ بیٹھا ہی ہوا تھا کہ لوگ کہنے لگے لو یہ ابوسفیان بن حرث بن عبد المطلب (مغیرہ) آ گئے، ابولہب نے ابوسفیان کو بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور بدر کا حال دریافت کیا، ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم کوئی خبر نہیں مگر یہ کہ ایک قوم سے ہمارا مقابلہ ہوا اور ہم نے اپنے مونڈھے ان کے حوالے کر دیئے وہ

---

[1] ابن ہشام ۶۴۶/۱، مغازی واقدی ۱۱۹/۱، عیون الآثر ۳۱۰/۱، تاریخ طبری ۴۶۱/۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۷۵/۳

جس طرح چاہتے تھے ہم پر ہتھیار چلاتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے ہمیں اسیر کرتے تھے، اور میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا اللہ کی قسم سفید ابلق گھوڑوں پر سوار جو آسمان وزمین کے درمیان معلق تھے ہمارے مقابل تھے اللہ کی قسم! وہ کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے سامنے نہیں ٹھیرتی تھی،

قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَرَفَعْتُ طُنُبَ الْحُجْرَةِ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قُلْتُ: تِلْكَ وَاَللَّهِ الْمَلَائِكَةُ، قَالَ:فَرَفَعَ أَبُو لَهَبٍ يَدَهُ فَضَرَبَ بِهَا وَجْهِي ضَرْبَةً شَدِيدَة. قَالَ: وثاورته فَاحْتَمَلَنِي فَضَرَبَ بِي الْأَرْضَ، ثُمَّ بَرَكَ عَلَيَّ يَضْرِبُنِي، وَكُنْتُ رَجُلًا ضَعِيفًا، فَقَامَتْ أُمُّ الْفَضْلِ إلَى عَمُودٍ مِنْ عُمُدِ الْحُجْرَةِ، فَأَخَذَتْهُ فَضَرَبَتْهُ بِهِ ضَرْبَة فلعت فِي رَأْسِهِ شَجَّةً مُنْكَرَةً،وَقَالَتْ: اسْتَضْعَفْتَهُ أَنْ غَابَ عَنْهُ سَيِّدُهُ،فَقَامَ مولّيا ذليلا، فو الله مَا عَاشَ إلَّا سَبْعَ لَيَالٍ حَتَّى رَمَاهُ اللهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ

ابو رافع کہتے ہیں اپنے ہاتھوں سے حجرہ کی جانت اٹھا کر میں نے کہا اللہ کی قسم! وہ فوج یقیناً فرشتوں کی تھی، یہ سنتے ہی ابولہب نے مشتعل ہو کر میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا ابو رافع کہتے ہیں میں نے بھی اس کو مارا، وہ مجھ سے چمٹ گیا اور مجھے پچھاڑ کر مارنے کے لئے میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور میں کمزور بدن کا انسان تھا، ام فضل رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھتے ہی خیمے کا ایک کھمبا اٹھا کر ابولہب کے سر پر اس زور سے مارا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اور کہا کہ اس کا آقا (عباس رضی اللہ عنہ) موجود نہیں ہیں اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا، ابولہب نے جو یہ صورت دیکھی تو سر جھکا کر چلا گیا مگر ابھی سات دن ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کی قسم کی ایک بیماری میں مبتلا کر دیا اور وہ اسی میں مر گیا۔ [1]

أَنَّ الْعدسةَ قرحةٌ كَانَتِ الْعَرَبُ تَتَشَاءَمُ بِهَا، وَيَرَوْنَ أَنَّهَا تَعْدِي أَشَدَّ الْعَدْوَى، فَلَمَّا أَصَابَتْ أَبَا لَهَبٍ تَبَاعَدَ عَنْهُ بَنُوهُ، وَبَقِيَ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا لا تُقْرَبُ جِنَازَتُهُ وَلا يُحَاوَلُ دَفْنُهُ، فَلَمَّا خَافُوا السُّبَّةَ فِي تَرْكِهِ حَفَرُوا لَهُ ثُمَّ دَفَعُوهُ بِعُودٍ فِي حُفْرَتِهِ وَقَذَفُوهُ بِالْحِجَارَةِ مِنْ بَعِيدٍ حَتَّى وَارَوْهُ

طاعون کی اس بیماری کو اہل عرب منحوس سمجھتے تھے اس لئے اس کے مرنے کے بعد تین دن تک قریش کے ایک بڑے سردار کی لاش بے گور وکفن گھر میں پڑی رہی، اس پر نہ اس کی اولاد روئی اور نہ ہی اس کے حمایتی بلکہ اس کی لاش سے دور ہی رہے کہ کہیں یہ بیماری انہیں نہ لگ جائے، آخر لاش سڑنے اور بو پھیلنے لگی تو اس کی اولاد کو مکہ کی عورتوں کی ملامت سے خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے کچھ دور ایک گڑھا کھودا اور دور سے ہی لکڑیوں کی مدد سے لاش کو دھکیلتے ہوئے اس گڑھے میں ڈال دیا اور اوپر سے مٹی اور پتھر ڈال کر گڑھا برابر کر دیا اس طرح قریش کے اس خوبصورت، دولت مند سردار کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ہی کفن ہی نصیب ہوا۔ [2]

اس کی سرداری جس سے اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی اور وہ دولت جسے وہ گن گن کر رکھتا تھا اس کے کچھ کام نہ آئی۔

---

[1] ابن ہشام ۱/۶۴۷، الروض الانف ۵/۱۲۰، عیون الآثر ۱/۳۱۲، البداية والنهاية ۳/۳۷۶، ابن سعد ۴/۵۵، شرح الزرقانی علی المواہب ۲/۳۲۰

[2] عیون الآثر ۱/۳۱۲، شرح زرقانی علی المواہب ۲/۳۴۱

فتح کے اسباب:

تین سو تیرہ پیدل آدمیوں کا جو پوری طرح مسلح بھی نہ تھے ایک ہزار کی جمعیت پر جس میں ایک سو مسلح سوار بھی شامل تھے غلبہ پانا تائید ربانی کے سوا کسی طرح ممکن نہ تھا تاہم اس کے کچھ ظاہری اسباب بھی تھے۔

۱۔مسلمانوں کی قیادت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی جس پر مسلمانوں کو پورا بھروسہ تھا وہ جاں نثاری کے جذبہ کے ساتھ میدان میں آئے تھے اور ان کو اپنی فتح کا یقین تھا۔

۲۔قریش میں اتحاد مفقود تھا، قائد لشکر عتبہ لڑائی کے خلاف تھا مگر ابوجہل نے اس کو لڑنے کے لیے مجبور کیا تھا، میدان جنگ میں کفار قریش ایک سپہ سالار کے ماتحت ہو کر نہیں لڑتے تھے بلکہ ہر نامور سردار اپنے آپ کو سالار فوج سمجھتا تھا۔

۳۔رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو پوری تنظیم کے ساتھ حرکت میں لائے تھے جبکہ کفار میں نظم وضبط موجود نہ تھا۔

۴۔لڑائی سے ایک روز پہلے رات کو بارش ہوگئی تھی، چونکہ مسلمان اونچی جگہ پر تھے اس لئے وہ جگہ اور بہتر ہوگئی جبکہ کفار مکہ نشیب میں تھے اس لئے ان کی قیام گاہ میں کیچڑ ہوگئی اور ان کے مسلح سواروں کو چلنے پھرنے میں دشواری ہوئی۔

۵۔لڑائی کے وقت سورج مسلمانوں کی پشت پر تھا اور کفار کے سامنے تھا اس کے باعث ان کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔

۶۔کفار مکہ مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے تھے اور ان کی تعداد ان کو دگنی نظر آتی تھی۔

۷۔شروع کے انفرادی مقابلہ میں کفار مکہ کے تین مشہور سردار عتبہ، ولید اور شیبہ مارے گئے اس سے اس کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔

۸۔مسلمان رات بھر آرام سے سو کر تازہ دم اٹھے تھے اس کے برعکس قریش بے اطمینانی کی وجہ سے پریشان رہے تھے۔

غزوہ بدر کے نتائج:

۱۔یہ معرکہ اسلام کی شوکت وہیبت اور دبدبہ کا سنگ بنیاد بنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک غزوہ بدر کی اہمیت اتنی تھی کہ جن اشخاص نے اس میں حصہ لیا تھا وہ قطعی طور پر جنتی قرار دیئے گئے۔

۲۔سورۂ آل عمران کے پیش نظر غزوہ بدر سراسر معجزہ تھی، اس جنگ میں اللہ تعالیٰ کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں جو مسلمانوں سے مکہ مکرمہ میں کی گئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا تھا کہ فلاں کافر کی فلاں قتل گاہ ہے، میدان جنگ میں یہ پیشگوئی درست ثابت ہوئی۔

۳۔فتح بدر نے اسلام کو فوقیت وبرتری بخشی اور باطل کو مٹا کر دنیا بھر میں اشاعت دین کے دروازے کھول دیئے، رسول اللہ ﷺ اب صرف واعظ نہ تھے بلکہ اسلام کی حفاظت کرنے والے سر بکف مجاہد بھی تھے، غزوہ بدر میں تاجدار رسل ﷺ کے پروانوں نے تاریخ کے صفحات پر دینی غیرت اور قومی حمیت کے لازوال نقش ثبت کئے، حق وصداقت کا غیرت افروز درس دے گئے کہ دنیا میں وہی قوم زندہ رہتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کی خوشی سے خون کی زکوٰۃ ادا کر سکے، اس جنگ سے سارے عرب پر موحدین کی دھاک بیٹھ گئی اور قبائل نے خوب جان لیا کہ مسلمان تر نوالہ نہیں ہیں۔

۴۔قریش کے بڑے بڑے سردار جہنم وصل ہوئے،اس کے جہنم رسید ہونے سے جہاں ایک طرف قریش کی قوت ہمیشہ کے لیےختم ہوگئی وہاں مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

۵۔مدینہ منورہ میں اسلامی اقتدار کے پاؤں جم گئے،مدینہ کے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے بھی بظاہر اسلام قبول کرلیا۔

۶۔قریش کی معاشی حالت گرگئی،مدینہ منورہ کی شاہراہ بند ہوجانے سے شامی تجارت کا سلسلہ رک گیا۔

۷۔فتح بدر سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور انہیں تائید ایزدی کا یقین ہوگیا یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی بھی دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہوئے۔

۸۔غزوہ بدر کی فتح کے نتیجہ میں یہودی اور زیادہ حاسد ہوگئے اور ان کی سازشوں کی وجہ سے ہروقت خدشہ رہنے لگا۔

۹۔غزوہ بدر کے بعد پہلی مرتبہ صلح وجنگ سے متعلق قوانین مرتب کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس طرح اسلام میں بین الاقوامی قوانین کی بنیاد پڑی۔

۱۰۔اس جنگ سے یہ ثابت ہوگیا کہ فتح وکامرانی کے لیے ساز وسامان اور فوج کی تعداد ہی ضروری نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں عزم راسخ اور یقین محکم ہی اصل کامیابی ہے۔

مکہ مکرمہ میں شکست کی خبر

جس وقت مکہ مکرمہ میں قریش کی بدترین شکست اور ہزیمت کی خبر پہنچی تو ایک تہلکہ مچ گیا قریش کو جب اپنے عزیز واقارب کے قتل کا حال معلوم ہوا تو گھر گھر صف ماتم بچھ گئی ، ہر گھر سے انتقام کی آوازیں اٹھنے لگیں،جنگ بدر کے لئے عمرو بن الحضرمی کا بہانہ بنا تھا اب تقریباً ستر سروں کا بدلہ لینے کا مقصد وجود میں آ گیا،بڑے بڑے سرداروں کے مرجانے کے بعد جنگ کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ آئی جو اسلام دشمنی میں اپنے پیش رووں سے کسی طور کم نہ تھا اس کے علاوہ یہ بنوعبدشمس سے تعلق رکھتے تھے اور یہ گھرانہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کا پرانا حریف تھا،رسول اللہ ﷺ کے جدامجد ہاشم اور ابوسفیان کے بزرگ امیہ کے درمیان برتری کی جنگ شروع ہوگئی تھی جو عبد المطلب کی عظیم شخصیت تک بنوامیہ کی ناکامی کی صورت میں قائم رہی اور بنوعبدشمس،بنوہاشم پر برتری حاصل نہ کرسکے،عبد المطلب کی وفات کے بعد بنوعبدمناف میں کوئی اتنی بڑی شخصیت نہ تھی اس لئے برتری اور بزرگی کا تاج ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے سر پر رکھا گیا،اس خاندان کی اس فتح پر ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے یعنی خاندان کی خواہش عزوجاہ ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کردیا،بنوشمس کے اکثر افراد نے اس دعویٰ میں اپنی سیاسی پسپائی کی جھلک دیکھی اور اسلام دشمنی ان میں سے اکثر کا دین وایمان قرار پائی،کچھ ایسے صالح اور نیک نہاد بزرگ ان میں بھی تھے جنہوں نے اسلام کو گروہی سیاست سے بلند ہوکر دیکھا اور اس کی عالمگیر سچائیوں کو قبول کرنے میں مطلقاً ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی،سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام نامی اس فہرست کا طغرا ہے،لیکن مجموعی طور پر اس خانوادے نے اسلام کو اپنی گروہی سیاست کی عینک سے دیکھا اور مدتوں تک اپنے آپ کو اس سے محروم رکھا،ابوسفیان اسی ذاتی عداوت کو مکہ کی عمومی

عداوت میں ضم کر کے مکہ کے سردار بنے اور ان کا پہلا فرض یہ قرار پایا کہ وہ مکہ کے ستر افراد کا بدلہ مدینے والوں سے لیں، لوگ ایک ماہ تک اپنے عزیز و اقارب پر گریہ وزاری کرتے رہے، بعد میں ابو سفیان نے رئیس جنگ کی حیثیت سے مقتولین پر ماتم کرنے اور واویلا کرنے کو سرکاری طور پر منع کر دیا

لَا تَفْعَلُوا فَيَبْلُغُ مُحَمَّدًاوأَصْحَابه، فيشتموا بِكُمْ، وَلَا تَبْعَثُوا فِي أَسْرَاكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنُوا بِهِمْ لَا يَأْرُبُ عَلَيْكُمْ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ فِي الْفِدَاءِ

کوئی شخص مقتول ہونے والے پر گریہ وزاری نہ کرے چونکہ اگر تمہارے رنج والم اور گریہ وزاری کی یہ خبر محمد (صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو پہنچے گی تو وہ خوش ہوں گی اور نہ ہی کوئی اپنے قیدی کو چھڑانے کے لئے فدیہ ادا کرے کہیں محمد (صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) فدیہ کی مقدار کو بڑھا نہ دیں۔[۱]

فَكَانَ أَبُو سُفْيَانَ نَذَرَأَنْ لَا يَمَسَّ رَأْسَهُ مَاءٌ مِنْ جَنَابَةٍحَتَّى يَغْزُوَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنے اس حکم کو موثر بنانے اور اہل مکہ کے جذبات کو آہ وبکا سے ہٹا کر انتقام پر مرکوز کر دینے کے لئے ابوسفیان نے اہالیان مکہ کے سامنے قسم کھائی جب تک محمد صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا اس وقت تک سر میں تیل نہیں ڈالے گا اور نہ غسل جنابت کرے گا۔[۲]

ظاہر ہے اس قسم کی وجہ سے ابوسفیان مکہ کے معاشرتی حلقوں میں ملی انتقام کے سمبل کی حیثیت اختیار کر گئے ہوں گے، اس کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا کہ مکہ کے تجارتی قافلوں کا تمام منافع مصارف جنگ کے لئے وقف کر دیا جائے، مکہ کو بدر میں یہ تجربہ ہو گیا تھا کہ مدینہ کی ریاست ایک ہزار کے لشکر پر بھاری ہے اس لئے لشکر کی تعداد اور اس کے ساز و سامان میں اضافہ ضروری ہے اور اس کے لئے وسیع تر ذرائع کی تلاش ناگزیر تھی

قَالَ: وَكَانَ الْأَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ قَدْ أُصِيبَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدِهِ، زَمَعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَعَقِيلُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَالْحَارِثُ بْنُ زَمَعَةَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَبْكِيَ عَلَى بَنِيهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعَ نَائِحَةً مِنْ اللَيْلِ، فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ:وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ: أُنْظُرْ هَلْ أُحِلَّ النَّحْبُ، هَلْ بَكَتْ قُرَيْشٌ عَلَى قَتْلَاهَا؟لَعَلِّي أَبْكِي عَلَى أَبِي حَكِيمَةَ، يَعْنِي زَمَعَةَ فَإِنَّ جَوْفِي قَدْ احْتَرَقَ.قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْهِ الْغُلَامُ قَالَ: إِنَّمَا هِيَ امْرَأَةٌ تَبْكِي عَلَى بَعِيرٍ لَهَا أَضَلَّتْهُ،قَالَ: فَذَاكَ حِينَ يَقُولُ الْأَسْوَدُ

اس جنگ میں اسود بن عبدالمطلب (جو نابینا تھا) کے تین جوان بیٹے بھی قتل ہوئے تھے، اس کا دل ان کے رنج والم میں پھٹا جاتا تھا لیکن قریش نے ان پر آہ وزاری پر پابندی لگادی تھی، ایک رات وہ لیٹا ہوا تھا کہ اسے دور سے کسی عورت کے رونے کی آواز سنائی دی، اس نے اپنے غلام کو پتہ کرنے کے لئے اس طرف بھیجا کہ شاید قریش نے مقتولین کے ورثا کو رونے کی اجازت دے دی ہو اور وہ بھی اپنے بیٹے ابوحکیمہ پر رو کر دل کا بوجھ ہلکا کر سکے، مگر اس کی توقع کے برعکس غلام نے آ کر خبر دی کہ قریش نے ایسی کوئی اجازت نہیں دی اور وہ عورت تو اپنے گمشدہ اونٹ پر رو رہی تھی، اس خبر پر اسود بن عبدالمطلب چپ نہ رہ سکا اور بے اختیار کہنے لگا۔

[۱] ابن ہشام ۶۴۸؍۱، مغازی واقدی ۱۲۳؍۱، الروض الانف ۱۲۲؍۵، عیون الآثر ۳۱۲؍۱، البدایة والنهایة ۳۷۷؍۳

[۲] ابن ہشام ۴۴؍۲، الروض الانف ۳۸۹؍۵، عیون الآثر ۳۴۵؍۱، البدایة والنهایة ۴۱۶؍۳

أَتَبْكِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ ۔۔۔ وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ

کیا وہ اس بات پر روتی ہے کہ اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے ۔۔۔ اور اس پر بے خوابی نے اس کی نیند حرام کر رکھی ہے

فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلكِنْ ۔۔۔ عَلَى بَدْرٍ تَقَاصَرَتْ الْجُدُودُ

تو اونٹ پر نہ رو بلکہ ۔۔۔ بدر پر رو جہاں قسمتیں پھوٹ گئیں

عَلَى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِي هُصَيْصٍ ۔۔۔ وَمَخْزُومٍ وَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ

بدر پر رو جہاں ہصیص ۔۔۔ بنی مخزوم اور ابوالولید کے قبیلے کے سر برآوردہ آفراد ہیں

وَبَكِّي إِنْ بَكَّيْتِ عَلَى عَقِيلٍ ۔۔۔ وَبَكِّي حَارِثًا أَسَدَ الْأُسُودِ

اگر رونا ہی ہے تو عقیل پر رو ۔۔۔ اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا

وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسَمِي جَمِيعًا ۔۔۔ وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَدِيدِ

تو ان لوگوں پر رو اور سب کا نام نہ لے ۔۔۔ اور ابوحکیمہ کا تو کوئی ہمسر ہی نہ تھا

أَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ ۔۔۔ وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُودُوا

ان کے بعد ایسے ایسے لوگ سردار ہوں گے ۔۔۔ کہ اگر بدر کا دن نہ ہوتا تو وہ سردار نہ ہو سکتے تھے۔[1]

وَانْسَلَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَأَخَذَ أَبَاهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ، ثُمَّ بَعَثَتْ قُرَيْشٌ فِي فِدَاءِ الْأُسَارَى

لیکن قریش کے اس اعلان کے باوجود مطلب بن ابی وداعہ اپنے والد کو چھڑانے کے لئے چار ہزار درہم لیکر قریش سے چھپ کر مدینہ منورہ روانہ ہو گیا اور اپنے والد ابو وداعہ کا فدیہ دے کر چھڑا لایا، اس کے بعد اور لوگوں نے بھی فدیہ بھیج بھیج کر اپنے قیدیوں کو چھڑانا شروع کر دیا۔[2] ماہ شوال اور ذی قعدہ میں آپ مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور اس عرصہ میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا کئے گئے۔

منافقین کا قبول اسلام:

جب منافقین نے غزوہ بدر میں کفار کے چوبیس نامور سرداروں کے قتل، ستر قیدیوں اور آلات حرب سے لیس طاقتور لشکر کی بدترین اور ذلت آمیز شکست، اور بے سروساماں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول کو فتح مند دیکھا تو مدینہ اور نواح میں ہر طرف مسلمانوں کا رعب چھا گیا

قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ: هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَايَعُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا

عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) اور اس کے گروہ کے دوسرے لوگوں نے جن میں تین سو مرد اور ستر عورتیں تھیں آپس میں مشورہ کیا کہ

---

[1] ابن ہشام ۶۴۸/۱، الروض الانف ۱۲۲/۵، عیون الآثر ۳۱۲/۱، البداية والنهاية ۳۷۷/۳، تاریخ طبری ۴۶۴/۲

[2] ابن ہشام ۶۴۸/۱، الروض الانف ۱۲۴/۵، تاریخ طبری ۴۶۵/۲، البداية والنهاية ۳۷۷/۳

چونکہ اب اسلام غالب ہوگیا ہے اور ہمارا اس طرح علیحدہ رہنا ہمارے لئے خطرناک ہوسکتا ہے لہذا عافیت اسی میں ہے کہ ہم بھی مسلمانوں میں شامل ہوجائیں، یہ مشورہ کر کے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر (بظاہر) مسلمان ہونے کی بیعت کرلی۔ [1]

نزول سورۃ البقرۃ ۱تا۲۹

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

الم،اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان

وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ

لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر

اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں، کافروں کو آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ

یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے

وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۷ (البقرۃ ۱تا۷)

اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

الف، لام، میم، یہ حروف مقطعات ہیں جو قرآن کریم کی بعض سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کی اقوام پر کتابیں نازل فرمائی تھیں اسی طرح اب یہ قرآن بھی اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ آل عمران بَابُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا عن اسامہ ۴۵۶۶، وکتاب الاداب بَابُ كُنْيَةِ المُشْرِكِ عن اسامہ ۶۲۰۷

...هُدًى لِّلنَّاسِ... ①

ترجمہ: جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔

اس کے منزل من اللہ ہونے اور سراسر علم حقیقت پر مبنی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لَا رَيْبَ فِيهِ} لَا شَكَّ فِيهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "اس میں کچھ شک نہیں۔" کے معنی ہیں اس میں کچھ شک شبہ نہیں۔ ②

جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ ③

ترجمہ: اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

ویسے تو یہ عظیم الشان کلام تمام دنیا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے مگر اس سے وہی لوگ فیض یاب ہوتے ہیں جو خوف الٰہی سے سرشار ہوں گے، جیسے فرمایا

...قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ... ۝۴۴ ④

ترجمہ: ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ... ۝۸۲ ⑤

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے تو شفا اور رحمت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۷ ⑥

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ يَقُولُ: نُورٌ لِلْمُتَّقِينَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔" کے معنی ہیں یہ

① البقرة۱۸۵
② تفسیرطبری ۱٫۲۲۸
③ الم السجدة۲
④ حم السجدة۴۴
⑤ بنی اسرائیل۸۲
⑥ یونس۵۷

کتاب اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے نور ہے۔ (١)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {لِلْمُتَّقِينَ} (٢) قَالَ: الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَتَّقُونَ الشِّرْكَ وَيَعْمَلُونَ بِطَاعَتِي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''پرہیز گاروں کے لیے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں متقین سے مراد وہ مومن بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے بچتے اور اس کی اطاعت گزاری کرتے ہیں۔ (٣)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {لِلْمُتَّقِينَ} [البقرة:2] أَيِ الَّذِينَ يَحْذَرُونَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عُقُوبَتَهُ فِي تَرْكِ مَا يَعْرِفُونَ مِنَ الْهُدَى، وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ بِالتَّصْدِيقِ بِمَا جَاءَ بِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول یہ بھی ہے متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس ہدایت کو جسے وہ پہچانتے ہیں ترک کرنے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نبی جس دین کو لے کر آئے اس کی تصدیق کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ (٤)

ان مومنین کی پہلی صفت یہ ہے کہ یہ ماورائے عقل واحساس باتوں پر غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی وہ حقیقتیں جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہیں اور کبھی براہ راست عام انسانوں کے تجربہ ومشاہدہ میں نہیں آتیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، ملائکہ، وحی، حیات بعد الموت، اعمال کی جزا اور جنت وجہنم اور دیدار الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں،

عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جُمُعَةَ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ، أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا جَيِّدًا: تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا؟ أَسْلَمْنَا مَعَكَ وَجَاهَدْنَا مَعَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي

ابو جمعہ رضی اللہ عنہ سے ابن محیریز رحمہ اللہ نے کہا کہ کوئی ایسی حدیث سناؤ جو تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، فرمایا میں تمہیں ایک بہت ہی عمدہ حدیث سناتا ہوں، ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کے ساتھ جہاد کیا کیا ہم سے بہتر بھی کوئی اور ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔ (٥)

فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَاشِرُ عَشْرَةٍ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ مِنْ قَوْمٍ أَعْظَمُ مِنَّا أَجْرًا؟ آمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ. قَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟!

---

(١) تفسیر طبری ١،٢٣٠

(٢) البقرة: 2

(٣) تفسیرطبری ١،٢٣٣

(٤) تفسیرطبری ١،٢٣٣

(٥) مسند احمد ١٦٩٧٦، سنن الدارمی كِتَابِ الرِّقَاقِ بَابُ فِي فَضْلِ آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ ٢٧٨٦

يَأْتِيكُمُ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ. بَلَى قَوْمٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَأْتِيهِمْ كِتَابٌ بَيْنَ لَوْحَيْنِ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ، وَيَعْمَلُونَ بِمَا فِيهِ، أُولَئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا، أُولَئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا، أُولَئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا

ابو جمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم دس آدمی تھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ کی تابعداری کی کیا ہم سے بڑے اجر کا مستحق بھی کوئی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا کیوں نہ کرتے؟ اللہ کا رسول تم میں موجود ہے، اللہ کی وحی آسمان سے تمہارے سامنے نازل ہو رہی ہے، ایمان تو ان لوگوں کا افضل ہوگا جو تمہارے بعد آئیں گے، دو گتوں کے درمیان یہ کتاب پائیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے اور اس پر عمل کریں گے، یہ لوگ اجر میں تم سے دگنے ہوں گے، یہ لوگ اجر میں تم سے دگنے ہوں گے، یہ لوگ اجر میں تم سے دگنے ہوں گے۔ (۱)

وَاخْتُلِفَ فِي رِجَالِهِ

اس روایت کی سند میں راویوں پر اختلاف ہے۔

ان مومنین کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ اللہ کی بندگی اور اظہار شکر کے لئے صرف خود ہی مخصوص اوقات میں خشوع وخضوع کے ساتھ نماز نہیں ادا کرتے بلکہ اجتماعی طور پر سنت نبوی کے مطابق نماز کا باقاعدہ نظام قائم کرتے ہیں۔ ان مومنین کی تیسری صفت یہ ہے کہ یہ لوگ بخیل نہیں بلکہ سخی ہوتے ہیں اور اپنے رزق و اموال میں سے حسب استطاعت کچھ حصہ اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور اظہار تشکر کے لئے قریبی رشتہ داروں، غلاموں، غریبوں، فقروں، یتیموں، بیواؤں، محتاجوں وغیرہ اور بھلائی کے دوسرے کاموں پر خرچ کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (۲)

ان مومنین کی چوتھی صفت یہ ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام (قرآن کریم) نازل فرمایا ہے اس کی دل وجاں سے تصدیق کرتے ہیں اور اس کلام الٰہی پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ان سے پہلے ابراہیم علیہ السلام، داود علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء پر نازل ہوئیں تھی، جیسے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۶۶۹۲، المعجم الكبير للطبراني ۳۵۴۰، تفسیر ابن کثیر ۱/۱۶۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ ۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ۱۱۱

قَبۡلُ... ﴿۱۳۶﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوۡۤا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ ۖ اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ‌ وَقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ... ﴿۴۶﴾ [2]

ترجمہ: اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے، سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں اور ان سے کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی۔

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ‌ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ... ﴿۲۸۵﴾ [3]

ترجمہ: رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الكِتَابِ وَلا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: {آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا} [4] الآيَةَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل کتاب یعنی یہودی تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور پھر مسلمانوں کو عربی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے سمجھاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا کہ تم ان کو نہ سچا کہو اور نہ جھوٹا کہو بلکہ تم اس طرح کہا کرو جو کچھ ہم پر نازل ہوا ہے اسے بھی تسلیم کرتے ہیں اور جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ [5]

أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ،وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ

(۱) النساء۱۳۶

(۲) العنکبوت۴۶

(۳) البقرۃ۲۸۵

(۴) البقرۃ: 136

(۵) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ البقرۃ بَابُ قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا۴۴۸۵ ، وکتاب التوحیدالجہمیۃ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللهِ، بِالعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا ۷۵۴۲

ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین اشخاص کو دوہرا اجر ملے گا، ایک اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لائیں اور محمد ﷺ پر بھی ایمان رکھیں، دوسرا وہ غلام جو اپنے مالک اور اللہ تعالیٰ (دونوں) کا حق ادا کرے، تیسرا وہ شخص جو اپنی لونڈی کی اچھی تعلیم وتربیت کرے، اسے اچھا کھلائے پلائے اور پھر اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے۔ [1]

ان مومنین کی پانچویں صفت یہ ہے کہ یہ لوگ روز آخرت یعنی احتساب کا تصور رکھتے ہیں اور شتر بے مہار جیسی زندگی نہیں گزارتے، چونکہ وہ اپنے احتساب کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں اس لئے قال اللہ و قال رسول پر عمل کرنے کی حتی المکان کوشش کرتے ہیں اپنے اور اپنی اولادوں کے لئے طیب رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں، کسی کا مال ہڑپ نہیں کرتے، کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کرتے، کسی پاک دامن پر تہمت نہیں لگاتے، برائی کے تمام کاموں سے اجتناب کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بخشش ومغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ جن کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی دنیا میں خوش حالی، سعادت وکامرانی کے ساتھ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت ومغفرت کے مستحق ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں سے جو اہل کتاب تھے حسن جوار اور باہمی تعاون ومددگاری کا معاہدہ فرمایا تھا اور آپ ﷺ کی پوری کوشش رہی کہ یہودیوں سے تعلقات خوشگوار رہیں، دینی حیثیت سے بھی آپ ﷺ انہیں مشرکین کی نسبت خود سے قریب سمجھتے تھے اور مشرکین کے بالمقابل اہل کتاب کے طریقہ کو ترجیح دیتے تھے مگر اس کے برعکس یہودیوں کے علماء جو اپنی راہ گم کرچکے تھے، مگر اپنی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہوا دیکھتے تھے اور ایک نبی کی آمد کے بے چینی سے منتظر بھی تھے اور مشرکین کو ڈرایا بھی کرتے رہتے تھے کہ بہت جلد وہ نبی مبعوث ہونے والا ہے اور ہم اس نبی کے ساتھ مل کر تمہارا قتل عام کریں گے، اس طرح نبی آخر الزماں کی نشانیوں سے وہ انہیں اپنے بچوں سے زیادہ جانتے اور پہچانتے تھے کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں مگر اپنی فطری جبلت کے تحت ہٹ دھرمی، بغض وعناد سے حق کا انکار کردیا تھا، چنانچہ جب انہوں نے ان بنیادی امور کو جو مومنین کی صفات اور ان کا غیر متزلزل عقیدہ ہوتا ہے کو رد کردیا اور اپنے لئے قرآن کے پیش کردہ راستہ کے خلاف دوسرا راستہ پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا جن لوگوں نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے، جو اپنے دنیاوی مفادات کے حصول کے لئے اللہ کی نازل کردہ کتابیوں اور پیغمبروں پر ایمان نہیں لاتے، جو اپنی جھوٹی حیثیت، استحصالی معیشت، ظالمانہ کاروبار وسرمایہ کاری کے بالکل ختم ہوجانے کے خوف سے اسلام قبول نہیں کرتے ، جنہوں نے ان بنیادی امور کو جو مومنین کی صفات ہیں رد کردیا ہے اور اپنے لئے قرآن مجید کے پیش کردہ پاکیزہ راستہ کے خلاف دوسرا راستہ پسند کرلیا تو اے نبی ﷺ! تم خواہ انہیں عذاب جہنم سے متنبہ کرو یا نہ کرو ان کے لیے یکساں ہے، اب ان سے کسی خیر اور قبول اسلام کی توقع ہی نہیں ہے، ان کے مسلسل کفر ومعصیت کے ارتکاب کے صلے میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑگیا ہے، جیسے فرمایا

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ ٩٧، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ٣٨٧

...فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ... ﴿٥﴾ (۱)

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾ (۲)

ترجمہ: ہم اُسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان لائے تھے، ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑے دیتے ہیں۔

...بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ... ﴿١٥٥﴾ (۳)

ترجمہ: حالانکہ در حقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے، ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً... ﴿٢٣﴾ (۵)

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشيطان إذ أطاعوه، ف خَتَمَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ، فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ هُدًى، وَلا يَسْمَعُونَ وَلا يَفْقَهُونَ، وَلا يَعْقِلُونَ

قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں انہوں نے جب شیطان کی پیروی کی تو شیطان نے ان کو اپنے قابو میں کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جس کی وجہ سے یہ لوگ ہدایت کو نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ (۶)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ} يَقُولُ فَلَا يَعْقِلُونَ، وَلَا يَسْمَعُونَ وَيَقُولُ: وَجَعَلَ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً، يَقُولُ: عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَلَا يُبْصِرُونَ

---

(۱) الصف ۵

(۲) الانعام ۱۱۰

(۳) النساء ۱۵۵

(۴) یونس ۹۷،۹۶

(۵) الجاثیۃ ۲۳

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۴۱

سدی نے اپنی تفسیر میں آیت ''اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔'' کے بارے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبد اللہ بن مسعود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ (منافق) نہ عقل سے کام لیتے ہیں اور نہ سنتے ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں سکتے۔[1]

اور وہ اپنے اعمال کے سبب جہنم کی سخت سزا کے مستحق ہو چکے ہیں۔

النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا وَهُوَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، إِنْ شَاءَ أَنْ يُقِيمَهُ أَقَامَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُزِيغَهُ أَزَاغَهُ،وَكَانَ يَقُولُ:يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ، وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمَنِ يَخْفِضُهُ وَيَرْفَعُهُ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کوئی دل ایسا نہیں جو رحمٰن کی دو انگلیوں میں نہ ہو، وہ اگر چاہے تو دین حق پر قائم رکھے اور اگر چاہے تو ٹیڑھا کر دے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے ''اے دلوں کے ثابت کرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے سچے دین پر ثابت رکھ۔'' اور میزان رحمٰن کے ہاتھوں میں ہے اور وہ اسے بلند اور پست کرتا رہتا ہے۔[2]

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا، فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا، نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا، نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ ، حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ ،عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ، مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا دلوں پر فتنوں کو اس طرح وارد کیا جائے گا جس طرح چٹائی تنکے تنکے ہو، جو دل انہیں قبول کرے گا اس میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جائے گا، اور جو دل انہیں قبول کرنے سے انکار کر دے گا اس میں ایک سفید نقطہ پیدا ہو جائے گا حتی کہ دل دو طرح کے ہو جائیں گے، یا تو دل چٹان کی طرح سفید ہو گا کہ جب تک آسمان و زمین باقی رہیں گے کوئی فتنہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا یا دل سیاہ ہو کر الٹے کوزے کی طرح ہو جائے گا کہ وہ نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہیں سمجھے گا۔[3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ زَادَ زَادَتْ، حَتَّى يَعْلُوَ قَلْبَهُ ذَاكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ: {كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ}[4]

---

[1] تفسیر طبری ۲۶۷/۱

[2] مسند احمد ۱۷۶۳۰، سنن ابن ماجه المقدمة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۹۹

[3] صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ، وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ ۳۶۹

[4] المطففين: 14

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کر لے، گناہ کو چھوڑ دے اور بخشش مانگ لے تو دل روشن ہو جاتا ہے اور اگر مزید گناہ کرے تو اس سے دل کی سیاہی میں اضافہ ہو جاتا ہے حتی کہ سیاہی دل پر چھا جاتی ہے اور یہی وہ حالت رین ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں فرمایا ہے " ہرگز نہیں! بلکہ دراصل ان کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔ "(۱)

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸

بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں،

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں،

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ

ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ (البقرۃ ۸ تا ۱۰)

ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ} يَعْنِي الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَمَنْ كَانَ عَلَى أَمْرِهِمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت "بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔" اوس و خزرج اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو کچھ لوگ جو دل میں قطعی منکر تھے مگر کسی غرض و مصلحت سے مسلمان بن گئے تھے، ان کے بارے میں فرمایا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اہل ایمان کو فریب دینے کے لئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک پر، حیات بعد الموت، آخرت کے دن پر اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان لائے ہیں حالانکہ ان کا یہ دعویٰ صرف زبانی حد تک ہے وہ خلوص دل سے دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں، وہ اللہ علام الغیوب اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر اس طرز عمل سے وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا رہے ہے بلکہ خود اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں مگر انہیں اس کا شعور و ادراک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ

(۱) مسند احمد ۷۹۵۲، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ ۴۲۴۴

(۲) تفسیر طبری ۱/۲۶۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۴۲

نے فرمایا یہ اللہ کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ اللہ نے ہی انہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے،

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ... (۱)

ترجمہ: یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ در حقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، فِي قَوْلِهِ {يُخَادِعُونَ اللَّهَ} (۲) قَالَ: يُظْهِرُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يُرِيدُونَ أَنْ يُحْرِزُوا بِذَلِكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، وَفِي أَنْفُسِهِمْ غَيْرُ ذَلِكَ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے " وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بظاہر کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں کچھ اور ہوتا ہے تا کہ اپنے خونوں، مالوں اور جانوں کو بچا لیں (۳)

سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ} (۴) نَعْتُ الْمُنَافِقِ: خَنِعُ الْأَخْلَاقِ، يُصَدِّقُ بِلِسَانِهِ، وَيُنْكِرُ بِقَلْبِهِ، وَيُخَالِفُ بِعِلْمِهِ، وَيُصْبِحُ عَلَى حَالٍ وَيُمْسِي عَلَى غَيْرِهِ، وَيُمْسِي عَلَى حَالٍ وَيُصْبِحُ عَلَى غَيْرِهِ، يَتَكَفَّأُ تَكَفُّؤَ السَّفِينَةِ كُلَّمَا هَبَّتْ رِيحٌ هَبَّتْ مَعَهَا

سعید (ابن ابو عروبہ) قتادہ سے اس آیت " بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔" کے بارے میں روایت کرتے ہیں منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ برے اخلاق کا مالک ہوتا ہے، وہ زبان سے تصدیق مگر دل سے انکار کرتا ہے، وہ قول وعمل میں تضاد کا شکار ہوتا ہے، صبح اس کی ایک حالت ہوتی ہے اور شام کو دوسری، شام کو کچھ ہوتا ہے اور صبح کچھ، بہر حال وہ کشتی کی طرح ڈگمگاتا رہتا ہے کہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔ (۵)

ان کے دلوں میں شکوک وشبہات اور کفر ونفاق کا روگ ہے جسے اللہ نے ان کے طرز عمل کی وجہ سے اور زیادہ بڑھا دیا، جیسے فرمایا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ (۶)

(۱) النساء ۱۴۲
(۲) البقرۃ: 9
(۳)۔ تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۴۲
(۴) البقرۃ: 9
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۴۳
(۶) التوبۃ ۱۲۴، ۱۲۵

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دل شاد ہیں ،البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا اور مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے۔

اور مومنین کے تقوی میں اضافہ فرماتا ہے،

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی ہے اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصّے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے منافقین کی چار نمایاں صفات بیان فرمائیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے،(وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں)خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) جھگڑا کرے تو گالیوں پر اتر آئے۔ [۲]

صحیح مسلم میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے

وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

اگرچہ وہ نماز بھی پڑھتا ہو اور روزے بھی رکھتا ہو نیز یہ دعوی بھی کرتا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔ [۳]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ان کی مزید صفات کو یوں بیان فرمایا ہے،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ

---

[۱] محمد۱۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلَامَةِ المُنَافِقِ۳۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ۲۱۰ ،سنن ابوداودکتاب السنة بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ ۴۶۸۸،صحیح ابن حبان ۲۵۴، شعب الایمان ۴۰۴۳،شرح السنة للبغوی ۳۷

[۳] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ۲۱۳

مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۚۖ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ... ﴿۱۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے، تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے، ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۡ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا...ؕ ﴿۱۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا... ﴿۱۶۸﴾ (۳)

ترجمہ: یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی بندلڑنے گئے اور مارے گئے، ان کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ... ﴿۶۰﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعوی تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئیں تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

وَلَوۡ اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا مِنۡ دِيَارِكُمۡ مَّا فَعَلُوۡهُ اِلَّا قَلِيۡلٌ مِّنۡهُمۡ...ؕ ﴿۶۶﴾ (۵)

ترجمہ: اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو ہلاک کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے۔

...وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ... ﴿۷۷﴾ (۶)

ترجمہ: کہتے ہیں خدایا! یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی؟۔

---

(۱) آل عمران۱۱۸
(۲) آل عمران۱۲۰
(۳) آل عمران۱۶۸
(۴) النساء۶۰
(۵) النساء۶۶
(۶) النساء۷۷

...وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ... ﴿۷۸﴾ [۱]

ترجمہ: اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے نبی! یہ آپ کی بدولت ہے۔

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ... ﴿۸۳﴾ [۲]

ترجمہ: یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّأْمَنُوْكُمْ وَيَأْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوْا فِيْهَا... ﴿۹۱﴾ [۳]

ترجمہ: ایک اور قسم کے منافق تمہیں ایسے ملیں گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی، مگر جب کبھی فتنہ کا موقع پائیں گے اس میں کود پڑیں گے۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ... ﴿۱۰۸﴾ [۴]

ترجمہ: یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے، وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ... ﴿۱۱۴﴾ [۵]

ترجمہ: لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر وبیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ [۶]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کرے گا اور نہ کبھی ان کو راہ راست دکھائے گا۔

...وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ... ﴿۱۴۳﴾ [۷]

[۱] النساء ۷۸
[۲] النساء ۸۳
[۳] النساء ۹۱
[۴] النساء ۱۰۸
[۵] النساء ۱۱۴
[۶] النساء ۱۳۷
[۷] النساء ۱۴۲، ۱۴۳

ترجمہ: جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں، کفر وایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں، نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اس طرف۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ ٱنفِرُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱثَّاقَلْتُمْ إِلَى ٱلْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا مِنَ ٱلْءَاخِرَةِ... ﴿٣﴾ (١)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ ٱلْأَعْرَابِ مُنَٰفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ ٱلْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا۟ عَلَى ٱلنِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ... ﴿١٠١﴾ (٢)

ترجمہ: تمہارے گردوپیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں، تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔

وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًۢا بَيْنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّا ٱلْحُسْنَىٰ... ﴿١٠٧﴾ (٣)

ترجمہ: کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لئے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں، اور (اللہ کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسر پیکار ہو چکا ہے، وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا۔

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟... ﴿١٢٧﴾ (٤)

ترجمہ: جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو یہ لوگ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں کہ کہیں کوئی تم کو دیکھ تو نہیں رہا ہے، پھر چپکے سے نکل بھاگتے ہیں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ... ﴿١١﴾ (٥)

ترجمہ: جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں۔

---

(١) التوبة٣٨

(٢) التوبة١٠١

(٣) التوبة١٠٧

(٤) التوبة١٢٧

(٥) النور١١

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ... ﴿١٩﴾ ⑴

ترجمہ: جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ... ﴿٢٣﴾ ⑵

ترجمہ: جولوگ پاکدامن، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ... ﴿٥٣﴾ ⑶

ترجمہ: یہ (منافق) اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ حکم دیں تو ہم گھروں سے نکل کھڑے ہوں، ان سے کہو قسمیں نہ کھاؤ تمہاری اطاعت کا حال معلوم ہے۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا... ﴿١٣﴾ ⑷

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کیے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے، جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو! تمہارے لئے اب ٹھیرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، پلٹ چلو۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ ⑸

ترجمہ: اگر شہر کے اطراف سے دشمن گھس آئے ہوتے اور اس وقت انہیں فتنے کی طرف دعوت دی جاتی تو یہ اس میں جا پڑتے اور مشکل ہی سے انہیں شریک فتنہ ہونے میں کوئی تامل ہوتا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ... ﴿١٩﴾ ⑹

ترجمہ: اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو (جنگ کے کام میں) رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں، جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ آؤ ہماری طرف، جو لڑائی میں حصہ لیتے بھی ہیں تو بس نام گنانے کو، جو تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں، خطرے کا وقت آجائے تو اس

⑴ النور ١٩

⑵ النور ٢٣

⑶ النور ٥٣

⑷ الاحزاب ١٣،١٢

⑸ الاحزاب ١٤

⑹ الاحزاب ١٩،١٨

طرح دیدے پھرا پھرا کر تمہاری طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر غشی ہو رہی ہو مگر جب خطرہ گزر جاتا ہے تو یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لئے تمہارے استقبال کو آجاتے ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ ...﴿۶۰﴾ ①

ترجمہ: اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ ②

ترجمہ: ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں اور پھر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو ان لوگوں سے جنہیں علم کی نعمت بخشی گئی ہے پوچھتے ہیں ابھی ابھی انہوں نے کیا کہا تھا؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے ٹھپہ لگا دیا ہے اور یہ اپنی خواہشات کے پیرو بنے ہوئے ہیں۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ...﴿۲۰﴾ ③

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی سورت کیوں نہیں نازل کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے) مگر جب ایک پختہ سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ...﴿۳۰﴾ ④

ترجمہ: کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ ظاہر نہیں کرے گا؟ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھوں سے دکھا دیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو مگر ان کے انداز کلام سے تو تم ان کو جان ہی لو گے۔

... يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ...﴿۱۱﴾ ⑤

ترجمہ: یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔

---

① الاحزاب ۶۰
② محمد ۱۶
③ محمد ۲۰
④ محمد ۳۰،۲۹
⑤ الفتح ۱۱

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ... ﴿۸﴾ ①

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنہیں سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا تھا پھر بھی وہ وہی حرکت کیے جاتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا؟ یہ لوگ چھپ چھپ کر آپس میں گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہیں اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے تم پر سلام نہیں کیا ہے، اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہماری ان باتوں پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ ②

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟ وہ نہ تمہارے ہیں نہ ان کے، اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ... ﴿۱۱﴾ ③

ترجمہ: تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنہوں نے منافقت کی روش اختیار کی ہے؟ یہ اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ہرگز نہ مانیں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ہرگز نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ ④

ترجمہ: اے نبی! جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں، ہاں، اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسول ہو مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

① المجادلۃ ۸

② المجادلۃ ۱۴

③ الحشر ۱۱

④ المنافقون ۱

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... ② [1]

ترجمہ: اِنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور اس طرح یہ اللہ کے راستے سے خود رکتے اور دنیا کو روکتے ہیں۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ... ④ [2]

ترجمہ: اِنہیں دیکھو تو ان کے جُثّے تمہیں بڑے شاندار نظر آئیں، بولیں تو ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ مگر اصل میں یہ گویا لکڑی کے تم کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چُن کر رکھ دیے گئے ہوں۔

...يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ... [3]

ترجمہ: ہر زور کی آواز کو یہ اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہ پکے دشمن ہیں اِن سے بچ کر رہو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤ [4]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے تو سر جھٹکتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ آنے سے رُکتے ہیں۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا... ⑦ [5]

ترجمہ: یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کو رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تا کہ یہ منتشر ہو جائیں۔

يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ... ⑧ [6]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے۔

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ③ [7]

ترجمہ: وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کا کھانا دینے پر نہیں اکساتا (اور مسکینوں کو کھلانے پر نہیں اُبھارتا)۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۗءُوْنَ ⑥ [8]

ترجمہ: جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں (بے خبر ہیں) جو ریا کاری کرتے ہیں۔

---

[1] المنافقون ۲

[2] المنافقون ۴

[3] المنافقون ۴

[4] المنافقون ۵

[5] المنافقون ۷

[6] المنافقون ۸

[7] الماعون ۲،۳

[8] الماعون ۵،۶

وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ۞[1]

ترجمہ:اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں (اور ادنیٰ چیزوں میں بھی بخالت کرتے ہیں)۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں،

اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ لٰکِنۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ

خبردار ہو! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں

اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ

(یعنی صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ!

ہُمُ السُّفَہَآءُ وَ لٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ

یقیناً یہی بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں، اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان والے ہیں

وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِہِمۡ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ ۙ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۱۴﴾

جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں،

اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ وَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ

اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی ۪ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُہُمۡ وَ مَا کَانُوۡا مُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۶﴾ (البقرۃ ۱۱تا۱۶)

گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

جب کبھی ان سے کہا گیا کہ اللہ کی زمین میں کفر و معصیت کا ارتکاب کر کے، کفار کے ساتھ دوستی رکھ کر اور دشمن کے پاس اہل ایمان کے راز پہنچا کر فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے حقائق کو بدل کر یہی دعویٰ کیا کہ اہل ایمان اصلاح کرنے والے نہیں بلکہ ہم انسانوں کی اصلاح و ترقی کے لئے کوشاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ دعویٰ انہی پر پلٹ دیا کہ خبردار! یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہیں، لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے والوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود اس زعم باطلہ میں مبتلا ہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں، لیکن وہ اپنے فساد فی الارض کے بارے میں ایسا علم نہیں

[1] الماعون ۷

رکھتے جو انہیں فائدہ پہنچا سکے ،اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے قلب وزبان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر غیر متزلزل ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے اللہ راہ میں جان ومال کی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا تم بھی انہی کی طرح اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی منزل کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، حیات بعد الموت پر، جنت وجہنم اور اعمال کی جزا وسزا پر خلوص نیت سے ایمان لے آؤ، اور اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے جان ومال کی قربانی دو تو انہوں نے یہی جواب دیا کیا ہم ان عقل وفہم سے عاری لوگوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کا پیغمبر اور جو کتاب وہ پیش کر رہے ہیں انہیں منزل من اللہ تسلیم کر لیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تردید فرمائی کہ خبردار! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے طاغوت کے کھٹا گھپ اندھیروں میں، ہر طرح کی مشکلات ومصائب اور خطرات میں، انسانیت سوز مظالم کے باوجود اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو قبول کر کے اپنی دائمی زندگی کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کر دیا ہے، اور اللہ کو ان کا ایمان اتنا محبوب ہوا کہ اس نے ان کے ایمان کو قیامت تک کے لئے ایک کسوٹی بنا دیا ہے جیسے فرمایا

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۔۔۔ ﴿١٣٧﴾ [1]

ترجمہ: پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم لائے ہو تو ہدایت پر ہیں۔

مگر جو لوگ ان کے بارے میں اس کی طرح کی کوئی بات کرتے ہیں حقیقت میں وہ خود بیوقوف اور احمق ہیں کیونکہ انہوں نے آخرت کی پائیدار اور دائمی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی فانی زندگی کو ترجیح دی اور خسارے کا سودا کیا اور ایک مسلمہ حقیقت سے بے علم رہے، یہ منافقین جب یہ مومنین سے ملتے ہیں تو مومنوں کو دھوکا دینے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر ایمان لائے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا} [2] قَالَ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْيَهُودِ إِذَا لَقُوا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضَهُمْ، قَالُوا: إِنَّا عَلَى دِينِكُمْ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ''اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان والے ہیں۔'' کے بارے میں روایت ہے یہودوں کے مرد اور منافقین جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ملتے تو کہتے ہم بھی اسی دین پر ہیں جس پر تم ہو۔ [3]

مگر جب علیحدگی میں اپنے شیطان صفت سرداروں اور روٴسا سے ملتے ہیں،

۔۔۔شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔۔۔ ﴿١١٢﴾ [4]

ترجمہ: شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو۔

تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم اپنے آباوٴاجداد کے دین پر قائم ہیں اور تمہارے ہم مسلک ہیں، ہم تو ان لوگوں سے محض ٹھٹھا مخول کر رہے

---

[1] البقرة ١٣٧

[2] البقرة: 14

[3] تفسیرطبری ٢٩٦/١، تفسیرابن ابی حاتم ٤٦/١

[4] الانعام ١١٢

ہیں،

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالُوا: {إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ} سَاخِرُونَ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ضحاک نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ " ہم توصرف ان سے مذاق کرتے ہیں۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہم تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حقارت آمیز مذاق کرتے ہیں۔ (۱)

مگر بری چال کا وبال اسی پر پڑتا ہے جو یہ چال چلتا ہے، فرمایا جس طرح یہ مومنین کے ساتھ استہزا کر رہے ہیں اسی طرح اللہ قیامت کے روز ان سے استہزا فرمائے گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳ (۲)

ترجمہ: اس روز منافق مَردوں اور عورتوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اُٹھائیں مگر ان سے کہا جائے گا پیچھے ہٹ جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب۔

اللہ تو ایک وقت مقررہ تک ان کو ڈھیل دیے چلا جا رہا ہے تاکہ ان کی سرکشی وشرارتوں کی وجہ سے ان کے گناہوں میں اضافہ ہو، اور یہ بغیر سوچے سمجھے اپنی سرکشی اور فسق وفجور میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۶ (۳)

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

...سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۴ (۴)

ترجمہ: ہم ایسے طریقہ سے ان کو بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔

ایک مقام پر فرمایا

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

(۱) تفسیر طبری ۱/۳۰۰، تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۴۸

(۲) الحدید ۱۳

(۳) المومنون ۵۵،۵۶

(۴) القلم ۴۴

مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۵﴾ [1]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے، اس طرح ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا تھا اور تعریف ہے اللہ رب العالمین کے لیے (کہ اس نے ان کی جڑ کاٹ دی)۔

مومنین کو کم عقل گردانے والے تو یہ بیوقوف لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کی کامیابی کے بدلے گمراہی خرید لی ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى) يقول :يَقُولُ أَخَذُوا الضَّلَالَةَ وَتَرَكُوا الْهُدَى

سدی نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب سے آیت "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا۔" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے ضلالت کو اختیار کر لیا اور ہدایت کو ترک کر دیا۔ [2]

مگر نفاق کی یہ تجارت ان کے لیے ہر گز نفع بخش نہیں ہے،

...قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۵﴾ [3]

ترجمہ: کہو اصل دیوالیے تو وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو گھاٹے میں ڈال دیا، خوب سن رکھو یہی کھلا دیوالیہ ہے۔

اور یہ ہر گز صحیح راستے پر نہیں ہیں۔

مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا

وَ تَرَكَهُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۸﴾

اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جو نہیں دیکھتے ،بہرے، گونگے، اندھے ہیں پس وہ نہیں لوٹتے، یا

[1] الانعام ۴۴، ۴۵

[2] تفسیر طبری ۱/۳۱۲

[3] الزمر ۱۵

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے، قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں

اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

اچک لے جائے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے

قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ

تو کھڑے ہوجاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کان اور آنکھوں کو بیکار کر دے،

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ (البقرۃ ۱۷تا۲۰)

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے منافقین کے احوال کو واضح کرنے کے لئے ایک تمثیل بیان فرمائی کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کفر و شرک کے اندھیرے میں بھٹک رہا تھا اور ہدایت کی اسے سخت ضرورت تھی، ان حالات میں اللہ کے ایک بندے نے ایمان کی روشنی پھیلائی اور راہ حق کو گمراہیوں سے چھانٹ کر بالکل نمایاں کر دیا مگر منافقین کو اس روشنی میں کچھ نظر نہ آیا، جب ان لوگوں نے دعوت حق سے منہ پھیر کر ظلمتوں میں ہی بھٹکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے وہی راہ ان کے لئے آسان کر دی اور وہ کفر و شرک اور نفاق کی تاریکیوں میں ڈوب گیا، اب اس کی نگاہ کام کر سکے اور نہ ہی راستہ معلوم ہو سکے، یہی حال منافقین کا ہے پہلے یہ کفر و شرک کے گھٹا گھپ اندھیروں میں بھٹک رہے تھے جب اسلام قبول کیا تو روشنی میں آ گئے، خیر و شر اور حلال و حرام میں تمیز کرنے لگے مگر سرکشی کر کے دوبارہ کفر و نفاق کی طرف پلٹ گئے جس سے نفع دینے والی روشنی جاتی رہی اور کفر و نفاق باقی رہ گیا، یہ منافقین بہرے ہیں حق کی کوئی بات ان پر اثر انداز نہیں ہوتی، یہ گونگے ہیں حق بات بیان کرنے کے قابل نہیں، یہ اندھے ہیں راہ حق کو دیکھ نہیں سکتے، کیونکہ دعوت حق کو پہچان کر انہوں نے اسے ترک کیا ہے اس لئے اب یہ راہ راست اختیار نہیں کریں گے، دوسری مثال ان منافقین کی ہے جو شک و تذبذب اور ضعف ایمان میں مبتلا تھے، ان میں کچھ حق کے قائل تھے مگر ایسی حق پرستی کے قائل نہ تھے کہ اس کی خاطر تکالیف اور مصائب برداشت کریں، ان کے بارے میں فرمایا یا پھر ان منافقین کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہو اور اس کے ساتھ رات کا اندھیرا، بادل کا اندھیرا اور بارش کی تاریکیاں اور بادلوں سے سنائی دیتی کڑک کی خوفناک آوازیں اور بادلوں سے دکھائی دیتی چمک بھی ہے، بجلی کے کڑاکے سن کر ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں، مگر یہ تدبیریں اور یہ خوف و دہشت انہیں اللہ کی گرفت سے نہیں بچا سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ ان منکرین حق

کوہر طرف سے گھیرے میں لیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ ①

ترجمہ:۔ کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ مگر جنہوں نے کفر کیا ہے وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ نے ان کو (ان کے آگے اور پیچھے سے) گھیرے میں لے رکھا ہے۔

بجلی کی چمک سے ان کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ گویا عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لے جائے گی،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ يَقُولُ: يَكَادُ مُحْكَمُ الْقُرْآنِ يَدُلُّ عَلَى عَوْرَاتِ الْمُنَافِقِينَ

علی بن ابوطلحہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ”قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے۔“ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی مضبوط و مستحکم آیات منافقین کی تمام کمزوریوں کو کھول کھول کر بیان کر رہی ہیں۔ ②

جب کبھی حق کی کرنیں ان پر پڑتی ہیں تو کچھ حق کی طرف جھک پڑتے ہیں مگر جب اسلام یا مسلمانوں پر مشکلات و مصائب کا دور آتا ہے، یا ایسے احکام دیے جاتے ہیں جن سے ان کی خواہشات نفس اور ان کے جاہلی تعصّبات پر ضرب پڑتی ہے تو ٹھٹک کر حیران و سرگرداں کھڑے ہو جاتے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ يَقُولُ: كُلَّمَا أَصَابَ الْمُنَافِقُونَ مِنَ الإِسْلامِ خَيْرًا اطْمَأَنُّوا إِلَيْهِ، وَإِنْ أَصَابَ الإِسْلامَ نَكْبَةٌ قَامُوا لِيَرْجِعُوا إِلَى الْكُفْرِ

علی بن ابوطلحہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ”اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔“ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اسلام کو جب عزت و سربلندی نصیب ہوتی ہے تو منافقوں کو بھی قدرے اطمینان ہونے لگتا ہے اور جب اسلام کو کسی افتاد کا سامنا کرنا پڑے تو یہ کھڑے ہو جاتے ہیں تا کہ پھر سے کفر کی طرف لوٹ جائیں۔ ③

جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ... ﴿١١﴾ ④

---

① البروج ۱۷ تا ۲۰

② تفسیر ابن أبي حاتم ۱/۵۷

③ تفسیر ابن أبي حاتم ۱/۵۸

④ الحج ۱۱

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا}[1] أَيْ يَعْرِفُونَ الْحَقَّ وَيَتَكَلَّمُونَ بِهِ، فَهُمْ مِنْ قَوْلِهِمْ بِهِ عَلَى اسْتِقَامَةٍ، فَإِذَا ارْتَكَسُوا مِنْهُ إِلَى الْكُفْرِ قَامُوا مُتَحَيِّرِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ''اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔'' کی تفسیر میں یہ روایت ہے یہ لوگ حق کو پہچانتے اور اس کا اقرار بھی کرتے ہیں تو ان کی یہ بات حالت استقامت میں ہوتی ہے لیکن اسلام کے بجائے جب پھر یہ کفر کی طرف واپس آتے ہیں تو حیران و پریشان ہوتے ہیں۔[2]

اللہ چاہتا تو حق کو پہچاننے کے باوجود ترک کر دینے کی پاداش میں اپنی عطا فرمائی ہوئی صلاحیتوں کو بالکل ہی سلب کر لیتا مگر یہ اللہ کی سنت نہیں ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِى خَلَقَكُمْ وَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے،

الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَٰشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ

جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے

مِنَ الثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَّ أَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ (البقرۃ ۲۱،۲۲)

پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔

ہدایت اور ضلالت کے اعتبار سے انسانوں کے تین گروہوں کے تذکرے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام دنیا کے مشرکین، منافقین اور اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی دعوت دی، فرمایا دنیا میں غلط بینی و غلط کاری سے اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے بچنے کی توقع اس طور سے ہو سکتی ہے کہ بندگی و عبادت کی مختلف اقسام میں سے کسی قسم کا رویہ اللہ کے سوا دوسروں کے ساتھ نہ برتا جائے،

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾[3]

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری ہی بندگی کریں۔

اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے پر اس بات سے استدلال کیا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تو ہے جو تمہیں عدم سے وجود میں

[1] البقرۃ: 20

[2] تفسیر طبری ۱،۲۴۶

[3] الذاریات ۵۶

لایااور ہرطرح کی ظاہروباطنی نعمتیں عطافرمائیں، تمہارے لیے زمین کافرش بچھایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا... ﴿٦٤﴾ [1]

ترجمہ:وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا۔

تمہارے اس مسکن کے لئے آسمان کو محفوظ چھت بنایا

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا... ﴿٣٢﴾ [2]

ترجمہ:اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنادیا۔

اور تمہاری ضروریات اور حاجات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بغیر ستونوں والی بلند وبالا چھت میں بھی بہت سی نفع بخش چیزیں مثلاً سورج ،چاند اور ستارے تخلیق کیے،اور جب تم بارش کے محتاج ہوتے ہو تو ہواؤں کے ذریعے سمندروں سے نمکین پانی اٹھاکر بادلوں سے میٹھا پانی برساتا اور اس کے ذریعے سے مردہ پڑی ہوئی زمین سے انواع واقسام کے غلہ جات،مختلف انواع کے پھل،اور میوہ جات، کھجوریں اور دیگر کھیتیاں نکال کر تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لیے رزق بہم پہنچاتا ہے،جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ [3]

ترجمہ:وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنایا جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی،جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا،وہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے،بے حساب برکتوں والا وہ کائنات کا رب۔

پس جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی بحر وبر کی تمام مخلوقات کو زمین وآسمان سے رزق مہیا فرماتا ہے تو دوسروں کو اللہ کا مدمقابل نہ ٹھہراؤ اور نہ ان سے ایسی محبت کرو جیسے تم اللہ تعالیٰ سے کرتے ہو،وہ بھی تمہاری مانند مخلوق ہیں انہوں نے نہ کچھ پیدا کیا ہے اور نہ ہی اس کے پاس کچھ قدرت واختیار ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا} [4] قَالَ: الْأَنْدَادُ هُوَ الشِّرْكُ، أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى صَفَاةٍ سَوْدَاءَ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ، وَهُوَ أَنْ يَقُولَ: وَاللَّهِ، وَحَيَاتِكَ يَا فُلَانَةُ، وَحَيَاتِي، وَيَقُولُ: لَوْلَا كَلْبُهُ هَذَا لَأَتَانَا اللُّصُوصُ، وَلَوْلَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَأَتَى اللُّصُوصُ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ: لَوْلَا اللَّهُ وَفُلَانٌ، لَا تَجْعَلْ فِيهَا فُلَانًا؛ فَإِنَّ هَذَا كُلَّهُ بِهِ شِرْكٌ

---

[1] المومن ٦٤

[2] الانبیاء ٣٢

[3] المومن ٦٤

[4] البقرة: 22

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ''خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔'' کی تفسیر میں فرمایا سے مراد شرک ہے جو رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہے مثلاً یوں کہنا اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم۔ اے فلاں! میری جان کی قسم، اگر اس شخص کی کتیا نہ ہوتی تو ہمیں چور آ لیتے۔ اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو ہمیں چور آ لیتے، یا کسی سے یہ کہنا کہ وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا اور تم چاہو گے، اگر کوئی شخص یہ کہے اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا تو اس قسم کی تمام باتیں شرک ہیں۔ (۱)

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غیر اللہ کی قسم مت کھاؤ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ (۲)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا أَدْرِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَوِ ابْنَ عُمَرَ لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللَّهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے کی بنسبت اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم اٹھانا زیادہ بہتر ہے۔ (۳)

عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ، وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کہو جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے (وہی ہو گا) بلکہ یوں کہو (وہی ہو گا) جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے۔ (۴)

كَانَ إِبْرَاهِيمُ رَحِمَهُ اللهُ يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ:أَعُوذُ بِاللهِ وَبِكَ، وَيُرَخِّصُ أَنْ يَقُولَ: أَعُوذُ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ، وَيَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ: لَوْلَا اللهُ وَفُلَانٌ ، وَيُرَخِّصُ أَنْ يَقُولَ: لَوْلَا اللهُ ثُمَّ فُلَانٍ

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ یوں کہنا ناپسند اور مکروہ جانتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی اور تمہاری پناہ چاہتا ہوں، البتہ میں اللہ تعالیٰ کی اور پھر تمہاری پناہ چاہتا ہوں کہنا جائز سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور پھر فلاں نہ ہوتا تو کہہ سکتے تھے البتہ اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا تو کہنا جائز ہے۔ (۵)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ، امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ، وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادُوا أَنْ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۶۲،۲۲۹/۱

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ النُّذُورِ وَالأَيْمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ۱۵۳۵، مستدرک حاکم ۷/۸۱۴

(۳) مصنف عبدالرزاق ۱۵۹۲۹

(۴) سنن ابوداودکتَاب الْأَدَبِ بَابُ لَا يُقَالُ خَبُثَتْ نَفْسِي ۴۹۸۰

(۵) الصمت وآداب اللسان ۱۹۳، ۳۴۴/۱

يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَيَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شِئْتَ

عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جہنیہ قبیلے کی ایک عورت قتیلہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہا تم (مسلمان) لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو وہی ہوگا جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں، نیز کعبہ کی قسم بھی اٹھاتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کعبہ کی بجائے رب کعبہ کی قسم اٹھایا کریں اور جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں کی بجائے وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر آپ چاہیں کہا کریں۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ اللَّهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَجَعَلْتَنِي وَاللَّهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور آپ چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیرا دیا؟ صرف اتنا کہو وہی ہوگا جو اللہ وحدہ لاشریک چاہے گا۔ [2]

عَنْ طُفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، أَنَّهُ رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ، قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللَّهِ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ النَّصَارَى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، قَالُوا: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟» قَالَ عَفَّانُ: قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا صَلَّوْا، خَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ طُفَيْلًا رَأَى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ، أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا ، قَالَ: لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھائی طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا گزر یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا میں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں، میں نے ان سے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر تم عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہو، تو انہوں نے جواباً کہا تم بھی اچھے ہو اگر تم وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں نہ کہو، پھر میں نصاری کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا بیشک ہم نصاری ہیں، میں نے ان سے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر تم مسیح (عیسی علیہ السلام) کو اللہ کا بیٹا نہ کہو، تو انہوں نے جواباً کہا تم بھی اچھے ہو اگر تم وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں نہ کہو، صبح ہوئی تو میں نے کچھ لوگوں سے اس خواب کا تذکرہ کیا، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے ساری بات بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا تم نے اس خواب کا کسی سے ذکر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ

---

[1] سنن نسائی كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ باب الْحَلِفُ بِالْكَعْبَةِ ۳۸۰۴

[2] مسند احمد ۱۸۳۹، عمل اليوم والليلة للنسائی ۹۸۸

کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا امابعد! طفیل نے خواب دیکھا ہے اور اس نے تم میں سے بعض لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے، تم ایک جملہ بولا کرتے ہو تمہیں اس سے روکنے میں مجھے ہچکچاہٹ رہی تم وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور محمد چاہیں نہ کہا کرو بلکہ صرف وہی ہوگا جو صرف اللہ وحدہ لاشریک چاہے کہا کرو۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ،قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟قَالَ:أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، انہوں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کرو کہ اگر زندہ رہا تو تمہاری روزی میں شریک ہوگا، انہوں نے کہا اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ (۲)

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌفَقَالَ:يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَمَا حَقُّ العِبَادِ عَلَى اللهِ؟قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى العِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقَّ العِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، اس گدھے کا نام عفیر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ ٹھیرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ، فَقَالَ: أَجَعَلْتَنِي لِلَّهِ نِدًّا ؟ قُلْ: مَا شَاءَ اللهُ وَحْدَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مجھے اللہ

(۱) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْكَفَّارَاتِ بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ ۲۱۱۸،مسنداحمد ۲۰۶۹۴

(۲) صحیح بخاری كتاب الادب بَابُ قَتْلِ الوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ ۶۰۰۱، صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۷

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ اسْمِ الفَرَسِ وَالحِمَارِ ۲۸۵۶،وكتاب اللباس بَابُ إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ ۵۹۶۷،وكتاب الاستئذان بَابُ مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ۶۲۶۷،وكتاب الرقاق بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ ۶۵۰۰،وكتاب التوحيدالجهميةبَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۷۳۷۳،صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ ۱۴۳

تعالیٰ کا شریک ٹھیراتا ہے؟ یوں کہہ جو اللہ وحدہ لا شریک چاہے۔ [1]

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪

ہم نے اپنے بندے پر جو کچھ اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ،

وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا

تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو، پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے،

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنت کی خوشخبریاں دو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں،

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا

جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیئے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم

مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ

اس سے پہلے دیئے گئے تھے، اور ان کے لیے بیویاں ہیں صاف ستھری

وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ (البقرۃ ۲۳ تا ۲۵)

اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا چیلنج: اہل مکہ تجارت پیشہ تھے مگر پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، رسول اللہ ﷺ انہیں کی قوم میں سے تھے، آپ کا کردار بچپن سے ان لوگوں کے سامنے تھا، آپ کی امانت و دیانت کی خوبی کی بنا پر صادق و امین کا خطاب وہ خود ہی دے چکے تھے، ہزار مخالفتوں کے باوجود اپنی امانتیں ان کے پاس رکھتے تھے، مگر جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے سامنے خود کو ایک پیغمبر کی صورت میں پیش کیا اور اس دعویٰ کے ثبوت میں اللہ کا نازل کردہ پاکیزہ کلام بھی پیش کیا تو اس کلام کی گہرائیوں میں ڈوبنے، غور و فکر کرنے کے بجائے کہنے لگے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ فلاں فلاں شخص کا عجمی غلام آ کر رسول اللہ ﷺ کو ایسی پر حکمت باتیں سمجھا جاتا ہے اور وہ اسے بیان کرنے لگتے ہیں، اس کے جواب میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دنیا کے لوگوں کو توحید کی دعوت دینے کے بعد رسالت کے متعلق شک و شبہ کو دور کرنے کے لئے قیامت

[1] مسند احمد ۱/۲۵۶، تفسیر ابن کثیر ۱/۱۹۵

تک انکار کرنے والے لوگوں کو چیلنج فرمایا کہ تمہیں اللہ کے نازل کردہ اس عظیم کلام پر جس کا ایک ایک لفظ حکمت واسرار سے پر ہے، جس میں کائنات کی تخلیق سے انتہا تک کے واقعات ہیں، سرکش قوموں کے عروج وزوال کی عبرت ناک داستانیں ہیں، پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایات ہیں، تمہاری زندگی کے تمام مسائل کا حل جس میں پوشیدہ ہے، نہیں مانتے اور کہتے ہو کہ کوئی آ کر رسول اللہ ﷺ کو پڑھا جاتا ہے تو اے دعوت حق سے عناد رکھنے والو! اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے ثبوت میں اپنے سارے باطل معبودوں اور جنوں کی تائید، اپنے مایہ ناز خطیبوں، شاعروں، ادیبوں، نقادوں اور تاریخ دانوں وغیرہ کی مدد سے پوری ایک کتاب نہیں صرف اور صرف ایک ہی آیت ہی اس جیسی بنا کر لاؤ، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس چیلنج کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَٰبٍ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٤٩﴾ [1]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) ان سے کہو اچھا تو لاؤ اللہ کی طرف سے کوئی کتاب جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخشنے والی ہو اگر تم سچے ہو میں اسی کی پیروی اختیار کروں گا۔

قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ [2]

ترجمہ: کہہ دو اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

أَمْ يَقُولُونَ ٱفْتَرَىٰهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِۦ مُفْتَرَيَٰتٍ وَٱدْعُوا مَنِ ٱسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٣﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

وَمَا كَانَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٣٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ ٱفْتَرَىٰهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِۦ وَٱدْعُوا مَنِ ٱسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٣٨﴾ [4]

ترجمہ: اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو اللہ کی وحی وتعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے بلکہ یہ تو جو کچھ پہلے آ چکا تھا اس کی تصدیق اور الکتاب کی

---

[1] القصص ۴۹

[2] بنی اسرائیل ۸۸

[3] ہود ۱۳

[4] یونس ۳۸،۳۷

تفصیل ہے،اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے، کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کرلیا ہے؟ کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۃ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لیے بلا لو۔

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ (۱)

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے؟اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں لانا چاہتے،اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو اسی شان کا ایک کلام بنا لائیں۔

اگر تم ایسا نہ کر سکے اور نہ ہی قیامت تک کر سکو گے (یہ پیشین گوئی ڈیڑھ ہزار سال سے یہ چیلنج قائم ہے) تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ جلیل القدر کلام جو فصاحت و بلاغت اور خیر و برکت سے بھرپور ہے کسی انسان کی کاوش نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ،فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور میرا معجزہ اللہ کی وحی یعنی قرآن مجید ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار بہ نسبت اور نبیوں کے بہت زیادہ ہوں گے۔ (۲)

تو اس دردناک آگ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرو، جس کا ایندھن صرف تم ہی نہیں بنو گے بلکہ تمہارے وہ معبود بھی تمہارے ساتھ ہی موجود ہوں گے جنہیں تم نے اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر اپنا معبود و مسجود بنا رکھا ہے،اس وقت تمہیں ان کی حقیقت خوب معلوم ہو جائے گی

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ . (۳)

ترجمہ:بے شک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو، جہنم کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے۔

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾ (۴)

ترجمہ:اور جو حق سے منحرف ہیں وہ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔

اور دردناک عذابوں سے بھری یہ جہنم کافروں اور مشرکوں کے لئے تیار کی گئی ہے،جہنم اب بھی موجود ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ

---

(۱) الطور ۳۳ ، ۳۴

(۲) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ۴۹۸۱،وكِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الكَلِمِ ۷۲۷۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۵

(۳) الانبیاء ۹۸

(۴) الجن ۱۵

بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الجَنَّةُ: مَا لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ، قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الجَنَّةُ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی دوزخ کہے گی کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں اور جنت کہے گی کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ جنت سے فرمائے گا کہ تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا رحمت کروں گا اور جہنم سے فرمائے گا کہ تو عذاب ہے میں تیرے ذریعہ سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے، لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل کر سمٹ جائے گا اور اللہ بزرگ و برتر اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔ (1)

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی، عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میرے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کو کھالیا ہے، اللہ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس کی سردیوں میں اور ایک سانس کی گرمیوں میں۔ (2)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالَ: قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے کہ ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جو کہ ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا

---

(1) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ:وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ4850، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ 7185 صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ:وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ4850، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ 7185

(2) صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ 3260، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَمْضِي إِلَى جَمَاعَةٍ، وَيَنَالُهُ الْحَرُّ فِي طَرِيقِه1401

تھااور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا یہاں تک کہ وہ پتھر اب اپنی تہہ تک پہنچا ہے۔ (۱)

اسی طرح حدیث نماز کسوف اور حدیث شب معراج اور بہت سی دیگر متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جہنم اب بھی موجود ہے۔

اس لئے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ کے سامنے غرور و تکبر سے اکڑی گردن جھکا دو، اور اللہ کے رسول کے اطاعت میں زندگی بسر کرو اسی میں ہی تمہاری دنیاوی زندگی میں سر بلندی اور آخروی زندگی کی نجات مضمر ہے، اور اے پیغمبر ﷺ! جو لوگ اللہ کی منزل اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور اس کے مطابق اپنے عقائد درست کر لیں اور سنت نبوی کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کر لیں تو انہیں اللہ کی تیار کردہ انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی خوشخبری دے دو، وہ ایسے باغ ہیں جن کے گھنے سایوں والے درختوں کے نیچے طرح طرح کی نہریں بہتی ہوں گی،

أَنَّ أَنْهَارَهَا تَجْرِي مِنْ غَيْرِ أُخْدُودٍ

ایسی نہریں جن میں کھائیاں نہیں ہیں۔ (۲)

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ المُجَوَّفِ،قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ، الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ - أَوْ طِيبُهُ - مِسْكٌ أَذْفَرُ

نہر کوثر کے بارے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں سیر کر رہا تھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا اس کے دونوں کنارے سچے موتیوں کے قبے ہیں، میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہے؟ عرض کی یہی وہ کوثر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے، اور اس کی خوشبو یا اس کی مٹی خالص مشک ہے۔ (۳)

اور جنت کی کنکریاں موتی اور ہیرے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَاليَاقُوتُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور جنت کی کنکریاں موتی اور ہیرے ہیں۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنْهَارُ الْجَنَّةِ تَفْجُرُ مِنْ تَحْتِ تِلَالٍ، أَوْ مِنْ تَحْتِ جِبَالِ المسك

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ۷۱۶۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۳

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابٌ فِي الحَوْضِ ۴۹۶۴،۶۵۸۱

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا۲۵۲۶، الترغيب والترهيب للمنذری ۵۶۴۸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جنت کی نہریں کستوری کے ٹیلوں یا اس کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ (١)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:أَنْهَارُ الْجَنَّةِ تُفَجَّرُ مِنْ جَبَلِ مِسْكٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑ سے نکلتی ہیں۔ (٢)

عُشْبُ الْجَنَّةِ الزَّعْفَرَانُ، وَكُثْبَانُهَا الْمِسْكُ

جنت کی گھاس زعفران ہے،اس کے ٹیلے کستوری کے ہیں۔ (٣)

ان باغوں کے لذت سے بھرپور پھل صورت وشکل میں تو دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے مگر ان کا ذائقہ لاثانی ہوگا،جب ان کے خدام ان کو کوئی پھل کھانے کو دیں گے تو وہ کہیں گے کہ ایسی ہی صورت کے پھل اس سے پہلے ہم دنیا میں بھی کھاتے تھے مگر ان کا ذائقہ ،خوشبو اور لطف تو بیان سے باہر ہے

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْوِلْدَانُ بِالْفَوَاكِهِ فَيَأْكُلُونَهَا ثُمَّ يُؤْتَوْنَ بِمِثْلِهَا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هَذَا الَّذِي أَتَيْتُمُونَا آنِفًا بِهِ، فَيَقُولُ لَهُمُ الْوِلْدَانُ: كُلُوا، فَإِنَّ اللَّوْنَ وَاحِدٌ، وَالطَّعْمُ مُخْتَلِفٌ

خدام جنتیوں کے پاس پھل لے کر آئیں گے جنہیں وہ کھائیں گے،پھر اسی طرح کے اور پھل لے کر آئیں گے تو جنتی کہیں گے یہ پھل تو تم ابھی ابھی لائے تھے تو خدام کہیں گے نہیں انہیں بھی کھاؤ،ان کا رنگ ایک جیسا ہے مگر ذائقہ مختلف ہے۔ (٤)

أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ:وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا، قَالَ: يشبه بَعْضُهُ بَعْضًا، وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ

ابوجعفر رازی نے ربیع بن انس سے اور انہوں نے ابوالعالیہ سے آیت ”ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے جنت کے پھل اگرچہ ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے مگر ان کا ذائقہ مختلف ہوگا۔ (٥)

عَنْ عِكْرِمَةَ، فِي قَوْلِهِ:وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا، قَالَ: يُشْبِهُ ثَمَرَ الدُّنْيَا، غَيْرَ أَنَّ ثَمَرَ الْجَنَّةِ أَطْيَبُ

عکرمہ آیت ”ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔“ کے بارے میں بیان کرتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جنت کے پھل بھی اگرچہ دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہوں گے مگر جنت کے پھل بہت عمدہ ہوں گے۔ (٦)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،لَا يُشْبِهُ شَيْءٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ مَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا الْأَسْمَاءَ

(١) تفسیرابن ابی حاتم ۱/۶۵

(٢) تفسیرابن ابی حاتم ۲/۶۱۲

(٣) تفسیرابن کثیر ۱/۲۰۴

(٤) تفسیرابن کثیر ۱/۲۰۴

(٥) تفسیرطبری ۱/۲۹۰،تفسیرابن ابی حاتم ۱/۶۷

(٦) تفسیرطبری ۱/۳۸۹،تفسیرابن کثیر ۱/۲۰۵

سفیان ثوری نے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جنت کی کوئی شے دنیا کی کسی شے سے مشابہ نہیں ہوگی ہاں البتہ صرف ناموں کی مشابہت ہوگی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَيْسَ فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ يُشْبِهُ مَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا الْأَسْمَاءَ

عبد اللہ بن عباس سے ایک روایت میں ہے دنیا میں جنت کی کوئی چیز نہیں سوائے ان کے ناموں کے۔ (۲)

وہاں ان کے لیے حسن و جمال میں یکتا، حیض و نفاس سے پاک ہوں گی اور اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی بیویاں ہوں گی،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ يَقُولُ: مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْقَذَرِ وَالْأَذَى

ابن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔" کے بارے میں روایت کیا ہے اہل جنت کی بیویاں گندگی اور ناپاکی سے پاک ہوں گی۔ (۳)

عَنْ مُجَاهِدٍ: فِي قَوْلِ اللهِ: وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، قَالَ: مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالنِّخَامِ وَالْبُزَاقِ وَالْمَنِيِّ وَالْوَلَدِ

مجاہد رحمہ اللہ آیت "ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔" کے بارے میں فرماتے ہیں وہ حیض، بول و بزار، رینٹ، تھوک، منی اور نفاس وغیرہ سے پاک ہوں گی۔ (۴)

عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ: وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، قَالَ: طَهَّرَهُنَّ اللهُ مِنْ كُلِّ بَوْلٍ وَغَائِطٍ وَقَذَرٍ، وَمِنْ كُلِّ مَأْثَمٍ

قتادہ کا آیت "ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔" کے بارے میں قول ہے وہ بول و بزار اور تمام گناہوں سے پاک ہوں گی۔ (۵)

اور وہ ان گھنے باغات اور انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یقیناً اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی ہلکی چیز، ایمان والے تو

فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

اپنے رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی کیا

---

(۱) تفسیر طبری ۱/۲۹۰

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۶۶

(۳) تفسیر طبری ۱/۳۹۱

(۴) تفسیر طبری ۱/۳۹۲

(۵) تفسیر طبری ۱/۳۹۲

بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ﴿۲۶﴾

مراد ہے؟اس کے ذریعے بیشتر کو گمراہ کرتا ہے اور اکثر لوگوں کو راہ راست پر لاتا ہے اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے،

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے ہیں

وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ،تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو ؟

وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے،

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ

وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان

وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ (البقرۃ ۲۶تا۲۹)

بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

منافقین وغیرہ کا اعتراض :اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے غور و تدبر کے لئے مختلف مقامات پر مختلف مثالیں بیان فرمائی ہیں،اس طرح ایک مقام پر شرک کے ابطال میں مکڑی کے کمزور گھر کی مثال پیش فرمائی تھی

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ [1]

ترجمہ:جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ(بھی اپنا ایک) گھر بناتی ہے،اور بلاشبہ مکڑی کا گھر سب گھروں سے زیادہ بودا ہوتا ہے، کاش انہیں (اس حقیقت کا) علم ہوتا۔

منافقین وغیرہ نے اس مثال اور اسی قسم کی دوسری مثالوں پر اعتراض کیا کہ ایسی حقیر چیزوں کی تمثیلیں اللہ تعالیٰ کے بلند و برتر کلام کے شایان شان نہیں ہوسکتیں،اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایاہاں،اللہ اس سے ہرگز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے،جو لوگ صحیح بصیرت رکھتے اور حق بات کو قبول کرنے والے ہیں وہ انہی تمثیلوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو ان کے رب ہی

[1] العنکبوت ۴۱

کی طرف سے آیا ہے، پس وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں غور وفکر سے کام لیتے ہیں اور جو ماننے والے نہیں ہیں وہ انہیں سن کر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے کفر میں اور اضافہ کر لیتے ہیں، اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہ راست دکھادیتا ہے،

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿١٢٥﴾ (۱)

ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو تم میں سے کسی کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ جولوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دل شاد ہیں، البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا اور مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے۔

اور اللہ تعالیٰ گمراہی میں انہی کو مبتلا کرتا ہے جو اللہ کی اطاعت سے باہر ہیں، جو اللہ کے رسولوں سے بغض وعناد رکھتے ہیں، اور فسق وفجور ان کا وصف بن گیا ہے اور وہ اسے بدلنا نہیں چاہتے تو پھر اللہ بھی انہیں اسی طرف پھیر دیتا ہے جدھر وہ جانا چاہتا ہے،

۔۔۔ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ ۔۔۔ ﴿١١٥﴾ (۲)

ترجمہ: تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا۔

یہ لوگ اللہ کے ساتھ عہد الست کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں،

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ﴿١٧٢﴾ (۳)

ترجمہ: اور اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔

جن رشتوں، حقوق اور تعلقات کے قیام اور استحکام پر انسان کی اجتماعی وانفرادی فلاح کا انحصار ہے اور جنہیں درست رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور اس طرح اللہ کی زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۙ

---

(۱) التوبة ۱۲۵، ۱۲۴

(۲) النساء ۱۱۵

(۳) الاعراف ۱۷۲

أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، جو رابطوں (قرابتوں) کو کاٹتے ہیں جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لیے آخرت میں بہت برا ٹھکانا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ [2]

ترجمہ: اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے؟۔

اسی صفات سے متصف لوگ ہی دنیا و آخرت میں خسارے میں پڑنے والے ہیں،

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كُلُّ شَيْءٍ نَسَبَهُ اللهُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنِ اسْمٍ مِثْلُ خَاسِرٍ، فَإِنَّمَا يَعْنِي بِهِ الْكُفْرَ، وَمَا نَسَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَإِنَّمَا يَعْنِي بِهِ الذَّنْبَ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً خسران وغیرہ تو اس سے مراد کفر ہے اور جسے اہل اسلام کی طرف منسوب کیا ہے تو اس سے مراد گناہ ہے۔ [3]

عصماء بنت مروان یہودیہ کا قتل

أَنَّ عَصْمَاءَ بِنْتَ مَرْوَانَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، كَانَتْ تَحْتَ يَزِيدَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حِصْنٍ الْخَطْمِيِّ،وَكَانَتْ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَعِيبُ الْإِسْلَامَ، وَتُحَرِّضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَتْ شِعْرًا وتَحْرِيضُهَا،اللهُمّ، إِنّ لَكَ عَلَيّ نَذْرًا لَئِنْ رَدَدْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَأَقْتُلَنَّهَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِبَدْرٍ،فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من بدر جَاءَهَا عُمَيْرُ بْنُ عَدِيّ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ حَتّى دَخَلَ عَلَيْهَا فِي بَيْتِهَا،وَحَوْلَهَا نَفَرٌ مِنْ وَلَدِهَا نِيَامٌ، مِنْهُمْ مَنْ تُرْضِعُهُ فِي صَدْرِهَا فَجَسّهَا بِيَدِهِ فَوَجَدَ الصّبِيّ تُرْضِعُهُ فَنَحّاهُ عَنْهَا ثُمّ وَضَعَ سَيْفَهُ عَلَى صَدْرِهَا حَتّى أَنْفَذَهُ مِنْ ظَهْرِهَا

مدینہ منورہ میں ایک یہودی عورت عصماء بنت مروان جو یزید بن زید الخطمی کی بیوی تھی رہتی تھی جو اپنے تعصب میں اتنی اندھی ہو چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتی تھی، دوسرے لوگوں کو دین حق اسلام سے برگشتہ کرتی رہتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتی تھی، اپنے گندے خون کے کپڑے مسجد نبوی میں پھینک دیا کرتی، ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے

[1] الرعد ۲۵

[2] محمد ۲۲

[3] تفسیر طبری ۱۷/۴۱۷

واپس تشریف نہیں لائے تھے کہ اس نے پھر آپ کی ہجو میں اشعار کہے، عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے جو نابینا تھے جب اس یہودیہ کے اشعار سنے تو ان کا دل جوش ایمان سے بھر گیا اور انہوں نے منت مانگی کہ اگر اللہ کے فضل و کرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صحیح سالم واپس آ گئے تو میں اس یہودیہ کو ضرور قتل کر ڈالوں گا، رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے مظفر و منصور صحیح سالم واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو چھبیس رمضان المبارک رات کو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کو تلوار لے کر اس یہودیہ کو قتل کرنے کے لئے نکلے حتی کہ اس یہودیہ کے گھر میں داخل ہو گئے، عصماء کے اردگرد اس کی بچے سو رہے تھے اور گود میں بھی ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی، عمیر رضی اللہ عنہ نابینا تھے اس لئے ہاتھوں سے ٹٹول کر اس کے بچے کو ماں سے ایک طرف ہٹایا اور پھر ہاتھ میں پکڑی تلوار کو عصماء کے سینے پر رکھ کر اتنے زور سے دبایا کہ تیز دھار تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی

ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى صَلَّى الصّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، فَلَمّا انْصَرَفَ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إلَى عُمَيْرٍ فَقَالَ: أَقَتَلْت بِنْتَ مَرْوَانَ؟قَالَ: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ الله،وخشي عمير أن يكون فتات عَلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهَا فَقَالَ: هَلْ عَلَيّ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟فَقَالَ لَا يَنْتَطِحُ فِيهَا عَنْزَانِ،فَإِنّ أَوّلَ مَا سَمِعْت هَذِهِ الْكَلِمَةَ مِنْ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ عُمَيْرٌ:فَالْتَفَتَ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ: إذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إلَى رَجُلٍ نَصَرَ اللهَ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ، فَانْظُرُوا إلَى عُمَيْرِ بْنِ عَدِيّ،فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أُنْظُرُوا إلَى هَذَا الْأَعْمَى الّذِي تَشَدّدَ فِي طَاعَةِ اللهِ، فَقَالَ: لَا تَقُلْ الْأَعْمَى، وَلَكِنّهُ الْبَصِيرُ!

اپنی نذر کو پورا کر کے وہ خاموشی سے واپس گھر چلے آئے اور صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی، نماز ختم کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مڑے اور عمیر پر نظر ڈالی اور ان سے دریافت کیا کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بارے میں کچھ مواخذہ تو نہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس بارے میں دو بھیڑیں بھی سر نہ ٹکرائیں گی، یعنی انسان تو درکنار بھیڑ بکریاں بھی اس بارے میں جھگڑا نہ کریں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے بیحد مسرور ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نابینا کو دیکھو تو سہی کہ کس طرح چھپ کر اللہ کی اطاعت کے لئے روانہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو نابینا نہ کہو یہ تو بینا ہیں۔[1]

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى الْبَصِيرِ الَّذِي فِي بَنِي وَاقِفٍ نَعُودُهُ

جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس بینا کے پاس

[1] مغازی واقدی ۱۷۳؍۱،ابن ہشام ۶۳۷؍۲،الروض الانف ۵۵۰؍۷،ابن سعد ۲۱؍۲،عیون الاثر ۳۴۰؍۱،شرح الزقانی علی المواهب ۳۴۳؍۲

لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے اس کی عیادت کریں گے۔ [1]

منافقین مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے آتے لیکن کیونکہ دل میں ایمان کی رمق نہیں تھی اس لیے بال نخوستہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز میں آتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ الماعون نازل فرمائی۔

مضامین سورۃ الماعون:

اس سورہ میں اختصار کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر ہے جو معاشرتی زندگی میں اچھے اخلاق اور اچھی عادات سے محروم ہیں جو ایک مہذب معاشرے کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔

کافر جو علانیہ قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں اس لیے اعمال کی جزا سے بے خوف ہو کر یتیموں کے حقوق دبا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے ہیں، مال و دولت کے لالچ میں غرباء اور مساکین کو نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے ہیں گویا کہ نہ تو اللہ کے ساتھ ان کا معاملہ صحیح ہے اور نہ اللہ کے بندوں کے ساتھ، حالانکہ ایک مہذب معاشرے کے تمام افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ

- مالی اعتبار سے کمزور اور مفلوک الحال لوگوں کی معاونت کریں۔
- اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اس مالی عبادت کے تقاضوں کو پہچانیں اور معاشرے کے تمام افراد کو اس سے آگاہ کریں۔
- معاشرے میں ضرورت مند افراد کی عام ضروریات کا لحاظ کریں اور ان کی ضروریات پورا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں۔

لیکن یہ اخلاق اس وقت معاشرے کے افراد میں پیدا ہوتے ہیں جب معاشرے کے افراد یہ سمجھ لیں کہ یہ نعمتیں ہم پر اللہ کا احسان ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانا صرف ہمارا ہی حق نہیں ہے بلکہ اس معاشرے کے ہر فرد کا اس میں حصہ ہے، لیکن حریص اور بخیل انسان سے یہ بات ممکن نہیں، اس لیے آخرت میں ان اشیاء کے محاسبے کی طرف توجہ دلائی کہ ان نعمتوں کی بابت آخرت میں یقیناً جواب طلب کیا جائے گا، اس وقت کے لیے ابھی سے تیاری کی جانی چاہیے۔

منافقین جو بظاہر مسلمان ہیں مگر جن کے دلوں میں آخرت اور اس کی جزا و سزا کا کوئی تصور نہیں، اس لیے وہ ان تین صفات قبیحہ کے حامل ہوتے ہیں۔

- پہلی صفت یہ ہے کہ وہ نماز سے غافل ہیں، یہ غفلت دو اعتبار سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ نماز ادا ہی نہ کی جائے دوسری یہ کہ نماز تو پڑھی جائے مگر اس میں نہ وقت کی پابندی کا لحاظ رکھا جائے اور نہ ہی اس میں خشوع و خضوع اختیار کیا جائے۔
- دوسری صفت یہ کہ ان کے تمام اعمال صرف دکھاوے کے لیے ہوتے ہیں۔
- تیسری صفت یہ کہ وہ ایسے بخیل ہیں کہ عام ضرورت کی چیز بھی دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

[1] معرفة الصحابة لابی نعیم۲۰۹۶/۴، الإصابة في تمييز الصحابة۵۹۹/۴،تاریخ بغدادبشار۴۶۴/۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢

کیا تونے (اسے بھی) دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ (الماعون ۱تا۳)

اور مسکین کو کھلانے کے لیے ترغیب نہیں دیتا۔

حیات بعد الموت اور روز محشر اعمال کی جزاوسزا کے عقیدے کو نہ ماننے کے نتیجہ میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے دو ایسی چیزیں بطور نمونہ پیش فرمائیں، جن کو ہر شریف الطبع اور سلیم الفطرت انسان تسلیم کرتا ہے کہ یہ نہایت قبیح اخلاقی رذائل ہیں، فرمایا اے نبی ﷺ! کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جو آخرت میں جزائے اعمال کی تکذیب کرتا ہے، انبیاء ومرسلین جو کچھ لے کر آئے ان پر ایمان نہیں لاتا کیونکہ وہ حیات بعد الموت اور اعمال کی جزاوسزا کا منکر ہے، اللہ کی شدید پکڑ سے بے خوف ہے اس لئے اس شخص کا اخلاقی کردار یہ ہے کہ وہ یتیم کو جو زیادہ محبت وشفقت کا مستحق ہے کی پرورش اور اس کیساتھ حسن سلوک کرنے کے بجائے اس کے باپ کی چھوڑی ہوئی میراث پر ناجائز قبضہ کر لیتا ہے یعنی اس کا معاشی استحصال کرتا ہے اور قساوت قلبی اور تندخوئی اسے دھکے مار کر باہر نکال دیتا ہے ، اور اگر گھر سے باہر نہ بھی کرے تو اسے نوکر کی طرح رکھتا ہے اور ہر وقت جھڑکیاں دیتا رہتا ہے ، اور اگر کوئی مفلوک الحال یتیم مدد مانگنے کے لئے آجائے تو اس کی حالت زار پر رحم کھانے اور اس کی مالی معاونت کرنے کے بجائے اسے سختی سے دھتکار دیتا ہے ، کیونکہ وہ مال حاصل کرنے میں حریص اور مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخیل ہے اس لئے اس کے دل میں انسانی قدروں اور اخلاقی ضابطوں کی کوئی اہمیت ومحبت نہیں ، اس لئے مسکین کو خود کھانا کھلاتا ہے اور نہ ہی گھر والوں یا دوسروں کو اس کار خیر میں شامل کرنے کے لئے اکساتا ہے حالانکہ بھوکے کو کھانا کھلانا انسان کی شرافت کا کم سے کم پیمانہ ہے ، جیسے فرمایا

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝١٧ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝١٨ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝١٩ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝٢٠ [1]

ترجمہ: بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے ، اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦

ان نمازیوں کے لیے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریا کاری کرتے ہیں

[1] الفجر ۱۷تا۲۰

وَ يَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ۝ (الماعون ۴ تا ۷)

اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔

تباہی و بربادی ہے ان منافقوں کے لئے جو نماز پڑھنے والے گروہ یعنی مسلمانوں میں شامل ہیں، مگر اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود روز محشر پر ایمان نہیں رکھتے، اور اللہ کی یاد کے لئے نماز سے غافل ہیں یعنی پڑھنا اور نہ پڑھنا ان کے لئے برابر ہی ہے، اور اگر نمود و نمائش اور ریا کاری کے لئے نماز پڑھتے بھی ہیں تو مسنون وقت کے بجائے مکروہ وقت میں خشوع وخضو اور تدبر و غور و فکر کو بلائے طاق رکھ کر چار ٹھونگیں مار لیتے ہیں، انہی لوگوں کے بارے میں ایک مقام فرمایا

...وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ۝ [۱]

ترجمہ: وہ نماز کے لئے نہیں آتے مگر کسمساتے ہوئے اور (اللہ کی راہ میں) خرچ نہیں کرتے مگر بادل ناخواستہ۔

...وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝ [۲]

ترجمہ: اور جب وہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے اٹھتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، أَوْ عَلَى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا

اور ایسے لوگوں کی نماز کے بارے میں علاء بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، ان میں سے ایک (عصر کے وقت) بیٹھا رہتا ہے حتی کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان یا ان سینگوں کے اوپر پہنچ جاتا ہے (یعنی سورج غروب کا وقت قریب ہو جاتا ہے) تو اٹھ کر مرغ کی طرح چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کا ذکر برائے نام کرتا ہے۔ [۳]

یہ لوگ کوئی بھی نیک کام اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں تاکہ معاشرے میں ان کے کار خیر کا ڈھنڈورا پیٹا جائے اور لوگ ان کو نیکو کاروں میں سمجھیں، جیسے فرمایا

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ ۚ وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا

---

[۱] التوبة ۵۴

[۲] النساء ۱۴۲

[۳] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ ۴۱۳، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ ۱۴۱۲، مسند احمد ۱۲۹۲۹

يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ [1]

ترجمہ:(اے نبی ﷺ!) بے شک منافق (اپنے نزدیک) تو اللہ کو فریب دے رہے ہیں حالانکہ وہ انہیں کو دھوکا دے رہا ہے اور جبکہ وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ہارے دل سے کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگوں کو دکھانے کو اور اللہ کو تو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى العِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ، فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ القُرْآنَ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللَّهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللَّهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان کے پاس نزول فرمائے گا، اور اس وقت ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرپڑا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ایک مرد کو بلائے گا جس نے قرآن اپنے سینہ میں جمع کیا ہوگا (یعنی حفظ کیا ہوگا) اور ایک مرد کو بلائے گا جسے اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہوگا (یعنی شہید ہوگا) اور ایک مرد ہوگا جو بہت مال رکھتا ہوگا پس اللہ تعالیٰ قرآن کے قاری سے فرمائے گا میں نے اپنے رسول پر جو نازل کیا تھا کیا میں نے تجھے نہیں سکھلایا تھا، وہ کہے گا ہاں اے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو علم تو نے حاصل کیا تھا اس پر عمل بھی کیا تھا؟ قاری جواب دے گا میں راتوں کو اور دن کے وقتوں میں اس کی قرآت کرتا تھا یعنی تہجد اور نمازوں میں قرآن پڑھتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا اور فرشتے بھی بول اٹھیں گے تو نے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلکہ تو یہ خواہش رکھتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں یعنی تو تو صرف اپنے نام کی مشہوری چاہتا تھا چنانچہ دنیا میں تجھے قاری کہا گیا۔

وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ،

فرشتے صاحب مال کو بارگاہ الٰہی میں پیش کریں گے اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال و دولت میں وسعت نہیں دی تھی اور کسی کا محتاج نہیں چھوڑا تھا وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر اس مال و دولت کا تم نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے صلہ رحمی کی اور تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا رہا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا اور فرشتے بھی بول اٹھیں گے تو نے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس صلہ رحمی اور صدقہ وخیرت سے تیرا مقصد سخی کہلوانا تھا چنانچہ دنیا میں تو سخی مشہور ہو گیا

وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: فِي مَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُولُ: أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتَّى

[1] النساء۱۴۲

قُتِلْتُ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلاَئِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللَّهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلاَنٌ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ،

پھر فرشتے اس شخص کو بارگاہ الٰہی میں پیش کریں گے جسے اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو کس لیے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تونے اپنی راہ میں جہاد کا حکم فرمایا تھا چنانچہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ قتل کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تونے جھوٹ بولا اور فرشتے بھی بول اٹھیں گے تونے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری خواہش یہ تھی کہ تو بہادر کہلائے چنانچہ دنیا میں تو بہادر کہا گیا

ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾.

پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارا اور فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ تین پہلے اشخاص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ سلگائی اور بھڑکائی جائے گی، جیسے فرمایا "جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔" [1]

یعنی جو شخص دوسروں کو سنانے کے لئے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو سنا کر عذاب کرے گا اور اسے ذلیل وحقیر کرے گا۔

مگر یہ اتنے بخیل اور حریص ہوتے ہیں کہ روزمرہ ضرورت کی معمولی چیز جیسے ہنڈیا، کلہاڑی، کدال، ڈول، ترازو وغیرہ اپنے قریبی رشتہ دار اور ہمسائے تک تو دو گھڑی کے لئے مستعار نہیں دیتے۔

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ، إِذَا جَلَسَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ قَامَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، أَكْرَمَكُمُ اللهُ بِهِ، وَأَعَزَّكُمْ بِهِ، فَانْصُرُوهُ وعَزّروه، وَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا ثُمَّ جَلَسَ

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اپنے اسلام کے اظہار کا یہ طریقہ اپنایا جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جمعہ کا خطبہ ارشاد کرنے کے لئے منبر پر بیٹھتے تو پہلے خود کھڑا ہو جاتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے کہتا لوگو! تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت وشرف بخشا ہے لہٰذا اب تم پر فرض ہے کہ تم آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مدد کرو اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عزت وتکریم کرو، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان سنو اور جو فرمائیں بجالاؤ، یہ کہہ کر پھر بیٹھ جاتا۔ [2]

---

[1] جامع ترمذی ابواب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ۲۳۸۲، السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۳۶

[2] ابن ہشام ۲/۱۰۵

اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔

دستور العمل یہودیان

غزوہ بدر کے بعد جب ایک زبردست فتح سے مسلمانوں کی دھاک ہر طرف بیٹھ گئی تھی اور اہل مدینہ نے اپنے سابقہ معاہدات حلیفی جو یہودیوں کے ساتھ منسوخ کر لیے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے آس پاس ینبوع تک کے قبائل مثلاً بنی ضمرہ، جہنیہ وغیرہ سے حلیفیاں کر کے مسلمانوں کی قوت کو بے حد مضبوط اور مستحکم بنا دیا تھا، یہودیوں کے دو بڑے گروہ آپ کے حریف و رقیب تھے، ان کا مل کر رہنا اور الگ مستقل رہ کر نپنت اور محفوظ رہنا ممکن نہ تھا اور وہ ہر طرف سے بچھڑ کر بے یار و مددگار اور ہر قوی کا شکار بنے ہوئے تھے، ان حالات نے انہیں مجبور کیا کہ اپنی مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری برقرار رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے ماتحتانہ تعاون کریں، چنانچہ یہودی قبائل نے من حیث القوم نہیں بلکہ ہر گروہ نے علیحدہ علیحدہ معاہدہ کیا، ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود و انصار کے درمیان باہمی صلح و امن کے ساتھ رہنے کے لئے ایک معاہدہ تحریر فرمایا جس میں انہیں اپنے مذہب اور اپنے مال و اسباب پر قائم رکھا گیا ان پر کچھ شرطیں، پابندیاں عائد فرمائیں اور کچھ شرطیں ان کے مفاد میں رکھیں، وہ معاہدہ یہ تھا۔

وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ

○ اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ، وَلِلْمُسْلِمِيْنِ دِينُهُمْ، مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ، إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ، وَأَهْلَ بَيْتِهِ

○ اور بنو عوف کے یہودی، مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت (یا امت) تسلیم کئے جاتے ہیں، یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین، موالی ہوں کہ اصل، ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوائے کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ

○ اور بنی النجار کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ

○ اور بنی الحارث کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ

○ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْأَوْسِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ

○ اور بنی الاوس کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ، إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ

○اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو، ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو خود اس کی ذات یا گھرانے کے سوائے کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

وَإِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٌ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

○اور جفنہ کو بھی جو (قبیلہ) ثعلبہ کی ایک شاخ ہے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

وَإِنَّ لِبَنِي الشَّطِيبَةِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ، وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

○اور بنی الشطیبہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور وفاشعاری ہو نہ کہ عہد شکنی۔

وَإِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

○اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

وَإِنَّ بِطَانَةَ يَهُودَ كَأَنْفُسِهِمْ

○اور یہودیوں (کے قبائل) کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

وَإِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّهُ لَا يُنْحَجَزُ عَلَى ثَأْرِ جُرْحٍ، وَإِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ فَتَكَ، وَأَهْلِ بَيْتِهِ، إِلَّا مِنْ ظَلَمَ، وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَبَرِّ هَذَا

○اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر (فوجی کاروائی کے لئے) نہیں نکلے گا اور کسی مار، زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اور جو خونریزی کرے تو اس کی ذات اور اس کا گھرانہ ذمہ دار ہوگا اور نہ ظلم ہوگا، اور اللہ کے ساتھ ہے جو اس (دستور العمل) کی زیادہ سے زیادہ وفاشعارانہ تعمیل کرے۔

وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ، وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ، وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيفِهِ، وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ

○اور یہودیوں پر ان کے خرچے کا بار ہوگا اور مسلمانوں پر ان کے خرچے کا، اور جو کوئی اس دستور والوں سے جنگ کرے تو ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم امداد عمل میں آئے گی، اور ان میں باہم حسن مشورہ اور بہی خواہی ہوگی، اور وفاشعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی کوئی آدمی اپنے حلیف کی امداد میں گنہگار نہ ہوگا کیونکہ مدد تو مظلوم ہی کی ہوگی۔

وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارَبِينَ

○اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ مل کر جنگ کرتے ہیں۔

وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ

○اور یثرب کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہو) اس دستور والوں کے لئے ایک حرم (اور مقدس مقام) ہوگا۔

وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ

○پناہ گزین سے وہی برتاؤ ہو گا جو اصل (پناہ دہندہ) کے ساتھ نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے اور نہ خود وہ عہد شکنی کرے گا۔

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا

○اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی (یعنی پناہ دینے کا حق پناہ گزین کو نہیں)

وانه ماكان بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ عزوجل وإلى محمد رسول الله وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ

○اور یہ کہ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو اسے اللہ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ سے (جن پر اللہ کی توجہ اور سلامتی ہو) رجوع کیا جائے گا اور اللہ اس شخص کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور زیادہ سے زیادہ وفاشعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا

○اور قریش کو کوئی پناہ نہیں دی جائے گی اور نہ اس کو جو انہیں مدد دے۔

وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ

○اور ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم مدد ہی ہو گی، اگر کوئی یثرب پر ٹوٹ پڑے۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ، فَإِنَّهُمْ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ، وَإِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّينِ، عَلَى كُلِّ أُنَاسٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِهِمُ الَّذِي قِبَلَهُمْ

○اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے، اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کی طرف بلائیں گے تو مومنین کا بھی فریضہ ہو گا کہ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں، بجز اس کے کوئی دینی جنگ کرے، ہر گروہ کے حصے میں اسی رخ کی (مدافعت) آئے گی جو اس کے بالمقابل ہو۔

وَإِنَّ يَهُودَ الْأَوْسِ، مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ، عَلَى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنُ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

○اور (قبیلہ) الاوس کے یہودیوں کو موالی ہوں، وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس دستور والوں کو اور وہ بھی اس دستور والوں کے ساتھ خالص وفاشعاری کا برتاؤ کریں گے، اور وفاشعاری ہو گی نہ کہ عہد شکنی،

لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ

جو جیسا کرے گا ویسا خود بھرے گا اور اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس دستور کی مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور زیادہ سے زیادہ وفاشعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔

وَإِنَّهُ لَا يَحُولُ هَذَا الْكِتَابُ دُونَ ظَالِمٍ وَآثِمٍ، وَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ آمِنٌ، وَمَنْ قَعَدَ آمِنٌ بِالْمَدِينَةِ، إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ، وَإِنَّ اللهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَاتَّقَى، وَمُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

○اور یہ حکم نامہ کسی ظالم یا عہد شکن کے آڑے نہ آئے گا، اور جو جنگ کو نکلے تو بھی امن کا مستحق ہوگا اور جو مدینے میں بیٹھ رہے تو بھی امن کا مستحق ہوگا، اور نہ ظلم اور عہد شکنی ہوگی اور اللہ بھی اس کا نگہبان ہے جو وفاشعاری اور احتیاط (سے تعمیل عہد) کرے، اور اللہ کا رسول بھی جن پر اللہ کی توجہ اور سلامتی ہو۔[1]

اس معاہدے کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں مامون زندگی بسر کرنے، قوت وطاقت اور عسکری وسائل کو فراہم کرنے، مذہبی، اقتصادی اور معاشرتی اختلافات کے باوجود ریاست کے دفاع کے لئے سب کو متحد اور صف واحد بنانے اور بیرونی حملے اور غارت گری کے خلاف اور داخلی اختلافات کا تصفیہ اور فیصلہ کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

زکوۃ الفطر اور نماز عید

شوال ۲ ہجری

رمضان المبارک کے دو روزے باقی تھے کہ صدقہ الفطر اور عید کی نماز کا حکم نازل ہوا۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ [2]

ترجمہ: بیشک اس نے فلاح پالی جو پاک ہوگیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا، لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو إِلَى المُصَلَّى وَالعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ، وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ یکم شوال دو ہجری کو مسجد نبوی کے باب السلام سے جنوب مغربی کونے میں تقریباً پندرہ سو فٹ کے فاصلہ پر کھلے میدان میں صبح کے وقت عید گاہ تشریف لے گئے، آپ کے آگے آگے (سترہ کی غرض سے) ایک نیزہ لے جایا گیا اور اسے عید گاہ میں گاڑ دیا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف منہ کرکے (پہلی) نماز عید الفطر ادا فرمائی۔[3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالاَ :لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الفِطْرِ وَلاَ يَوْمَ الأَضْحَى

---

[1] ابن ہشام ۱/۵۰۳، الروض الانف ۴/۱۷۶، البداية والنهاية ۳/۲۷۵

[2] الاعلیٰ ۱۴ تا ۱۷

[3] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ حَمْلِ العَنَزَةِ أَوِ الحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الإِمَامِ يَوْمَ العِيدِ ۹۷۳

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ [١]

هُوَ مَوْضِعٌ بِالْمَدِينَةِ مَعْرُوفٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ بَابِ الْمَسْجِدِ أَلْفُ ذِرَاعٍ

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اخبار المدینہ سے نقل کیا ہے اس عید گاہ سے مدینہ منورہ کی وہی مشہور جگہ مراد ہے جو باب السلام سے کوئی ایک ہزار ذراع کے فاصلہ پر واقع ہے۔ [٢]

مدینہ منورہ کے مورخ علامہ سمہودی نے اسی جگہ کو مسجد المصلیٰ قرار دیا ہے اور اسی مقام پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عید پڑھنے کا ذکر بھی کیا ہے، بعد میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پہلی مرتبہ اس جگہ مسجد تعمیر کرائی۔ [٣]

نویں صدی ہجری تک اسی مسجد میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھائی جاتی رہی لیکن معلوم نہیں کہ اس جگہ کے بجائے مسجد نبوی میں کن وجوہ کی بنا پر عیدین کی نماز پڑھی جانے لگی، ممکن ہے کہ مسجد نبوی کشادہ ہونے کی وجہ سے اس میں عید کی نماز شروع کی گئی ہو کیونکہ اس میں پورے شہر کے لوگ سما سکتے ہیں۔ [٤]

عید الفطر کے مسائل

غسل کرنا:

عید کے دن غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور خوشبو کا استعمال کرنا مستحب ہے۔

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ، فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ، وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً (جمعہ کے دن) کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید بنایا ہے، پس جو شخص جمعہ کے لئے آئے اس کو چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو استعمال کرے اور مسواک کو لازم کرو۔ [٥]

○ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ، قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى

---

[١] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى العِيدِ، وَالصَّلاَةِ قَبْلَ الخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ ٩٦٠، صحیح مسلم کتاب العیدین کتاب صلاۃ العیدین باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ٢٠٤٩، سنن ابوداود کتاب العیدین بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ ١١٤٨، جامع ترمذی ابواب العیدین بَابُ أَنَّ صَلاَةَ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ ٥٣٢، مسنداحمد ١٤٣٢٩

[٢] فتح الباری ٢/٤٤٩

[٣] وفاء الوفا ٢/٩٢

[٤] آثارالمدینہ ١٢٣

[٥] سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ١٠٩٨، المعجم الاوسط للطبرانی ٧٣٥٥

نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے بے شک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔[۱]

عید کے لئے بہترین کپڑے پہن کر جانا:

إِنَّهُ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلْبَسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ

عید کے لئے بہترین لباس پہن کر جانا مستحب ہے۔[۲]

○وَكَانَ يَلْبَسُ لِلْخُرُوجِ إِلَيْهِمَا أَجْمَلَ ثِيَابِهِ فَكَانَ لَهُ حُلَّةٌ يَلْبَسُهَا لِلْعِيدَيْنِوَالْجُمُعَةِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان کیا (عید گاہ) جاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہترین لباس زیب تن فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لباس تھا جسے عیدین اور جمعہ کے موقع پر زیب تن فرماتے،[۳]

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن سرخ دھاریوں والی چادر زیب تن فرماتے تھے۔[۴]

عیدین میں کھانا:

عید الفطر میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کے لئے روانہ ہونے سے پہلے طاق تعداد میں کھجوریں کھائی جائیں۔

○ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھجوریں تناول فرمائے بغیر نہ نکلتے تھے۔[۵]

○ أَنَسًا، يَقُولُ: مَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ سَبْعًا، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وِتْرًا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی عید الفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ تعداد میں کھجوریں تناول کیے بغیر نہ نکلتے، کھجوروں کی تعداد بہر صورت طاق ہی ہوتی تھی[۶]

نماز عید، عید گاہ میں ادا کرنا:

---

[۱] موطاامام مالک کتاب العیدین باب الْعَمَلُ فِي غُسْلِ الْعِيدَيْنِ، وَالنِّدَاءِ فِيهِمَا، وَالْإِقَامَةِ ۲

[۲] الاوسطفی السنن والاجماع والاختلاف ۴/۲۶۴،بدائع الصنائع ۱/۲۷۹، المغنی ۲/۲۷۴

[۳] زادالمعاد۱/۴۲۶

[۴] مجمع الزوائد ابواب العیدین بَابُ اللِّبَاسِ يَوْمَ الْعِيدِ ۲/۱۹۸،المعجم الاوسط للطبرانی۷۶۰۹

[۵] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ الأَكْلِ يَوْمَ الفِطْرِ قَبْلَ الخُرُوجِ ۹۵۳،مستدرک حاکم ۱۰۸۹

[۶] مستدرک حاکم۱۰۹۰

عید کی نماز باہر کھلے میدان عید گاہ میں ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت (طریقہ) ہے۔

○ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى المُصَلَّى

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ (۱)

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو إِلَى المُصَلَّى وَالعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ، وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ عید گاہ جاتے تو نیزہ آپ کے آگے لے جایا جاتا تھا، پھر یہ نیزہ عید گاہ میں آپ کے سامنے نصب کر دیا جاتا اور آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (۳)

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

وَهَدْيُهُ كَانَ فِعْلَهُمَا فِي الْمُصَلَّى دَائِمًا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ورنہ دائمی سنت آپ ﷺ کی یہی تھی کہ آپ ﷺ عیدین کی نماز عید گاہ میں ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ (۴)

السُّنَّةُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْمُصَلَّى لِصَلاةِ الْعِيدِ، إلا مِنْ عُذْرٍ، فَيُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ نماز عید کے لئے عید گاہ کی طرف نکلا جائے تاہم عذر کی صورت میں نماز مسجد میں ہی ادا کی جائے۔ (۵)

مستورات عید گاہ میں ضرور جائیں:

خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَى الْمُصَلَّى مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ وَالشَّابَّةِ وَالْعَجُوزِ وَالْحَائِضِ وَغَيْرِهَا مَا لَمْ

(۱) صحیح بخاری كتاب العيدين بَابُ الخُرُوجِ إِلَى المُصَلَّى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ۹۵۶،صحیح مسلم كتاب صلاة العيدين باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۲۰۵۳

(۲) صحیح بخاری كتاب العيدين بَابُ حَمْلِ العَنَزَةِ أَوِ الحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الإِمَامِ يَوْمَ العِيدِ ۹۷۳

(۳) ایک دفعہ عید کے روز بارش ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں مسجد ہی میں نماز عید پڑھائی۔ سنن ابی داود كتاب العيدين بَابُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ ۱۱۶۰

(۴) زادالمعاد ۱/۴۲۵

(۵) شرح السنة ۴/۲۹۴

تَكُنْ مُعْتَدَّةً أَوْ كَانَ خُرُوجُهَا فِتْنَةً أَوْ كَانَ لَهَا عُذْرٌ

رسول اللہ ﷺ عورتوں کو بھی عید گاہ میں جانے کا حکم دیا کرتے تھے خواہ وہ غیر شادی شدہ ہوں یا شادی شدہ، جوان ہوں یا بوڑھی، حیض والی ہوں یا دوسری، البتہ عدت والی عورتیں یا جن کے جانے سے فتنے کا اندیشہ ہو یا کوئی اور عذر ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ (۱)

آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ ماہواری والی عورتیں بھی عید گاہ جائیں، وہ جائے نماز سے علیحدہ رہیں لیکن مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى: الْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ ،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ: إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟قَالَ: لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں (عید گاہ) لے جائیں، جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی، ہاں حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں (لیکن) وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کسی ایک کے پاس جلباب (چادر، اوڑھنی) نہ ہو (تو وہ کیا کرے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الفِطْرِ فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ بَعْدُ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ، فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن اٹھے، پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا (خطبہ سے) فارغ ہو کر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے وعظ و نصیحت فرمائی۔ (۳)

قَالَتْ عَائِشَةُ:كَانَتْ الْكَعَابُ تَخْرُجُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خِدْرِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کی جوان عورتیں اپنے پردے سے عیدین کے لئے جاتی تھیں۔ (۴)

عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ،فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَافَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ:أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُنَّ، وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

(۱) نیل الاوطار ۳۴۲/۳

(۲) صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین بَابُ ذِكْرِ إِبَاحَةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَى الْمُصَلَّى وَشُهُودِ الْخُطْبَةِ، مُفَارِقَاتٌ لِلرِّجَالِ ۲۰۵۶، صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي العِيدِ ۹۸۰، ۹۸

(۳) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ العِيدِ ۹۷۸

(۴) مسند احمد ۲۵۸۳۰

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو ہماری طرف بھیجا، وہ دروازے پر کھڑے ہوئے ہم کو سلام کیا، ہم نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ ہوں آپ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (عورتوں کو) عیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ایام والیوں اور خوخیز لڑکیوں کو بھی عید گاہ لے کے چلیں، جمعہ ہم پر نہیں ہے اور جنازوں میں جانے سے ہمیں منع فرمایا۔ (۱)

حکم الألباني: ضعیف

لیکن یہ ضروری ہے کہ عورتیں مکمل باپردہ ہو کر عید گاہ جائیں، خوشبو نہ لگائیں اور ظاہری زیب وزینت سے گریز کریں، غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط سے مکمل اجتناب کریں۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ،فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ

ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے مسجد کے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو چکا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ راستے کے درمیان میں چلو، راستے کے کنارے میں چلو، چنانچہ عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھی حتی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک اٹک جاتا تھا، اس لیے کہ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی۔ (۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے عورتوں کے عیدین میں شرکت کرنے کے متعلق تفصیل سے صحیح احادیث کو نقل فرمایا ہے جن میں کچھ قیل وقال کی گنجائش ہی نہیں، متعدد روایات میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ بیویوں اور صاحبزادیوں کو عیدین کے لئے نکالتے تھے، یہاں تک فرمایا کہ حیض والی بھی نکلیں اور نماز سے دور رہ کر مسلمانوں کی دعاؤں میں شرکت کریں اور وہ بھی نکلیں جن کے پاس چادر نہ ہو، چاہئے کہ ان کی ہم جولیاں ان کو چادر یا دوپٹہ دے دیں، بہر حال عورتوں کا عید گاہ میں شرکت کرنا ایک اہم ترین سنت اور اسلامی شعار ہے جس سے شوکت اسلام کا مظاہرہ ہوتا ہے اور مرد وعورت اور بچے میدان عید گاہ میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر دعائیں کرتے ہیں، جن میں سے کسی ایک کی بھی دعا اگر قبولیت کا درجہ حاصل کر لے تو تمام حاضرین کے لئے باعث صد برکت ہو سکتی ہے، اس بارے میں کچھ لوگوں نے فرضی شکوک وشبہات اور مفروضہ خطرات کی بنا پر عورتوں کا عید گاہ میں جانا مکروہ قرار دیا ہے مگر یہ جملہ مفروضہ باتیں ہیں جن کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، عید گاہ کے منتظمین کا فرض ہے کہ پردے کا انتظام کریں اور ہر فساد وخطرہ کے انسداد کے لئے پہلے ہی سے بندوبست کر رکھیں۔

(۱) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ١١٣٩

(۲) سنن ابوداود کتاب الادب بَابٌ فِي مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ٥٢٧٢

وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ قَاضِيَةٌ بِمَشْرُوعِيَّةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَى الْمُصَلَّى مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ وَالشَّابَّةِ وَالْعَجُوزِ وَالْحَائِضِ وَغَيْرِهَا مَا لَمْ تَكُنْ مُعْتَدَّةً أَوْ كَانَ خُرُوجُهَا فِتْنَةً أَوْ كَانَ لَهَا عُذْرٌ، وَالْقَوْلُ بِكَرَاهَةِ الْخُرُوجِ عَلَى الْإِطْلَاقِ رَدٌّ لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ بِالْآرَاءِ الْفَاسِدَةِ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اس بارے میں مفصل مدلل بحث کے بعد فرمایا ہے یعنی احادیث اس میں فیصلہ دے رہی ہیں کہ عورتوں کو عیدین میں مردوں کے ساتھ عید گاہ میں شرکت کرنا مشروع ہے اور اس بارے میں شادی شدہ اور کنواری اور بوڑھی اور جوان اور حائضہ وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں ہے جب تک ان میں سے کوئی عدت میں نہ ہو یا ان کے نکلنے میں کوئی فتنہ کا ڈر نہ ہو یا کوئی اور عذر نہ ہو تو بلاشک جملہ مسلمان عورتوں کو عید گاہ میں جانا مشروع ہے، پھر فرماتے ہیں مطلقاً عورتوں کے لئے عید گاہ میں جانے کو مکروہ قرار دینا یہ اپنی فاسد رایوں کی بنا پر احادیث صحیحہ کو رد کرنا ہے۔ (۱)

آج کل جو علماء عیدین میں عورتوں کی شرکت ناجائز قرار دیتے ہیں ان کو اتنا غور کرنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ یہی مسلمان عورتیں بے تحاشا بازاروں میں اتی جاتی، میلوں عرسوں میں شریک ہوتیں اور بہت سی غریب عورتیں جو محنت مزدوری کرتی ہیں جب ان سارے حالات میں یہ مفاسد مفروضہ سے بالاتر ہیں تو عید گاہ کی شرکت میں جبکہ وہاں جانے کے لئے باپردہ و باادب ہونا ضروری ہے کون سے فرضی خطرات کا تصور کر کے ان کے لئے عدم جواز کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری دام فیضہ فرماتے ہیں عورتوں کا عید گاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے، شادی شدہ ہوں یا غیرہ شادی شدہ جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی،

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ الأَبْكَارَ، وَالعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الخُدُورِ، وَالحُيَّضَ فِي العِيدَيْنِ، فَأَمَّا الحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى، وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عید گاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں، ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لے جائے۔ (۲)

جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان یا بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں درحقیقت وہ صحیح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں، حافظ رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں عورتوں کو عید گاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہیے تا کہ فتنہ کا باعث نہ بنیں

(۱) نیل الاوطار ۳۴۲/۳

(۲) جامع ترمذی ابواب العیدین بَابٌ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي العِيدَيْنِ ۵۳۹

لَا دَلِيلَ عَلَى مَنْعِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ لِلشَّوَابِّ مَعَ الْأَمْنِ مِنَ الْمَفَاسِدِ مِمَّا أَحْدَثْنَ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ هُوَ مَشْرُوعٌ لَهُنَّ وَهُوَ الْقَوْلُ الرَّاجِحُ

یعنی امن کی حالت میں جوان عورتوں کو شرکت عیدین سے روکنا اس کے متعلق مانعین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ وہ مشروع ہے اور قول راجح یہی ہے۔ (١)

عورتوں کا بے پردہ ہو کر اور سولہ سنگھار کر کے عید یا جمعہ کی نماز کے لئے جانا ثواب کے بجائے گناہ کا کام ہے جو عورتیں پردے کے احکام ماننے کے لئے تیار نہیں ان کا نماز عید یا نماز جمعہ میں شریک ہونے کا کیا مطلب؟ اصل چیز تو احکام شریعت کی پابندی ہے نہ کہ دکھلاوے یا رسم کے طور پر بعض نمازوں میں حاضری۔

تکبیرات عید:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

... يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٢)

ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ، فَيُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى، وَحَتَّى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ، قَطَعَ التَّكْبِيرَ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تکبیریں کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف روانے ہوتے، نماز ادا کرنے تک تکبیروں کا سلسلہ جاری رکھتے، جب نماز ادا فرما لیتے تو تکبیریں کہنا ترک کر دیتے۔ (٣)

تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں۔

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا۔ (٤)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، ثُمَّ يَسْتَنِدُ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَيَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

---

(١) تحفة الاحوذی ٣/٧٧
(٢) البقرة ١٨٥
(٣) مصنف ابن ابی شیبه ١/٥٦٢١،٤٨٧
(٤) فتح الباری ٢/٤٦٢

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کی آخری عصر تک یہ تکبیرات کہتے تھے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر وللہ الحمد۔ ①

عن ابن مسعود رضى الله عنه: أنه كان يكبر أيام التشريق: الله أكبر , الله أكبر , لا إله إلا الله , والله أكبر , الله أكبر , ولله الحمد

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود ایام تشریق میں یہ تکبیرات کہا کرتے تھے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر وللہ الحمد۔ ②

عباس رضی اللہ عنہ اس طرح تکبیرات کہا کرتے تھے

الله أكبر كبيراً , الله أكبر كبيراً , الله أكبر وأجل , الله أكبر ولله الحمد

جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي التَّطَوُّعِ:اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا - ثَلَاثَ مِرَارٍ - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا - ثَلَاثَ مِرَارٍ - وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - ثَلَاثَ مِرَارٍ

جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ تکبیرات کہتے ہوئے سنا اللہ اکبر کبیرا دو مرتبہ والحمد للہ کثیرا دو مرتبہ وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا دو مرتبہ۔ ③

مردوں کو عید گاہ کو جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہنی چاہئیں اور عورتوں کو بھی تاہم عورتیں تکبیرات اس طرح پڑھیں کہ ان کی آواز مردوں تک نہ پہنچے۔ ④

عورتوں کا بھی تکبیرات کہنا:

وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ: تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكُنَّ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي المَسْجِدِ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا دسویں تاریخ میں تکبیر کہتی تھیں اور عورتیں ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پیچھے ایام تشریق مسجد میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں تھیں۔ ⑤

---

① سنن الدارقطنی ۱۶۳۷،شرح السنة للبغوی ۱۹۲۴،ارواء الفلیل ۱۲۴/۳،المغنی لابن قدامة ۲۹۲/۲

② ارواء الفلیل ۱۲۵/۳

③ مسند احمد ۱۶۷۳۹

④ سنن الدارقطنی، مصنف ابن ابی شیبة

⑤ صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى، وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

بیماری کے دنوں والی عورتیں بھی تکبیرات کہیں:

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ:كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ العِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ البِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ اليَوْمِ وَطُهْرَتَهُ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہمیں روز عید (عید گاہ کی طرف) نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں اور حیض والی عورتیں بھی پردہ میں باہر آتی تھیں، یہ سب مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں، جب مرد تکبیر کہتے تو یہ بھی کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی کرتیں اور اس دن کی برکت اور گناہوں کی معافی کی امید رکھتیں۔ (۱)

عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ،فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَافَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ:أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُنَّ، وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو ہماری طرف بھیجا، وہ دروازے پر کھڑے ہوئے ہم کو سلام کیا، ہم نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ ہوں، آپ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (عورتوں کو) عیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ایام والیوں اور خوخیز لڑکیوں کو بھی عید گاہ لے کے چلیں، جمعہ ہم پر نہیں ہے اور جنازوں میں جانے سے ہمیں منع فرمایا۔ (۲)

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ:وَالْحُيَّضُ يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور کہا حیض والیاں لوگوں کے پیچھے ہوں اور لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہیں۔ (۳)

یعنی عورتوں کے لیے ایام مخصوصہ میں بھی تکبیرات اور اللہ کا ذکر مباح اور مشروع ہے اس کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔

نماز عیدین:

عیدین کی نماز ادا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے اس بارے میں چند ایک دلائل ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۴)

(۱) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى، وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ ۹۷۱

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ۱۱۳۹

(۳) سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ۱۱۳۸

(۴) الکوثر ۲

ترجمہ: پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

أَنَّ الْمُرَادَ بِذَلِكَ صَلَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ

امام قرطبی رحمہ اللہ نے حضرات ائمہ قتادہ، عطاء، عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اس سے مراد قربانی کے دن نماز عید ہے۔[1]

قوله عزّ وجلّ: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، وفي هذه الصلاة ثلاثة أقوال: أحدها: إِنَّهَا صَلَاةُ الْعِيدِ

حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ''پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' کی تفسیر میں تحریر کیا ہے اس نماز کے بارے میں تین اقوال ہیں اور ان میں سے پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عید ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز عید ادا کرنے کا حکم دیا ہے،

عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ

عمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے چچاؤں سے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے روایت بیان کی ہے کہ سواروں کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور انہوں نے کل شام (شوال کا) چاند دیکھنے کی گواہی دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روزہ افطار کر دو اور کل صبح (نماز عید کے لئے) عید گاہ آجاؤ۔[3]

عید اور جمعہ:

عید اگر جمعے کے دن ہو تو لوگ اسے (نعوذ باللہ) نحوست کا باعث سمجھتے ہیں حالانکہ یہ

قِرَانِ السَّعْدَيْنِ

دو سعادتوں کا جمع ہونا ہے۔

جمعہ بھی مسلمانوں کی ہفتہ واری عید کا دن ہے، دو عیدوں کا جمع ہو جانا مزید سعادت کا باعث ہے نہ کہ نحوست کا، البتہ ایسے موقع پر یہ رخصت ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ المبارک کے خطبہ و نماز میں حاضر نہ ہو سکے تو گناہ نہیں ہوگا تاہم اس کے لئے نماز ظہر کی ادائیگی ضروری ہے، علاوہ ازیں امام و خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ جمعے کے خطبے اور نماز کا اہتمام کرے تا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہیں وہ پڑھ لیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عیدیں (عید اور جمعہ) اکٹھی ہو گئیں تو آپ نے لوگوں کو نماز (عید)

[1] تفسیر القرطبی ۲۰/۲۱۹

[2] زاد المسیر فی علم التفسیر ۴/۴۹۸

[3] سنن ابوداود کتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ بَابٌ إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْغَدِ ۱۱۵۷

پڑھائی اور پھر فرمایا جو جمعہ کے لئے آنا چاہئے آجائے اور جو نہ آنا چاہے نہ آئے۔ ①

مُدَاوَمَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِعْلِهَا، وَهَذَا دَلِيلُ الْوُجُوبِ

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نماز عیدین کے وجوب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ہمیشہ ادا کرنا وجوب کی واضح دلیل ہے۔ ②

نماز عیدین اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ہے۔

وَلِهَذَا رَجَّحْنَا أَنَّ صَلَاةَ الْعِيدِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْأَعْيَانِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ سب پر واجب ہے۔ ③

نماز عید کا وقت:

عید کی نماز کا وقت وہی ہے جو نماز چاشت (اشراق) کا ہے۔یعنی جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جائے۔

يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيُّ، قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ، أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ،فَقَالَ:إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ ، وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ

یزید بن خمیر الرجی رحمہ اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں لوگوں کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) نکلے،انہوں نے امام کے دیر کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا ہم تو اس وقت فارغ بھی ہو چکے ہوتے تھے۔ ④

قَالَ السُّيُوطِيُّ أَيْ حِينَ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى

امام سیوطی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں وہ نماز چاشت ادا کرنے کا وقت تھا۔ ⑤

وَقْتَ صَلَاةِ السُّبْحَةِ وَهِيَ النَّافِلَةُ إِذَا مَضَى وَقْتُ الْكَرَاهَةِ

یہ روایت نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ ⑥

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ:إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ

---

① سنن ابن ماجه كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَابَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ ۱۳۱۲

② المغنی ۲،۲۷۲

③ مجموع الفتاویٰ ۲۳،۱۶۱

④ سنن ابی داودکتاب الصلاة بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ ۱۱۳۵

⑤ عون المعبود ۳،۳۴۲

⑥ عون المعبود ۳،۳۴۲

النُّسُكِ فِي شَيْءٍ

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یقیناً پہلا کام جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن کا آغاز کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نماز ادا کرتے ہیں پھر واپس جا کر قربانی کرتے ہیں جس شخص نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو یہ ایک ایسا گوشت ہو گا جسے اس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی سے تیار کر لیا ہے، یہ قربانی قطعاً نہیں۔ [1]

إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ وَهُوَ دَالٌّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الِاشْتِغَالُ فِي يَوْمِ الْعِيدِ بِشَيْءٍ غَيْرِ التَّأَهُّبِ لِلصَّلَاةِ وَالْخُرُوجِ إِلَيْهَا وَمِنْ لَازِمِهِ أَنْ لَا يُفْعَلَ قَبْلَهَا شَيْءٌ غَيْرُهَا فَاقْتَضَى ذَلِكَ التَّبْكِيرَ إِلَيْهَا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لئے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ نماز عید سے پہلے دوسرا کوئی اور کام نہ کیا جائے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے۔ [2]

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

وَكَانَ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ عِيدِ الْفِطْرِ، وَيُعَجِّلُ الْأَضْحَى

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر (قدرے) تاخیر سے ادا کرتے تھے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا فرماتے تھے۔ [3]

نماز عیدین سے پہلے اذان و اقامت یا اور کوئی ندا نہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ادا فرماتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ بلا اذان و اقامت کے پڑھی۔ [4]

أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ أَوَّلَ مَا بُويِعَ لَهُ، أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَاقَالَ: فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ:إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَإِنَّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ،قَالَ: فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى العِيدِ ۹۶۸

[2] فتح الباری ۷ ۴۴۵٫۲

[3] زادالمعاد ۴۲۷٫۱

[4] صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ۲۰۵۱،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ۱۱۴۸

امام مسلم نے عطا رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں پیغام بھیجا عید الفطر کی نماز کے لئے اذان نہ دی جاتی تھی تم بھی اس کے لئے اذان نہ دینا، تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اذان نہیں دلوائی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ خطبہ نماز کے بعد ہونا چاہیے اور وہ یہی کرتے تھے، سو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔ (۱)

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ، أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ، وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ، وَلَا إِقَامَةَ، وَلَا نِدَاءَ، وَلَا شَيْءَ، لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ، وَلَا إِقَامَةَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عید الفطر کے دن نماز کے لئے اذان نہیں، نہ امام کے نکلنے کے وقت اور نہ اس کے نکلنے کے بعد اور نہ تو اقامت ہے اور نہ ندا اور نہ کچھ اور، اس دن ندا نہیں ہے اور نہ اقامت۔ (۲)

يَقُولُ مَالِكٌ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعِيدَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَرَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ . وَعَنْ جَابِرٍ مِثْلُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِمَا .وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ:صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

امام مالک رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، اور دوسرے اصحاب الرائے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید بغیر اذان اور اقامت کے ادا کی، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے ادا کی، جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے، اور جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ بلا اذان و اقامت کے پڑھی۔ (۳)

أَنَّهُ ، سَمِعَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ فِي عِيدِ الْفِطْرِ وَلَا فِي الْأَضْحَى، نِدَاءٌ، وَلَا إِقَامَةٌ، مُنْذُ زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَوْمِ، قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا

امام مالک رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں میں نے اپنے کئی علماء سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نہ اذان ہے اور نہ اقامت، اس کے بعد فرماتے ہیں اور یہ ایسی سنت ہے کہ اس کے بارے میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔ (۴)

وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: يُنَادَى لَهَا: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.وَسُنَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب العیدین باب کِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۲۰۵۰

(۲) صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین باب کِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۲۰۴۹

(۳) المغنی لابن قدامة ۲۸۰٫۲

(۴) موطاامام مالک کتاب العیدین باب الْعَمَلُ فِي غُسْلِ الْعِيدَيْنِ، وَالنِّدَاءِ فِيهِمَا، وَالْإِقَامَةِ

أَنْ تُتَّبَعَ

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اس بارے میں بڑا عمدہ، موثر اور مختصر تبصرہ کچھ اس طرح کیا ہے بعض حضرات کی رائے میں نماز عیدین کے لئے نماز کھڑی ہو رہی ہے کے الفاظ کے ساتھ آواز لگائی جائے اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے مگر اتباع کا سب سے زیادہ حق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے [1]

وَكَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْمُصَلَّى أَخَذَ فِي الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَلَا قَوْلِ: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، وَالسُّنَّةُ: أَنَّهُ لَا يُفْعَلُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس بارے میں تحریر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید گاہ تشریف لے آتے تو اذان، اقامت اور الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ کے الفاظ کہے بغیر نماز شروع کر دیتے اور سنت یہی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کی جائے۔ [2]

نماز عید کی رکعتیں:

عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْأَضْحَى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نماز سفر دو رکعت ہے، نماز عید الاضحیٰ دو رکعت ہے، نماز عید الفطر دو رکعت ہے اور نماز جمعہ دو رکعت ہے، یہ تمام نمازیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مکمل ہیں ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔ [3]

عیدین میں تکبیرات زائدہ کی تعداد اور وقت:

نماز عیدین دیگر نمازوں کی طرح دو رکعت نماز ہے البتہ اس میں تکبیرات زائدہ ہیں، ان تکبیرات کی تعداد اور وقت کے بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرات سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد اور قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز) عید میں بارہ تکبیریں کہیں، سات پہلی (رکعات) میں، اور پانچ دوسری میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔ [4]

[1] المغنی لابن قدامة ۲/۲۸۱

[2] زاد المعاد ۱/۴۲۷

[3] مسند احمد ۲۵۷، سنن نسائی كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۱۵۶۷، صحیح ابن خزیمہ ۱۴۲۵، مصنف ابن ابی شیبة ۵۸۵۱

[4] مسند احمد ۶۶۸۸، سنن ابن ماجه كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ:قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُولَى، وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ، وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عید) الفطر میں پہلی (رکعت) میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ ہیں اور قرات دونوں (رکعت کی تکبیروں) کے بعد ہے۔ ①

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:عَلِيٌّ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ وَالِاسْتِسْقَاءِ سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْأُخْرَى

جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ (عید) الاضحیٰ اور (عید) الفطر اور (نماز) استسقاء میں پہلی (رکعت) میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے۔ ②

عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ. فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. وَفِي الآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر ادا کی تو انہوں نے پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔ ③

ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفِطْرَ فَكَبَّرَ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

امام ابن شیبہ رحمہ اللہ نے ثابت بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کی ہے میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی امامت میں (عید نماز) الفطر پڑھی تو انہوں نے پہلی (رکعت) میں قرات سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں قرات سے پہلے پانچ۔ ④

تکبیرات زائدہ کے ساتھ رفع الدین کرنا:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ

وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے دیکھا۔ ⑤

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مَعَ تَحَرِّيهِ لِلِاتِّبَاعِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ

۱۲۷۸،مصنف ابن ابی شیبة۵۶۹۴ ، مصنف عبدالرزاق ۵۶۷۷

① سنن ابو داود تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ بَابُ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ ۱۱۵۱

② المصنف عبدالرزاق۵۶۷۸،المحلی ۲۹۵،۳

③ موطا امام مالک کتاب العیدین باب مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ، وَالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ۶۱۹

④ المصنف ابن ابی شیبة۵۷۲۳

⑤ مسنداحمد۱۸۸۴۸

امام ابن قیم رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت کی شدت کی وجہ سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ (۱)

سالت محمدبن اسماعیل (البخاری) هذاالحدیث، فقال لیس فی هذاالباب شئی اصح منه وبه اقول انتهی

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب العلل المفردة میں فرمایا اس حدیث کے بارے میں میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے متعلق اس سے زیادہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور میرا بھی یہی مذہب ہے۔

حنفیہ کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد قرات سے پہلے تین تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد تین تکبیریں، بعض صحابہ سے یہ مسلک بھی نقل کیا گیا ہے جیسا کہ نیل الاوطار ۲۹۹ پر منقول ہے مگر اس بارے کی روایات ضعف سے خالی نہیں ہیں،

فمن شاۂ فلیرجع الیه

جو تحقیق کرنا چاہے وہ دیکھ سکتا ہے۔

وَأَمَّا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ فَلَمْ يَرِدْ فِيهِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ غَيْرَ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَصْلُحُ لِلِاحْتِجَاجِ

جیسا کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری فرماتے ہیں کوفہ والوں کے مسلک کے ثبوت میں کوئی حدیث مرفوع وارد نہیں ہوئی صرف ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے جو قابل حجت نہیں ہے۔ (۲)

يكبر فِي الأولى سبعا قبل الْقِرَاءَة، وَالثَّانِية خمْسا قبل الْقِرَاءَة، وَعمل الْكُوفِيّين أَن يكبر اربعا كتكبير الْجَنَائِز فِي الأولى قبل الْقِرَاءَة وَفِي الثَّانِيَة بعْدهَا، وهما سنتَانِ، وَعمل الْحَرَمَيْنِ أرجح

حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اسی بارے میں بہت ہی بہتر فیصلہ دیا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ مبارک یہ ہیں پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات تکبریں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہنی چاہئیں مگر کوفہ والوں کا عمل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات جنازہ کی طرح قرات سے پہلے چار تکبیر کہی جائیں اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد یہ دونوں طریقے سنت ہیں مگر حرمین شریفین یعنی مدینہ والوں کا عمل جو پہلے بیان ہوا ترجیح اس کو حاصل ہے (کوفہ والوں کا عمل مرجوح ہے)۔ (۳)

عید کی دو رکعتوں میں قرات:

نماز عیدین میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد قرات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذیل دو طریقے ثابت ہیں، امام کو چاہیے کہ وہ سنت پر عمل کرتے ہوئے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھے۔ یا سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھے۔

(۱) زادالمعاد ۱/۴۲۷

(۲) تحفة الاحوذی ۳/۱۷

(۳) حجة الله البالغه ۲/۴۹

عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ؛؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ:كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر بن خطاب نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا آپ پہلی رکعت میں سورۂ ق اور دوسری رکعت میں سورۂ القمر پڑھا کرتے تھے۔ (1)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ، وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ، قَالَ:وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ، فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ میں پہلی رکعت میں سورۂ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ الغاشیہ پڑھتے، انہوں نے (یہ بھی) کہا کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں انہی دونوں سورتوں کی تلاوت فرماتے (2)

نماز عید پڑھنے کا طریقہ:

نماز عیدین کا طریقہ وہی ہے جو عام نماز کا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سوہ فاتحہ سے پہلے اور تکبیر اولیٰ کے بعد سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى المُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ، وَيُوصِيهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے پہلے نماز عید ادا کرتے پھر (بغیر منبر کے) خطبہ ارشاد فرماتے تھے جس میں پند و نصائح اور احکامات صادر فرماتے (اس دوران) لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، اگر کوئی لشکر روانہ کرنا چاہتے یا حکم دینا چاہتے تو کر دیتے، اس کے بعد آپ واپس تشریف لے آتے (3)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:شَهِدْتُ العِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الخُطْبَةِ

(1) صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین باب مایقرا بہ فی صلاۃ العیدین2059

(2) صحیح مسلم کتاب الجمعہ بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ 2028

(3) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ الخُرُوجِ إِلَى المُصَلَّى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ 956، صحیح مسلم کتاب صلاۃ العیدین باب كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ 2053

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز (عید) خطبہ سے پہلے ادا کرتے تھے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

خطبہ عیدین سننا ضروری ہے، بعض لوگ خطبہ سنے بغیر اٹھ کے چلے جاتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورت تک کو تاکیدی طور پر عید گاہ میں محض خطبہ سننے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں ان سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز ادا فرمائی، اس سے پہلے یا بعد میں کوئی (اور نفلی) نماز نہ پڑھی۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِيشَةً تَقِيَّةً، وَمِيتَةً سَوِيَّةً، وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ

بعض لوگ عید کے دن یہ دعا " اے اللہ! میں آپ سے تقویٰ والی زندگی، عمدہ موت اور شرمندگی سے پاک لوٹائے جانے کا سوال کرتا ہوں۔" پڑھتے ہیں مگر اس کا پڑھنا ثابت نہیں، اس کا دار و مدار من گھڑت روایت پر ہے۔ (۳)

نهشل بن سعيد كذاب

ابن روہویہ اور طیالسی کہتے ہیں اس میں ایک راوی نہشل بن سعید کاذب (جھوٹا) ہے۔ (۴)

ایسے ہی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کی فضیلت کے بارے میں علیحدہ سے کوئی خاص حدیث ثابت نہیں۔

أنه لا يدل على مشروعية افتتاح خطبة العيد بالتكبير فإن إسناده ضعيف فيه رجل ضعيف وآخر مجهول فلا يجوز الاحتجاج به على سنية التكبير في أثناء الخطبة.

خطبہ عید کے دوران خطیب کا تکبیرات کہنا ٹھیک نہیں، اس لئے کہ جس روایت پر اس کا دار و مدار ہے اس میں ایک راوی ضعیف اور دوسرا مجہول

---

(۱) صحيح بخارى كتاب العيدين بَابُ الخُطْبَةِ بَعْدَ العِيدِ ٩٦٢، صحيح مسلم كتاب صلاة العيدين باب كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ٢٠٤٤

(۲) صحيح بخارى كتاب العيدين بَابُ الخُطْبَةِ بَعْدَ العِيدِ ٩٦٤

(۳) مسند احمد ١٩٤٠٢

(۴) سلسلة احاديث الضعيفة ٢,٢٢٤

ہے۔ [1]

مبارکباد کا طریقہ:

عیدین میں نماز عید کے بعد معانقہ کرنے کی جو رسم ہے یہ ایک عام رواج ہے، مسنون طریقہ نہیں، مسنون طریقہ صرف سلام و مصافحہ ہے ، تاہم یہ قومی رواج ایسا ہے جس میں شریعت کی خلاف ورزی کا کوئی پہلو نہیں، اس لئے قومی رواج کے طور پر معانقہ (بغل گیر ہو کر ملنے) میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید کے موقعے پر ایک دوسرے سے ملاقات پر یہ کہا کرتے تھے

تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكَ ،فَقَالَ نَعَمْ تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكَ

اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا اعمل قبول فرمائے اور دوسرا ساتھی کہتا تھا ہاں اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا اعمل قبول فرمائے۔ [2]

اس لئے عید کی ملاقات میں یہ الفاظ پڑھ لئے جائیں۔

عید کے دن روزہ:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دونوں دنوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ان دو دنوں میں کسی بھی قسم کے روزے رکھنے کے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے خواہ کوئی شخص یہ روزے نذر کے پورا کرنے کی نیت سے رکھے یا نفلی روزوں کی نیت سے یا کفارہ کی نیت سے یا کسی اور نیت سے۔

○ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الفِطْرِ وَالنَّحْرِ

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے سے منع فرمایا ہے۔ [3]

○ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، قَالَ:شَهِدْتُ العِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: هَذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا: يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَاليَوْمُ الآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ

ابن ازہر کے غلام ابو عبید سے مروی ہے میں عید کے موقع پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا انہوں نے فرمایا ان دو دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا، تمہارے روزے چھوڑنے کا دن (روزوں سے فارغ ہونے کا دن) اور دوسرا دن جس میں تم اپنی قربانیوں (کے گوشت) سے کھاتے ہو۔ [4]

---

[1] تمام المنۃ ۳۵۱٫۱

[2] فتح الباری ۴۴۶٫۲

[3] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الفِطْرِ ۱۹۹۱، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى ۲۶۷۴

[4] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الفِطْرِ ۱۹۹۰،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى ۲۶۷۱

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحَى

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزوں سے منع فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے۔ (۱)

وَالْحِكْمَةُ فِي النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الْعِيدَيْنِ أَنَّ فِيهِ إِعْرَاضًا عَنْ ضِيَافَةِ اللهِ تَعَالَى لِعِبَادِهِ

علامہ شوکائی ان دو دنوں کے روزوں کی ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان دو دنوں میں روزے رکھنے کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے (تیار کردہ) ضیافت سے اعراض ہے۔ (۲)

عید گاہ کو پیدل آنا جانا:

عید گاہ کو پیدل جانا اور پیدل ہی واپس آنا اور راستہ تبدیل کرنا سنت ہے۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جاتے وقت ایک راستہ اختیار کرتے اور واپسی کے لئے دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنْ طَرِيقٍ، وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيقٍ أُخْرَى

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جاتے وقت ایک راستہ اختیار کرتے اور واپسی کے لئے دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ (۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق علمائے امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی حکمت کے بارے میں بیس سے زیادہ اقوال ہیں۔

ذَلِكَ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ لِيَشْهَدَ لَهُ الطَّرِيقَانِ

ان میں سے ایک یہ ہے روز قیامت دونوں راستے آپ کے حق میں گواہی دیں گے۔

وَقِيلَ سُكَّانُهُمَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

دوسرا قول یہ ہے دونوں راستوں کے جن وانس آپ کے حق میں گواہی دیں۔

وَقِيلَ لِأَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقِفُ فِي الطُّرُقَاتِ فَأَرَادَ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ فريقان مِنْهُم

تیسرا قول یہ ہے دونوں راستوں کے فرشتے آپ کے حق میں گواہی دیں۔

وَقِيلَ لِإِظْهَارِ شِعَارِ الْإِسْلَامِ فِيهِمَا

چوتھا قول یہ ہے اسلامی شعائر کا اظہار دونوں راستوں میں ہو جائے۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى ۲۶۷۶

(۲) نیل اوطار ۴/۳۰۹

(۳) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ العِيدِ ۹۸۶

(۴) مسند احمد ۵۸۷۹

وَقِيلَ لِإِظْهَارِ ذِكْرِ اللهِ

پانچواں قول یہ ہے دونوں راستوں میں ذکر الٰہی کا اظہار ہو جائے وغیرہ۔ (۱)

نماز عید فوت ہو جائے تو:

اگر کسی کو بوجہ عذر یا بلا عذر عید کی نماز نہ مل سکے یا بیماری کی وجہ سے عید گاہ نہ جا سکے تو اسے دو رکعت تنہا ادا کر لینی چاہئیں، نیز گاؤں، دیہات اور گوٹھ میں بھی نماز عید پڑھنی چاہیے اور عورتیں بھی ایسا ہی کریں اور وہ لوگ بھی جو گھروں اور دیہاتوں وغیرہ میں ہوں اور جماعت میں نہ آ سکیں (وہ بھی ایسا ہی کریں) کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے هَذَا عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلاَمِ

اسلام والو! یہ ہماری عید ہے

وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلاَهُمْ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ، وَصَلَّى كَصَلاَةِ أَهْلِ المِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي العِيدِ، يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الإِمَامُ، وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا فَاتَهُ العِيدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے غلام ابن ابی عتبہ زاویہ نامی گاؤں میں رہتے تھے انہیں آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں اور بچوں کو جمع کر کے شہر والوں کی طرح نماز عید پڑھیں اور تکبیر کہیں، عکرمہ نے شہر کے قرب و جوار میں آباد لوگوں کے لئے فرمایا کہ جس طرح امام کرتا ہے یہ لوگ بھی عید کے دن جمع ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں، عطاء نے کہا کہ اگر کسی کی عید کی نماز (جماعت) چھوٹ جائے تو دو رکعت (تنہا) پڑھ لے۔ (۲)

عید کے روز جہادی کھیل اور بے ہودگی سے پاک اشعار کہنا:

وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ، يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالحِرَابِ

عید کے روز نبی ﷺ کے سامنے حبشہ کے کچھ لوگ مسجد میں ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلا کرتے تھے۔ (۳)

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ، قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار (اوس

---

(۱) فتح الباری ۲/۴۷۳

(۲) صحیح بخاری العیدین بَابٌ إِذَا فَاتَهُ العِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَذَلِكَ النِّسَاءُ، وَمَنْ كَانَ فِي البُيُوتِ وَالقُرَى ،سنن الکبری للبیہقی ۶۲۳۷

(۳) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ الحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ العِيدِ ۹۵۰

اور خزرج) نے بعاث کی جنگ کے موقع پر کہے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ گانے والیاں نہیں تھیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ شیطانی باجے اور یہ عید کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔ (۱)

وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِيهِ: جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ

امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم سے یہی روایت یحییٰ اور کریب دونوں نے ابو معاویہ سے اس نے ہشام نے اسی اسناد سے روایت کیا ہے کہ وہ دو لڑکیاں تھیں جو دف بجا رہی تھیں۔ (۲)

اس روایت سے لوگ گانے گانے اور موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ دف آلہ موسیقی نہیں بلکہ وہی دف آلہ موسیقی ہے جس کے ساتھ گھنگرو بندھے ہوئے ہوں، یعنی ٹھپ ٹھپ کی آواز ہی نہ ہو چھن چھن کی آوازیں بھی اس میں شامل ہوں،

يُقَالُ لَهُ أَيْضًا الْكِرْبَالُ وَهُوَالَّذِي لَا جَلَاجِلَ فِيهِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت سے لکھا ہے کربال (چھلنی) بھی کہا جاتا ہے (جس سے آٹا چھانا جاتا ہے) جس کے ساتھ گھنگرو بندھے ہوئے نہ ہوں۔

اسی طرح طبل بھی حرام ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حُرِّمَ الْخَمْرُ، وَالْمَيْسِرُ، وَالْكُوبَةُ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ،قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ، قَالَ: الطَّبْلُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے وفد سے فرمایا پھر فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کر دی ہے یا مجھ پر حرام کر دی گئی ہے شراب، جوا ور باجا وغیرہ اور فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، سفیان کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے کوبہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ طبل کو کہتے ہیں۔ (۳)

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَبِّي حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْقِنِّينَ وَالْكُوبَةَ

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے میرے اوپر حرام ٹھیرایا ہے شراب، جوئے، گانے بجانے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ سُنَّةِ العِيدَيْنِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ ۹۵۲،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللعِبِ الَّذِي لَا مَعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيدِ۲۰۶۱

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللعِبِ الَّذِي لَا مَعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيدِ۲۰۶۲

(۳) سنن ابوداودكِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَابٌ فِي الْأَوْعِيَةِ۳۶۹۶

والیوں اور کوبہ (طبل) کو۔ ①

اسی طرح گھنٹی اور گھنگرو شیطانی ساز ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کا باجہ ہے۔ ②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس قافلے کے ہمراہی نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔ ③

اور وہ عشقیہ شعر وشاعری بھی نہیں گا رہی تھیں۔

وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَعِنْدِي جارِيتان تُغَنِّيانِ بغِناءِ بُعاثَ أَي تُنْشِدانِ الأَشعارَ الَّتِي قيلَتْ يومَ بُعاث، وَهُوَ حربٌ كَانَتْ بَيْنَ الأَنصار، وَلَمْ تُرِدِ الغِناء المعروفَ بَيْنَ أَهلِ اللهْوِ واللعِبِ

لسان العرب میں ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میرے پاس دو جاریہ بعاث کے شعار گاتی تھیں یعنی تُغَنِّيانِ کے معنی ہیں کہ وہ شعر سناتی تھیں جو جنگ بعاث کے دن کہے گئے تھے اور جنگ بعاث انصار (اوس اور خزرج) کے مابین ہوئی تھی، اس سے وہ غنا مراد نہیں جو اہل لہو ولعب کے نزدیک معروف ہے۔ ④

اور عمدۃ القاری میں ہے کہ وہ پیشہ ور گانے والی نہ تھیں۔

أَي: لَيْسَ الْغناء عَادَة لَهما وَلَا هما معروفتان بِهِ. وَقَالَ القَاضِي عِيَاض: أَي: ليستا مِمَّن تغني بعادة الْمُغَنِّيَات من التشويق والهوى ۔۔۔ وَلَا مِمَّن اتَّخذهُ صَنْعَة وكسبا کہ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ سے مراد یہ ہے کہ غنا ان کی عادت نہ تھی اور نہ ہی وہ اس نسبت سے معروف تھیں، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ دونوں گانے والیوں کے طریقہ پر نہیں گاتی تھیں۔ ⑤

الْغِنَاءُ يُطْلَقُ عَلَى رَفْعِ الصَّوْتِ وَعَلَى التَّرَنُّمِ الَّذِي تُسَمِّيهِ الْعَرَبُ النَّصْبَ ۔۔۔وَلَا يُسَمَّى فَاعِلُهُ مُغَنِّيًا

اور فتح الباری میں ہے غنا کا اطلاق بلند آواز سے ترنم کے ساتھ شعر پڑھنے پر ہوتا ہے اسے عرب نصب کہتے ہیں مگر وہ ایسا کرنے والے کو (مغنی) گانے والا نہیں کہتے تھے۔ ⑥

---

① السنن الکبری للبیہقی ۲۰۹۹۲

② صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ ۵۵۴۸

③ صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ ۵۵۴۶

④ لسان العرب ۱۵،۱۳۷

⑤ عمدة القاری ۶،۲۷۴

⑥ فتح الباری ۲،۴۴۲

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْغِنَاءِ، فَأَبَاحَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَهِيَ رِوَايَةٌ عَنْ مَالِكٍ وَحَرَّمَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ كَرَاهَتُهُ وَهُوَ الْمَشْهُورُ مِنْ مَذْهَبِ مَالِكٍ،وَاحْتَجَّ الْمُجَوِّزُونَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَأَجَابَ الْآخَرُونَ بِأَنَّ هَذَا الْغِنَاءَ إِنَّمَا كَانَ فِي الشَّجَاعَةِ وَالْقَتْلِ وَالْحِذْقِ فِي الْقِتَالِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِمَّا لَا مَفْسَدَةَ فِيهِ بِخِلَافِ الْغِنَاءِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى مَا يَهِيجُ النُّفُوسَ عَلَى الشَّرِّ وَيَحْمِلُهَا عَلَى الْبَطَالَةِ وَالْقَبِيحِ

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا گانے میں علماء کا اختلاف ہے، اہل حجاز کی ایک جماعت اس کو مباح کہتی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت بھی یہی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل عراق نے حرام کہا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مذہب مشہور ہے، اور جن لوگوں نے مباح کہا ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے، اور جن لوگوں نے منع کیا ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ گانا شجاعت اور بہادری اور جرات بڑھانے والا تھا اور اس میں کوئی مفسدہ نہ تھا بخلاف اس گانے کے جو شر اور زنا کی رغبت دلانے والا ہے،

قَالَ الْقَاضِي إِنَّمَا كَانَ غِنَاؤُهُمَا بِمَا هُوَ مِنْ أَشْعَارِ الْحَرْبِ وَالْمُفَاخَرَةِ بِالشَّجَاعَةِ وَالظُّهُورِ وَالْغَلَبَةِ وَهَذَا لَا يُهَيِّجُ الْجَوَارِيَ عَلَى شَرٍّ وَلَا إِنْشَادُهُمَا لِذَلِكَ مِنَ الْغِنَاءِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ ، وَإِنَّمَا هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِنْشَادِ، وَلِهَذَا قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ أَيْ لَيْسَتَا مِمَّنْ يتغنى بِعَادَةِ الْمُغَنِّيَاتِ مِنَ التَّشْوِيقِ وَالْهَوَى وَالتَّعْرِيضِ بِالْفَوَاحِشِ وَالتَّشْبِيبِ بِأَهْلِ الْجَمَالِ وَمَا يُحَرِّكُ النُّفُوسَ وَيَبْعَثُ الهوى والغزل كما قيل الغنا فيه الزنى وَلَيْسَتَا أَيْضًا مِمَّنِ اشْتُهِرَ وَعُرِفَ بِإِحْسَانِ الْغِنَاءِ الَّذِي فِيهِ تَمْطِيطٌ وَتَكْسِيرٌ وَعَمَلٌ يُحَرِّكُ السَّاكِنَ وَيَبْعَثُ الْكَامِنَ وَلَا مِمَّنِ اتَّخَذَ ذَلِكَ صَنْعَةً وَكَسْبًاالغنا رقية الزنا

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان لڑکیوں کا گانا اشعار جنگ اور فخر شجاعت اور ظہور کا غلبہ تھا اور اس میں لڑکیوں کے فساد کا وہم بھی نہیں تھا اور یہ گانا اس قسم میں نہ تھا جس میں اختلاف ہے، اور یہ تو صرف شعروں کا ذرا بلند آواز سے پڑھنا تھا اور اسی لیے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ کچھ گانے والیاں نہ تھیں کہ جو فحش کا شوق دلاتی ہیں اور شورش، شباب اور جوش جوانی کو یاد دلاتی ہیں اور نہ ان کے اشعار ایسے تھے جن سے شرور پیدا ہوں کہ ان کو غزل کہتے ہیں کہ ان کے لیے یہ مثل مشہور ہے غنا زنا کا منتر ہے اور ان لڑکیوں کا گانا ایسا نہ تھا جس میں کنکرے اور تانیں ہوں اور آوازوں کا ملانا اور لفظوں کا گھٹانا بڑھانا

وَالْعَرَبُ تُسَمِّي الْإِنْشَادَ غِنَاءً وَلَيْسَ هُوَ مِنَ الْغِنَاءِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ بَلْ هُوَ مُبَاحٌ وَقَدِ اسْتَجَازَتِ الصَّحَابَةُ غِنَاءَ الْعَرَبِ الَّذِي هُوَ مُجَرَّدُ الْإِنْشَادِ وَالتَّرَنُّمِ وَأَجَازُوا الْحُدَاءَ وَفَعَلُوهُ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي هَذَا كُلِّهِ إِبَاحَةُ مِثْلِ هَذَا وَمَا فِي مَعْنَاهُ وَهَذَا وَمِثْلُهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور عرب کا قاعدہ یہ ہے کہ صرف شعروں کے پڑھنے کو گانا کہتے ہیں الغرض یہ گانا وہ ہرگز نہیں جس میں اختلاف ہے بلکہ یہ مباح ہے اور صحابہ کرام رحمہ اللہ نے اس کو روا رکھا ہے کہ یہ صرف شعروں کا پڑھنا ہے جس میں فسق کا کوئی مضمون نہیں اور انہوں نے ان اشعار کا جو اونٹوں کے چلانے کے لیے

پڑھے جاتے ہیں جائز رکھا ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روبرو یہ اشعار پڑھے گئے الغرض یہ سب مباح ہیں حرام نہیں۔ (١)

مگر پھر بھی لوگ گانے اور موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں، انہی لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللهِ مَا كَذَبَنِي: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ

ابو مالک اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے اور واللہ وہ جھوٹ بیان نہیں کرتے کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسی قوم پیدا ہوگی جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھے گی۔ (٢)

اس لیے ہمیں ان لغویات سے دور رہنا چاہیے البتہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں، نیز اشعار خلاف شریعت نہ ہوں اور عید کا موقع ہو تو ایسے اشعار پڑھنے یا سننے میں کوئی حرج نہیں۔

نفلی روزے:

ویسے تو فرض روزے اپنی اہمیت اور افادیت و اجر و ثواب میں اپنی نظیر نہیں رکھتے مگر ان کے ساتھ ساتھ نفلی روزے کی بھی بہت فضیلت ہے ، نفلی روزے انسان کے گناہوں کا کفارہ اور قرب الٰہی وخشیت و تقویٰ کے متقاضی ہوتے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرض روزوں کے ساتھ نفلی روزوں کی بھی تاکید فرمائی،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

جیسے ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ سے دور کر دے گا۔ (٣)

جس طرح فرض روزے خاص ایام اور شرائط کے ساتھ رکھے جاتے ہیں جو رب کریم نے مقرر کر دیئے ہیں اسی طرح نفلی روزے کے بھی شریعت مطہرہ نے کچھ شرائط و آداب اور ایام مقرر کیے ہیں۔ شوال کے چھ روزے اور ذوالحجہ کی نو تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

شوال کے چھ روزے:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ

---

(١) شرح النووی علی مسلم ٦/١٨٢

(٢) صحیح بخاری كِتَابُ الأَشْرِبَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ ٥٥٩٠

(٣) مصنف عبد الرزاق ٩٦٨٥، صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ ٢٨٤٠ ، صحیح مسلم كتاب الصيام بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللهِ لِمَنْ يُطِيقُهُ، بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ ١١٥٣

أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ عمل سارا سال کے روزوں کی مانند ہو گا۔ ①

ان روزوں کو سارا سال کے روزوں کی مانند اس لئے کہا گیا ہے کہ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے لہذا رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہوئے اور چھ شوال کے دو ماہ کے برابر ہوئے،

عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کے روزوں کی طرح ہوں گے کیونکہ جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے اس کی مثل دس گنا اجر ہو گا۔ ②

شوال کے روزے ابتداء میں، درمیان میں یا آخر میں پے در پے یا الگ الگ ہر طرح جائز اور درست ہیں کیونکہ شوال کے روزوں کی ترتیب کی شرط نہیں ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ:

یعنی نو ذوالحجہ کا روزہ۔

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ، وَسَنَةٌ بَعْدَهُ

ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو کوئی عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اس کے ایک سال آگے اور ایک گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ③

عاشورہ کا روزہ:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ؟فَقَالَ:يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورا (دس محرم) کے روزے کے بارے میں دریافت

---

① صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ۲۷۵۸

② سنن ابن ماجه كتاب الصيام باب صيام سنة ايام من شوال ۱۷۱۵

③ سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ۱۷۳۱، صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ۲۷۴۷

کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گزشتہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (۱)

سوموار اور جمعرات کا روزہ:

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

ربیعہ بن الغاز رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ (۲)

عَنْ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ أُسَامَةَ إِلَى وَادِي الْقُرَى فِي طَلَبِ مَالٍ لَهُ، فَكَانَ يَصُومُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَقَالَ لَهُ مَوْلَاهُ: لِمَ تَصُومُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، وَأَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ؟ فَقَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، وَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے مروی ہے میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مال تلاش کرتے ہوئے وادی قری تک گیا پس (میں نے دیکھا کہ) وہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ان دنوں میں روزہ کیوں رکھتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر اور جمعرات کے دن بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ (۳)

ایام بیض کے روزے:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر میں کسی بھی حالت میں ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ نہیں چھوڑتے تھے۔

عَنِ ابْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبِيضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ ، وَقَالَ هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ

ملحان قیسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کریں،

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ ۲۷۴۶

(۲) سنن ابن ماجه كتاب الصيام بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ ۱۷۳۹

(۳) سنن ابوداودكتاب الصيام بَابٌ فِي صَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ ۲۴۳۶، مسند احمد ۲۱۷۸۱

آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہمیشہ کے روزوں کی مانند ہیں۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب میں نازل فرمائی

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۔۔ [2]

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام کو ایام بیض (سفید راتوں کے دن) اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان راتوں میں چاند تقریباً ساری رات چمکتا ہے، ان دنوں کے روزوں میں تفاؤل یہ ہے کہ جس طرح ان راتوں کا اندھیرا اجالے سے بدلا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی اللہ عزوجل روزے دار کی سیاہ کاریوں کو سفیدی اور چمک سے بدل دے گا اور نبی ﷺ کا یہ حکم ترغیب وتشویق کے معنیٰ میں ہے۔

ماہ ذوالحجہ کے روزے:

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے رکھنا مستحب ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذوالحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن نہیں جس کا نیک عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوں، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی جان مال کے ساتھ جہاد میں چلا جائے اور پھر دونوں میں کچھ واپس نہ آئے یعنی شہید ہو جائے۔ [3]

نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ نہ رکھتے تھے۔

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ،فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي المَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عرفہ کے دن کچھ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق شک ہوا، اس لئے انہوں نے آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا، آپ اس وقت عرفات میں وقوف فرما تھے، آپ نے وہ دودھ پی لیا اور سب لوگ دیکھ رہے تھے۔ [4]

---

[1] سنن ابو داودکتاب الصوم بَابٌ فِي صَوْمِ الثَّلَاثِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۲۴۴۹

[2]۔الانعام ۱۶۰

[3] سنن ابوداودکتاب الصیامبَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ ۲۴۳۸

[4] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ ۱۹۸۹، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ ۲۶۳۶

حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي بَيْتِهِ فَحَدَّثَنَا،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

عکرمہ کہتے ہیں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر پر تھا انہوں نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز عرفات میں روزہ رکھا جائے۔ (۱)

حکم الألباني :ضعيف

ویسے تو یہ اللہ کی رحمت ہو گی کہ بندوں میں سے جسے چاہئے اور جہاں سے چاہئے جنتوں میں داخل کرے مگر اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کے ساتھ معاملہ ہی بالکل علیحدہ رکھا ہے، قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے مخصوص دروازہ ہو گا جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں، اس سے قیامت کے دن (خاص) روزہ رکھنے والے ہی داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہو گا، کہا جائے گا کہ روزہ رکھنے والے کہاں ہیں؟ پھر وہ اس دروازے سے داخل ہوں گے اور جب روزہ رکھنے والوں میں آخری داخل ہو جائے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو گا۔ (۲)

عاشورہ کا روزہ:

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ صَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے جب مدینہ منورہ آئے تو وہاں خود اس کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے، تو عاشورہ کے دن روزہ رکھنا چھوڑ دیا جس کی خواہش ہوتی اس دن روزہ رکھتا اور جس کی خواہش نہ ہوتی اس دن روزہ نہ رکھتا۔ (۳)

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الصیام بَابٌ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ۲۴۴۰

(۲) صحیح بخاری کتاب الصیام بَابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ ۱۸۹۶ ،صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ۲۷۱۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ۲۰۰۲،سنن ابوداودكِتَاب الصَّوْمِ بَابٌ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ۲۴۴۲، مسنداحمد۲۴۲۳۰

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ:مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ:فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ ، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس دن (روزہ رکھنے) کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ یہ وہ عظیم دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق فرمایا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا،اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں اور تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہیں،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔[۱]

○ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ:مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَلِيَصُمْ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کی صبح کو انصار کی ان بستیوں کی طرف جو مدینہ منورہ کے ارد گرد تھیں قبیلہ اسلم کے ایک آدمی کو لوگوں میں اعلان کر دینے کے لئے روانہ کیا کہ جس آدمی نے صبح روزہ رکھا تو وہ اپنے روزے کو پورا کرلے اور جس نے صبح کو افطار کرلیا ہو (روزہ نہ رکھا ہو) تو اسے چاہئے کہ باقی دن روزہ پورا کرلے (کچھ کھائے نہ پیئے) فرماتی ہیں اس کے بعد ہم (اس دن کا) روزہ رکھتے تھے اور ہم اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم انہیں مسجد کی طرف لے جاتے اور ہم ان کے لئے روئی کی گڑیا بناتے،اور جب ان بچوں میں سے کوئی کھانے کی وجہ سے روتا تو ہم انہیں وہ گڑیا دے دیتے تا کہ وہ افطاری تک ان کے ساتھ کھیلتے رہیں،اس طرح وہ کھیل میں لگ کر روزہ بھول جاتے یہاں تک کہ ان کا روزہ پورا ہو جاتا۔[۲]

روزوں کی اتنی فضیلت دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن کو بھی روزوں کا بہت شوق و جذبہ تھا۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَنْشَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ:اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ،قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا، قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوًا ثَانِيًا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ. فَقَالَ: اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ، قَالَ: فَسَلَّمْنَا وَغَنِمْنَا، قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ غَزْوًا

---

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۰۰۴،وکتاب مناقب الانصار بَابُ إِتْيَانِ اليَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ قَدِمَ المَدِينَةَ ۳۹۴۲،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۶۵۶

[۲] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ ۱۹۶۰،وبَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ عن سلمه بن اکوع ۲۰۰۷،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ مَنْ أَكَلَ فِي عَاشُورَاءَ فَلْيَكُفَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ ۲۶۷۰،۲۶۶۹

ثَالِثًا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَتَيْتُكَ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ مَرَّتِي هَذِهِ فَسَأَلْتُكَ أَنْ تَدْعُوَ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَوْتَ اللهَ أَنْ يُسَلِّمَنَا وَيُغَنِّمَنَا فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا. يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ. فَقَالَ:اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ . قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیا (جس میں میں بھی تھا) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے حق میں اللہ سے شہادت کی دعاء کر دیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما، چنانچہ ہم مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے، (دوبارہ لشکر ترتیب دیا تو میں پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے حق میں اللہ سے شہادت کی دعاء کر دیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما، چنانچہ ہم مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے، تیسری مرتبہ جب لشکر ترتیب دیا تو میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے پہلے بھی دو مرتبہ آپ کے پاس آ چکا ہوں، میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اللہ سے میرے حق میں شہادت کی دعاء کر دیجئے لیکن آپ نے سلامتی اور غنیمت کی دعاء کی اور ہم مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے لہٰذا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اب تو میرے لیے شہادت کی دعا فرما دیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سلامتی اور غنیمت کی دعاء کی اور ہم مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے،

ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ:عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ، قَالَ: فَمَا رُئِيَ أَبُو أُمَامَةَ وَلَا امْرَأَتُهُ وَلَا خَادِمُهُ إِلَّا صُيَّامًا. قَالَ: فَكَانَ إِذَا رُئِيَ فِي دَارِهِمْ دُخَانٌ بِالنَّهَارِ قِيلَ اعْتَرَاهُمْ ضَيْفٌ نَزَلَ بِهِمْ نَازِلٌ، قَالَ: فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمَرْتَنَا بِالصِّيَامِ فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ بَارَكَ اللهُ لَنَا فِيهِ يَا رَسُولَ اللهِ، فَمُرْنِي بِعَمَلٍ آخَرَ قَالَ:اعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللهُ لَكَ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً

اس کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے کہ اللہ مجھے اس سے نفع دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اوپر روزے کو لازم کر لو تا کہ تم روزے کی حالت میں ملو چنانچہ آپ علیہ السلام کے فرمان کے بموجب انہوں نے متصل روزے رکھنے کو لازم کر لیا، ان کے ساتھ ان کی خادمہ اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت بن گیا، اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج امامہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا، امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عرصہ تک میں اس پر عمل کرتا رہا جب تک اللہ کو منظور ہوا پھر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا مجھے امید ہے کہ اللہ نے ہمیں اس کی برکتیں عطاء فرمائی ہیں اب مجھے کوئی اور عمل بتا دیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات پر یقین رکھو کہ اگر تم اللہ کے لئے ایک سجدہ کرو گے تو اللہ اس کی برکت سے تمہارا ایک درجہ بلند کر دے گا اور ایک گناہ معاف کر دے گا۔ [1]

[1] مسند احمد ۲۲۱۴۰

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کاانتقال ہوگیااور اس کے ذمے ایک مہینے کے روزے باقی رہ گئے ہیں کیامیں ان کی طرف سے قضا رکھ سکتاہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ضرور، اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کازیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میری ماں کاانتقال ہوگیاہے اور اس پر نذر کاایک روزہ واجب تھا۔ (۲)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ:قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میری ماں کاانتقال ہوگیاہے اور اس پر پندرہ دن کے روزے واجب تھے کیامیں ان کو پورا کردوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطافرمائی۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ امْرَأَةً، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى أُمِّهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا ،فَقَالَ:لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟قَالَتْ: نَعَمْ،قَالَ:فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے عرض کی میری ماں کاانتقال ہوگیاہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے واجب تھے کیامیں اس کی طرف سے قضاکرسکتی ہوں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے اداکرتی؟اس نے عرض کی کہ ہاں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا قرضہ زیادہ اہم ہے کہ اسے ادا کیاجائے۔ (۴)

صحابیات رضی اللہ عنہن پے در پے روزہ رکھتی تھیں جس کی وجہ سے ان کے خاوندوں کوتکلیف ہوتی تھی،چنانچہ ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ ۱۹۵۳،صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۶۹۳،مسنداحمد ۱۹۷۰

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ ۱۹۵۳

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ ۱۹۵۳

(۴) سنن ابوداودكِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ ۳۳۱۰،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۶۹۳

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ، يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ، وَيُفَطِّرُنِي إِذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ، فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا، قَالَ: فَقَالَ:لَوْ كَانَتْ سُورَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ، وَأَمَّا قَوْلُهَا: يُفَطِّرُنِي، فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ، فَلَا أَصْبِرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ:لَا تَصُومُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، وَأَمَّا قَوْلُهَا: إِنِّي لَا أُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ:فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ

ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے، اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے اور خود فجر کی نماز سورج چڑھے پڑھتا ہے، صفوان بھی وہیں تھے، چنانچہ آپ نے ان سے جو کچھ عورت نے کہا تھا اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مارتا ہے، یہ دراصل دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس کو اس (لمبی) قرات سے روکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک سورت کی قرات ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ یہ میرا روزہ تڑوا دیتا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ یہ روزے ہی رکھے جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کر سکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے، اور اس کا یہ کہنا کہ میں سورج چڑھے نماز پڑھتا ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارا گھرانا اس بات میں معروف ہے اور ہم لوگ سورج نکلنے سے پہلے اٹھ ہی نہیں سکتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جاگا کرو تو نماز پڑھ لیا کرو۔ [1]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں فرض روزوں کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

غزوہ قرقرۃ الکدر (بنی سلیم)

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ بِهَا جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ وَسُلَيْمٍ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ، أَوْ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ،فَبَلَغَ مَاءً مِنْ مِيَاهِهِمْ، يُقَالُ لَهُ: الْكُدْرُ، فَأَقَامَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا

ماہ شوال کے شروع میں یا غزوہ بدر کے سات دن بعد یا پندرہ محرم تین ہجری کو آپ کو خبر ملی کہ قبیلہ بنی سلیم اور غطفان ایک بھاری جمعیت کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہو رہے ہیں، اس اجتماع کی اطلاع پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ یا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما (عمرو بن قیس بن زائدہ) کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو سفید علم عطا فرما کر بنفس نفیس دو سو صحابہ

[1] سنن ابوداودکتاب الصیام بَابُ الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا ۲۴۵۹، مسند احمد ۱۱۷۵۹، صحیح ابن حبان ۱۴۸۸، مستدرک حاکم ۱۵۹۴

کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی طرف خروج فرمایا، جب آپ چشمہ کدر پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج کی خبر پا کر پہلے ہی منتشر ہو چکے ہیں، حسب دستور آپ نے تین روز وہاں قیام فرمایا اور بغیر کسی مقابلے کے پندرہ دن بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ (۱)

وَأَرْسَلَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي أَعْلَى الْوَادِي، وَاسْتَقْبَلَهُمْ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَطْنِ الْوَادِي، فَوَجَدَ رِعَاءً مِنْهُمْ غُلَامٌ يُقَالُ لَهُ: يَسَارٌ، فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ؟ فَقَالَ: لا عِلْمَ لِي بِهِمْ، إِنَّمَا أُورِدُ لِخَمْسٍ، وَهَذَا يَوْمُ رَبِعِيٍّ، وَالنَّاسُ ارْتَفَعُوا فِي الْمِيَاهِ، وَنَحْنُ عزابٌ فِي الْغَنَمِ، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ظَفَرَ بِالنَّعَمِ، فَانْحَدَرَ بِهِ إِلَى الْمَدِينَة، وَاقْتَسَمُوا غَنَائِمَهُمْ بِصرار عَلَى ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ مِنَ المدينة، وكانت النعم خمسمائة بَعِيرٍ

بعض روایت میں ہے اس چشمہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے تعاقب میں ایک سریا روانہ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن وادی میں ٹھیرے رہے، وہ لوگ غنیمت میں پانچ سو سے زائد اونٹ اور ایک یسار نامی غلام پکڑ کر لے آیا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں آزاد فرمادیا اور پانچ سو اونٹوں اور دوسرے جانوروں کو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام صرار میں مجاہدین میں تقسیم فرمادیا۔ (۲)

ابی عفک یہودی کا قتل

وَكَانَ أَبُو عَفَكٍ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ بَلَغَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ. وكان يهوديا. و كَانَ يُحَرِّضُ عَلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ويقول الشعر. فَقَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ. وَهُوَ أَحَدُ الْبَكَّائِينَ وقد شهد بدرا :عَلَيّ نَذْرٌ أَنْ أَقْتُلَ أَبَا عَفَكٍ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ. فَأَمْهَلَ فَطَلَبَ لَهُ غِرّةً حَتّى كَانَتْ لَيْلَةٌ صَائِفَةٌ.فَنَامَ أَبُو عَفَكٍ بِالْفِنَاءِ وسَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ. فَأَقْبَلَ فَوَضَعَ السّيْفَ عَلَى كَبِدِهِ حَتّى خَشّ فِي الْفِرَاشِ. وَصَاحَ عَدُوّ اللهِ.فَثَابَ إلَيْهِ أُنَاسٌ مِمّنْ هُمْ عَلَى قَوْلِهِ، فَأَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَقَبَرُوهُ.

قبیلہ بنی عوف بن عمرو کا ایک بوڑھا ابو عفک جو مذہباً یہودی تھا جو ایک سو بیس برس کا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا سخت دشمن تھا اور ہمیشہ دوسروں کو اپنے اشعار اور گفتگو کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال دلایا کرتا تھا، اس کی اسلام دشمنی میں انتہاپسندی اور فتنہ انگیزیوں کے باعث سالم بن عمیر نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے نے کہا مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں عفک کو قتل کروں گا یا اس کے لئے مرجاؤں گا، وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے، گرمی کی ایک رات کو ابو عفک میدان میں سویا، سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے سینے پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ سینہ چیرتی ہوئی اس کے بستر میں گھس گئی

(۱) ابن ہشام ۲/۴۳، الروض الانف ۵/۲۷۰، عیون الآثر ۱/۳۴۲، مغازی واقدی ۱/۱۸۳

(۲) عیون الآثر ۱/۳۴۷، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴/۱۷۲، مغازی واقدی ۱/۱۸۳، امتاع الاسماع ۸/۳۵۰

،اللہ کا وہ دشمن وہ زور سے چلایا اور اس کے ماننے والے دوڑتے چلے آئے اور اس کو گھر لے گئے اور دفن کر دیا۔ [1]

إنّ شَيْخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَفَكٍ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا، قَدْ بَلَغَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ حِينَ قَدِمَ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ،وَكَانَ يُحَرّضُ عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ الشّعْرَفَلَمّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَى بَدْرٍ رَجَعَ وَقَدْ ظفّره الله بما ظفّره،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِي بِهَذَا الْخَبِيثِ؟ فَقَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهُوَ أَحَدُ الْبَكّائِينَ مِنْ بَنِي النّجّارِ: عَلَيّ نَذْرٌ أَنْ أَقْتُلَ أَبَا عَفَكٍ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ،فَأَمْهَلَ فَطَلَبَ لَهُ غِرّةً، حَتّى كَانَتْ لَيْلَةٌ صَائِفَةٌ، فَنَامَ أَبُو عَفَكٍ بِالْفِنَاءِ فِي الصّيْفِ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقْبَلَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَوَضَعَ السّيْفَ عَلَى كَبِدِهِ حَتّى خَشّ فِي الْفِرَاشِ، وَصَاحَ عَدُوّ اللهِ فَثَابَ إلَيْهِ أُنَاسٌ مِمّنْ هُمْ عَلَى قَوْلِهِ، فَأَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَقَبَرُوهُ

ایک روایت میں ہے ابو عفک ایک سو بیس سال کا بوڑھا یہودی تھا جو عصماء یہودیہ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہتا تھا اور لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر اکساتا رہتا تھا، جب اس نے اخلاقیات کی ہر حدود کو پار کر لیا تو جب آپ ﷺ غزوہ بدر سے کامیاب و کامران واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو میرے لئے یعنی محض میری عزت وحرمت کے لئے اس خبیث کا کام تمام کر دے؟ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ جو بنی النجار میں سے تھے نے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت رونے والے تھے اور ان پر گریہ وزاری کی ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے پہلے ہی یہ نذر مانی ہوئی ہے کہ ابو عفک کو قتل کر دوں گا یا اس کوشش میں خود قتل ہو جاؤں گا، چنانچہ شوال ہی میں رسول اللہ ﷺ نے سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ابو عفک یہودی کے قتل کرنے کے لئے روانہ فرمایا، گرمیوں کے دن تھے سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ رات کو تلوار لے کر ابو عفک کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، جب اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ بڑی غفلت کی نیند سویا ہوا ہے، سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے وقت ضائع کیے بغیر تلوار اس کے سینے پر رکھی اور اتنے زور سے دبایا کہ سینہ چیرتی ہوئی بستر تک پہنچ گئی، ابو عفک نے موت کی آخری چیخ بلند کی جسے سن کر لوگ اس کی طرف دوڑے مگر ان کے پہنچنے تک وہ جہنم کے گڑھے میں پہنچ چکا تھا۔ [2]

غزوہ بنی قینقاع

پندرہ شوال یوم شنبہ دو ہجری

غزوہ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کے تینوں قبائل کے ساتھ باہمی امن اور بھائی چارہ کا معاہدہ فرمایا تھا، اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو عہد کی پابندی فرماتے تھے ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ ان کی طرف سے کوئی بات خلاف معاہدہ نہ ہونے پائے اور محبت

[1] ابن سعد۲۱؍۲،مغازی واقدی۱۷۵؍۱

[2] ابن سعد۲۱؍۲،مغازی واقدی ۱۷۵؍۱،الروض الانف ۵۴۸؍۷،عیون الآثر ۳۴۱؍۱، شرع زرقانی المواهب ۳۴۷؍۲

ویگانیت کی فضا قائم رہے، مگر یہودیوں کی پوری تاریخ ہی جھوٹے پروپیگنڈے، عیاری ومکاری، سازشوں اور عہد شکنی سے بھری ہوئی ہے، جو لوگ پیغمبروں کو ناحق قتل کر ڈالیں اور انہیں اللہ سے خوف نہ لگے، جو اللہ سے کیے ہوئے بے شمار عہدوں کی پرواہ نہ کریں وہ انسانوں سے کیے ہوئے معاہدوں کی کیا پرواہ کرتے، آپ ﷺ کی ہجرت سے قبل یہ اپنی مطلب برداری کے لئے اوس وخزرج میں باہمی دشمنیاں بھڑکاتے رہتے تھے، مگر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو اللہ کی رحمت اور دین اسلام کی برکتوں سے دونوں قبائل اسلام قبول کر کے اپنی پرانی رنجشیں بھلا کر باہم شیر وشکر ہو گئے اور یہود کٹ کر رہے گئے، چنانچہ یہود اپنی فطری جبلیت کے تحت بہت جلد اس معاہدے سے منحرف ہو گئے اور دونوں قبائل کو پھر سے بھڑکانے لگے تاکہ دونوں قبائل کی مشترکہ طاقت میں دراڑ پڑ جائے، مدینہ منورہ میں پھر سے ہنگامے پھوٹ پڑیں جس سے دین اسلام کو ضعف پہنچے، اس کوشش میں بہت سے یہودی مشہور ہیں، مثلاً حیی بن اخطب، ابو یاسر سلام بن مشکم، کنانہ بن ربیع، کعب بن اشرف معبد اللہ بن صوریا، ابن صلوبا، مخریق (یہ بعد میں مسلمان ہو گئے) لبید بن اعصم (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا) مالک بن صلت (جس نے محمد ﷺ اور ان پر نازل کتاب قرآن مجید سے بغض وعداوت میں یہاں تک کہہ ڈالا تھا کہ اللہ نے آج تک کسی بشر پر کوئی کلام نازل نہیں کیا، اس طرح اس نے اپنے انبیاء اور ان پر نازل تمام کتابوں کا انکار کر دیا) عبد اللہ بن ابی الحقیق (جس کی کنیت ابو رافع تھی)

وَمَرَّ شَاسُ بْنُ قَيْسٍ، وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَسَا ، عَظِيمَ الْكُفْرِ شَدِيدَ الضَّغْنِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، شَدِيدَ الْحَسَدِ لَهُمْ،عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ. فِي مَجْلِسٍ قَدْ جَمَعَهُمْ، يَتَحَدَّثُونَ فِيهِ،فَغَاظَهُ مَا رَأَى مِنْ أُلْفَتِهِمْ وَجَمَاعَتِهِمْ، وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ، بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ: قَدْ اجْتَمَعَ مَلَأُ بَنِي قَيْلَةَ بِهَذِهِ الْبِلَادِ، لَا وَاللَّهِ مَا لَنَا مَعَهُمْ إذَا اجْتَمَعَ مَلَؤُهُمْ بِهَا مِنْ قَرَارٍفَأَمَرَ فَتًى شَابًّا مِنْ يَهُودَ كَانَ مَعَهُمْ، فَقَالَ: اعْمِدْ إلَيْهِمْ، فَاجْلِسْ مَعَهُمْ، ثُمَّ اُذْكُرْ يَوْمَ بُعَاثَ وَمَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنْشِدْهُمْ بَعْضَ مَا كَانُوا تَقَاوَلُوا فِيهِ مِنْ الْأَشْعَارِ فَغَضِبَ الْفَرِيقَانِ جَمِيعًا، وَقَالُوا: قَدْ فَعَلْنَا، مَوْعِدُكُمْ الظَّاهِرَةُ- وَالظَّاهِرَةُ: الْحَرَّةُ- السِّلَاحَ السِّلَاحِ

انہی لوگوں میں ایک نہایت عمر رسیدہ شخص شاس بن قیس بھی تھا جو بڑا ہی متعصب یہودی تھا اور مسلمانوں کے خلاف بڑا بغض وعناد رکھتا تھا، یہ مسلمانوں پر طعن وتشنیع کرتا رہتا اور لوگوں کو اسلام سے برگشتہ اور انہیں مرتد کرنے میں بہت انہماک رکھتا تھا، اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اوس وخزرج کی ایک مشترکہ جماعت کے پاس سے گزرا جو بڑے آرام سے بیٹھے دین ودنیا کی باتیں کر رہے تھے، دونوں قبائل کے لوگوں کو اس طرح الفت ویگانیت سے بیٹھا دیکھ کر اس کے دل میں آگ لگ گئی، اس نے یہ موقعہ غنیمت جانا اور ان میں عصبیت کا بیج بونے کا خیال کیا، عصبیت چاہے زبان کی ہو، علاقہ کی ہو یا قوم کی ہو نہایت ہی خطرناک سوچ ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے عصبیت کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ شاش بن قیس نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا کہ وہ اس مجلس میں جا کر بیٹھے اور موقعہ پا کر جنگ بعاث اور اس جنگ سے پہلے کے واقعات کا تذکرہ چھیڑ دے اور دونوں قبائل نے ایک دوسرے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کا بھی ذکر کر دے، یہ جنگ اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی

تھی اور اوس کا غلبہ رہا تھا اور دونوں قبیلوں کے سردار یعنی اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک شہلی اور خزرج کا سردار عمرو بن معمان بیاضی دوں قتل ہو گئے تھے مگر اب یہ دونوں قبیلے یعنی اوس اور خزرج مسلمان ہیں اور ان کی آپس میں محبت اور الفت ہے، اس کے یہودی ساتھی نے جوشاش بن قیس سے کم نہ تھا بڑی خوبصورتی سے جنگ بعاث، دوسرے واقعات اور دونوں قبائل کی ایک دوسرے کے خلاف باتوں کا ذکر چھیڑ دیا، جس سے دونوں قبائل میں جو آرام وسکون سے باتوں میں مصروف تھے. عصبیت کی آگ بھڑک اٹھی، اور دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے پر اپنا فخر جتلانے لگے، اور ایک بڑا ہنگامہ کھڑا ہو گیا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک فریق نے جنگ کے لئے اپنے قبیلہ اوس کو پکارا تو دوسرے فریق نے اپنے قبیلہ خزرج کو پکارا، چنانچہ دونوں طرف کے لوگ اپنے جنگی ہتھیار لے کر حرہ کی طرف دوڑ پڑے

فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فِيمَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى جَاءَهُمْ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، اللهَ اللهَ، أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمُ اللهُ لِلْإِسْلَامِ، وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ، وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنْ الْكُفْرِ، وَأَلَّفَ بِهِ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ،فَعَرَفَ الْقَوْمُ أَنَّهَا نَزْغَةٌ مِنْ الشَّيْطَانِ، وَكَيْدٌ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَبَكَوْا وَعَانَقَ الرِّجَالُ مِنْ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ انْصَرَفُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَامِعِينَ مُطِيعِينَ، قَدْ أَطْفَأَ اللهُ عَنْهُمْ كَيْدَ عَدُوِّ اللهِ شَأْسِ بْنِ قَيْسٍ

مگر عصبیت کی اس خونریز جنگ سے قبل رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہو گئی آپ ﷺ فوراً اپنے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا اے گروہ مسلم! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، کیا اسلام قبول کرنے کے بعد اور میرے ہوتے ہوئے جاہلیت وعصبیت کے دعوے کرتے ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کے ذریعہ سے ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور تم سے جاہلیت کے معاملات کاٹ کر اور کفر و شرک سے نکال کر تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ چکا ہے، کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے رسول اللہ ﷺ کی یہ نصیحت سن کر دونوں فریقوں کو احساس ہوا کہ یہ تو یہودیوں کی ایک خطرناک سازش، مکر وفریب اور شیطانی چال تھی، جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اپنی حماقت پر رونے اور ایک دوسرے کو پکڑ پکڑ کر گلے لگانے لگے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمن شاش بن قیس یہودی کی عیاری ومکاری کی آگ کو ٹھنڈا فرما دیا تھا۔ [1]

پھر دونوں فریق باہم الفت ومحبت کے جذبے میں ڈوب کر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واپس مدینہ لوٹ آئے، اسی شاش بن قیس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؀ [2]

ترجمہ: کہو اے اہل کتاب! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ جو اللہ کی بات مانتا ہے اسے بھی تم اللہ کے راستے سے روکتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ ٹیڑھی

[1] ابن ہشام ۱/۵۵۵،۵۵۶

[2] آل عمران۹۹

راہ چلے حالانکہ تم خود (اس کے راہِ راست ہونے پر) گواہ ہو، تمہاری حرکتوں سے اللہ غافل نہیں ہے۔

اور انصار کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ فَرِيقٗا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ يَرُدُّوكُم بَعۡدَ إِيمَٰنِكُمۡ كَٰفِرِينَ ۝١٠٠ وَكَيۡفَ تَكۡفُرُونَ وَأَنتُمۡ تُتۡلَىٰ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ وَفِيكُمۡ رَسُولُهُۥۗ وَمَن يَعۡتَصِم بِٱللَّهِ فَقَدۡ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ۝١٠١ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ۝١٠٢ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَآءٗ فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا وَكُنتُمۡ عَلَىٰ شَفَا حُفۡرَةٖ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَاۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ۝١٠٣ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے، تمہارے لئے کفر کی طرف جانے کا اب کیا موقع باقی ہے جب کہ تم کو اللہ کی آیات سنائی جارہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے؟ جو اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور راہ راست پالے گا، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، سب مل کر اللہ کی رسی کو (یعنی دین کو) مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو، اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آئے۔

جب آپ ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے تو یہی یہودی اور عبداللہ بن ابی بن سلول جو بڑا حسین وجمیل، گداز جسم اور فصیح البیان شخص تھا جس کے ساتھ اوس وخزرج کے تین سو ساتھی تھے، جنہیں یقین تھا کہ قریش کا کیل کانٹے سے لیس بڑا لشکر محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو دنیا سے مٹادیں گے، اس لئے وہ اس مقابلے کی خبر کے بے چینی سے منتظر تھے کہ کب یہ اطلاع ملتی ہے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت کفار سے لڑتے ہوئے فنا ہوگئے ہیں، اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی شکست اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کا پروپیگنڈا کیا تھا جس سے مسلمانوں میں بڑا اضطراب پیدا ہوا مگر جب انہیں قریش مکہ کی عبرت ناک شکست اور قلیل التعداد بے سروساماں مسلمانوں کی فتح ونصرت کی خبر ہوئی تو ان کے دلوں میں مزید بغض وعناد پیدا ہوگیا، یہود نے اپنی عیاری ومکاری، چالبازیوں کے ذریعہ بار بار کھلم کھلا عہد شکنی کا مظاہرہ کیا، جب یہ سامنے ہوتے تو دوستی اور محبت کا دم بھرتے اور پیٹھ پیچھے اسلام کا گلا گھوٹنے کی سازشیں کرتے، مشرکوں سے بھی سلام وپیام جاری تھا، غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو ان کے لئے یہ دورخی پالیسی دشوار ہوگئی، اب ان کے سینوں میں غیرت کی آگ سلگنے لگی، دل حسد وبغض

[1] آل عمران ۱۰۰ تا ۱۰۳

سے پکنے لگے،ان کی عقلیں حیران تھیں، محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے ہم سے معاہدہ کرلیا، صلح و دوستی سے ہم کو ہموار کرلیا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے دین کو اتنا چمکا دیا کہ گھر گھر اسلام کا چراغ روشن ہوگیا، یہی نہیں وہ ہتھیار لگا کر میدان میں آتے ہیں مشرکوں اور ظالموں سے ٹکر بھی لیتے ہیں اور اللہ ان کو فتح مند بھی کرتا ہے، اس طرح عرب قبائل پر ان کی دھاک بیٹھ جاتی ہے، سارے لوگ ان سے ڈرنے اور لرزنے لگتے ہیں، یہودی بھلا اس کو ٹھنڈی آنکھوں کیسے دیکھ سکتے تھے یہ تو ان کے لئے خطرہ کی گھنٹی تھی، اب وہ کھل کر سامنے آگئے، ریا اور نفاق کا نقاب انہوں نے اتار پھینکا، اب وہ مسلمانوں کے لئے ننگی تلوار بن گئے اور ان کی کھلے بندوں مخالفت کرنے لگے، لوگوں کو ان کے خلاف جوش دلاتے، اشعار میں ان کی ہجو کرتے، کڑوی کسیلی باتوں سے ان کا دل چھیدتے، الغرض انہوں نے معاہدہ کی کوئی پرواہ نہیں کی، صلح کا کوئی احترام نہ کیا، سب سے زیادہ شریر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنی قینقاع کے لوگ تھے جن کا پیشہ زرگری تھا اس لئے ان کے پاس کافی مال و دولت تھا جس سے انہوں نے سامان جنگ اکٹھا کر رکھا تھا، اس قبیلہ کے لوگ نہایت بہادر و دلیر تھے اور ان میں لڑنے والے مردوں کی تعداد تقریباً سات سو تھی ، یہ لوگ مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک قلعہ میں رہتے تھے، چنانچہ مسلمان مردوں میں سے جب کوئی اپنی ضرورت سے ان کے بازار میں جاتا تو یہ اس شخص کا مذاق اڑاتے اور کسی نہ کسی طرح انہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے، پھر ان کا دائرہ مسلمان عورتوں کی طرف بھی بڑھ گیا اور انہوں نے مردوں اور عورتوں کے ساتھ اس طرح کا یکساں معاملہ کرنا شروع کر دیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہود کے اس طرز عمل کی خبر ملتی رہتی تھی مگر کچھ عرصہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خاموشی اختیار فرمائی کہ شاید ان کے دلوں میں کچھ خوف پیدا ہو جائے اور اپنی غلیظ حرکتوں سے باز آجائیں

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَهُمْ بِسُوقِ (بَنِي) قَيْنُقَاعَ،ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، احْذَرُوا مِنْ اللهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنْ النِّقْمَةِ، وَأَسْلِمُوا فَإِنَّكُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ أَنِّي نَبِيٌّ مُرْسَلٌ،تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ وَعَهْدِ اللهِ إِلَيْكُمْ،قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَرَى أَنَّا قَوْمُكَ! لَا يَغُرَّنَّكَ أَنَّكَ لَقِيتَ قَوْمًا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِالْحَرْبِ، فَأَصَبْتَ مِنْهُمْ فُرْصَةً، إِنَّا وَاللَّهِ لَئِنْ حَارَبْنَاكَ لَتَعْلَمَنَّ أَنَّا نَحْنُ النَّاسَ

مگر یہ سلسلہ جب دراز ہونے لگا تو شوال کی پندرہ یا سولہ تاریخ بروز شنبہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لئے ان کے بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے اور سب یہود کو جمع فرما کر ایک ہمدرد اور خیر خواہ کی طرح ظلم و بغاوت کے انجام سے ڈرایا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو، جیسے غزوہ بدر میں قریش پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہے کہیں تم پر بھی ایسا عذاب نازل نہ ہو جائے، اسلام قبول کرلو تم خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا نبی اور اس کا رسول ہوں جس کو تم اپنی کتاب (توریت) میں لکھا ہوا پاتے ہو اور اللہ نے تم سے اس کا عہد بھی لیا ہوا ہے، بنی قینقاع جو طاقت کے نشے میں چور تھے آپ کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وعظ پر مشتعل ہو گئے اور اپنی کتابی معلومات، اپنی عددی کمتری، اور مسلمانوں کے ساتھ بود و باش کے باوجود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو درشتی سے جواب دیا اور ادب و احترام کی حدود تجاوز کر کے اپنی بہادری کی بڑائی مارنے لگے، کہنے لگے اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے، ان پر تم نے غلبہ پالیا، اللہ کی قسم! تم نے اگر ہم

سے جنگ کی تو تم کو ہماری کیفیت معلوم ہو گی کہ ہم کیسے ہیں۔ (۱)

عہد شکنی اور دشمنی کا کھلا اعلان تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو کوئی اور جواب دینے کے بجائے اپنا غصہ ضبط کر لیا اور واپس تشریف لے آئے، اب مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات بگڑ گئے مگر آپ ﷺ کی طرف سے کوئی تادیبی کاروائی نہ ہونے کے سبب یہودیوں کی جرات اور بڑھ گئی اور انہوں نے مدینہ منورہ میں ہنگامے کھڑے کر لئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی جو مسلمانوں سے ان نعمتوں کی وجہ سے حسد رکھتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے، اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے؟ جیسے فرمایا

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ (۲)

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے، اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے، مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تمہارے لئے کفر کی طرف جانے کا اب کیا موقع باقی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ رات دن اپنے رسول ﷺ پر آیات نازل فرما رہا ہے اور وہ ان آیات کو تم پر تلاوت فرما رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ (۳)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمہیں رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور وہ تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم واقعی ماننے والے ہو۔

جو اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور راہ راست پا لے گا، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ، قَالَ: أَنْ يُطَاعَ فَلَا يُعْصَى، وَأَنْ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسَى، وَأَنْ يُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ” اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔“ کے بارے میں فرمایا اللہ سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی

---

(۱) ابن ہشام۴۷/۲، تاریخ طبری ۴۷۹/۲، البدایۃ والنہایۃ ۳/۴، عیون الاثر۳۴۳/۱، ابن خلدون ۴۳۲/۲

(۲) البقرۃ۱۰۹

(۳) الحدید۸

اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد رکھا جائے اور بھولا نہ جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے اور کفر نہ کیا جائے۔ [1]
تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، یعنی تمہاری زندگی کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین سلام پر ہی ہو کیونکہ جس شخص کی جس حالت میں موت واقع ہوگی اسے اسی کے مطابق قبر سے اٹھایا جائے گا،

عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ، وَابْنُ عَبَّاسٍ جَالِسٌ مَعَهُ مِحْجَنٌ ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ وَلَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ، لَأَمَرَّتْ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ عَيْشَهُمْ، فَكَيْفَ مَنْ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا الزَّقُّومُ

مجاہد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس ایک چھڑی بھی تھی، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔“ کی تلاوت کی اور فرمایا اور اگر (جہنم کے) تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ گرا دیا جائے تو وہ تمام روئے زمین کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی تھوہر ہوگا۔ [2]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال سے تین دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جس شخص کو بھی موت آجائے وہ اس حال میں ہو کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو میرے متعلق وہ رکھتا ہے، اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے (یعنی فرشتوں کے مجمع میں) اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہو تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دونوں ہاتھوں کے

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۷۲۲/۳

[2] مسند احمد ۲۷۳۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۵، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۲۵، صحیح ابن حبان ۷۴۷۰، مستدرک حاکم ۳۱۵۸، سنن الکبری للنسائی ۱۱۰۰۴

[3] مسند احمد ۱۴۱۲۵

پھیلاؤ کے برابر قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ [۱]

سب مل کر اللہ کی رسی کو (یعنی دین کو) مضبوط پکڑلو، یعنی اجتماعیت اختیار کرو اور تفرقہ بازی میں نہ پڑو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ، أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (وَأَنْ تُنَاصِحُوا مَنْ وَلَّى اللهُ أَمَرَكُمْ) وَيَكْرَهُ لَكُمْ، قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں سے راضی ہوتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے جن باتوں سے راضی ہوتا ہے وہ یہ ہیں، تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اللہ کی رسی کو مل کر تھامے رہو اور متفرق نہ ہو اور جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا حکمران بنادے ان کی خیر خواہی کرو اور تم سے جن باتوں کو ناپسند کرتا ہے وہ فضول اور بیہودہ گفتگو اور سوال کی کثرت اور مال کو ضائع کرنا ہیں۔ [۲]

خط کشیدہ الفاظ السنن الکبری للبیہقی میں ہیں۔

اور قبیلہ اوس وخزرج جن میں سو برس سے برابر لڑائی چلی آتی تھی کے بارے میں فرمایا اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، جیسے فرمایا

...هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ [۳]

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے، تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے، یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔

تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو جہنم سے بچالیا اور ایمان کی ہدایت سے نوازا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا اور کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے مطابق کچھ زیادہ عطا فرمادیا تو کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي،

---

[۱] صحیح بخاری کِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ۷۴۰۵، صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى۶۸۰۵

[۲] صحیح مسلم کِتَابُ الْأَقْضِيَةِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ۴۴۸۱

[۳] الانفال۶۳،۶۲

كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ

اے گروہ انصار! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا؟ تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت بخشی، اور تم میں نا اتفاقی تھی تو اللہ نے میری وجہ سے تم میں الفت پیدا کر دی، کیا تم فقیر نہیں تھے؟ تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں مالدار بنایا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب بھی کچھ فرماتے تو انصار عرض کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ [1]

اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آئے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾ [2]

ترجمہ: ان سے کہہ دو کہ قریب ہے وہ وقت جب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور جہنم بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے، تمہارے لئے ان دو گروہوں میں ایک نشان عبرت تھا جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے، ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا، دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دو چند ہے مگر (نتیجے نے ثابت کر دیا کہ) اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے، وہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے لئے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ الْعَرَبِ قَدِمَتْ بِجَلَبٍ لَهَا، فَبَاعَتْهُ بِسُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، وَجَلَسَتْ إِلَى صَائِغٍ بِهَا، فَجَعَلُوا يُرِيدُونَهَا عَلَى كَشْفِ وَجْهِهَا، فَأَبَتْ، فَعَمِدَ الصَّائِغُ إِلَى طَرَفِ ثَوْبِهَا فَعَقَدَهُ إِلَى ظَهْرِهَا فَلَمَّا قَامَتْ انْكَشَفَتْ سَوْأَتُهَا، فَضَحِكُوا بِهَا، فَصَاحَتْ، فَوَثَبَ رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الصَّائِغِ فَقَتَلَهُ، وَكَانَ يَهُودِيًّا، وَشَدَّتْ الْيَهُودُ عَلَى الْمُسْلِمِ فَقَتَلُوهُ، فَاسْتَصْرَخَ أَهْلُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْيَهُودِ، فَغَضِبَ الْمُسْلِمُونَ، فَوَقَعَ الشَّرُّ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ بَنِي قَيْنُقَاعَ

ایک مجمل روایت ہے ایک عورت اپنا چہرہ ڈھانپ کر بنو قینقاع کے بازار میں دودھ بیچنے کے لئے آئی، دودھ بیچ کر وہ ایک یہودی زرگر کے پاس اپنی پازیب فروخت کرنے کے لئے آ بیٹھی، یہودی زرگر نے اس عرب عورت سے اپنا چہرہ کھولنے کے لئے کہا مگر اس عورت نے اپنا چہرہ کھولنے سے انکار کر دیا یہودی زرگر نے اس عورت کو باتوں میں لگا کر بڑی خوبصورتی سے اس کے دامن کو اٹھا کر اس کی پشت پر باندھ دیا اور عورت کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی، جب وہ جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو یہودی زرگر کی بدمعاشی کی وجہ سے اس کا ستر کھل گیا جس پر یہودیوں نے اس عورت پر قہقہے لگانے شروع کر دیئے اور اس عورت کی خوب ہنسی اڑائی، اپنی ایسی تذلیل دیکھ کر عرب عورت نے چیخ و پکار مچانا شروع کر دیا، ایک مسلمان نے جب ایک عورت کی دھائی سنی تو اس نے اس زرگر پر حملہ کر کے جہنم وصل کر دیا، یہودیوں نے ایک

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۰، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۶

[2] آل عمران ۱۳،۱۲

اکیلے مسلمان کو اپنے ساتھی کو قتل کرتے دیکھا تو یکبار گی سب اس پر ٹوٹ پڑے اور اس مسلمان کو بھی شہید کر ڈالا، اس مسلمان کے گھر والوں نے دوسرے مسلمانوں سے یہودیوں کے خلاف مدد چاہی جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین بلوہ ہوگیا۔ [1]

اس روایت کو ابن اسحاق، طبری اور ابن سعد نے روایت نہیں کیا، اس روایت میں نہ تو اس عورت، زرگر اور اس مسلمان کا نام جس نے یہودی کو قتل کیا تھا بھی نہیں ہے، اس لئے یہ مجمل روایت شک وشبہ سے بالاتر نہیں۔

اب رسول اللہ ﷺ کے ضبط وصبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا

فقال رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أنا أخاف من بني قينقاع

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے۔ [2]

فَسَارَ إِلَيْهِمْ وَلِوَاؤُهُ بِيَدِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ المطلب، وكان أبيض، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ ثُمَّ سار إليهم ، فَحَاصَرَهُمْ أَشَدَّ الْحِصَارِ، حَتَّى قَذَفَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ،فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ لِرَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالَهُمْ، وَأَنَّ لَهُمُ النِّسَاءَ وَالذُّرِّيَةَ ،وَاسْتَعْمَل عَلَى كِتَافِهِمُ الْمُنْذِرَ بْنَ قُدَامَة السُّلَمِيَّ

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا سفید جھنڈا اسید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور مدینہ میں ابولبابہ بن عبد المنذر انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور بنی قینقاع کی طرف خروج فرمایا، آپ بروز جمعہ پندرہ شوال دو ہجری کو ان کے علاقہ میں پہنچے مگر یہ لوگ لڑنے کے بجائے بزدلوں کی طرح قلعہ بند ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے قلعہ کا سختی سے محاصرہ کرلیا جو پندرہ شوال سے یکم ذی القعدہ تک جاری رہا اس دوران نہ کوئی قلعہ کے اندر جاسکا اور نہ ہی کوئی اندر سے باہر آسکا، جب قلعہ میں جمع راشن اور پانی وغیرہ ختم ہوگیا اور وہ لوگ بھوکے پیاسے رہنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، تو مجبور و بے بس ہو کر اس شرط پر قلعہ کا دروازہ کھول دیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جان ومال، آل واولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہوگا اور خود کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا، آپ ﷺ نے مشکیں کسنے پر منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ السلمی کو مامور فرمایا تا کہ عہد شکنی اور گستاخی کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے جس کی سزا قتل ہوسکتی تھی،

فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيّ ابْنُ سَلُولَ، حِينَ أَمْكَنَهُ اللهُ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا مُحَمّدُ أَحْسِنْ فِي مُوَالِيّ وَكَانُوا حُلَفَاءَ الْخَزْرَجِ، قَالَ فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟فَقَالَ يَا مُحَمّدُ أَحْسِنْ فِي مُوَالِيّ قَالَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ،فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي جَيْبِ دِرْعِ رَسُولِ اللهِ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي، وَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّى رَأَوْا لِوَجْهِهِ ظُلَلًا ثُمّ قَالَ وَيْحَك أَرْسِلْنِي، قَالَ لَا وَاَللهِ لَا أُرْسِلُك حَتّى تُحْسِنَ فِي مُوَالِيّ أَرْبَعِ مِائَةِ حَاسِرٍ وَثَلَاثِ

[1] ابن ہشام ۴۸،۴۷/۲،الروض الانف ۲۷۷/۵،عیون الآثر ۳۴۳/۱، البدایة والنهایة۵/۴،شرح الزرقانی علی الموهب۳۵۰/۲

[2] عیون الآثر ۳۴۴/۱

مِائَةِ دَارِعٍ قَدْ مَنَعُونِي مِنَ الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ تَحْصُدُهُمْ فِي غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ إِنِّي وَاللهِ امْرِءٌ أَخْشَى الدَّوَائِرَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ لَكَ

جب اللہ نے آپ ﷺ کو ان پر غلبہ وقدرت عطا فرمادی تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے ان عہد شکن اور شریر لوگوں سے (جن سے خزرج کے حلیفانہ تعلقات تھے) اظہار بیزاری کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے الحاح وزاری سے ان گستاخوں کی درگزر کرنے اور جان بخشی کی گزارش کرنے لگا اس نے گزارش کی اے محمد ﷺ! میرے موالی کے ساتھ احسان فرمائیں اور یہ سب بنی خزرج کے حلفاء تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، تو اپنی درخواست کو دوبارہ دہرایا اے محمد ﷺ! میرے موالی کے ساتھ احسان فرمائیں، اس بار رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناراضگی اور ناپسندگی کی وجہ سے اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف سے پھیر لیا (جس کی طرف غصہ وناپسندیدگی سے رسول ﷺ اپنا چہرہ پھیر لیں اس کے انجام کا اندازہ با آسانی لگایا جاسکتا ہے) مگر اس نے آپ ﷺ کی اس ناراضگی کی کوئی پرواہ نہ کی اور آپ ﷺ کی زرہ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر آپ کو گرفت میں لے لیا، آپ ﷺ کے غصہ سے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور آپ نے غضبناک ہو کر کہا مجھے چھوڑ دو مگر اس پر اب بھی کوئی اثر نہ ہوا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا تجھ پر افسوس مجھے چھوڑ لیکن یہ رئیس المنافقین رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ کے باوجود اپنی درخواست پر اصرار کرتا رہا اور کہتا رہا کہ میرے حلیفوں کے بارے میں مجھ پر احسان کریں، یہ چار سو خوبصورت جسموں والے جوان اور تین سو زرہ پوشوں جنہوں نے مجھے سرخ وسیاہ سے بچایا تھا جنہیں آپ ایک ہی دن میں تہہ تیغ کر دیں گے، واللہ مجھے دوسری جماعتوں کے اٹھ کھڑے ہونے کا خطرہ ہے، بالآخر تنگ آ کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی درخواست منظور فرمالی۔ (۱)

فكلم فيهم عَبْد الله بْن أَبِي رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وألح عَلَيْهِ فَقَالَ: خَلُّوهُمْ، لَعَنَهُمْ اللهُ، وَلَعَنَهُ مَعَهُمْ! وتَرَكَهُمْ مِنْ الْقَتْلِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ الْمَدِينَةِ، وَلَا يُجَاوِرُوهُ بِهَا، فَخَرَجُوا إِلَى أَذْرُعَاتٍ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ، فَقَلَّ أَنْ لَبِثُوا فِيهَا حَتَّى هَلَكَ أَكْثَرُهُمْ

عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی جان بخشی پر بہت اصرار کیا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا انہیں چھوڑ دو اللہ ان پر اور ان کے ساتھ اس شخص پر بھی لعنت کرے، پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی جان بخشی کر دی اور حکم دیا کہ انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا جائے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ان کی جلاوطنی کا نگران مقرر فرمایا چنانچہ تین دن کے اندر یہ لوگ اپنے بال بچوں سمیت مدینہ سے نکل گئے اور شام کے مقام اذرعات پہنچے، یہاں کا موسم انہیں راس نہ آیا اور کچھ ہی دنوں میں اکثر کی موت واقع ہوگئی۔ (۲)

وَوَجَدُوا فِي حُصُونِهِمْ سِلَاحًا كَثِيرًا وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سِلَاحِهِمْ ثَلَاثَ قِسِيٍّ، قَوْسٌ تُدْعَى الْكَتُومَ كُسِرَتْ بِأُحُدٍ، وَقَوْسٌ تُدْعَى الرَّوْحَاءَ، وَقَوْسٌ تُدْعَى الْبَيْضَاءَ، وَأَخَذَ دِرْعَيْنِ مِنْ سِلَاحِهِمْ، دِرْعًا يُقَالُ لَهَا

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۸، الروض الانف ۵/۲۷۷، البداية والنهاية ۴/۵، عيون الآثر ۱/۳۴۳، مغازى واقدى ۱/۱۷۷

(۲) شرح الزرقانى على المواهب ۲/۳۵۲، مغازى واقدى ۱/۱۷۸، زادالمعاد ۳/۱۱۵، ابن ہشام ۲/۴۸

الصَّغْدِيَّةُ وَأُخْرَى فِضَّةُ، وَثَلَاثَةَ أَسْيَافٍ، سَيْفٌ قلعِيّ ، وسيف يقال له بتّاروَسَيْفٌ آخرُ، وَثَلَاثَةَ أَرْمَاح ،وَقَسَّمَ مَا بَقِيَ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَأَعْطَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ دِرْعًا لَهُ مَذْكُورَةً، يُقَالُ لَهَا السحْلُ،فَكَانَ أَوَّل مَا خُمِّسَ بَعْدَ بَدْرٍوَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى جَمْعَ الْغَنَائِمِ محمد بن مسلمة

ان کے اموال میں رسول اللہ ﷺ کو ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ بھی ملا، پندرہ روز بعد آپ واپس مدینہ تشریف لے آئے،رسول اللہ ﷺ نے اس مال کے پانچ حصے فرما کر ایک حصہ خمس جن میں تین کمانیں،جن میں ایک کا نام الْكَتُومَ تھا جس کا وصف یہ تھا کہ جب اس سے تیر پھینکا جاتا تو اس کی آواز نہ ہوتی تھی یہ کمان غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی ،دوسری کمان کا نام الرَّوْحَاءَ تھا،تیسری کا نام الْبَيْضَاءَ تھا،آپ ﷺ نے ان کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں لیں جن میں ایک کا نام الصَّغْدِيَّةُ تھا جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ داود علیہ السلام کی زرہ تھی جسے آپ نے جالوت کے قتل کے وقت پہن رکھا تھا،دوسری کا نام فِضَّةُ تھا، تین تلواریں لیں جن میں ایک کا نام سَيْفٌ دوسری کا نام بتّار اور ایک اور تلوار تھی اور تین نیزے لئے،اور باقی چار حصے دوسرے غازیوں میں تقسیم کر دیئے،آپ ﷺ نے ایک زرہ محمد بن مسلمہ کو عطا فرمائی،اور ایک زرہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی جس کو السّحْلُ کہا جاتا تھا،غزوہ بدر کے بعد یہ پہلا خمس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔اس کے علاوہ مال غنیمت میں سے بھی خمس نکالا گیا،غنائم جمع کرنے کا کام محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا۔[1]

مگر جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی حرارت تھی انہوں نے ان لوگوں سے حلیفانہ تعلقات کے باوجود اظہار بیزاری،نفرت اور برات کا اعلان کیا۔

عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَوَلَّى اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ، وَأَبْرَأُ مِنْ حِلْفِ هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ وَوِلَايَتِهِمْ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!میں آپ کے دشمنوں سے بری اور بیزار ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف آتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست اور حلیف بناتا ہوں اور کافروں کی دوستی اور عہد سے بری اور علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔[2]

ان کے اور عبداللہ بن ابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

---

[1] ابن ہشام ۴۷تا۴۹؍۲،ابن سعد۲۲؍۲،مغازی واقدی ۱۷۸؍۱، زادالمعاد۱۱۵؍۳

[2] ابن ہشام ۴۹؍۲،شرح الزرقانی علی المواھب۳۵۲؍۲

نٰدِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس شمار بھی پھر انہی میں ہے یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں، مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمہیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے اور اس وقت اہل ایمان کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھی ہیں؟ ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہو کر رہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے، تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکواۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنا لے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

دلیر اور بہادر یہودی قبیلہ بنو قینقاع کے جلاوطن ہونے سے اسلام کو بڑا فائدہ ہوا، لوگوں کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم ہو گیا اور اردگرد کے قبائل بنی نضیر اور بنی قریظہ بھی ڈر کر خاموش ہو رہے۔

یہودیوں کے سوالات:

یہودی رسول اللہ سے محض حسد، بغض اور تعصب کی بنا پر بکثرت ایسے سوالات کرتے رہتے تھے جن کا مقصد حق و باطل میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہوتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ دو یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے متعلق سوال کیا

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ ... ﴿۱۰۱﴾ [2]

---

[1] المائدۃ ۵۱تا۵۶

[2] بنی اسرایل ۱۰۱

ترجمہ:اور ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں عطا فرمائی تھیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ يَزِيدُ الْمُرَادِيّ: قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُواوَلَا تَزْنُوازنانه كرنا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَسْحَرُوا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً -أَوْ قَالَ: لَا تَفِرُّوا مِنَ الزَّحْفِ -شُعْبَةُ الشَّاكُّ،وَأَنْتُمْ يَا يَهُودُ، عَلَيْكُمْ خَاصَّةً أَنْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ، فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ،قَالَ:فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تَتَّبِعَانِي؟ قَالَا لِأَنَّ دَاوُدَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، دَعَا أَلَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخْشَى إِنْ أَسْلَمْنَا أَنْ تَقْتُلَنَا يَهُودُ

یزید مرادی سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں جواب دیا کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں،اللہ کا کسی کو شریک نہ بنانا چوری نہ کرنا اور جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا بجز حق کے،اور جادوگری نہ کرنا اور سود نہ کھانا اور جرم سے مبرا کسی کی شکایت بادشاہ کے پاس نہ لے جانا اور پارسا عورت کو زنا کی تہمت نہ لگانا اور اے یہود!خاص طور پر ہفتہ کے دن کے بارے میں غلو سے کام نہ لینا، یہ جواب سنکر دونوں یہودیوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دست و پاؤں مبارک چوم لئے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ واقعی ہی اللہ کے پیغمبر ہیں،آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر تمہیں اسلام قبول کرنے سے کیا امر مانع ہے؟انہوں نے عرض کیا داود علیہ السلام کی دعا تھی کہ میری نسل میں ضرور نبی ہو گئے اور ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم اسلام لے آئے تو یہودی ہمیں قتل کر ڈالیں گے۔ [1]

ضعیف روایت ہے اس کی سند میں عبداللہ بن سلمہ ضعیف راوی ہے۔

قَالُوا: أَخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ،قَالَ:تَنَامُ عَيْنَاهُ، وَلا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالُوا: أَخْبِرْنَا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ؟قَالَ: كَانَ يَشْتَكِي عِرْقَ النَّسَا، فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلائِمُهُ إِلا أَلْبَانَ كَذَا وَكَذَا - قَالَ أَبِي: قَالَ بَعْضُهُمْ: يَعْنِي الْإِبِلَ- فَحَرَّمَ لُحُومَهَاقَالُوا: صَدَقْتَ

ایک مرتبہ یہود نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ نبی کی کیا پہچان ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا،آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ توریت نازل ہونے سے پہلے اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر کونسا کھانا حرام کرلیا تھا؟ آپ نے فرمایا تم سے اس ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام بہت بیمار پڑ گئے اور آپ کی بیماری طویل ہوگئی تھی،پس انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس بیماری سے شفا عطا فرمائے گا تو وہ اپنا سب سے زیادہ پسندیدہ مشروب اور سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا خود پر حرام کرلیں گے،اور آپ کا مرغوب کھانا اونٹ کا گوشت تھا اور مرغوب مشروب اس کا دودھ تھا اس پر وہ مان گئے کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ [2]

[1] مسند احمد ۱۸۰۹۲

[2] مسند احمد ۲۴۸۳،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ ۳۱۱۷

ایک مرتبہ یہود نے رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلانے کے لئے کہا اس شخص میں بجز عورتوں اور نکاح میں دلچسپی کے اور کوئی بلند ہمتی کی بات نہیں ہے اگر وہ واقعی سچے نبی ہوتے تو نبوت کی گراں تر ذمہ داری انہیں عورتوں میں انہماک سے باز رکھتی، حالانکہ سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں اور نو سو باندیاں تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ [۱]

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا اور کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی خود لا دکھاتا، ہر دور کے لیے ایک کتاب ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ، إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَقَالَ: مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَقَالُوا: سَلُوهُ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الوَحْيُ، قَالَ: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلْ: الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا} [۲]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا، رسول اللہ ﷺ اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، اتنے میں کچھ یہودی آپ کے پاس سے گزرے، کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ان سے روح (حیات) کے متعلق سوال کرو (کہ اس کی حقیقت کیا ہے) ان میں سے کسی نے اس پر کہا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ دوسرا یہودی بولا کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو تم کو ناپسند ہو، رائے اس پر ٹھیری کہ روح کے بارے میں پوچھنا چاہیے چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا، نبی کریم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور اس بات کا کوئی جواب نہ دیا، میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ''یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔'' [۳]

چونکہ تورات میں بھی روح کے متعلق یہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک چیز ہے اسی لئے یہودی معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی تعلیم بھی تورات کے مطابق ہے یا نہیں؟ یا روح کے سلسلہ میں یہ بھی ملاحدہ وفلاسفہ کی طرح دور از کار باتیں کہتے ہیں۔

---

[۱] الرعد۳۸

[۲] الإسراء: 85

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة بنی اسرائیل بَابُ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ۴۷۲۱ ،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ سُؤَالِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ۷۰۵۹

روح کے بارے میں ستر اقوال ہیں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں ان پر خوب روشنی ڈالی ہے، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہاں روح سے مراد جان ہے یعنی لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح حیات کے متعلق پوچھا تھا کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کا جواب یہ دیا گیا کہ وہ اللہ کے حکم سے آتی ہے لیکن ربط عبارت کو نگاہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں روح سے مراد روح نبوت یا وحی ہے، جیسے ان آیات میں بیان ہوئی ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ [1]

ترجمہ: وہ اس رُوح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعہ نازل فرما دیتا ہے (اس ہدایت کے ساتھ کہ لوگوں کو) آگاہ کر دو، میرے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے، لہذا تم مجھی سے ڈرو۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝۱۵ [2]

ترجمہ: وہ بلند درجوں والا مالک عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل کر دیتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے خبردار کر دے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۲ [3]

ترجمہ: اور اسی طرح (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے مگر اس رُوح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو۔

اور سلف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے بھی یہی تفسیر اختیار کی ہے اور صاحب روح المعانی حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور سوال دراصل یہ تھا کہ وہ کیسے نازل ہوتے ہیں اور کس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر وحی کا القاء ہوتا ہے۔

أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ

[1] النحل ۲

[2] المومن ۱۵

[3] الشوریٰ ۵۲

إِنْ حَدَّثْتُكَ؟ قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، فَنَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ، فَقَالَ:سَلْ

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور بولا اے محمد السلام علیک! میں نے اس یہودی عالم کو اس زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا، یہودی عالم نے پوچھا تم مجھے دھکا کیوں دیتے ہو؟ میں نے کہا تو نام لینے کے بجائے اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میرا نام محمد علیہ السلام ہے جو میرے اہل خاندان نے رکھا ہے، یہودی عالم نے کہا میں آپ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا کیا تمہیں اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سن رہا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی لکڑی سے زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا پوچھو

فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ قَالَ: فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً؟ قَالَ:فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ الْيَهُودِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ:زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ، قَالَ: فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا؟ قَالَ:يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ:مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا قَالَ: صَدَقْتَ.

یہودی عالم نے کہا جس دن زمین وآسمان بدل جائیں گے اس دن سب کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ پل صراط کے قریب تاریکی میں ہوں گے، اس نے پوچھا سب سے پہلے (جنت میں جانے کی) اجازت کس کو ملے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فقراء مہاجرین کو، اس نے پوچھا کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو (سب سے پہلے) ان کو تحفتاً کیا چیز دی جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مچھلی کی کلیجی، اس نے پوچھا اس کے بعد انہیں کیا غذا دی جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرتا ہوگا، اس نے پوچھا ان کو پینے کے لئے کیا چیز دی جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے، یہودی عالم نے کہا آپ نے سچ فرمایا

قَالَ: وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ. قَالَ:يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟ قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ. قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ؟ قَالَ:مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا، فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ، أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ، آنَثَا بِإِذْنِ اللهِ. قَالَ الْيَهُودِيُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى أَتَانِيَ اللهُ بِهِ

پھر اس نے کہا میں آپ سے ایسی بات پوچھنے آیا ہوں کہ روئے زمین پر اسے سوائے ایک دو آدمیوں کے یا نبی کے کوئی نہیں جانتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں بتادوں گا تو کیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سن رہا ہوں، میں آپ سے یہ سوال کرنے آیا ہوں کہ لڑکا یا لڑکی کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے جب وہ دونوں جمع ہوتے ہیں تو اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے، اس یہودی نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں بیشک آپ نبی ہیں یہ کہہ کر وہ چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سوالات اس نے مجھ سے پوچھے تھے مجھے ان کا علم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرمایا۔ (۱)

یہودیوں کی شرارتیں:

پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ذکر ہے،

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ اليَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ واللعْنَةُ،قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُواقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ

ام المومنین عائشہ سے مروی ہے ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا السَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی تم کو موت آئے) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں، میں نے کہا تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب نازل ہو سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رہنے دو (ایسے نہ کہو) بیشک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے، تم بھی نرمی کو اپنے اوپر لازم کرلو، سختی اور تند کلامی سے پرہیز کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ میں نے وَعَلَيْكُمْ کہہ دیا تھا یعنی میں نے اسی چیز کو لوٹا دیا تھا، میری بد دعا ان کے حق میں قبول ہوگی، ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہیں ہوگی۔ (۲)

غزوہ سویق

پانچ ذی الحجہ دو ہجری

مدینہ منورہ میں یہود اور منافقین اپنی ریشہ دانیوں میں سرگرم تھے تو مکہ مکرمہ میں صفوان بن امیہ اور ابوسفیان اپنی قوم کی طاقت و قوت کا اظہار کر کے ان کے مردہ جسموں میں ایک روح پھونکنا چاہتے تھے، غزوہ بدر کے بعد ابوسفیان نے یہ نذر مانی تھی

نَذَرَ أَنْ لَا يَمَسَّ رَأْسَهُ مَاءٌ مِنْ جَنَابَةٍ حَتَّى يَغْزُوَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ، وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا ۷۱۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الرِّفْقِ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ ۶۰۲۴، وبَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا ۶۰۳۰

جب تک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا اس وقت تک سر میں تیل نہیں ڈالے گا اور نہ غسل جنابت کرے گا۔[1]

فَخرج فِي مِائَتي رَاكِبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، لِيَبَرَّ يَمِينَهُ، فَسَلَكَ النَّجْدِيَّةَ، حَتَّى نَزَلَ بِصَدْرِ قَنَاةٍ إِلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: ثَيْبٌ ، مِنْ الْمَدِينَةِ عَلَى بَرِيدٍ أَوْ نَحْوِهِ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ اللَيْلِ، حَتَّى أَتَى بَنِي النَّضِيرِ تَحْتَ اللَيْلِ، فَأَتَى حُيَيَّ ابْنَ أَخْطَبَ، فَضَرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَبَى أَنْ يَفْتَحَ لَهُ بَابَهُ وَخَافَهُ، فَانْصَرَفَ عَنْهُ إِلَى سَلَّامِ بْنِ مِشْكَمٍ، وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي النَّضِيرِ فِي زَمَانِهِ ذَلِكَ، وَصَاحِبَ كَنْزِهِمْ ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَهُ،فَقَرَّاهُ وَسَقَاهُ، وَبَطَنَ لَهُ مِنْ خَبَرِ النَّاسِ،فَأَتَوْا نَاحِيَةً مِنْهَا، يُقَالُ لَهَا: الْعَرِيضُ، فَحَرَقُوا فِي أَصْوَارٍ مِنْ نَخْلٍ بِهَا، وَوَجَدُوا بِهَا رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ وَحَلِيفًا لَهُ فِي حَرْثٍ لَهُمَا، فَقَتَلُوهُمَا، ثُمَّ انْصَرَفُوا رَاجِعِينَ ، وَنَذِرَ بِهِمْ النَّاس

چنانچہ غزوہ بدر کے دو ماہ بعد وہ اپنی نذر پوری کرنے کے لئے دو سو شتر سواروں کے ہمراہ نکل کر مدینہ منورہ سے تقریباً آٹھ میل دور ایک پہاڑ ثَيْبٌ کے دامن میں وادی قَنَاةٍ کے سرے پر ایک نہر کے کنارے پر اترا، یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک منزل کے قریب فاصلہ پر ہے مگر دو سو مسلح سواروں اور کافی مقدار میں زاد راہ ہونے کے باوجود اسے مدینہ منورہ پر شب خون مارنے کی ہمت نہ ہوئی، اس لئے جب رات ہوئی تو خفیہ طور پر یہودیوں کے محلہ بنونضیر میں آ کر طاقتور یہودی قبیلے کے سردار حیی بن اخطب (جوام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ تھا) کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر اس نے مسلمانوں کے خوف سے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا، وہاں سے مایوس ہو کر وہ بنونضیر کے مشہور سردار اور خزانچی سلام بن مشکم کے در پر آیا اس نے ابوسفیان کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا، اس نے ابوسفیان کی خوب خاطر تواضع کی اور مسلمانوں کی موجودہ صورت حال سے ضروری اطلاعات بہم پہنچائیں، ابوسفیان نے سلام بن مشکم سے کیا راز سنے تاریخ ان کی تفصیلات کے متعلق خاموش ہے، اس طرح ابوسفیان کی اپنے دیرینہ رفیق عبداللہ بن ابی سے کوئی ملاقات ہوئی یا نہیں اس سلسلہ میں بھی تاریخ سے کوئی راہبری نہیں ملتی لیکن ابوسفیان جیسے ذہن شخص سے یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ انہوں نے اس سنہری موقع کو کھو دیا ہو گا، الغرض یہ کہ اس خیال وقیاس کے مطابق ابوسفیان کا سفارتی سفر دو پہلوؤں سے خاص طور پر کامیاب ہوا، اولاً، مدینہ کی اسلامی ریاست میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور یہود مدینہ کے درمیان عہد نامے کی موجودگی کے باوجود یہود کو توڑنے اور انہیں ریاست کے اندر گڑبڑ پھیلانے پر اکسانے میں کامیاب ہوئے، دوم، نام نہاد مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے جو ریاست کے اہم راز فاش کرنے اور اہم مواقع پر سبوتاژ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں منافق کے نام سے مردود قرار پایا، ابوسفیان ساری صورت حال سے باخبر ہو کر پچھلی رات واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور چند سواروں کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا جنھوں نے مدینہ کے مضافاتی مقام الْعَرِيضُ پر حملہ کر دیا اور کھجوروں کا ایک باغ جلا ڈالا اور معبد بن عمرو انصاری اور ان کے ایک حلیف کو جو اس باغ میں کھیتی باڑی کرتے تھے اور سو رہے تھے قتل کر کے واپس بھاگ گئے،

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِمْ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ بَشِيرَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، وَهُوَ أَبُو لُبَابَةَ حَتَّى

---

[1] ابن ہشام ۲،۴۴ ،۲،الروض الانف ۵،۳۸۹، عیون الآثر ۱،۳۴۵،۱،البدایة والنہایة ۳،۴۱۶

بَلَغَ قَرْقَرَةَ الْكُدْرِ، ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا، وَقَدْ فَاتَهُ أَبُو سُفْيَانَ وَأَصْحَابُهُ،وَقَدْ رَأَوْا أَزْوَادًا مِنْ أَزْوَادِ الْقَوْمِ قَدْ طَرَحُوهَا فِي الْحَرْثِ يَتَخَفَّفُونَ مِنْهَا لِلنَّجَاءِ،فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ السَّوِيقِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ، حَيْنَ رَجَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَطْمَعُ لَنَا أَنْ تَكُونَ غَزْوَةً؟ قَالَ: نَعَمْ.

جب اس واقعہ کی اطلاع آپ ﷺ کو ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ پر ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہما کو اپنا قائم مقام بنایا اور دو سو مہاجرین وانصار کی جمعیت لیکر کفار کی تلاش میں قرقرالکدر تک تشریف لے گئے لیکن وہ بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے، کفار کے پاس زاد راہ کی کثرت تھی جو بھاگنے میں مانع ہو رہی تھی اس لئے بوجھ کم کرنے کے لئے بھاگتے ہوئے کافی مقدار میں ستو اور دوسرا سامان پھینکتے چلے گئے، مسلمان ان کے تعاقب میں تھے،انہوں نے گرے ہوئے ستو اٹھا لئے جو ان کے کام آیا اس طرح اس غزوہ کا نام ہی غزوہ سویق (ستو) پڑ گیا پھر رسول اللہ ﷺ لڑائی کئے بغیر بخیر وعافیت واپس مدینہ تشریف لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری کفار ومشرکین سے مڈبھیڑ تو نہیں ہوئی، کیا ہمیں جہاد کا ثواب ملے گا، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ [1]

عید الاضحیٰ

دس ذی الحجہ دو ہجری

غزوہ سویق سے آپ نو ذلحجہ کو واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحًى إِلَى الْبَقِيعِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ،ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ وَقَالَ:إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يَوْمِنَا هَذَا، أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ،فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ؟ قَالَ: اذْبَحْهَا، وَلاَ تَفِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ،قَالَ:اذْبَحْهَا، وَلاَ تَفِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دس ذلحجہ کو نبی کریم ﷺ عید الاضحیٰ کے دن بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عید پڑھائیں، پھر ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا سب سے مقدم عبادت ہمارے اس دن کی یہ ہے کہ پہلے ہم نماز پڑھیں پھر (نماز اور خطبے سے لوٹ) کر قربانی کریں، جو ایسا کرے گا اس نے ہماری سنت کے مطابق کام کیا اور جس نے نماز عید الاضحیٰ سے قبل قربانی کرلی تو وہ محض گوشت کی بکری ہے جو اس نے اپنے اہل وعیال کے لئے ذبح کی ہے، قربانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں، آپ کا یہ ارشاد سن کر ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہما انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے لہذا میں نے جلدی سے قربانی کرلی میں نے خود بھی گوشت کھایا اور اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ محض گوشت کی بکری ہے، انہوں نے عرض کیا میرے پاس ایک دنبہ کا بچہ ہے جو گوشت کے لحاظ سے بکری سے زیادہ ہے بلکہ دو بکریوں سے زیادہ مجھے محبوب

---

[1] ابن ہشام ۴۵،۴۴/۲، زادالمعاد ۱۷۰/۳

ہے کیا وہ قربانی کے لئے کافی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خیر تم اسی کو ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے ایسی پٹھیا جائز نہ ہو گی [۱]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے آپ نے دو مینڈھے قربانی کیے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی قربانی کا حکم فرمایا، مسلمانوں کی یہ پہلی عید الاضحیٰ تھی۔ [۲]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی فضیلت:

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِه،فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ

سعد بن ابو وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی ،اس وقت قریش کی کچھ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کر رہی تھیں، جب ان قریشی عورتوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگتے ہوئے سنا تو فوراً پردے کے پیچھے چھپ گئیں، اب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجرے کے اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اس وقت مسکرا رہے تھے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رہے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلاَءِ اللاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الحِجَابَ،فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ،ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلاَ تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِيهًا يَا ابْنَ الخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ، إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ عورتیں جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تمہاری آواز سنتے ہی پردہ کے پیچھے چلی گئیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ زیادہ حق دار ہیں کہ آپ سے ڈریں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں سے کہا اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ عورتوں نے جواب دیا ہاں اے عمر! تم رسول

---

[۱] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ اسْتِقْبَالِ الإِمَامِ النَّاسَ فِي خُطْبَةِ العِيدِ۹۷۶، وبَابُ كَلاَمِ الإِمَامِ وَالنَّاسِ فِي خُطْبَةِ العِيدِ، وَإِذَا سُئِلَ الإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ ۹۸۳، وبَابُ الأَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ عن براء ۹۵۴، صحیح مسلم کتاب الاضاحی بَابُ وَقْتِهَا ۵۰۷۰

[۲] سنن ابو داؤد کتاب الضحایا بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا ۲۷۹۵

اللہ ﷺ سے زیادہ سخت ہو (یعنی تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سختی کرتے ہو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جس کسی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے [1]

منذر بن ابو اسید رضی اللہ عنہ کی پیدائش:

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:أَيْنَ الصَّبِيُّ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:مَا اسْمُهُ،قَالَ: فُلاَنٌ، قَالَ:وَلَكِنْ اسْمُهُ المُنْذِرُ، فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ المُنْذِرَ

سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابو اسید رضی اللہ عنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس (بچہ) کو اپنی ران پر لٹایا، ابو اسید رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی چیز تھی، آپ اس میں مشغول ہو گئے ابو اسید رضی اللہ عنہ کے اشارے پر بچے کو رسول اللہ ﷺ کی ران سے اٹھا کر گھر بھیج دیا گیا جب نبی کریم ﷺ اس کام سے فارغ ہوئے تو پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اسے واپس گھر بھیج دیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس کا کیا نام ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بچے کا نام بتلایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا نام منذر رہے، ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اسی دن اپنے بچے کا نام بدل کر منذر رکھ دیا۔ [2]

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کا نکاح:

رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی، سب سے پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی چال آپ ﷺ کی چال کی مانند تھی جوان ہو چکی تھیں

عن علباء بن أحمر اليشكري أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَطَبَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ انْتَظِرْ بِهَا الْقَضَاءَ،فَذَكَرَ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: رَدَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ،ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعُمَرَ: اخْطُبْ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهَا فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لأَبِي بَكْرٍ: انْتَظِرْ بِهَا الْقَضَاءَ، فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ: رَدَّكَ يَا عُمَرُ،ثُمَّ إِنَّ أَهْلَ عَلِيٍّ قَالُوا لِعَلِيٍّ: اخْطُبْ فَاطِمَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهَا فَزَوَّجَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ عَلِيٌّ بَعِيرًا لَهُ وَبَعْضَ مَتَاعِهِ فَبَلَغَ أَرْبَعَمِائَةٍ وَثَمَانِينَ ، فَقَالَ له النبي: اجْعَلْ ثُلُثَيْنِ فِي الطِّيبِ وَثُلُثًا فِي الْمَتَاعِ

علباء بن احمر یشکری سے مروی ہے ہجرت مدینہ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے نبی کریم ﷺ کو پیغام نکاح دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کے عقد کے لئے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا منتظر ہوں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر سیدنا

[1] صحیح بخاری فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ القُرَشِيِّ العَدَوِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۶۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عن سعد بن ابی وقاص ۲۳۹۶

[2] صحیح بخاری کتاب الاداب بَابُ تَحْوِيلِ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ ۶۱۹۱

عمر رضی اللہ عنہ سے کیا انہوں نے کہا اے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ جواب درحقیقت انکار ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ پیغام نکاح دیں، سوانہوں نے بھی پیغام نکاح دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی مثل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جواب دیا کہ میں اللہ کے فیصلے کا منتظر ہوں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں بھی انکار ہو گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بھی جوان ہو چکے تھے اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے اہل خانہ نے کہا کہ تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح دو، انہوں نے کہا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد میرے لئے کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ لیکن انہیں کہا گیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہو (یعنی تمہارے حق میں قرابت کی وجہ سے قبولیت کی زیادہ امید ہے) سوانہوں نے پیغام نکاح دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کی تیاری کے لئے ایک اونٹ اور گھریلو سامان چار سو اسی (۴۸۰) درہم میں فروخت کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے دو ثلث خوشبو اور ایک ثلث سامان خریدنے میں صرف کر دو۔ [۱]

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عليا خطب فاطمة فقال له النبي مَا تُصْدِقُهَا؟ قَالَ: مَا عِنْدِي مَا أُصْدِقُهَا،قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِي كُنْتُ مَنَحْتُكَ؟ قَالَ: عِنْدِي ، قَالَ: أَصْدِقْهَا إِيَّاهَا .قَالَ: فَأَصْدَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، قَالَ عِكْرِمَةُ: كَانَ ثَمَنُهَا أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ

عکرمہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے پیغام نکاح دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہر کس قدر دو گے؟ انہوں نے کہا مہر دینے کے لئے تو میرے پاس کچھ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری خطمیہ نامی زرع کہاں ہے جو میں نے تمہیں تحفہ دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو میرے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی مہر کے طور پر دے دو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ زرع مہر کے طور پر دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے ساتھ فرما دیا، عکرمہ کہتے ہیں اس زرع کی قیمت چار درہم تھی۔ [۲]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اپنی زرہ بیچ دو اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ تا کہ میں تمہارے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے (ایسا سامان وغیرہ) تیار کروں جو تم دونوں کے لیے اچھا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی زرہ اٹھائی اور اسے بیچنے کے لیے بازار کی طرف چل نکلا، وہ زرہ میں نے چار سو درہم کے عوض عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ ڈالی جب میں نے ان سے درہم لے لیے اور انہوں نے مجھ سے زرہ لے لی تو وہ کہنے لگے اے ابو الحسن رضی اللہ عنہ! کیا اب میں زرہ کا حقدار اور تم درہم کے حق دار نہیں ہو؟ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں، اس پر انہوں نے کہا پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے، میں نے زرہ بھی لے لی اور درہم بھی لے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا میں نے زرہ اور درہم دونوں چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر کی۔

عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ الْيَشْكُرِيِّ أَنَّ [عَلِيًّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ فَبَاعَ بَعِيرًا لَهُ بِثَمَانِينَ وَأَرْبَعِ مِائَةِ

[۱] ابن سعد۱۶/۸

[۲] ابن سعد۱۷/۸، مسند احمد۶۰۳

دِرْهَمٍ، فقال النبي: اجْعَلُوا ثُلُثَيْنِ فِي الطِّيبِ وَثُلُثًا فِي الثِّيَابِ

علباء بن احمد یشکری سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو نکاح کی تیاری کے سلسلے میں اپنا ایک اونٹ چار سو اسی (۴۸۰) درہم کا فروخت کیا اور رقم لے کر حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس رقم کا دو ثلث خوشبو اور ایک ثلث کپڑوں پر صرف کرو۔ ①

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔۔۔ اور اپنے ہی آدمی انصار میں سے، چنانچہ میں گیا اور ان کو بلا لایا جب سب حضرات اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے چار سو مثقال چاندی کے عوض کر دیا ہے۔ ②

عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ:قَالَ عَلِيٌّ: لَقَدْ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ وَمَا لِي وَلَهَا فِرَاشٌ غَيْرُ جِلْدِ كَبْشٍ نَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَنَعْلِفُ عَلَيْهِ النَّاضِحَ بِالنَّهَارِ. وَمَا لِي وَلَهَا خَادِمٌ غَيْرُهَا

مجالد عامر سے اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حال یہ تھا کہ میرے اور ان کے لئے دنبہ کی ایک کھال کے سوا اور کوئی بستر نہ تھا، ہم رات کو اس پر سو جاتے اور دن کو اسی پر اونٹ کے لئے چارہ رکھ دیتے اور اس وقت ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا۔ ③

مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَزَوَّجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَاطِمَةَ بِنْت رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ بَعْدَ مَقْدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ بِخَمْسَةِ أَشْهُرٍ وَبَنَى بِهَا مَرْجِعَهُ مِنْ بَدْرٍ وَفَاطِمَةُ يَوْمَ بَنَى بِهَا عَلِيٌّ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً

محمد بن عمر بن علی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ماہ رجب میں ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ ماہ کے بعد ہوا اور رخصتی غزوہ بدر سے واپسی پر ہوئی، اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

وهي ابنة خمس عشرة سنة وخمسة أشهر أو ستة أشهر ونصف وسنة يومئذ إحدى وعشرون سنة وخمسة أشهر

ایک روایت میں ہے اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ کی تھی۔ ④

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز تیار کیا جائے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ. قَالَ:لَمَّا زَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاطِمَةَ كَانَ فِيمَا جُهِّزَتْ بِهِ سَرِيرٌ مَشْرُوطٌ وَوِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَتَوْرٌ مِنْ أَدَمٍ وقربة، قال: وجاؤوا بِبَطْحَاءَ فَطَرَحُوهَا فِي الْبَيْت

---

① ابن سعد ۸/۱۸

② تاریخ مسعودی

③ ابن سعد ۸/۱۸

④ شرح الزرقانی علی المواہب ۲/۳۵۸

عکرمہ سے منقول ہے جب رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو جہیز میں علاوہ دیگر سامان کے ایک بنی ہوئی چارپائی، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ ایک لگن اور مشکیزہ دیا، لوگ بطحاء میں آئے اور جملہ سامان گھر پہنچا دیا۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز کے ساتھ روانہ کیا جس میں کھجور کے پتوں سے بنا ہوا پلنگ، ایک لحاف، ایک چمڑے کا گدا اور چمڑے کا تکیہ جن میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹی کے گھڑے تھے۔ (۲)

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: فَلَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لِعَلِيٍّ: اطْلُبْ مَنْزِلا، فَطَلَبَ عَلِيٌّ مَنْزِلا فَأَصَابَهُ مُسْتَأْخِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلِيلا. فَبَنَى بِهَا فِيهِ،فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْبِنَاءِ قَالَ: لا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتَّى تَلْقَانِي، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ بِإِنَاءٍ فَتَوَضَّأَ فِيهِ ثُمَّ أَفْرَغَهُ عَلَى عَلِيٍّ ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي نَسْلِهِمَا

ابوجعفر سے روایت ہے جب عروسی کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ کرایہ کا کوئی مکان حاصل کر لیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک گھر تلاش کر لیا اور نبی ﷺ کی منتقلی کے کچھ ہی عرصے کے بعد وہ اپنے نئے مکان میں منتقل ہو گئے اور اسی مکان میں رخصتی عمل میں آئی، رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شب عروسی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پہلے مجھ سے مل لینا پھر اپنی اہلیہ سے کوئی بات کرنا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پانی منگوا کر وضو فرمایا پھر وہ پانی علی رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان دونوں میں ان دونوں کے اوپر اور ان دونوں کی نسل میں برکت عطا فرما۔ (۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا ولیمہ:

جب رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو اس میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو ایک اونٹنی اور ایک اونٹنی مزید خمس میں سے عنایت فرمائی تھی۔

أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي، فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَّاغِينَ، وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ، وَالغَرَائِرِ، وَالحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، رَجَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدْ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ

(۱) ابن سعد ۱۹/۸

(۲) مسند احمد ۸۱۹

(۳) ابن سعد ۱۷/۸

ذَلِكَ المَنْظَرَ مِنْهُمَا، فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ فَقَالُوا: فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا البَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الأَنْصَارِ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر کے مال غنیمت سے میرے حصہ میں ایک جوان اونٹنی آئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جوان اونٹنی خمس کے مال میں سے عطا فرمائی تھی، جب ارادہ ہوا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت کروں تو بنی قینقاع (قبیلہ یہود) کے صاحب سے جو سنار تھے میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس (جنگل سے) لائیں، میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس لا کر سناروں کو فروخت کر دوں گا اور اس کی رقم سے میں اپنی شادی کا ولیمہ کروں گا، ابھی میں ان دونوں اونٹنیوں کا سامان پالان ، بوریاں اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا اور میری دونوں اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب میں سارا سامان اکٹھا کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر کر اندر سے ان کی کلیجی نکال لی گئی ہیں، (یہ حیران کن منظر) دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہ کر سکا اور بے اختیار رو دیا، میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے ؟ تو لوگوں نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے اور حمزہ رضی اللہ عنہ چند شراب خور انصاریوں کے ساتھ اسی گھر میں موجود ہیں، حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی عورت نے ایک شعر سنایا تھا اے حمزہ! صحن میں بیٹھی ان موٹی موٹی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لئے اٹھو، (یہ سن کر) حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر اٹھے اور ان اونٹنیوں کے کوہانوں کو کاٹ دیا اور ان کی کھوکھوں کو پھاڑ ڈالا، اور ان کے کلیجے نکال دیئے

فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ؟، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا رَأَيْتُ كَاليَوْمِ قَطُّ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ، فَارْتَدَى، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ البَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ خطرناک منظر دیکھا تو میں اسی وقت وہاں سے واپس آ گیا اور سیدھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا، آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے کے آثار سے سمجھ گئے کہ میں کسی بڑے صدمے میں ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج کے دن جیسا صدمہ کبھی نہیں دیکھا، حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری اونٹنیوں پر ظلم کر دیا، دونوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کھوکھیں پھاڑ ڈالیں، ابھی بھی وہ اسی گھر میں کئی یاروں کے ساتھ شراب کی مجلس جمائے ہوئے موجود ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنی چادر مانگی اور اسے اوڑھ کر پیدل ہی چل پڑے، میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے، آ کر جب وہ گھر آ گیا جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے،

فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنُوا لَهُمْ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ، مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ،

فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى، وَخَرَجْنَا مَعَهُ

تو آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی، وہ لوگ شراب پی رہے تھے، حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس فعل پر ملامت کرنا شروع کی، حمزہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں شراب کے نشے سے مخمور اور سرخ ہو رہی تھیں، انہوں نے نظر اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھا پھر نظر ذرا اور اوپر اٹھائی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں کی طرف دیکھا پھر نگاہ اٹھا کر آپ کی ناف کی طرف دیکھنے لگے، پھر آپ کے چہرہ مبارک پر جما دی، پھر کہنے لگے کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو، یہ حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نشہ میں مبتلا ہیں تو الٹے پاوں باہر تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ باہر نکل آئے۔ [1]

اس وقت تک ام الخبائث شراب حرام نہیں ہوئی تھی، دونوں اونٹنیاں تو ولیمہ میں کام نہ آسکیں پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ولیمہ کا کھانا جو کا دلیہ، کھجور اور کھجور، ستو اور (گھی سے بنا ہوا حلوہ) حسیس تیار فرمایا۔

ایک روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ولیمہ میں سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے دنبہ ذبح کیا گیا تھا اور انصار کی ایک جماعت کی طرف سے مکی کا دلیہ تیار کیا گیا تھا۔

فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُحَوِّلَكِ إِلَيَّ، فَقَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ: فَكَلِّمْ حَارِثَةَ بْنَ النُّعْمَانِ أَنْ يَتَحَوَّلَ عَنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ:قَدْ تَحَوَّلَ حَارِثَةُ عَنَّا حَتَّى قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ،فَبَلَغَ ذَلِكَ حَارِثَةَ فَتَحَوَّلَ وَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَوِّلُ فَاطِمَةَ إِلَيْكَ وَهَذِهِ مَنَازِلِي وَهِيَ أَسْقَبُ بُيُوتِ بَنِي النجار بك. وإنما أنا وما لي لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ الْمَالُ الَّذِي تَأْخُذُ مِنِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي تدع فقال رسول الله صَدَقْتَ. بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ. فَحَوَّلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ حَارِثَةَ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد نبی کریم ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں اپنے قریب ہی رکھنا چاہتا ہوں، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ حارثہ بن نعمان سے کہیں کہ وہ اپنا مکان تبدیل کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے پہلے ہی اس سے مکان تبدیل کروا چکا ہوں اب ان سے کچھ کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے، کسی نہ کسی طرح یہ خبر حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تک جا پہنچی کہ آپ مکان لینا چاہتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے یہ سنا ہے کہ آپ بنونجار فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں، یہ میرے گھر ہیں اور یہ بنونجار کے گھروں میں سے آپ کے سب سے زیادہ نزدیک ہیں (سو آپ ان میں سے جو چاہیں قبول فرما لیں) میں اور میرا مال سب اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب فَرْضِ الْخُمُسِ ۳۰۹۱، صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ، وَبَيَانِ أَنَّهَا تَكُونُ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ، وَمِنَ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالزَّبِيبِ، وَغَيْرِهَا مِمَّا يُسْكِرُ ۵۱۲۷،سنن ابوداودکتاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابٌ فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمُسِ، وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى ۲۹۸۶

ﷺ!اللہ کی قسم!جو مال آپ مجھ سے لے لیں گے وہ اس چھوڑ دینے والے مال سے زیادہ محبوب ہوگا،ان کے جذبہ ایثار وقربانی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے صحیح کہا اللہ تجھے برکت دے،چنانچہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ وہ مکان چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہوگئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس مکان میں لااتارا۔[1]

[1] ابن سعد ۱۹/۸